

جلد نمبر ۱۴

۱۴

سُورَةُ الصَّف

- ★ یہ سورہ مبارکہ مدینہ ہے اور اس کی آیات بسم اللہ سمیت پندرہ ہیں۔
- ★ اس سورہ کا نام سورہ حارین اور سورہ عیسیٰ بھی ہے۔ یہ سورہ تغابن کے بعد نازل ہوا۔
- ★ حضورؐ نے فرمایا جو شخص سورہ عیسیٰ کی تلاوت کرے جب تک زندہ رہے گا حضرت عیسیٰؑ اس کے لئے استغفار کریں گے اور قیامت کے روز بھی وہ حضرت عیسیٰؑ کا رفیق جنت میں قرار دیا جائے گا (مجمع)۔
- ★ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص سورہ صفت کو فرائض و نوافل میں ہمیشہ پڑھتا رہے تو خدا اس کو بروز محشر ملائکہ و انبیاء کی صفوں میں جگہ دے گا۔
- ★ مروی ہے کہ جو شخص سفر میں اس کی تلاوت جاری رکھے وہ سفر میں محفوظ رہے گا اور ہر آنے والی مصیبت سے مامون ہوگا۔

نذرانہ عقیدت برائے علامہ حسین بخش جاڑا۔ اعلیٰ اللہ مقامہ • نتیجہ فکر مولانا محمد بخش جھکانہ آن حاجی مورا۔ ڈی۔ آئی۔ خان

عالم باعمل تھے علامہ حسین بخش
تدریس میں تحریر میں، تقریر میں ضرور
مرحوم مولانا کی تھیں ان گنت خوبیاں
علمائے صالحین کے زمرہ میں بالخصوص
پیش نظر تھے جتنے مسائل مشکلمہ
یاد خدا، نبی و علیؑ اہلبیتؑ سے
اللہ کے کارخانے کی قدرت میں بے گماں
باب الغف ہے جاڑا ہمیشہ کی یادگار
سائل بجانب حق ہے کہنے میں بالیقین

فاضل بے بدل تھے علامہ حسین بخش
کہنے دو بے مثل تھے علامہ حسین بخش
ایسے صاحب فضل تھے علامہ حسین بخش
بیشک نمبر اول تھے علامہ حسین بخش
انہی کا ایک حل تھے علامہ حسین بخش
غافل نہ ایک پل تھے علامہ حسین بخش
بالکل نئی شکل تھے علامہ حسین بخش
اسکی پر نسیل تھے آدم حسین بخش
بس فاضل اجل تھے علامہ حسین بخش

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ②

تسبیح گزار ہے اللہ کے لئے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ③ كَبُرَ مَقْتًا

اے ایمان والو! تم کیوں کہتے ہو ایسی بات جو خود کرتے نہیں ہو اللہ کے نزدیک

عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ④ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ

سخت ناراضگی کا باعث ہے یہ کہ کہو ایسی بات جو کر کے نہ دکھاؤ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے اُن کو

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُم بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ ⑤

جو اللہ کی راہ میں جہم کر لڑتے ہیں جس طرح سیسہ پلائی بنوئی دیوار ہوتی ہے

لِمَ تَقُولُونَ ۚ یہ آیت مجیدہ تمام ان لوگوں کے لئے ماقیامت سرزنش ہے جن کا عمل

ان کے قول کے موافق نہ ہو لیکن نزول کے لحاظ سے بعض کہتے ہیں یہ اس قوم کی سرزنش کے لئے ہے جنہوں نے جنگ سے پہلے بڑے بڑے دعوے کئے تھے لیکن عین جنگ کے دوران میں فرار کر گئے تھے چنانچہ احد کے دن رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے حتیٰ کہ حضور کا چہرہ اقدس بھی زخمی ہوا اور دندان مبارک بھی شہید ہو گئے اور مروی ہے کہ شہداء بدر کے فضائل جب لوگوں نے سنے تو انہوں نے خواہش کی کہ آئندہ جنگ میں ہم ضرور شریک ہو کر درجہ شہادت پر فائز ہوں گے لیکن جنگ احد میں وہ بھی فرار کر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے ایک دفعہ حضور سے خواہش کی کہ ہمیں تمام اعمال میں سے بہترین عمل کی نشاندہی کی جائے تو آپ نے ایمان خالص اور جہاد کا ذکر فرمایا۔ پس جہاد کا نام سن کر اُن کے حوصلے پست ہو گئے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ جنگ بدر میں ایک کافر مسلمان کے لئے نہایت مصیبت کا باعث بنا ہوا تھا تو موقعہ پا کر اس کو صہیب نے قتل کر دیا لیکن ایک دوسرے صاحب نے جو جنگ میں صرف تماشائی رہا کرتا تھا۔ نہ کسی کو مارتا تھا اور نہ کسی سے مار کھاتا تھا۔ فوراً خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اُس کافر کو میں نے مارا ہے چنانچہ حضور خوش ہوئے کسی نے صہیب سے ذکر کیا کہ جس کو تو نے مارا ہے فلاں شخص نے حضور کے سامنے دعویٰ کیا ہے

رکوع ۹

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ لِمَ تُوذُّونَنِي وَقَدْ تَعْلَمُونَ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف

أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ

اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں پس جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور خدا

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ① وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

نہیں ہدایت کرتا فاسق لوگوں کو اور جب کہا حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نے

يَبْنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ

اے اولاد یعقوب میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں تصدیق کرنے والا ہوں اس کی جو مجھ سے پہلے تھی

کہ میں نے اس کو مارا ہے تم فوراً جاؤ اور اس حقیقت سے نقاب کشائی کرو صہیب نے کہا میں نے خوشنودی خدا کے لئے دشمن دین کو قتل کیا ہے نہ کہ خود غنائی کے لئے پس کسی دوسرے آدمی نے پیغمبر سے ذکر کر دیا کہ حضورؐ: فلاں کافر کو تو صہیب نے قتل کیا تھا یعنی جس حضرت نے اپنی ناموری کی خاطر اس کا قتل اپنی طرف منسوب کیا ہے اُس نے غلط کہا ہے پس حضورؐ: صہیب کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کیا یہ بات درست ہے تو صہیب نے عرض کی۔ جی ہاں ایسا ہی ہے۔ بہر کیف کرسی نبوت کے ارد گرد وقت گزارنے والوں میں زبان کے بہادروں کی بہتات تھی جو بات کرنے میں سب سے پیش پیش نظر آتے تھے لیکن میدان میں ان کا شمار آخری صف میں ہوا کرتا تھا تاکہ پسپائی کی صورت میں وہ سب سے اول نظر آئیں چنانچہ مذکورہ آیتیں ایسے بہادروں کو سرزنش کر رہی ہیں کہ جو کام کر نہیں سکتے ہو اس کا زبان سے دعویٰ نہ کیا کرو۔ اور انہیں خداوند کریم نے ان بہادروں کی تعریف فرمائی جو میدان میں کوہ گراں کی طرح جم کر ٹٹتے ہیں اور بڑے سے بڑے طاقتور دشمنوں کو تہ تیغ کر کے اسلامی وقار کی سر بلندی کا باعث بنتے ہیں چنانچہ انہی کو خدا نے اپنا محبوب ٹھہرایا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ حضرت حمزہؓ اور عبیدہ بن حارث کے حق میں اتری ہے۔

اور بعض روایات میں ان کے علاوہ سہل بن ضعیف اور حارث بن ابی وجانہ انصاری کا نام مذکور ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ ۖ هَٰذَا سَيِّئُ الَّذِي كُنْتُمْ عَٰمِلِينَ فِيهِ ۖ فَصَلُّوا لِرَبِّكُم ۖ ثُمَّ خَلَّاهُ

کو بھی اپنی امتوں کی جانب سے اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھرے مجمع میں زنا کی تہمت لگائی گئی لیکن خداوند کریم نے حضرت موسیٰ کی عزت و ناموس کی خود محافظت فرمائی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ پر حضرت ہارون کے

اور بعض روایات میں ان کے علاوہ سہل بن ضعیف اور حارث بن ابی وجانہ انصاری کا نام مذکور ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ ۖ هَٰذَا سَيِّئُ الَّذِي كُنْتُمْ عَٰمِلِينَ فِيهِ ۖ فَصَلُّوا لِرَبِّكُم ۖ ثُمَّ خَلَّاهُ

کو بھی اپنی امتوں کی جانب سے اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھرے مجمع میں زنا کی تہمت لگائی گئی لیکن خداوند کریم نے حضرت موسیٰ کی عزت و ناموس کی خود محافظت فرمائی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ پر حضرت ہارون کے

مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ فَلَمَّا

یعنی تورات کی اور خوشخبری ایسے رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام نامی احمد ہوگا پس جب

جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن

وہ واضح دلیلیں لے کر آئے گا تو (بنی اسرائیل) تو کہنے لگے کہ یہ تو صاف جادو ہے اور کون زیادہ ظالم ہے اس

اُفْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ وَهُوَ يُدْعَى إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

سے جو بھڑا افترا باندھے اللہ پر حالانکہ اس کو اسلام دعوت دی جاتی ہے اور اللہ نہیں ہدایت کی

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

تو فریق دیتا ظالم لوگوں کو

ناحق قتل کا الزام لگایا گیا جس سے خدا نے ان کو بری قرار دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن سے یہی فرماتے رہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھے ستانا چھوڑ دو لیکن وہ اپنی غلط روش سے باز نہ آئے آخر کار خدا نے اپنے الطاف خاصہ سے ان کو محروم کر دیا اور مستحق عذاب ہوئے

حضرت عیسیٰؑ کی پیشین گوئی | اسْمُهُ أَحْمَدٌ - اس کے معنی میں دو وجہیں بیان کی گئی ہیں ① اسم نازل حاتم سے مبالغہ ہے احمد یعنی زیادہ حمد کرنے والا ② اسم مفعول محمود سے

مبالغہ ہے احمد یعنی وہ جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے اور حضور نے خود فرمایا کہ میرے کئی نام ہیں میں احمد ہوں میں محمد ہوں اور تفسیر برہان میں ہے ایک دفعہ ایک یہودی نے آپ پر سوال کیا کہ آپ کے اسماء محمد احمد بشیر اور نذیر میں آپ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میرا نام محمد اس لئے ہے کہ میں زمین محمد ہوں اور میرا نام احمد اس لئے ہے کہ میں آسمان میں احمد ہوں اور میرا نام نذیر اس لئے ہے کہ میں خدا کے نام بشیر اس لئے ہے کہ میں خدا کے فرماں برداروں کو جنت کی خوشخبری دینے والا ہوں اور میرا نام نذیر اس لئے ہے کہ میں خدا کے نافرمانوں کو جہنم سے ڈرانے والا ہوں اور حدیث مذکور کی توجہ بعض علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ عالم انوار میں حضرت محمد مصطفیٰؐ سب سے زیادہ اللہ کی حمد و ثنا بیان فرماتے تھے حتیٰ کہ اسی نور طاہر سے تمام فرشتوں نے تسبیح و تقدیس و تحمید و تہلیل پروردگار کا درس سیکھا اس لئے آسمانوں میں ان کو احمد کہا گیا اور جب زمین پر تشریف لائے تو خدا نے اپنی برگزیدہ مخلوق میں سے جس قدر محمد مصطفیٰؐ کی تعریف و توصیف بیان کی اتنی کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے تو یہ زمین میں محمدؐ ٹھہرے گویا عالم انوار میں وہ احمد ہیں اور عالم اجسام میں وہ محمد ہیں

24

يُرِيدُونَ لِيطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں واللہ اکبر اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر ناپسند

الْكَافِرُونَ ① هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ

کرتے رہیں وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ② ④

اس کو تمام دینوں پر غلبہ دے اگرچہ مشرک لوگ ناپسند کرتے رہیں

خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ کی بشارت کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے حضور کی آمد کی خوشخبری اپنی قوم کو سنائی لیکن حضور کی تشریف آوری کے بعد عیسائیوں نے اس کو جادوگر کہہ کر ٹال دیا اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور نہ ہو سکے اور تفسیر برہان میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو حضرت محمد مصطفیٰ کی آمد کی پیشین گوئی کی تھی چنانچہ قرآن مجید میں اس کا صاف اعلان دوسری جگہ موجود ہے کہ یہود و نصاریٰ دونوں کو سرزنش کرتے ہوئے فرماتا ہے يَجِدُوكُمْ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَٰۤاَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَعْرِضُونَ عَنْ حُدُودِ اللَّهِ لَئِيْلَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ان کے اوصاف کو تورات و انجیل میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں اور پھر ازراہ عناد اس کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کے معجزات کو جادو کہہ کر ٹال دیتے ہیں چنانچہ ان کے اوصاف کش رویت کی مذمت فرماتے ہوئے اگلی آیت میں فرما رہا ہے کہ ان سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے کہ ان کو اسلام اور دین حق کے قبول کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے جس کی پیشین گوئی اپنے انبیاء سے سُن چکے ہیں پھر وہ اللہ پر جھوٹا افترا بانہتے ہوئے اس کو ٹھکراتے ہیں اور ان کے معجزات کو جادو سے تعبیر کر کے عوام الناس کے لئے دین حق سے دوری کے موجب بنتے ہیں۔

حضرت قائم آل محمد کی آمد وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ - خداوند کریم اس نور نبوت اور ہدایت کو پورا کرے گا۔ اور دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ عطا فرمائے گا اور اس پیشین گوئی سے مراد قائم

آل محمد علیہ السلام کی آمد کا زمانہ ہے۔ تفسیر برہان میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایک وقت آئے گا کہ زمین پر آباد ہونے والی ہر چھوٹی سے چھوٹی بستی میں بھی صبح و شام توحید و رسالت کی شہادت کی آوازیں بلند ہوں گی۔ ایک دوسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ دنیا میں کوئی یہودی و نصرانی بلکہ کوئی صاحب مذہب ایسا نہ رہے گا جو اسلام کے دامن سے وابستہ نہ ہوگا اور امن اس قدر عام ہوگا کہ بکری بھیڑ یا گائے شیر اور انسان و سانپ ایک دوسرے سے مانوس ہو جائیں گے حتیٰ کہ چوہا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ

اسے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی تجارت کی نشاندہی کروں جو تم کو دردناک عذاب سے

الْبِمِ ۝ تَوْفِيقُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

بجائے (وہ یہ کہ) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور

بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں

بھی کسی چیز کو کاٹ کر نقصان نہ پہنچائے گا کسی پر کوئی ٹیکس نہ ہوگا۔ صلیبیں توڑ دی جائیں گی اور خنجریر کو قتل کیا جائیگا اور یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب حضرت قائم آل محمد تشریف لائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ کوئی بھی غیر اللہ کے پوجنے والا نہ ہوگا اور زمین عدل و انصاف سے اس طرح پُر ہوگی جس طرح کہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی اور اللہ کے نور کے پُر ہونے سے مراد حضرت قائم آل محمد کا ظہور ہے۔ **اللَّهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَنَا**

تفسیر برہان میں آیت مذکورہ کے ذیل میں حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت رسالت مآب منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ خدا نے زمین پر نظر انتخاب ڈالی تو میرے بھائی وزیر وارث، وصی اور خلیفہ ہونے کے لئے۔ علی کو چننا تو وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے پس جو اس کا دوست ہوگا اللہ کا دوست ہوگا اور جو اس کا دشمن ہوگا اللہ کا دشمن ہوگا جو ان سے محبت رکھے گا اللہ اس سے محبت رکھے گا۔ اور جو ان سے بغض کرے گا اللہ اس کو مبغوض قرار دے گا اور جو علی سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور بغض نہ کرے گا مگر کافر یہ میرے بعد زمین کا نور اور ستون ہوگا اور وہ کلمۃ التقویٰ اور العرۃ الوثقی ہوگا پھر آپ نے یہی آیت **وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ** تک پڑھی اور فرمایا کہ جو حاضرین ہیں وہ غائبین تک میری بات پہنچا دیں کہ خدا نے پھر زمین پر نظر انتخاب ڈالی اور علی کی اولاد میں سے گیارہ اماموں کو چن لیا جو یکے بعد دیگرے ہادی و مہدی ہونگے ان کو چھوڑنے والا کو نقصان پہنچائے گا یہ زمین پر خدا کی محبت ہوں گے اسکی مخلوق پر گواہ ہوں گے ان کا مطیع اللہ کا مطیع اور ان کا نافرمان اللہ کا نافرمان ہوگا وہ قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہوگا قرآن ان سے جدا نہ ہوگا اور وہ قرآن سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے **رُكُوعًا** وَمَسَاحِينِ طَيِّبَةٍ۔ حضرت نبی کریم سے مروی ہے کہ جنت میں ایک محل ہوگا جس میں ستر گھریاؤں

وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۳﴾

اور ایسی پاکیزہ رہائش گاہوں میں جو جنت عدن میں ہوں گی تمہیں داخل کرے گا یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۖ وَبَشِيرٌ

اور (دوسری) تجارت جو تم پسند کرتے ہو وہ اللہ کی مدد اور قریبی فتح (تم کو نصیب ہوگی) اور خوشخبری دو

الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۴﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ

مومنوں کو اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ جس طرح کہ عیسیٰ بن مریم

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ

نے حواریوں سے کہا تھا کہ میرا کون مددگار ہوگا اللہ کی طرف؟ تو حواریوں نے

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَأَمَنْتُ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي

کہا کہ ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں پس ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل میں

إِسْرَائِيلَ وَكَفَرْتُ طَائِفَةٌ ۚ فَأَيُّ دَنَّا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ

سے اور کفر کیا ایک گروہ نے پس ہم نے مدد کی مومنوں کی

عَدُوَّهُمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿۱۵﴾

ان کے دشمن کے خلاف پس وہ غالب ہوئے

سُجَّحَ کچھوں گے ہر گھر میں ستر کمرے زمرد سبز کے ہوں گے ہر کمرے میں ستر تخت اور ہر تخت پر ستر ستر بستر ہوگا۔ اور ہر بستر پر ایک عورت ہوگی اسی طرح ہر کمرہ میں ستر ستر دسترخوان ہوں گے اور ہر دسترخوان پر ستر ستر قسم کے لذیذ کھانے موجود ہوں گے اور ہر کمرے میں ستر ستر ملازم اور کنیزی خدمت گاری کے لئے حاضر ہوں گے اور مومن کو خدا اس قدر طاقت دے گا کہ ہر قسم کی لذت سے وہ بہرہ اندوز ہو سکے گا۔

نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ یعنی ایمان لانے والوں اور جہاد کرنے والوں کے لئے انغروی کامیابی کے علاوہ دنیاوی کامیابی بھی نصیب ہوگی اور وہ یہ کہ جہاد میں اللہ ان کا ناصر ہوگا۔ اور ان کو فتح نصیب ہوگی اور یہ تمام فتوحات اسلامیہ کی

پیشین گوئی ہے۔

لِلْحَوَارِيِّينَ - ان کی وجہ تسمیہ کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ مخلص تھے اور ہر عیب سے منزہ تھے۔
 لہذا ان کو اس نام سے یاد کیا گیا یا یہ کہ وہ صفائی پسند تھے اور سفید ڈھلا ہوا لباس پہنا کرتے تھے اس لئے
 ان کا یہ نام رکھا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ کے بعد نصاریٰ کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے کہا کہ وہ خدا تھا اور
 اوپر چلا گیا دوسرے گروہ نے کہا کہ خدا کا بیٹا تھا اور بجلا لیا گیا اور تیسرے گروہ نے کہا کہ نہ خدا تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا
 بلکہ اللہ کا بندہ اور اس کا برحق رسول تھا پس پہلے دو گروہ کافر ہو گئے اور تیسرا گروہ مسلمان اور مومن رہا اور کافر
 گروہوں نے مومن گروہ کو مغلوب کر لیا لیکن جب اسلام کا چرچا ہوا تو مومن گروہ کافروں پر غالب آگیا اور حضرت امام جعفر
 صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ کے حواری عیسیٰ کے شیعہ تھے اور ہمارے حواری ہمارے شیعہ ہیں اور عیسیٰ کے
 حواریوں نے یہود کے شر سے بچانے کے لئے عیسیٰ کی کوئی مدد نہ کی لیکن ہمارے شیعوں کو جلایا جائے۔ عذاب دیا
 جائے جلا وطن کیا جائے اور ہر ممکن طریقہ سے ان کو ستایا جائے تاہم وہ ہماری نصرت سے کنارہ کشی نہ کریں گے اور
 حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اگر ہمارے شیعوں کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے تب بھی ہماری قبت
 سے کنارہ کشی نہ کریں گے۔

شیعان علیؑ

اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ شیعیان علیؑ نے ہر نازک دور میں اپنے اوپر ہر قسم کے مظالم سہے لیکن کبھی سخت
 سے سخت تر حالات میں بھی حضرت علیؑ کی ولایت کے پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیا چنانچہ امیر شام معاویہ بن ابی سفیان
 کے سرکاری آرڈی ننس کے ماتحت جب حضرت علیؑ کو سب کرنا ایک سنت جاری بن گیا تھا تو شیعیان علیؑ پر کیا گذرتی ہوگی اس کا ادنیٰ سامانہ
 علامہ مودودی کی زبان سنئے جب جبر بن عدی و دیگر شیعیان علیؑ کو گورز کو فریادنے گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیجا تو اس نے ان کے قتل
 کا حکم دیدیا۔

قتل سے پہلے جلاوطن نے ان کے سامنے جو بات پیش کی وہ یہ تھی کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم حضرت علیؑ سے برأت کا اظہار
 کرو اور ان پر لعنت بھیجو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے ان لوگوں نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور چرچے
 کہا، میں زبان سے وہ بات نہیں نکال سکتا جو رب کو ناراض کرے“ آخر کار وہ اور ان کے سات ساتھی قتل کر دیے گئے خلافت مملکت

بہر کیف کتب سیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جو رد استہزاء کی جس چکی میں شیعیان علیؑ کو پسیا جاتا رہا اور ظلم کے جس شکنجے میں جاکر ان کا خون
 چوسا جاتا رہا مسلمانوں کی تاریخ کے صفحات پر انسانیت سوزی کا یہ سیاہ کاغذ نامہ تاقیامت ثبت رہے گا تاہم وحشت و وحشت انگیز مظالم کی وادی سے
 کر رہی جنت ہر نبی و شیعہ علیؑ نے آنے والی نسلوں کے لئے اپنے قابل فخر کردار کو اساسی دستور بنا دیا جو تاقیامت شیعیان علیؑ کے لئے مشعل راہ
 کی تثبت رکھتا ہے۔

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

- ★ یہ سورہ مدینہ ہے سورہ الصف کے بعد نازل ہوا۔
- ★ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ سمیت بارہ ہے۔
- ★ خواص القرآن سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ جمعہ کی روزمرہ تلاوت کرتا رہے تو وہ ہر خوفناک و خطرناک چیز سے امن میں رہے گا اور ہر قسم کی مصیبت اُس سے دُور رہے گی (نبوی)
- ★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص دن کو بوقت صبح اور رات کو سرشام یہ سورہ تلاوت کرتا رہے وہ دوسرے شیطانی سے محفوظ رہے گا اور اس دن درات میں ہونے والی اس کی لغزشیں معاف کی جائیں گی (برہان)



فضائل جمعہ

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ایام میں سے جمعہ کو، مہینوں میں سے ماہ رمضان کو، راتوں میں سے شب قدر کو

انبیاء میں سے محمد کو اور اوصیاء میں سے حضرت علی کو چن لیا ہے اور اس کو تمام اوصیاء پر فضیلت بخشا ہے اللہ تعالیٰ معصوم سے مروی ہے کہ بعض اوقات انسان دعا مانگتا ہے تو اس کی قبولیت جمعہ تک کے لئے ملتوی کر دی جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے۔ یہ دن عید الفطر و عید قربان سے افضل ہے اسی دن میں حضرت آدم پیدا ہوئے اور اسی دن میں انہوں نے وفات پائی اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں ہر دعا مستجاب ہوتی ہے بشرطیکہ ناجائز نہ ہو اور ملک مقرب سے لے کر شجر و حجر تک ہر شئی اس دن خوفزدہ ہوتی ہے کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کے دن درآئیں میں اللہ کے نیک بندے تہلیل تسبیح شائے پرو دگار اور درود شریف کو درود زبان قرار دیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن حورالعین دریچہ جنت سے جہانک کر پوچھتی ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں لا اللہ سے ہماری خواہش رکھتے ہیں جناب بتول معطرہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا غروب شمس کی گھڑی میں مومن کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

تفسیر درمنثور میں استجاب دعا کا وقت ذکر کیا گیا ہے اور ایک روایت میں یوم عرفہ کے برابر کہا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

یُسَبِّحُہُ اللہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ الْعَزِیْزِ

تسبیح کرتا ہے اللہ کی جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ ملک قدوس عزیز حکیم

الْحَکِیْمِ ② هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمَمِیْنَ رَسُوْلًا مِنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ

ہے۔ وہ وہ ہے جس نے مکتہ والوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اس کی

اٰیٰتِہٖ وِیٰزِکِیْہُمْ وِیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ

آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو اچھے اخلاق سکھاتا ہے اور ان کو کتاب و شریعت کی تعلیم دیتا ہے اور تحقیق وہ

قَبْلُ لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ③ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہُمْ

لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے اور دوسرے انہی میں سے ہیں جو ابھی اُن سے نہیں ملے

یُسَبِّحُہُ اللہ - مقصد یہ ہے کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق ذی روح یا غیر روح تکوینی طور پر

اپنے خالق کی تسبیح کرتی ہے اور اللہ کی حکمت شاملہ اور صنعت کاملہ پر کائنات کا ہر ذرہ بے

چون و چرا اپنے زبان حال سے تنغیر پروردگار میں رطب اللسان ہے اور بعض سورتوں میں سُبِّحَہُ

رُکوع ۱۱

اور بعض میں یُسَبِّحُہُ اس معنی کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اللہ ماضی و مستقبل کے تمام زمانوں میں حمد و ستائش کا سزاوار ہے۔

الْاُمَمِیْنَ - یہ اُمم کی جمع ہے اور چونکہ مکہ کو اُمُّ الْقُرْیٰی کہا جاتا ہے لہذا مکہ میں بسنے والوں کو اُمّی کہا گیا

ہے اور حضرت رسالت کو نبی اُمّی بھی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے اور بعض لوگ اُمّی کا معنی ان پڑھ بھی لیتے ہیں یعنی یہ

لفظ اُمّ کی طرف منسوب ہے پس جس طرح ماں کے شکم سے باہر آنے کے وقت بچہ کچھ نہیں جانتا ہوتا اسی طرح

وہ لوگ گویا مادر زاد حالت پر علم سے بالکل کورے تھے جن کی طرف رسول کو بھیجا گیا اور رسول اللہ بھی انہی میں سے

ایک تھے یعنی ظاہری طور پر کسی سکول یا کالج میں انہوں نے داخلہ نہیں لیا تھا اور نہ کسی ماہر استاد کے سامنے زانوئے تلمذ

تہ کیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے اُن کی زبان وحی ترجمان سے علوم اولین و آخرین کے سمندر اُمنڈ پڑتے تھے اور زبان کو جنتش

دیتے تو حکمت کے دریا بہا دیتے تھے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ آپ خدا کی جانب سے رسول بن کر آئے تھے اور

اسی کی جانب سے کتاب و حکمت کے مبلغ بن کر آئے تھے چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل

عرض کی کہ اے فرزند رسول یہ لوگ رسول اللہ کو اُمّی کیوں کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟ تو اُس نے عرض کی ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ آپ نے فرمایا خدا اُن پر لعنت کرے وہ مجھوٹ جکتے ہیں اللہ تو اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ میں نے اُمّی لوگوں میں اپنا رسول بھیجا جو ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر وہ خود تعلیم یافتہ نہیں تھے تو لوگوں کو کیسے تعلیم دیتے تھے؟ اور خدا کی قسم حضرت نبی کریمؐ بہتر یا بہتر زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے (گویا اس زمانہ میں مروج زبانیں اسی قدر ہی تھیں) اور آپ کا لقب اُمّی اس لئے ہے کہ آپ اہل مکہ میں تھے اور مکہ کو اُمّ القری کہا جاتا ہے۔

لَمَّا يَلْحَقُوا بِرَبِّهِمْ - یعنی قیامت تک آنے والے مسلمان خواہ عرب ہوں یا عجم سب کے سب انہی میں سے ہیں جن کی تعلیم کے لئے حضرت رسالتؐ تشریف لائے کیونکہ حضور تاقیامت ہر انسان کے لئے کتاب و حکمت کے مبلغ تھے اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی تو کسی نے پوچھ لیا کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں۔ تو آپ نے سلمان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا كُذِّبَ الْاِيْمَانُ فِي الْاِيْمَانِ فِي الْاِيْمَانِ لَنَا كِتَابٌ رَّجَالٌ مِنْهُوَ لَا يَعْنِي اِذَا اِيْمَانُ ثَرِيًّا كِي بَلَدِيَّوْنِ تَكْ يَنْجُو بَايَ تَوَا اِيْرَانِي لَوْكَ دِهَانِ تَكْ يَنْجُو كَرْمِي اِيْمَانِ كُو حَاصل كر لیں گے اور اس حدیث شریف میں اطراف عالم تک اسلام کے پھیلنے کی پیشین گوئی ہے جو حرف بحرف صبیح ثابت ہوئی۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ - تفسیر مجمع البیان میں مروی ہے کہ ایک دفعہ غرباء طبقہ نے خدمت نبوی عرض کی کہ دولت مند لوگ صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور ہم اس ثواب سے محروم ہیں۔ وہ حج کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے وہ غلام آزاد کر سکتے ہیں اور ہم اس ثواب سے بھی قاصر ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص ایک سو مرتبہ اللہ اکبر کہے اس کا ثواب غلام آزاد کرنے سے زیادہ ہے اور جو شخص ایک سو دفعہ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے تو اس کا ثواب لوگوں کے تمام دوسرے اعمال سے زیادہ ہے چنانچہ غرباء نے یہ عمل شروع کیا تو امراء نے بھی ان تسبیحات کا ورد شروع کر دیا اس کے بعد غرباء طبقہ نے عرض کی کہ حضور! اس میں تو امراد بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں تو آپ نے قرآن مجید کی یہی آیت تلاوت فرمائی کہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیدے۔ تفسیر برہان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمان کے فرشتے جب زمین پر چند آدمیوں کو محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو دوسرے فرشتوں سے کہتے ہیں کہ زمین کی طرف نگاہ کر دو کہ حضورؐ سے آدمی ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ کے ذکر میں مشغول ہیں تو دوسرے فرشتے یہی آیت پڑھتے ہیں کہ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے دیدے۔ اور حضرت اُمّ سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریمؐ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جب کوئی قوم زمین پر محمدؐ و آل محمدؐ کے فضائل میں مشغول ہو تو آسمان سے فرشتے اترتے ہیں اور ان میں شمولیت کرتے

الْعَظِيمُ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ كَفَرُوا يَحْمِلُونَهَا

والا ہے مثال ان لوگوں کی جن کو تورات دی گئی پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا

كَمَثَلِ الْخَبَارِ يَحْمِلُ أَثْقَارًا طِبْسَ مَثَلِ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا

مثال اُس گدھے کے ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو بُری مثال ہے اس قوم کی جنہوں نے اللہ کی نشانیوں

ہیں جب اختتام عیس کے بعد وہ واپس جاتے ہیں تو آسمانی فرشتے ان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ خوشبو کیسی ہے جو ہم تمہارے وجود سے محسوس کر رہے ہیں تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم مٹھڑا کی مٹھڑ کے فضائل کسی مجلس میں زمین پر شریک ہوئے تھے اور یہ ان لوگوں کی خوشبو کا اثر ہے جو شریک مجلس ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی اس مکان پر سے چلو تو ان کو جواب دیا جاتا ہے کہ اب تو مجلس متفرق ہو گئی۔ (برہان)

مَثَلُ الَّذِينَ نَبَتْ - یعنی جن لوگوں کو تورات دی گئی لیکن انہوں نے اس پر عمل نہ کیا تو ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لاد لی جائیں اور یہ صرف بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص

عالم بے عمل

نہیں۔ بلکہ علمائے اسلام کے لئے بھی درس عبرت ہے کہ جو عالم بھی اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ کتابوں سے لڑے ہوئے گدھے کی طرح ہوتا ہے چنانچہ بعض روایات میں عالم بے عمل کو بے عمل درخت سے بھی مثال دی گئی ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے جب سوال کیا گیا کہ انبیاء و اوصیاء کے بعد جنت کے اعلیٰ درجات میں کون ہو گا تو آپ نے فرمایا ہماری امت کے علماء جن کا عمل و قول ایک دوسرے کے مطابق ہوں اور پھر سوال کیا گیا کہ فرود شداد و فرعون وغیرہ کے بعد جہنم کے پست ترین طبقات میں کون ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی ہماری امت کے علماء ہوں گے جن کا عمل و قول ایک دوسرے کے مطابق نہ ہوں گے اور اس حدیث کو مقدمہ تفسیر انوار العقب میں نقل کیا گیا اور بعض مقامات پر سخاوت نہ کرنے والے دو تمدن کو قارون سے انصاف نہ کرنے والے سلطان کو فرعون سے اور علم پر عمل نہ کرنے والے عالم کو ابلیس سے مشابہت دی گئی ہے اور اس میں شک نہیں

کہ جس طرح عالم باعمل ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کے لئے گمراہی سے نجات کا باعث ہو کرتا ہے اسی طرح اس کے برعکس عالم بے عمل ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کے لئے گمراہی کا موجب ہو سکتا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ عالم بے عمل جس قدر عوام الناس کی داد و تحسین اور واہ و کامستحق ہو کر دنیا کی ہر ریل پیل میں حصہ لیتا ہے اس کے برعکس عالم باعمل لوگوں کی بے توجہی اور ان کے طعن و تشنیع کا نشانہ بن کر بے کسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ خداوند کریم علماء حقہ کا سایہ قوم پر قائم رکھے اور صبر آزما حالات میں ان کو ثبات قدم کی توفیق مرحمت فرمائے اور جس دور سے ہم گذر رہے ہیں علماء سوء کے انتہائی عروج کا زمانہ ہے کیونکہ عوام الناس علم و دیانت سے روز بروز جس قدر دور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور لادینی کا سیلاب جس طرح ہمہ گیر ہو کر ہر خشک دتر کو اپنے دھارے میں بہا لے جا رہا ہے اسی قدر

بَايَتِ اللّٰهُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶ قُلْ يٰٓاَيُّهَا

کو جھٹلایا اور اللہ ہدایت کی توفیق نہیں دیتا ظالم لوگوں کو کہہ دیجیے اے

الَّذِيْنَ هَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنْكُمْ اَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِنْ

یہودیو! اگر تمہارا گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو نہ کہ دوسرے لوگ

دُوْنِ النَّاسِ فَتَمْنُوْا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۷

تو تم موت کی خواہش کرو (اور جنت میں چلے جاؤ) اگر سچے ہو

وَلَا يَتَمَنَّوْنَہٗ اَبَدًا اِذَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْہُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور وہ یہ خواہش نہ کریں گے بالکل بوجہ اس کے جو کر توت کر چکے ہیں اور خدا ظالم لوگوں

بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۸ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْہٗ فَاِنَّہٗ

کو خوب جانتا ہے کہہ دیجئے تحقیق وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ یقیناً تم

مُلَقِيْکُمْ ثُمَّ تَرْدُّوْنَ اِلَیْ عَلِمِ الْغُیْبِ وَالشَّہَادَةُ فِیْنَیْکُمْ

سے ملاقات کرے گی پھر پٹائے جاؤ گے اس ذات کی طرف جو غیب و شہادت کے جاننے والا ہے پس تم

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹

کو جہاد سے کا دسزا دیگا، اس کی جو تم عمل کرتے ہو

علماء سود کا وقار بڑھتا رہے۔ جو عوام کی ہر غلط سلط رسم کو دین ثابت کرتے ہیں اور اس کے برعکس علمائے خیر کا وجود عوام الناس کیلئے ناقابل برداشت ہے جو ان کو ہر غلطی پر لڑتے ہیں اور ان کو جائز و ناجائز میں فرق کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی پاداش میں علماء اعلام کی کھٹے جلسوں میں توہین کی بات ہے اور ان کو ہر اچھے حربے سے زیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ان پر ہر گندہ کچھڑ اچھانے سے ذرہ بھر دریغ نہیں کیا جاتا اور یہ وہی زمانہ ہے جس کے متعلق معصوم کی پیشین گوئی موجود ہے کہ ایک وقت ایسا جب علماء کی زبانوں پر قفل ہوگا اور جیلا کی زبان دراز ہوگی اے اللہ ہمیں راہ راست پر ثابت قدم رہنے کی توفیق مرحمت فرما

یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْا۔ چونکہ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہم حق پر ہیں اور یقیناً جنت میں جاویں گے تو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو جائے تو اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف دوڑ کر آؤ اور

اللَّهُ وَذُرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۰﴾

خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم دانا ہو

ان کو چیلنج کیا گیا ہے کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے تو جنت آرام و آسائش کا گھر ہے تمہیں اس دُکھ اور تکلیف کے گھر (دُنیا) سے نکل کر اُسی گھر کی طرف جانا چاہیے جس میں آرام ہے پس موت کی خواہش کرو اور جنت میں جاؤ لیکن وہ ایسا ہرگز نہ کریں گے۔

مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ - لفظ جمعہ میں تین طرح کا تلفظ وارد ہے۔ جُمُعَہ - جُمُعَہ۔ رُكُوع ۱۲ جُمُعَہ یعنی سیم پر منہم جزم اور فتحہ تینوں حرکات پڑھی گئی ہیں اور اس کی جمع جُمُعَہ اور

جمعات آتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ پہلے جمعہ کا نام عروبہ تھا اور کعب بن لوی پہلا شخص ہے جس نے اس کا نام جمعہ رکھا اور خطبہ میں اَمَّا بَعْدُ کی اصطلاح کا موجب بھی کعب بن لوی تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انصار نے ایک میٹنگ میں ہجرت پیغمبر سے پہلے یہ نام تجویز کیا تھا اور وہ اس طرح کہ اسلام کی دولت سے مشرف ہونے والے انصار نے اپنے ہاں ایک خاص مجلس مشاورت کا انعقاد کیا اور یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ یہودیوں نے اپنے اجتماع کا ہفتہ وار ایک دن مقرر کیا ہو ہے اسی طرح نصاریٰ نے بھی اپنے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ ایک جگہ جمع ہو کر اجتماعی امور پر تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں۔ لہذا ہمارے لئے بھی ایک دن ضرور ہونا چاہیے جس میں ہم سب سر جوڑ کر اکٹھے مل بیٹھیں تاکہ ہمارا قومی و ملی وقار قائم ہو۔ چنانچہ انہوں نے عروبہ کا دن تجویز کیا اور ان کا پہلا اجتماع اسعد بن زرارہ کے ہاں ہوا اور اس مجلس میں عروبہ کے بجائے اس کا نام جمعہ تجویز کیا گیا اور اسعد بن زرارہ نے ان کی ضیانت میں ایک بکری ذبح کی جو صبح و شام ان کے لئے کافی ہوئی کیونکہ اس وقت ان کی تعداد کم تھی اور اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا جمعہ تھا اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے جو پہلا جمعہ پڑھا وہ مسجد بنی سالم میں ادا کیا گیا۔ کیونکہ آپؐ مکہ سے ہجرت کر کے ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار چاشت کے وقت مقام قبا پر پہنچے جہاں عمرو بن عوف کی اولاد کا ڈیرہ تھا پس وہاں ان کے لئے مسجد کی بنیاد بھی رکھی جسے مسجد قبا کہا جاتا ہے اور جمعہ تک وہاں قیام فرمایا اور جمعہ کے روز وہاں سے کوچ فرمایا اور نماز جمعہ کے وقت بنی سالم کے ڈیرہ پر پہنچے جو ایک وادی میں تھا پس وہاں آپؐ نے نماز جمعہ ادا فرمائی اور یہ پہلی نماز جمعہ تھی جو حضورؐ نے اپنے صحابہ کو پڑھائی اس کے بعد انہوں نے اسی جگہ کو مسجد کے لئے وقف کر دیا اور مسجد بنائی گئی اور نماز جمعہ سے پہلے آپؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں خوف خدا اور دعوت تقویٰ اور دیگر اسلامی بنیادی

مسائل کو ایک جامع انداز سے واضح فرمایا پس جمعہ نماز سے پہلے خطبے ضروری قرار دیئے گئے حضور کا جمعہ کا خطبہ تفسیر جمع البیان میں مکمل موجود ہے جس کے نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

خُطْبُ الْجُمُعَةِ | الْحَمْدُ لِلَّهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ وَأَسْتَغْفِرُهُ وَأَسْتَهْدِيهِ وَأُؤْمِنُ بِهِ وَلَا أَكْفُرُهُ وَأُعَادِي مَنْ يَكْفُرُهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدَى وَالنُّورِ وَالْمَوْعِظَةِ عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَقِلَّةٍ مِنَ الْعِلْمِ وَضَلَالَةٍ مِنَ النَّاسِ وَانْقِطَاعِ مِنَ الزَّمَانِ وَدُنُوءٍ مِنَ السَّاعَةِ وَقُرْبٍ مِنَ الْأَجَلِ مَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى وَفَرَطَ وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ أَوْصَى بِهِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمُ أَنْ يَحْصَتَهُ عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنْ يَأْمُرَهُ بِتَقْوَى اللَّهِ فَاحْذَرُوا مَا حَذَّرَكُمْ اللَّهُ مِنْ نَفْسِهِ وَإِنْ تَقَوَى اللَّهُ لِمَنْ عَمِلَ بِهِ عَلَى وَجَلٍ وَمَخَافَةٍ مِنْ رَبِّهِ عَوْنٌ صِدْقٍ عَلَى مَا تَبْعُونَ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ وَمَنْ يُصْلِحِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ مِنْ أَمْرِهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ لَا يَتَوَقَّى بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ يَكُنْ لَهُ ذِكْرًا فِي عَاجِلِ أَمْرِهِ وَدُخْرًا فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِينَ يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ إِلَى مَا قَدَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ سِوَى ذَلِكَ يَوْمَ أَنْ يَبْيُنَهُ وَبَيِّنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحْذِرَكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ وَالَّذِي صَدَقَ قَوْلُهُ وَتَجَزَّ وَعْدُهُ لَا خُلْفَ لِدَٰلِكَ فَإِنَّهُ يَقُولُ مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدُنِّي وَمَا أَنَا بِظَلَامٍ لِلْعَبِيدِ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي عَاجِلِ أَمْرِكُمْ وَاجْلِهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفُرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا وَ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا وَإِنْ تَقَوَى اللَّهُ تُوقَى مَقْتَهُ وَتُوقَى عِقَابُهُ وَتُوقَى سَخَطُهُ وَأَنْ تَقَوَى اللَّهَ تَبْيَضُ الْوُجُوهُ وَتَرْضَى الرَّبُّ وَتَرْفَعُ الدَّرَجَةُ خُذُوا بِحَبْنِكُمْ وَلَا تَفْرُطُوا فِي جَنْبِ اللَّهِ فَقَدْ عَلِمَكُمْ اللَّهُ كِتَابَهُ وَنَهَجَ لَكُمْ سَبِيلَهُ لِيَعْلَمَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَيَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ فَأَحْسِنُوا كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ وَعَاذُوا أَعْدَاءَهُ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَسَمَاكُمْ الْمُسْلِمِينَ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَآكثِرُوا ذِكْرَ اللَّهِ وَاعْمَلُوا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ فَإِنَّهُ مَنْ يُصْلِحْ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ يَكْفِهِ اللَّهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يَقْضِي عَلَى النَّاسِ وَلَا يَقْضُونَ عَلَيْهِ وَيَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَمْلِكُونَ

مِنْهُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

شان نزول

تفسیر مجمع البیان میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھ رہے تھے کہ ایک قافلہ تجارت آن پہنچا پس اعلان ہوتا ہی مسجد میں کھڑے ہوئے نمازی سب دوڑ گئے اور رسول اللہ کے پیچھے صرف بارہ آدمی بیچ گئے جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو وحیہ بن خلیفہ کلبی شام سے مال تجارت لایا اور حجت البقیع میں اُس نے دکان لگائی اُس وقت حضور خطبہ پڑھ رہے تھے پس چند آدمیوں کے علاوہ سب دوڑ گئے کیونکہ ان کو یہ ڈر تھا کہ اگر دیسے گئے تو ضروریات زندگی کی خرید سے محروم ہو جائیں گے تو حضور نے باقیانہ صحابہ سے فرمایا اگر تم بھی دوڑ جاتے اور میرے ساتھ کوئی باقی نہ رہتا تو اس داوی پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا اور آگ بھڑک اٹھتی۔ وحیہ بن خلیفہ کلبی شام سے تمام ضروریات زندگی کا سامان لایا کرتا تھا مثلاً آٹا، گندم وغیرہ اور بازار مدینہ میں اس کی دوکان کے لئے ایک جگہ مخصوص تھی پس آتے ہی وہ طبل بجایا کرتا تھا۔ اور لوگ دھڑا دھڑا اس کے پاس پہنچ جایا کرتے تھے چنانچہ اس کے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ مدینہ میں آیا اور حسب دستور طبل بجا کر اعلان کیا وہ اتفاق سے جمعہ کا دن تھا اور حضور خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے پس آواز سننے ہی سب لوگ خطبہ چھوڑ کر دوڑ گئے۔ صرف بارہ مرد اور ایک عورت بیچ گئے آپ نے فرمایا اگر یہ بھی چلے جاتے تو ان لوگوں پر بحکم خدا آسمان سے پتھر برستے اور ایک روایت میں ہے کہ تین دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ شام سے مال تجارت آیا اور لوگ جمعہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ - یعنی جمعہ کی نماز ہو جانے کے بعد اللہ کے ذکر یعنی نماز جمعہ کی طرف دوڑ کر آؤ اور مقصد یہ ہے کہ باقی تمام دنیاوی کام چھوڑ کر عبادت کی طرف رغبت کرو۔ اسی لئے جمعہ کے دن اذان کے بعد سفر کرنا حرام قرار دیا گیا ہے اور ذُرُوا اللَّيْلَیَّ کے حکم سے صاف واضح ہے کہ خرید و فروخت بھی اذان جمعہ کے بعد تا اختتام نماز جمعہ منوع اور حرام ہے۔ تفسیر برہان میں تفسیر قمی سے منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کی طرف سعی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی تیاری کرو یعنی مونچھیں کٹواؤ بنگلوں کے بالی صاف کرو ناخن اتراؤ اور غسل کر کے عمدہ لباس زیب تن کرو اور خوشبو لگا کر نماز کے لئے چلو۔

جمعہ کی وجہ تسمیہ - تفسیر برہان میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جمعہ کو جمعہ اس لئے کہا گیا ہے کہ اس روز اللہ نے میثاق کے وقت حضرت محمد مصطفیٰ اور حضرت علی

علیہ السلام کی ولایت کے لئے تمام ارواح کو جمع کیا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ محمد و آل محمد کی ولایت کے اقرار کے لئے اللہ نے تمام مخلوق کو اس دن اکٹھا کیا تھا اور مجمع البیان کی سابق روایت میں جہاں یہ کہا گیا ہے کہ جمعہ کا نام عروہ تھا اور کعب بن لوی نے اس کا نام جمعہ رکھا تھا یا یہ کہ ہجرت پیغمبر سے پہلے انصاری نے ایک خصوصی

۱۰/۱۱

اجتماع میں اس کا نام عروبہ سے جمعہ بدل دیا تھا۔ اس روایت کے ساتھ اس کی منافات نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جب روز ازل میثاق لیا گیا۔ اگرچہ ضبط اوقات سے پہلے کی بات ہے لیکن کہا جاسکتا ہے کہ اگر ضبط اوقات ہوتا تو وہ میثاق جمعہ کے دن پڑتا اور اسی اجتماع کی وجہ سے ہی اس کو جمعہ کا نام دیا گیا ہے اگرچہ ظاہری دنیا میں اس کا تسمیہ کعب بن لوطی یا انصار کی طرف منسوب ہے۔

فضائل جمعہ وسائل الشیعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو جمعہ کا دن نصیب ہو اُسے اس دن عبادت کے علاوہ اور کوئی کام نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ بندوں کی بخشش اور نزول رحمت کا دن ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک دن جمعہ کے خطبہ میں فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس میں ہر جائز دعا مقبول ہوتی ہے۔

آپ نے ایک حدیث میں فرمایا جو جمعہ کی رات کو مرے وہ فشار قبر سے محفوظ ہوتا ہے اور جمعہ کے دن میں مرے تو عذاب جہنم سے آزاد ہوتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی نیک کام کا ارادہ رکھتا ہو مثلاً صدقہ وغیرہ تو وہ جمعہ کے دن کرے کیونکہ اس دن اس کا عمل دوگنا شمار ہوگا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کے روز نیکی اور برائی دوگنی شمار ہوتی ہے۔

رسالتکتاب سے مروی ہے کہ قیامت کا قیام جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیانی وقفہ میں ہوگا۔

حضرت نے فرمایا جمعہ کے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے ہر گھنٹہ میں چھ لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہفتہ کا دن ہمارا اتوار ہمارے شیعوں کا سوموار ہمارے دشمنوں کا منگل نبوآسمیہ کے لئے بدھ وار دواپنی کے لئے خمیس قنار۔ حواج کے لئے اور جمعہ کا دن خوشبو و پاکیزگی کے لئے ہے اور یہ مسلمانوں کی عید ہے اور عید الفطر و عید قربان سے افضل ہے اور یوم عید غدیر خم تمام عیدوں سے افضل ہے جو ۱۸ ذی الحجہ کا روز ہے اور قائم آل محمد کا خروج جمعہ کے دن ہوگا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی اور اس دن میں درود سے افضل اور کوئی عمل نہیں ہے۔

تفسیر درمنثور میں ہے کہ جمعہ کے دن آسمان و زمین کی خلقت ہوئی اسی دن جنت و نار کو خلق کیا گیا۔ اسی روز حضرت آدم پیدا ہوئے اسی دن جنت میں گئے اور اس سے باہر آئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ شب جمعہ میں لاتعداد فرشتے زمین پر اترتے ہیں جن کے ہاتھوں میں سونے کا قلم اور چاندی کے درق ہوتے ہیں اور وہ ہفتہ کی رات تک محمد و آل محمد پر درود بھیجنے والوں کا درود و سلام ہی کہتے ہیں پس آپ نے راوی حدیث سے فرمایا کہ جمعہ کے شب دروز میں درود و سلام زیادہ پڑھا کرو

اور سنت یہ ہے کہ ہر روز ایک سو مرتبہ اور جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا جائے اور آپ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن ایب سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو خدا اس کی ایک سو حاجات پوری کرے گا۔ جن میں سے تیس دنیاوی ہوں گی (باقی اخروی)

اور ایک روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شب جمعہ خدا کی جانب سے ندا ہوتی ہے کیا کوئی تائب ہے جس کی توبہ قبول کی جائے۔ کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے۔ تاکہ اس کے گناہ بخشے جائیں۔ کیا کوئی سائل ہے جس کو دیا جائے (فرشتے یہ دعا کرتے ہیں) اے اللہ دینے والوں کو عطا کر۔ اور بخل کرنے والوں کے مال تلف کر۔

حجائت بنوانا، غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا اور خوشبو لگانا جمعہ کے مستحبات میں سے ہیں اور غسل جمعہ کے متعلق بعض احادیث میں لفظ وجوب بھی وارد ہے جس کو علماء استحباب موکد پر محمول فرماتے ہیں اگر جمعہ کے دن پانی نہ ملے یا غسل سے معذوری کا خطرہ ہو تو بروز خمیس بھی غسل جمعہ کیا جاسکتا ہے اور اگر کسی وجہ سے غسل جمعہ ترک ہو جائے تو اس کی قضا ہفتہ کے دن تک ہو سکتی ہے۔ غسل جمعہ کا وقت طلوع آفتاب کے بعد ہے اور جس قدر زوال کے قریب ہو افضل ہے۔

مسئلہ :- جمعہ کے دن بیس رکعت نافلہ مستحب ہے چنانچہ اس کی ترکیب حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا چھ رکعت طلوع آفتاب کے بعد پھر چھ رکعت جب سورج بلند ہو جائے پھر اس کے بعد چھ رکعت زوال سے پہلے اور پھر دو رکعت زوال کے بعد یہ کل بیس رکعت ہونگی۔ الحدیث (وسائل)

مسئلہ :- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام جمعہ کو چاہیے کہ سردی اور گرمی میں خطبہ جمعہ کے لئے عمامہ پہن کر آئے اور کندھوں پر چادر مینی ڈال لے اور دوسری روایت میں ہے کہ بوقت خطبہ عصا پر سہارا رکھے

مسئلہ :- وسائل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ قلیب نامی ایک بدوی شخص حضرت رسالت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کی یا رسول اللہ میں کئی دفعہ حج کے لئے تیار ہوا ہوں لیکن اتفاق سے جا نہیں سکا۔ آپ نے فرمایا :- اے قلیب : جمعہ کی نماز میں لازمی طور پر حاضر ہوا کرو۔ کیونکہ مساکین کی یہی حج ہے

مسئلہ :- وسائل میں حضرت رسالت سے مروی ہے کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعت بغیر عمامہ کے چار رکعت سے افضل ہے اور شہید اول سے ذکر میں مروی ہے کہ شلوار پہنے ہوئے نماز کی ایک رکعت بغیر شلوار کی چار رکعتوں سے افضل ہے اور اسی قسم کی روایت عمامہ کے متعلق بھی وارد ہے (اقول) جب عام نماز میں عمامہ و شلوار کو اہمیت دی گئی ہے تو نماز جمعہ کے لئے ان کی اہمیت اور زیادہ ہوگی لہذا غفلت نہ کرنی چاہیے

مسئلہ :- وسائل الشیعہ میں متفقہ مفید سے منقول ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کے دن اور رات میں صدقہ ایک ہزار کے برابر ہوتا ہے اسی طرح جمعہ کے دن یارات میں درود شریف ایک ہزار نیکی کے برابر ہے اور

درود پڑھنے والے کے ایک ہزار گناہ معاف ہوں گے اور ایک ہزار درجات بلند ہوں گے اور اس کا نور تا قیامت اہل سماء کے لئے چمکتا رہے گا اور ملائکہ آسمانی اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے اور وہ فرشتہ جو قبر پیغمبر پر موکل ہے وہ بھی اس کے لئے قیامت تک دعائے بخشش کرتا رہے گا۔

مسئلہ :- جمعہ کے دن یا رات کو مرد کا اپنی منکوحہ کے ساتھ ہمبستر ہونا بھی مستحب ہے۔

مسئلہ :- امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جمعہ کے دن طلوع آفتاب سے پہلے قبرستان میں جانا مستحب ہے آپ نے فرمایا اہل قبور میں سے جو سختی میں ہوگا اس کو آسائش مل جائے گی اور جو آدمی ان کی زیارت کے لئے جاتا ہے ان کو پتہ ہوتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اور جب آدمی قبرستان سے واپس آتا ہے تو وہ غمزدہ بھی ہوتے ہیں اور طلوع آفتاب کے بعد روہیں منتشر ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ :- جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد تا اختتام نماز جمعہ سفر مکروہ ہے۔

مسئلہ :- جمعہ کے روز شعر خوانی مکروہ ہے اور وسائل میں کافی احادیث اس بارے میں منقول ہیں۔

مسئلہ :- جمعہ کے دن اہل خانہ کو گوشت یا میوہ جات (یعنی عمدہ غذا) مہیا کرنا مستحب ہے۔ تاکہ ان کے

دلوں میں خوشی پیدا ہو۔

مسئلہ :- جمعہ کے دن جس طرح ہر قسم کی نیکی کی جزا دو گنی ہوا کرتی ہے اسی طرح اس روز میں ہر برائی

کی سزا بھی دو گنی ہو جاتی ہے جس طرح کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے (وسائل)

مسئلہ :- حضرت رسالت اکرم سے مروی ہے کہ پانچ چیزیں برص کی موجب ہیں (۱) جمعہ اور بُدھ کے دن نور

لگانا۔ (۲) وضو یا غسل سورج سے گرم شدہ پانی سے کرنا۔ (۳) جنابت کی حالت میں کھانا۔ (۴) ایام حیض میں عورت

سے جماعت کرنا۔ (۵) شکم پُرمی کے باوجود کھانا۔

مسئلہ :- جمعہ کے روز ناخن کترنا، اور مونچھوں کے بال کٹوانا مستحب ہے اور جماعت کے وقت یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جمعہ سے جمعہ تک کل ۳۵ نمازیں فرض ہیں۔

نماز جمعہ اور کسی نماز میں جماعت فرض نہیں سوائے ایک نماز جمعہ کے اور نو آدمیوں سے اس کا وجوب

ساقط ہے۔ (۱) بچہ (۲) بوڑھا (۳) پاگل (۴) مسافر (۵) بیمار (۶) نابینا (۷) عورت (۸) غلام (۹) جس کا گھر دو فرسخ سے دُور ہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو قدم نماز جمعہ کی طرف چل کر جائے گا اس پر آتش جہنم حرام ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بغیر علت کے متواتر تین جمعے چھوڑ دے اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے

اور دوسری روایت میں اس کو منافق سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت رسالتؐ نے فرمایا جو شخص نماز جمعہ کو میری موجودگی میں یا میری وفات کے بعد ترک کرے اس کو معمولی سمجھ کر یا اس کا انکار کرتے ہوئے تو خدا ایسے لوگوں کو اتفاق کی دولت سے محروم کرے گا اور ان سے برکت کو چھین لے گا ایسے لوگوں کی نماز ہے نہ روزہ اور نہ حج ہے نہ زکوٰۃ حتیٰ کہ اس کی کوئی نیکی مقبول نہیں جیتک تائب نہ ہو۔

حضرت رسالتؐ نے فرمایا جب پانچ آدمی اکٹھے ہو جائیں اور ان میں ایک پیش نماز ہو تو نماز جمعہ پڑھیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سات آدمی ہو جائیں تو جمعہ واجب ہے اور پانچ سے کم کے لئے جمعہ جائز نہیں ہے پس جب سات ہو جائیں اور ان کو خطرہ کوئی نہ ہو تو نماز جمعہ پڑھیں۔ ایک روایت میں ہے ایک سائل نے سوال کیا کہ کیا بستی والوں پر بھی جمعہ واجب ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں البتہ اگر پیش نماز میسر نہ ہو تو چار رکعت پڑھ لیا کریں۔

آپ نے فرمایا جب جمعہ قائم ہو تو دو فرسخ تک رہنے والوں پر اس میں حاضر ہونا واجب ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا جو شخص نماز جمعہ کو جاتے ہوئے مرجائے اس کی جنت کا میں ضامن ہوں

زرارہ سے مروی ہے کہ حضرت

کیا وجوب نماز جمعہ میں سلطان عادل کا وجود ضروری ہے | امام جعفر صادق علیہ السلام نے نماز

جمعہ کے لئے ہمیں اس قدر تاکید کی کہ میں نے سمجھا شاید خود ہی پڑھائیں گے۔ لہذا عرض گزار ہوا کہ ہم نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوں گے تو آپ نے فرمایا میرا یہ مطلب نہیں کہ میں پڑھاؤں گا بلکہ میں تم کو تاکید کر رہا ہوں کہ اپنے ہاں اس کو قائم کیا کرو۔

ایک روایت میں ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے راوی حدیث سے فرمایا کہ تم اللہ کی جانب سے واجب کئے جانے والے ایک فریضہ کو ترک کرنے کی سزا میں ہلاک ہو جاؤ گے تو راوی نے عرض کی پھر ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا نماز جمعہ پڑھا کرو۔ وجوب نماز جمعہ کی احادیث نقل کرنے کے بعد شیخ محمد بن حسن المعروف شیخ حر عاملی اعلیٰ اللہ مقامہ تحریر فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ کے وجوب پر ان احادیث کے علاوہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ کی دلالت قائم ہے۔ جن کا عموم و اطلاق وجود سلطان عادل کی شرط کی نفی کرتا ہے۔ البتہ جن احادیث میں لفظ امام وارد ہے اس سے مراد امام جماعت ہے۔ (کیونکہ نماز جمعہ بغیر امام جماعت کے ہو نہیں سکتی) امام جماعت کے لئے بھی شرط ہے کہ وہ خطبے پڑھنے میں آزاد ہو اور اسے کسی کا خوف نہ ہو لہذا اس جگہ امام سے مراد عام ہے معصوم ہو یا امام جماعت ہو۔ اور علماء لغت بھی یہی کہتے ہیں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں امام کا اطلاق ایسا ہی ہے جس طرح نماز جنازہ استقامت

اور نماز آیات وغیرہ میں جہاں جہاں نماز میں اقتداء کا بیان ہوتا ہے۔ بہر کیف ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز جمعہ میں جماعت شرط ہے اور وہ امام کے بغیر نہیں ہو سکتی یعنی پیش نماز کے بغیر نہیں ہو سکتی بہر کیف زمان غیبت میں نماز جمعہ باقی شرائط کی موجودگی میں بنیت وجوب پڑھی جائے گی اور شہید ثانی اعلیٰ اللہ مقامہ کی تحقیق کے مطابق اگر اس کے وجوب عینی کی نفی پر علماء امامیہ کا اجماع قائم نہ ہوتا تو وجوب عینی کا قول زیادہ قوی تھا لیکن اب کم از کم اس کو واجب تخنیمی کہنا چاہیے یعنی نماز ظہر اور نماز جمعہ میں اختیار ہے اگرچہ نماز ظہر کے بجائے نماز جمعہ کا پڑھنا افضل ہے اور نماز جمعہ با شرائط ادا ہو جائے تو احتیاطاً نماز ظہر پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نماز جمعہ کا طریقہ مسئلہ: نماز جمعہ کا وقت وہی ہے جو عموماً نماز ظہر کا وقت فضیلت ہوا کرتا ہے۔ اس وقت کے گزر جانے کے بعد نماز جمعہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ نماز ظہر ادا ہوگی۔

مسئلہ: نماز جمعہ کم از کم پانچ آدمیوں کی موجودگی میں ادا ہوگی جبکہ پانچواں پیش نماز ہو اور اس کو خطبہ پڑھنے میں کوئی خوف نہ ہو۔ پہلے امام جماعت دو خطبے پڑھے گا۔ جن میں حمد و ثناء ہے پروردگار و عظم و نصیحت آئمہ پر درود اور دعا اور آخر میں قرآن مجید کی مختصر جامع آیت ہوگی۔ پہلا خطبہ ہم نقل کر چکے ہیں اور دوسرا خطبہ ہماری کتاب نماز امامیہ میں مودع کیا جا چکا ہے۔

مسئلہ: دونو خطبوں کے درمیان امام جماعت بیٹھ جائے اور اس اثناء میں حاضرین درود

شریف پڑھ لیں

مسئلہ: نماز جمعہ دو رکعت ہوتی ہے کیونکہ دو خطبے باقی رکعتوں کے قائم مقام سمجھے جاتے ہیں۔

مسئلہ: حاضرین جماعت پر واجب ہے کہ دونوں خطبے کان لگا کر سنیں۔ اور اس دوران

آپس میں کلام نہ کریں۔

مسئلہ: بہتر ہے کہ امام جماعت پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ

منافقین پڑھے اگر یاد نہ ہوں تو بھی سورہ پڑھے جائز ہے۔

مسئلہ: نماز جمعہ میں جہر واجب ہے اور اگر ظہر پڑھی جائے تو پہلی دو رکعتوں کی قرأت

میں جہر مستحب ہے۔

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ

پس جب نماز ہو چکے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا رزق

فَضْلِ اللَّهِ وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

تلاش کرو اور اللہ کا ذکر زیادہ کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا النَّفْسَ الْيَهُودِيَّةَ وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

اور جب (یہ لوگ) تجارت کو دیکھتے ہیں یا لہو (طبل کی آواز سنتے ہیں) اس کی طرف دوڑ پڑتے

قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهِو وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللَّهُ

ہی اور تجھے بجاالت پیام چھوڑ جاتے ہیں کہہ دیجئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ لہو اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ

خَيْرُ الرِّزْقَيْنِ ۝ ۱۲

بہترین رزق دینے والا ہے

فَإِذَا قُضِيَتِ - تفسیر مجمع البیان میں ہے حضورؐ نے فرمایا جمعہ کے بعد منتشر ہونے کا حکم طلب ونبی کے لئے نہیں بلکہ عیادت مریض نماز جنازہ اور مومن بھائی کی ملاقات کے لئے ہے۔ اور بعضوں نے طلب فضل سے مراد طلب علم لیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن ضروریات زندگی کے پورا کرنے کا اللہ نے وعدہ کیا ہے میں اُن کی تلاش کے لئے بھی سفر کرتا ہوں تاکہ اللہ کے نزدیک حلال کی تلاش کر نیوالوں میں میرا شمار ہو اس کے بعد آپ نے یہی آیت مجیدہ پڑھی اور فرمایا اگر کوئی شخص گھر کی چار دیواری کے اندر دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اور کہے کہ میرا رزق خود بخود یہاں اُترے گا تو اُس کا شمار اُن تین لوگوں میں سے ہے جن کی دعا مستجاب نہیں ہوتی عمرو بن زید راوی حدیث نے دریافت کیا کہ وہ تین لوگ کون کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ یہ ہیں (۱) جس شخص کی عورت نافرمان ہو اور اس پر بددعا کرے تو یہ قبول نہ ہوگی کیونکہ اس کو اللہ نے اختیار سے رکھا ہے کہ اگر نافرمان ہو تو طلاق دے کر اس سے گلو خلاصی حاصل کرے (۲) اگر کسی شخص کا کسی دوسرے پر کوئی حق ہو اور وہ اس کا انکار کر دے تو اس پر اس کی بددعا کا کوئی اثر نہ ہوگا کیونکہ اللہ نے اس کے نکھو لینے کا حکم دیا ہے اور اس نے عہد اس سے پہلو تہی کی ہے (۳) کسی شخص کے پاس کھانے کے لئے کچھ ہو اور گھر کی چار دیواری میں بند ہو کر بیٹھ جائے اس بھروسے سے کہ یہ ختم ہوگا تو اللہ اور بھیج دے گا۔ ایسے شخص کی طلب رزق کے لئے

وَمَا مُسْتَجَابٌ لَهُمْ يُجَاسَّدُ لَكُمْ لَعْنَةً

وَإِذْ كُنَّا دَاخِلِينَ فِي الدَّارِ الْغَامِيَةِ لَمَسَّ بَعْضُنَا لِبَاسَ الْكَفَّةِ لَنَلْبِسَ ظَهْرَ الْآخَرِ وَكِنَّا فِي الْكِبْكَبِ

وَمَا مُسْتَجَابٌ لَهُمْ يُجَاسَّدُ لَكُمْ لَعْنَةً۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں ذکر سے مراد فکر ہے جس طرح حدیث میں ہے کہ ایک گھنٹہ کا فکر ایک سال کی عبادت سے افضل ہے اور بعض نے کہا ہے مقصد یہ ہے کہ بازار میں پہنچ کر کاروباری حالت میں بھی اللہ کو نہ بھلایا کرو بلکہ اس کا ذکر و روزبان رکھا کرو اور حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص بازار میں لوگوں کی کاروباری مشغولیت اور غفلت کے وقت اللہ کا ذکر کرے گا اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکی درج ہوگی اور اس کی اس طرح بخشش ہوگی جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگی۔

وَتَرَكُوا كِذَا بَعْضُهُمْ لِبَاسَ الْكَفَّةِ وَمَا مُسْتَجَابٌ لَهُمْ يُجَاسَّدُ لَكُمْ لَعْنَةً۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضورؐ کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ پڑھا کرتے تھے؟ تو اس نے یہی آیت پڑھی اور کہا تَرَكُوا كِذَا بَعْضُهُمْ لِبَاسَ الْكَفَّةِ سے صاف ظاہر ہے کہ آپؐ کو وہ لوگ خطبہ پڑھتے پھوڑ کر چلے جاتے تھے چنانچہ اسی بناء پر فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ میں ذکر سے مراد بھی خطبہ جمعہ لیا گیا ہے کیونکہ وہ حمد و ثنائے پروردگار پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ اور جابر بن سمرہؓ سے منقول ہے کہ میں نے حضورؐ کو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپؐ بیٹھ کر خطبہ جمعہ پڑھتے تھے تو جھوٹ کہتا ہے۔

مَا عِنْدَ اللَّهِ۔ یعنی خطبہ کے سننے اور وعظ و نصیحت حاصل کرنے اور جمعہ کو نماز جمعہ ادا کرنے کا جو ثواب اللہ کے پاس محفوظ ہے وہ اس دنیاوی منفعت سے بدرجہا بہتر ہے اور اس کا انجام نہایت خوشگوار ہے۔

وَاللَّهُ مُخَفِّضُ الرِّزْقِ۔ یعنی اگر تم لوگ خطبہ اور نماز جمعہ کو ترک نہ کرو تب بھی خدا تمہارے رزق کا بندوبست کر دے گا۔ حضرت ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ جناب رسالتؐ نے فرمایا اگر کوئی شخص جمعہ کے دن غسل کر کے اور عمدہ لباس پہن کر تیل خوشبو لگا کر آئے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے بلکہ مزید تین دنوں کے بھی گناہ بخشے جاتے ہیں بشرطیکہ اس کے گناہوں میں دو آدمیوں کے درمیان پھوٹ ڈلنے کا گناہ شامل نہ ہو۔ ایک روایت میں حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ آدمیوں کو آتش جہنم سے آزاد کرتا ہے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوتی ہے تفسیر صحیح البیان) تفسیر برہان میں بروایت ابن شہر آشوبؒ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب وحیہ کلبی شام سے مال تجارت لایا اور اس نے طبل بجایا کر لوگوں کو اپنے آنے کی اطلاع دی تو حضورؐ کو بحالت خطبہ پھوڑ کر لوگ دوڑ گئے اور صرف آٹھ آدمی باقی رہ گئے حضرت علیؓ امام حسنؓ امام حسینؓ جناب فاطمہ الزہراءؓ سلیمان ابو ذرؓ مقدادؓ اور یہ دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا اگر یہ آٹھ آدمی بھی نہ ہوتے تو پورے مریہ پر آگ بستی اور قوم لوط کے عذاب کی طرح ان لوگوں پر آسمان سے پتھر برسائے جاتے پس ان لوگوں کے متعلق یہ آیت اُتری۔ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے شروع کرتا ہوں

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ

جب تیرے پاس منافق آئیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ

يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

جانتا ہے کہ بے شک تو اس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق

لَكَذِبُونَ ② اخذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو (اپنی حفاظت کے لئے) ڈھال بنا لیا ہے پس انہوں نے اللہ کے دین

رُكُوع ۱۳ | محل نزول | مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیات عبداللہ بن ابی منافق اور

اس کے ساتھیوں کے حق میں اتری۔ واقعہ یہ ہے کہ ہجرت کے پانچویں برس حضور کو اطلاع ملی کہ بنی المصطلق اہل اسلام سے (ٹسنے کی تیاریاں کر رہے ہیں جن کی فوجی قیادت عمارت بن ابیضار کر رہا ہے اور یہ زویہ پیغمبر جو میرہ کا باپ تھا حضور نے اپنے ہمراہ لڑاکا فوجی جوان لے کر بنفس نفیس ان کی طرف کوچ فرمایا چنانچہ مقام مریضیہ پر جو ساحل سمندر کے قریب تھا دونوں فوجوں میں گھسان کی لڑائی ہوئی اور بالآخر بنو المصطلق کو شکست فاش ہوئی اور مسلمان کھنی مال غنیمت لے کر واپس پٹے اسی دوران میں فوج اسلام کا ایک کنوئیں پر نزول اجلال ہوا تو ایک ناخوش گوار واقعہ پیش آگیا اور وہ یہ کہ عمر بن خطابؓ کے غلام جہاہ بن سعید غفاری اور انس بن سيار انصاری یا بروایت سنن جنی خزرجی کے درمیان پانی لینے میں جھگڑا ہو گیا تو جہاہ نے انصاری کے منہ پر ایسے زور سے تھپڑ مارا کہ اس کے منہ سے خون جاری ہو گیا۔ پس اُس نے انصار کو مدد کے لئے بلایا اور جہاہ نے مہاجرین سے امداد طلب کی چنانچہ طرفین نے تلواریں علم کر لیں اور قریب تھا کہ باہمی فساد کی آگ بھڑک اُٹھے جعال نامی ایک فقیر شخص بھی جہاہ کی مدد کر رہا تھا عبداللہ بن ابی نے جعال کو ٹوکا تو اُس نے نہایت سختی سے اس کی بات کو ٹھکرا دیا۔ جس سے عبداللہ بن ابی کو زیادہ غصہ آیا اور انصار سے کہنے لگا کہ یہ تم (انصار) لوگوں کو اپنی کرنی کی سزا ہے تم نے ان (مہاجرین) لوگوں کو اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا ان سے اظہارِ ہمدردی کیا ان کی جانوں کی حفاظت کے لئے اپنی جان و مال کی قربانیاں دیں کہ تمہاری عورتیں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے اگر ان لوگوں کو تم نکال دیتے تو ان کا

کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا پھر کہنے لگا اب جو ہم واپس مدینہ کی طرف پیش گئے تو ہم میں سے جو عزیز ہو گا وہ ذلیل کو نکال دے گا (اس سے اس کا اشارہ اس طرف تھا کہ ہم رسول اللہ کو مدینہ سے نکال دیں گے) اس وقت عبداللہ بن ابی کے ارد گرد چند انصاری جمع تھے اور ان میں زید بن ارقم بھی موجود تھا جو ابھی بالکل نو عمر تھا اس کو غصہ آیا اور عبداللہ بن ابی سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اور محمد خدا کی دی ہوئی عزت کی بدولت مومنوں کی محبت کا مرکز ہے تیری اس بکواس کے بعد میں تیرے ساتھ کبھی رابطہ محبت قائم نہ کروں گا عبداللہ بن ابی نے کہا تم خاموش رہو میں نے شغل بات کہہ دی ہے۔

یہ دو پہر کا وقت تھا اور حضور اس وقت مہاجرین و انصار کی ایک جماعت کے ہمراہ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے زید بن ارقم نے اگر ساری کہانی سنا دی۔ آپ نے فرمایا شاید تجھے غلط فہمی ہوئی ہو اُس نے عرض کی نہیں حضور: آپ نے فرمایا شاید تو اپنا غصہ نکال رہا ہے۔ کہنے لگا نہیں حضور ایسا ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا شاید اُس نے تجھے گالیاں دی ہوں گی زید نے عرض کی خدا کی قسم یہ بات بھی نہیں ہے۔ پس آپ نے اپنے غلام شقران کو سواری لانے کا حکم دیا اور فوراً سوار ہو کر روانہ ہو گئے پس لوگ جو بھی سنتے گئے اپنی اپنی سواریوں پر یا پیدل روانہ ہو گئے لیکن ہر ایک کے دل میں یہ بات کھٹکتی رہی کہ دو پہر کی سنت گرمی میں حضور کے کوچ فرمانے کی کیا وجہ ہوگی چنانچہ سعد بن عبادہ نے بڑھ کر سوال کر ہی لیا تو حضور نے فرمایا کہ تم نے عبداللہ بن ابی کی بات سنی کہ ہم میں سے جو عزیز ہے وہ ذلیل کو نکال دے گا۔ سعد بن عبادہ نے عرض کی حضور والا! آپ اور آپ کے ساتھی ہی عزیز ہیں اور وہ اور اس کے ساتھی ذلیل ہیں اس کے بعد سارا دن سفر جاری رہا لیکن صحابہ میں سے کسی کو بھی حضور کے ساتھ بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی قبیلہ خزرج کے لوگوں نے عبداللہ بن ابی کو نہایت بُرا بھلا کہا کہ تو نے ایسی ذلیل حرکت کیوں کی ہے؟ تو اس نے اپنی بات سے انکار کر دیا انہوں نے کہا چلو رسول اللہ کے سامنے اپنی صفائی پیش کرو تو اُس نے گردن دوسری طرف پھیر دی اس کے بعد ساری رات سفر جاری رہا دوسرے دن صبح کے وقت آپ سواری سے اترے اور تمام لوگوں نے شب بیداری کے بعد زمین پر آرام کیا۔

عبداللہ بن ابی حضور کے سامنے پیش ہوا تو اُس نے قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کی اور کہا کہ زید نے بالکل جھوٹا کہا ہے اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پس حضور نے اس کا عُذر قبول کر لیا اور قبیلہ خزرج کے لوگوں نے زید بن ارقم کو بھلا کہنا شروع کر دیا کہ تم نے ایک جھوٹی بات کہہ کر خواہ مخواہ حضور کو پریشان کیا ہے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ دوران سفر میں اسید بن خضیر نے آپ سے جلدی سفر اختیار کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے عبداللہ بن ابی کی بات دُھرائی۔ اُسید نے کہا آپ ہی عزیز ہیں اور وہ ذلیل ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو نکال دیتے ہیں پھر کہنے لگا کہ وہ بے چارہ قابلِ رحم ہے کیونکہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اس کی پوری قوم نے موتیر

24

اللَّهُ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳﴾ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ

سے روکا وہ بڑا کردار ہی ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ پہلے ایمان لائے پھر

كَفَرُوا فَطَبَعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۴﴾ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ

انہوں نے کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہر لگ گئی پس وہ نہیں سمجھتے اور جب آپ ان کو

تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ

دیکھتے ہیں تو ان کے اجسام آپ کو بھلے معلوم ہوتے ہیں اگر وہ بات کریں تو آپ کان دھ کر سنتے ہیں ان کی مثال

خَشَبٌ مُسْتَدَدٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ

سہارے پر کھڑی ہوئی لکڑی جیسی ہے وہ ہر آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں وہی تمہارے دشمن ہیں

کا جڑاؤ وارتاج تیار کر رکھا تھا تاکہ اس کو اپنی قوم کا بادشاہ نامزد کریں اور اسکی تاجپوشی کی رسم قریب تھی کہ حضورؐ نشریف لائے پس اسکی

انگلیں خاک میں مل گئیں پس وہ اپنی تاج سے محرومی کا ذمہ دار اچھو ہی ٹھہراتا ہے لہذا آپ اسکی باتوں سے تاثر نہ لیں وہ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا

جب عبداللہ بن ابی کے بیٹے جس کا نام عبداللہ تھا کو خبر پہنچی تو بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے

آپ میرے والد کو قتل کر دانا چاہتے ہیں اگر یہ بات درست ہے تو مجھے حکم دیجیے کہ اس کا سر قلم کر کے آپ کے قدموں میں ڈال

دوں اور تمام قبیلہ مندرج جانتا ہے کہ میں والدین کا بہت زیادہ خدمت گذار ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ آپ کسی اور کو میرے باپ کے

قتل کا حکم دیدیں اور میرے دل میں باپ کے قاتل کے حق میں غصہ پیدا ہو اور ہو سکتا ہے کہ باپ کے قتل کے انتقام میں اس کو

قتل کر بیٹھوں اور اس مومن کو قتل کر کے جہنم کا ایندھن بنوں لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے ہی حکم دیں تاکہ آپ کی اطاعت کا فریضہ

میں خود بجالاؤں آپ نے فرمایا تم جاؤ اور باپ سے اچھا سلوک جاری رکھو اور جب تک وہ ظاہر ہمارے ساتھ ہے خدمت میں کوتاہی نہ کرو۔

بہر کیف حضورؐ نے دوسرے دن آرام فرمایا اور اس قدر لمبا سفر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ سفر کے خیال میں پڑ جائیں اور عبداللہ

بن ابی کی بات کو اہمیت دے کر فساد میں نہ پڑیں اس کے بعد پھر کوچ فرمایا اور مدینہ کے قریب ایک جگہ ڈیرہ لگایا جسے بقعہ کہاجاتا ہے

پس وہاں تیز آندھی چلی جس میں حضورؐ کی ناقہ گم ہو گئی اور آپ نے خبر دی کہ مدینہ میں ایک بہت بڑا منافق آج فوت ہو گیا ہے لوگوں نے پوچھا وہ

کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ رفاعہ مر گیا ہے یہ سن کر ایک منافق کہنے لگا یہ عجیب بات ہے اُدھر غیب کے علم کا دعویٰ کرتا ہے اُدھر

اونٹنی کے گم ہونے کا شکوہ ہے جو جبریل اس کو غیب کی خبریں سُناتا ہے وہ اس کو اونٹنی کا پتہ نہیں بتا سکتا جب حضورؐ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے

فرمایا میں نے کبھی عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ البتہ اللہ نے مجھے اس منافق کی بات کی خبر بھی دیدی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ میری

اونٹنی وادی کی فلاں گھاٹی میں موجود ہے چنانچہ وہ وہاں موجود تھی اور یہ دیکھ کر وہ منافق سچے دل سے ایمان لانے پر موفق ہوا۔

فَاخذُ رُھْمُ قَاتِلَھُمُ اللّٰھُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا قِیلَ لَھُمْ

ان سے بچو ان پر خدا کی لعنت ہو کیسے روگردانی کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جائے

تَعَالَوْ اَیْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰھِ لَوْ وَاْرُوْا وُسْھُمْ وَاَیْتَھُمْ

کہ آؤ تاکہ تمہارے لئے اللہ کا رسول بخشش طلب کرے تو اپنے سروں کو چکر دیتے ہیں

وَ اِذَا رَاٰیْتَھُمْ - یعنی منافق لوگوں کی شکلیں اچھی ہیں اور جب بات کرتے ہیں تو وہ نہایت پیارے انداز اور میٹھے

لب و لہجہ سے گویا اہل ایمان ہی نہیں پڑتا کہ ان کی زبان پر کچھ اور ہے اور دل میں کچھ اور ہے۔

کَاْنَتْھُمْ خُشْبٌ - یعنی جس طرح کھوکھی لکڑی کا ظاہر مجھلا معلوم ہوتا ہے اور اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا منافقوں کی

بعینہ وہی مثال ہے یا یہ کہ جس طرح لکڑی کا جسم روح سے خالی ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی رُھم کے بغیر اجسام ہیں یعنی

ان کی شکلیں انسانوں جیسی ہیں لیکن عقل و خرد کی اور سوجھ بوجھ کی نعمت سے محروم ہونے کی وجہ سے ان کی مثال لکڑیوں

جیسی ہے۔

لِیَحْسُبُوْنَ - یعنی اس قدر بزدل ہیں کہ جہاں کوئی دھماکہ ہو تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم پر ہی پڑنے والا ہے۔

عَلَیْھُمْ مِّنْ عَلیٰ ضرر کے لئے ہے اور وہ ہر آواز کو اپنے خلاف خیال کرتے ہیں اور جب دجی اترنے والی ہو تو ان کو

یہی خیال ہوتا ہے کہ ہمارے خلاف کوئی حکم ہوگا

ھُمْ الْعَدُوْ - یعنی یہ لوگ درحقیقت تمہارے دشمن ہیں اور ان سے ہر ممکن طریقہ سے بچنے کی کوشش کرو

الْقِصَّة - جب آپ وارد مدینہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ بنی قینقاع میں سے ایک گبر یہودی رفاعہ بن زید کو

تابوت میں رکھا جا چکا ہے۔

برایت مجمع البیان زید بن ارقم کہتا ہے میں شرمساری سے گھر میں بیٹھ گیا اور فرط غم کی وجہ سے باہر نکلا

میرے لئے مشکل ہو گیا اور دوسری روایت میں ہے کہ اس نے اللہ سے دعا کی اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے عبداللہ

بن ابی پر جھوٹا الزام نہیں لگایا تھا لہذا تو میری مشکل آسان فرما چنانچہ آپ پر دجی اتری اور سورہ منافقین کی آیتیں نازل

ہوئیں۔ زید کہتا ہے کہ حضور نے میرے کان سے پکڑا اور اٹھایا پھر فرمانے لگے اے لڑکے تو نے سچ کہا تھا اللہ نے

قرآن بھیج کر تیری صفائی پیش کر دی ہے۔

عبداللہ بن ابی سارے قافلے کے آخر میں تھا جب اس کے بیٹے کو معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے عبداللہ بن ابی

کو منافق قرار دیا ہے اور زید کو بری کر دیا ہے تو شہر سے باہر نکل کر اُس نے اپنے باپ کا راستہ روک دیا کہ تم

اس شہر میں ہرگز داخل نہیں ہو سکو گے جبکہ رسول اللہ اجازت نہ دیں اور آج پتہ چلے گا کہ عزیز کون ہے اور ذلیل

يُضَدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ

اور اذراہ تکبر رد گردانی کرتے ہیں برابر ہے ان کے لئے بخشش کی دعا کرو

لَهُمْ أَمْ لَمْ تُسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ

یا نہ کرو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا بے شک

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ

اللہ فاسق لوگوں کو (جبری طور پر) ہدایت کی طرف نہیں لاتا یہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ

لَا تَنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُوا ۚ وَبِاللَّهِ خَزَائِنُ

کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو تاکہ (بھوک سے تنگ آکر) بھاگ جائیں حالانکہ آسمانوں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِلسَّعَةِ الْغَفِيرِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝ يَقُولُونَ

اور زمینوں کے خزانے اللہ کے پاس ہیں لیکن منافق لوگ نہیں سمجھتے کہتے ہیں

لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ

اگر ہم واپس مدینہ میں گئے تو جو ہم میں سے عزیز ہوگا ذلیل کو نکال دے گا حالانکہ عزت

کون ہے؟ چنانچہ باپ کو روک کر واپس بارگاہ نبوی میں آیا اور ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا اس کو آنے دو تو عبد اللہ بن ابی کے بیٹے عبد اللہ نے کہا کہ چونکہ رسول اللہ کا حکم ہے لہذا بہر تسلیم غم کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی نے اپنے باپ کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دی اس کے بعد وہ تھوڑے دن زندہ رہا اور مر گیا۔

تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ۔ مروی ہے کہ جب سورہ منافقین کی مذکورہ بالا آیتیں انہیں تو لوگوں نے عبد اللہ بن ابی سے کہا کہ تیرے بارے میں قرآن مجید کی سخت آیتیں نازل ہوئی ہیں تمہارا فرض ہے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کی معافی طلب کرو تاکہ رسول اللہ تمہارے لئے خدا سے تمہارے گناہ کی بخشش طلب کریں تو اُس نے سر کو مڑا اور کہنے لگا تم نے مجھے ایمان لانے کو کہا تو میں نے ایمان کو قبول کیا تم نے مجھے زکوٰۃ دینے کو کہا تو میں نے زکوٰۃ بھی دیدی اب اگر تم کہو کہ میں محمد کا سجدہ کروں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

هُمُ الَّذِينَ۔ عبد اللہ بن ابی نے انصار سے کہا تھا کہ اگر تم لوگ ان مہاجرین کو خرچ دینا بند کر دو تو یہ خود بخود

الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۹﴾

اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق اس حقیقت کو نہیں جانتے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ

اے ایمان والو! تمہیں اپنے اموال و اولاد ذکر خدا سے غافل نہ کر دیں

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ ہی خسارہ پانے

الْخٰسِرُونَ ﴿۱۰﴾ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ

ولے ہوں گے اور میرے عطا کردہ رزق سے خرچ کیا کرو قبل اس

أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي

کے کہ تم پر موت آجائے پھر کہے اے رب کاش تو مجھے

إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۖ فَأَصَّدَّقَ ۚ وَأَكُنْ مِنَ الصَّٰلِحِينَ ﴿۱۱﴾

تھوڑی سی مدت کی مزید ڈھیل دے دیتا تاکہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا

مدینہ کو چھوڑ کر مہاجر جائیں گے پس یہ آیت اسی کی طرف اشارہ ہے اور اس کا جواب بھی ہے کہ رزق کے خزانوں کے مالک یہ لوگ نہیں بلکہ اللہ خود مالک ہے۔

باطن آیات تفسیر ربان میں ہے کہ منافقوں سے مراد وہ لوگ

ہیں جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے وصی رسول ہونے

حضرت علیؑ کا دشمن منافق ہے

کا انکار کرتے ہیں اور آپ کی ولایت سے روگردانی کرتے ہیں اور اس کی تائید ان متواتر احادیث سے ہوتی ہے

جن میں صراحت سے مروی کہ حضرت علیؑ سے بغض رکھنے والے منافق ہوا کرتے ہیں چنانچہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی میں

صفحہ ۱۲ پر بروایت صحیح مسلم حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس نے

دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا حضرت رسالتؐ کا مجھ سے عہد ہے کہ میرے ساتھ نہیں محبت کرے گا مگر

مومن اور نہیں دشمنی رکھے گا مگر منافق اور بروایت ترمذی ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کُنَّا نَعْرِفُ

وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۲﴾

اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی نفس کو جب اس کی موت آجائے اور اللہ آگاہ ہے اس سے جو تم عمل کرتے ہو
الْمُنَافِقِينَ بِيُغْضِبُهُمْ عَلِيًّا یعنی ہم حضرت علی علیہ السلام کے بغض کی نشانی سے منافقوں کو پہچان لیا کرتے
تھے۔ اس قسم کی احادیث معنوی طور پر تو اتر سے منقول ہیں پس اس اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمارے دلوں
میں حضرت علیؑ اور ان کی اولاد طاہرین کی محبت و ولایت کا چراغ روشن فرما کر دولت ایمان سے سرفراز فرمایا۔

رکوع ۱۲

فَيْقُولُ رَبِّ - تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جس انسان پر زکوٰۃ واجب ہو اور ادا
نہ کرے یا جس پر حج واجب ہو اور نہ ادا کرے وہ مرنے کے وقت یہ تمنا کریں گے اور آیت میں صلاح سے
مراد حج لی گئی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی اسی قسم کی روایت نقل کی گئی ہے۔

نصیحت و عبرت
آیت مجیدہ میں ہر ذی شعور کو اپنے انجام پر نظر رکھنے کی دعوت دی گئی ہے گویا زندگی کی حاصل شدہ
آسائشوں میں پڑ کر موت کے بعد کی تخیلوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے بلکہ زندگی میں بھی وقتی عیش و راحت
میں کمزور انقلابات زمانہ کے ماتحت مستقبل کی تخیلوں کا سہلے سے علاج سوچ لینا چاہیے پس جوان کے لئے ضروری ہے کہ جوانی کے مابعد پر نظر
رکھے اور حکمران کو چاہیے کہ کرسی اقتدار کی منتقلی کے بعد اپنے انجام کی تاریکی کو نظر انداز نہ کرے گویا ماضی کے بعد تلخ تجربہ کو ردی کی ٹوکری میں ڈالنے
کے بجائے اُسے مستقبل کا پاسبان بنانا ہوشمندی کا تقاضا ہے پس اسی دستور کے ماتحت اپنی زندگی میں ہی موت سے لئے تیار رہنے کی قرآن مجید
نے دعوت دی ہے تاکہ اس وقت کہ افسوس مٹنے کے بجائے پورے اطمینان کے ساتھ دار فنا سے دار بقا کی طرف منتقلی کا شرف نصیب ہو اور
انسانوں کی عمومی غافلانہ زندگی کی طرف موائے کائنات و حلال مشکلات حضرت شاہ ولایت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اپنے ایک فرمان میں اشارہ
فرمایا ہے النَّاسُ نِيَامٌ إِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوا یعنی ظاہر جیتے جاگتے لوگ درحقیقت خواب غفلت میں ہیں جب ان پر موت آئے گی تو جاگیں گے
اور قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں اسی خواب غفلت سے جاگنے کی دعوت عامہ ہے اور راہ خدا میں اپنی مطلق فالتوا آمدنی کو صرف کرنے کی پیشکش
ہے کیونکہ ہر رقم بچا کر موت سے ہم آغوش ہونے والا دم مرگ بھی افسوس کرے گا کہ کاش مجھے تھوڑی سی مزید زندگی حاصل ہو جاتی تاکہ اپنی محبت
کو راہ خدا میں خرچ کر کے زمرہ صالحین میں میرا شمار ہو جاتا اور حدیث میں ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی میں خرچ کیا ہوا ایک درہم ان ہزاروں
درہموں سے زیادہ نفع بخش ہے جو اس کی موت کے بعد اس کے لئے خرچ کئے جائیں۔

سورۃ تغابن

★ یہ سورۃ مدینہ ہے اور اس کی آیات بسم اللہ کو بلا کر انیس بنتی ہیں۔
★ جناب رسالتؐ سے مروی ہے کہ جو شخص سورۃ تغابن کی تلاوت کر لیا ناگہانی موت سے محفوظ رہے گا
★ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو فریضہ میں پڑھے گا اس کے لئے یہ
سورۃ مجیدہ قیامت کے روز شفیع ہوگی اور اس سے جدا نہ ہوگی یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوگا۔
★ تفسیر برہان میں خواص القرآن سے منقول ہے کہ اس کی تلاوت کسے والا ناگہانی موت سے محفوظ ہوگا اور اگر
سلطان جابر کے سامنے پیش ہو جس کی گرفت کا خطرہ لاحق ہو تو اس کے شر سے بھی محفوظ رہے گا۔ دوسری
روایت میں ہے جس کسی سے کچھ خوف ہو اگر یہ سورۃ پڑھے تو اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ باذن خدا بنویں
★ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص مسببات (وہ سورتیں جن کی ابتداء تسبیح سے ہے) کو
سونے سے پہلے پڑھے تو مرنے سے قبل قائم آل محمدؑ کی زیارت کرے گا اور مرنے کے بعد رسول اللہ کے
سایہ میں رہے گا۔ (فوائد القرآن)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ

اللہ کی تسبیح کرتا ہے ہر وہ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے ملک صرف اسی کا ہے اور

الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ② هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ

حمد صرف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر شئی پر قدرت رکھنے والا ہے وہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پس

فِیْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ③ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ④

بعض تم میں سے انکاری ہیں اور بعض ماننے والے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ دیکھنے والا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوْرَکُمْ ⑤

اُس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور تم کو شکل دی اور نہایت اچھی شکل میں بنایا

وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ⑥ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ یَعْلَمُ مَا

اور اسی کی طرف بازگشت ہے وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو کچھ

لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ ملک اور حمد پر الف لام استغراق کے لئے ہیں یعنی تمام رکوع ۱۵

کی حمد و ثنا کا مستحق بھی وہی ایک خدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ۔ یعنی اللہ نے تم سب کو پیدا کیا اور صحیح فطرت پر آزاد طبع کے ساتھ پیدا کیا اُس

کے بعد کوئی کافر ہوا تو اپنی مرضی سے اور کوئی مسلمان ہوا تو اپنے اختیار سے پس بعضوں نے اپنی صحیح فطرت پر

قائم رہ کر ایمان کو قبول کر لیا اور مان لیا کہ میرا خالق خدا ہے اور بعضوں نے اپنی صحیح فطرت کے تقاضوں سے ہٹ

کر وجود خالق کا انکار کر دیا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے لیکن بعد کی تربیت اسے

یہودی یا نصرانی بنا دیا کرتی ہے۔

فَاَحْسَنَ صُوْرَکُمْ۔ یعنی اللہ نے انسانوں کو تمام موجودات میں سے حسین ترین صورت و شکل پر پیدا کیا ہے

تَسْرُونَ وَمَا تَعْلَمُونَ ۝ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دل کی باتوں کو جاننے والا ہے

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِ

کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو پہلے کفر کر گزرے تو انہوں نے اپنے کئے کا

هَمُّ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ ذَلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ

مزد چھلک لیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ اس لئے کہ ان کے پاس آتے تھے

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا

رسول واضح دلیلوں کے ساتھ تو کہتے تھے کہ کیا یہ انسان ہمیں ہدایت کرتے ہیں پس انکار کرتے اور منہ پھیر لیتے

وَأَسْتَغْنَى اللَّهُ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ

تھے اور اللہ بے نیاز ہے اور اللہ غنی اور لائق تعریف ہے کافروں کا خیال ہے کہ انہیں اٹھایا

لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّيَنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ

نہیں جائے گا کہہ دیجئے ہاں خدا کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے ساتھ اپنے عمل کے

اور پوری کائنات میں اس سے زیادہ حسین کوئی مخلوق نہیں ہے اور ظاہری حسن و صورت کے علاوہ انسان کو جو زیور عقل سے آراستہ کیا ہے اس کا کوئی جواب نہیں پس عقل کے مقتضا کے ماتحت اگر انسان پست کردار کو چھوڑ کر اعلیٰ کردار کو اپنالے تو اس کی حسن صورت پر حسن سیرت کا سنگار اس کو ملائکہ کے لئے باعث رشک بنا دیتا ہے۔
فَقَالُوا أَبَشَرٌ - یعنی گذشتہ امتوں نے رسولوں کی بات کو صرف اس لئے ٹھکرا دیا کہ ان کے نزدیک بشریت اور رسالت میں منافات تھی وہ سمجھتے تھے کہ جو رسول ہوتا ہے وہ بشر نہیں ہوتا پس وہ کہتے تھے کہ تم بشر ہو کر ہمارے ہادی کس طرح بن سکتے ہو۔ بلکہ ہادی وہ ہونا چاہیے جو بشر نہ ہو آج کل بھی بشریت اور نبوت میں منافات کے قائل ان سابق کافروں کا اگلا ہوا لقمہ چار ہے یہی یہ کوئی نئی بات نہیں ہے خداوند کریم ان کو حق سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالنُّوْرَ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا

اور یہ بات اللہ پر آسان ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے اتارا

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لَیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِکَ یَوْمٌ

اور اللہ تمہارے عمل سے خبردار ہے جس دن تم کو جمع کرے گا جمع کے دن کے لئے وہ تغابن

التَّغَابُنِ ۝ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُکْفِرْ عَنْهُ سِیَّاتِهِ

کا دن ہوگا اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھے اور نیک عمل بجالائے اس سے اس کی لغزشیں دور کرے گا

وَبَدْخَلْهُ جَنَّتٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدٍ فِيْهَا اَبَدًا

اور اس کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے

ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِآیٰتِنَا

یہ بڑی کامیابی ہے اور جو لوگ کافر ہیں اور جھٹلایا انہوں نے ہماری آیات کو

اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِيْهَا ۝ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ ۱۱

ایسے لوگ دوزخ کے ستمی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے

آئمہ نور ہیں

وَالنُّوْسِ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا - تفسیر برہان میں ابو خالد کا بی سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اس جگہ نور سے مراد آئمہ آل محمد ہیں یہی وہ اللہ کا نور ہیں جن کو اللہ نے نازل کیا اور یہی آسمانوں اور زمین کا نور ہیں۔ اسے ابو خالد نور امام مومنوں کے دلوں میں سورج سے زیادہ روشنی دیتا ہے۔ ان کے ذریعے سے مومنوں کے دل منور ہوتے ہیں اور جن دلوں میں اللہ کا نور نہیں۔ وہ تاریک ہوتے ہیں اسے ابو خالد ہم سے وہی محبت کریگا جس کا دل ظاہر ہوگا اور دل اسی کا ظاہر ہو سکتا ہے جو ہمارے احکام کو تسلیم کرے اور ہمارے سامنے جھکنے والا ہو پس ایسے شخص کو خدا قیامت کے دن گہرا ہٹ سے محفوظ رکھے گا۔

برایت محمد بن فضیل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یُرِیْدُ دُنْ لِّیْطَفُوْا نُوْرَ اللّٰهِ مِیْنِ نُّوْرِ

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ

جو بھی تکلیف پہنچے وہ اللہ کے علم میں ہے اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھے۔ اللہ اُس کے

قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۱۴ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

کے دل کو سکون بخشتا ہے اور اللہ ہر شئی کا جاننے والا ہے اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے

الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ۝۱۵

رسول کی پس اگر رد گردانی کرو گے تو نہیں ہے ہمارے رسول پر مگر واضح طور پر پہنچا دینا

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱۶

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ پر ہی مومنوں کو توکل کرنا چاہیے

مراد حضرت امیر علیہ السلام کی ولایت ہے اور وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ میں بھی نور سے مراد امامت ہے اور اس جگہ نور سے مراد امام ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں نور سے مراد قرآن مجید لیا گیا ہے اور امام و قرآن چونکہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے لہذا دونوں تو جیسے درست ہیں۔

التَّغَابُنِ۔ غبن سے ہے جس کا معنی ہے نفع۔ اگر تجارت میں کسی کو نفع پہنچے تو اس کو غابن کہتے ہیں۔ اور اگر نقصان پہنچے تو اس کو مغبون کہتے ہیں پس قیامت کے روز مومن اپنی دنیاوی قربانیوں کی وجہ سے نعماتِ جنت حاصل کرے گا تو وہ غابن ٹھہرے گا اور اس کے برعکس جو شخص اپنی دنیاوی لذتوں میں کھو کر جنت سے دست کشی کرنے پر مجبور ہوگا اور جہنم کا مستحق ہوگا تو وہ مغبون ہوگا۔ اسی مناسبت سے قیامت کو یوم التغابن کہا گیا ہے کہ وہ دن غابن اور مغبون کے نتیجے کا دن ہے اور منقول ہے کہ ہر شخص کے لئے جنت اور جہنم میں ٹھکانے موجود ہیں پس جنتی کو اس کا جہنمی ٹھکانا بھی دکھایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اگر تیرا ایمان و عمل نہ ہوتا تو تجھے وہ ٹھکانا نصیب ہوتا پس اس کی خوشی میں اضافہ ہوگا۔ اور اللہ کا شکر کرے گا اور کافر کو جنت کا ٹھکانا دکھایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اگر تو نے نیک اعمال کئے ہوتے تو تجھے یہ ٹھکانا ملتا پس اس کی حسرتوں میں اضافہ ہوگا۔

۱۶ رُكُوع ۱۶ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ چونکہ اللہ نے کسی کو مجبور نہیں کیا اس لئے جو تکلیفیں بندوں کو بندوں کی جانب سے ظلم کے طور پر پہنچتی ہیں وہ اس لئے ہیں کہ اللہ کی طرف سے انسان نیکی اور بدی میں مختار ہے مجبور نہیں پس یہاں اذن کا معنی رضا نہیں بلکہ اس کو اختیار دینا مراد ہے اور بعضوں نے اذن

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوٌّ لَكُمْ

اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو تحقیق تمہاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں

فَاَحْذَرُوهُمْ وَإِنْ تَعَفَّوْا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ

ان سے بچو اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کردو اور بخش دو تو تحقیق اللہ بخشنے

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۵ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ

والا مہربان ہے سوائے اس کے نہیں تمہارے مال اور اولادیں آزمائش ہیں اور اللہ

عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۱۶ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا

کے نزدیک بڑا اجر ہے پس اللہ سے ڈرو جس قدر تمہاری طاقت ہو اور سُنو

وَاطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقِ شَيْئًا نَفْسِهِ

اور اطاعت کرو اور خرچ کرو (ادرقصد کرو) نیکی کا اپنے لئے اور جو نفس کے بخل سے بچایا جائے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْبَاقِلُونَ ۱۷ إِن تَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

پس ایسے لوگ ہی چھٹکارا پانے والے ہیں اگر تم اللہ کو قرض حسن دو تو اس کو تمہارے لئے

کا معنی علم کیا ہے یعنی خداوند کریم سے کسی کی تکلیف پوشیدہ نہیں پس وہ ظالم کو سزا دے گا اور مظلوم کو جزا دے گا البتہ وہ مصائب اور تکالیف جو اللہ کی طرف پہنچتی ہیں مثلاً بیماری دنیاوی نقصان بچوں کی موت اور عزیزوں کے دکھ درد وغیرہ تو ایسے مقامات میں اذن سے مراد اس کی مشیت ہوگی۔

إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ - یہاں مِنْ تبعضیہ ہے یعنی عورتوں میں سے اور اولاد میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو دینی لحاظ سے انسان کے دشمن ہوتے ہیں اور بعض دنیاوی لحاظ سے بھی دشمن ہوتے ہیں بعض عورتیں شوہروں کی موت کی خواہشمند ہوا کرتی ہیں تاکہ اس سے گلو خلاصی کے بعد دوسری شادی کریں اسی طرح بعض اولاد بھی باپ کی موت چاہتی ہے تاکہ اس کی حکومت کا ہوا گردن سے نکلے اور اس کے وارث ہو کر ہم مطلق العنان بن جائیں اسی طرح بعض اولاد باپ کو اپنے مفاد کے لئے حرام خوری اور غلط کاری پر آمادہ کرتی ہے اور بعض بیویاں بھی اسی قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ پس اس قسم کی اولاد اور بیویوں کی دشمنی سے خدا نے تنبیہ فرمایا ہے

يُضَعِفُهُ لَكُمْ وَيُغْفِرُ لَكُمْ ۖ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٨﴾ عِلْمٌ

دوگنا کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ شکر کی جزا دینے والا حلیم ہے غیب اور

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٩﴾

شہادت کے جاننے والا غالب دانا ہے۔

کہ ایسی اولاد اور بیویوں کی ہر معاملہ میں اطاعت نہ کیا کرو بلکہ مفاد دینی و دنیاوی کو ملحوظ خاطر رکھ کر قدم اٹھایا کرو اور پھر یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ اگر اُن سے تمہارے حق میں کوئی لغزش ہو جائے تو ان سے انتقام لینے کے بجائے درگزر کرنا معاف کرنا اور بخش دینا تمہارے لئے زیادہ مرزوں ہے تاکہ گھر پر زندگی ناخوشگوار اور تلخ نہ ہو جائے۔ چنانچہ مکہ سے جب مسلمانوں کو ہجرت کا حکم ہوا تھا تو بعض لوگوں نے ہجرت کا ارادہ کیا لیکن اُس کی بیوی اور بچے اس کو چھوٹ گئے اور اس کے سامنے رونے لگ گئے کہ ہائے تیرے بعد ہم کہاں جائیں گے؟ پس اُن کی محبت میں گرفتار ہو کر سعادت ہجرت سے وہ لوگ محروم ہو گئے پس ایسے لوگوں کو خدا نے تنبیہ فرمائی اور بعض اپنے ارادوں میں پختہ تھے کہ جب بیوی اور بچوں نے شور مچایا تو ان کو صاف کہہ دیا کہ اگر تم میری جدائی کو برداشت نہیں کر سکتے تو میرے ساتھ ہجرت کرو۔ پس وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ ۖ اس میں شک نہیں کہ مال اور اولاد انسان کے لئے بہت بڑی آزمائش کا مقام ہیں کیونکہ ان کی بدولت انسان دنیاوی امور میں مبتلا ہو کر آخرت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور بعض اوقات ان کی وجہ سے ناقابل عفو گناہوں میں پھنس جاتا ہے پس دُعا ہے کہ خداوند کریم ہمیں مال و اولاد کے ساتھ دینی استقامت بخشے اور خدا مال ایسا دے جو راہِ خدا میں خرچ ہو اور اولاد ایسی دے جو اطاعت پروردگار میں مدد و معاون ثابت ہوں۔ کیونکہ جس طرح بد اولاد والدین کے لئے بعض اوقات جنت سے روکاؤں کا باعث بنتی ہے اسی طرح نیک اولاد اپنے ماں باپ کے لئے دوزخ سے بچانے کا ذریعہ بن جایا کرتی ہے۔

سُنُّنِ الْبَوَاوُدُّ سُنُّنِ نَسَائِیْ اور مسند احمد بن حنبل سے مروی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسالت ﷺ مسجد نبوی میں وعظ فرما رہے تھے دیکھا کہ حسن و حسینؑ سرخ قمیضیں پہنے ہوئے آ رہے ہیں جو بعض اوقات صغیر سنی کی وجہ سے چلتے ہوئے گر پڑتے تھے۔ پس حضورؐ نے اپنے بیان کو چھوڑ کر منبر سے اتر کر ان کو اٹھالیا اور اپنی گود میں بٹھا کر پھر وعظ کو جاری کیا اور قرآن مجید کی یہی آیت تلاوت فرمائی اور اس آیت کے استشاد سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حسینؑ شریفین رسول اللہؐ کی حقیقی اولاد تھے چنانچہ ایک روایت میں صاف ہے کہ ہر نبی کا اولاد اس کی اپنی صلب سے ہوا کرتی ہے اور میری اولاد علیؑ کی صلب سے ہے۔ علیؑ مَآدُومِی

فَاتَّقُوا اللَّهَ - یعنی جس قدر تمہاری ہمت ہو خوف خدا کرو اور اس کی دوسری جگہ وضاحت اس طرح ہے۔
فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ - یعنی تقویٰ اس طرح اختیار کرو جس طرح تقویٰ کا حق ہے اور راہ خدا میں خرچ کرنا بھی اگرچہ اطاعت کا فرد تھا لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو الگ ذکر فرمایا کیونکہ نماز پڑھنے میں کچھ خرچ نہیں لیکن زکوٰۃ دینے میں کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ پر اہل بیت کے سوا کسی نے عمل نہیں کیا ہم نے اس کا اس طرح ذکر کیا کہ اس کو کبھی بھلایا نہیں اور ہم نے اس کا اس طرح شکر کیا کہ کبھی کفر کا ارتکاب نہیں کیا اور ہم نے اس کی اس طرح اطاعت کی کہ کبھی ہم سے اس کی نافرمانی سرزد نہیں جب یہ آیت مجیدہ اُتری تو صحابہ نے معذرت پیش کی پس اس کے بعد یہ دوسری آیت اُتری کہ اتنا تقویٰ کرو جس قدر تمہاری طاقت ہو۔

بخل اور شح کا بیان وَمَنْ يُؤَقِّ شَحًّا نَفْسِهِ - یعنی جو بخل کی بیماری سے بچ جائے وہ کامیاب ہو افضل بن ابومرہ کہتا ہے کہ رات بھر میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دُعا مانگتے دیکھا آپ یہی دُعا مانگ رہے تھے اے اللہ مجھے نفس کے بخل سے محفوظ رکھ تو میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا اس بیماری سے بدترین بیماری اور کونسی ہو سکتی ہے کہ خدا فرماتا ہے جو اس بیماری سے بچ گیا وہ کامیاب ہو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا بخل آدمی ظالم سے بدتر ہے کیونکہ ظالم کے متعلق توقع ہو سکتی ہے کہ اپنے ظلم سے توبہ کر لے اور لوگوں کے حقوق غصب کر وہ واپس دیدے لیکن بخل آدمی سے یہ اُمید نہیں ہو سکتی کیونکہ بخل آدمی زکوٰۃ صدقہ صلہ رحمی مہمان نوازی خیرات اور جملہ نیک مصارف سے محروم ہوگا اور جنت بخیل طبقہ پر حرام ہے ایک روایت میں آپ نے فرمایا کہ جب خدا کسی آدمی پر ناراض ہوتا ہے تو اس کو بخل کی مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جو واجبات کی ادائیگی سے پہلو تہی کرے۔
امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے حضرت نبی کریم نے فرمایا جو شخص زکوٰۃ مفروضہ ادا کرے اور قومی سطح پر خرچ کرے وہ بخیل نہیں ہے بخیل وہ ہے جو زکوٰۃ واجبہ بھی ادا نہ کرے اور قوم کی ضروریات پر بھی خرچ نہ کرے لیکن اس کے علاوہ فضول کاموں پر خرچ کرے

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شح بخل سے بھی بدتر ہے کیونکہ بخیل وہ ہے جو اپنے پیسے میں بخل کرے اور شح وہ ہے جو لوگوں کے جیب میں پیسہ نہ دیکھ سکے بلکہ حلال یا حرام طریقہ سے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا شح وہ ہے جو پیسہ کو شرف سمجھے اور خرچ کرنے کو تاوان سمجھے۔
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا شح وہ ہے جو جائز خرچ سے گریز کرے اور ناجائز خرچ میں دریادلی

کا مظاہرہ کرے۔

جناب رسالتؐ سے منقول ہے بخیل وہ ہے جو میرا نام سن کر درود شریف نہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اور بعضوں نے کہا ہے کہ بخیل وہ ہے جو خود کھائے اور دوسروں پر بخیل کرے اور شیخ (۲) وہ ہے جو دوسرے خرچ کر نیوالوں کے خرچ کرنے کو بھی ناپسند کرے اور ان دونوں سے بدتر لئیم ہے (۳) جو کمایا ہوا مال نہ خود کھائے اور نہ دوسروں کو کھانے دے۔

صدقات جاریہ اور مدارسی دینیہ
 بخیل اور شیخ کے مقابلہ میں سخی اور کریم ہوا کرتے ہیں چنانچہ سخی وہ ہوتا ہے جو اپنے کلمے ہوئے حلال رزق سے خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے اور کریم وہ ہوتا ہے جس کا مال صرف اپنے ضروریات کے مطابق ہی ہو لیکن وہ اپنے مصارف میں کمی کر کے دوسروں کی حاجات کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کرے یعنی خود نہ کھائے اور دوسروں کو کھلائے اور ان دونوں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے واجب و مستحب صدقات سے فارغ الہال ہونے کے بعد خوشنودی و خیر کے لئے اپنے تمام بچت مانی سے محتاجوں اور بے کسوں دے لیاؤں کی خبر گیری کرے اور زائد از ضرورت اشیاء و اقوام کو ذخیرہ و خزانہ کرنے سے گریز کرے اور سب سے زیادہ نیک بخت وہ انسان ہوتا ہے جو اپنے زائد از ضرورت اموال کو صدقہ جاریہ قرار دے دے مثلاً کوئی مسجد یا امام باڑہ یا مدرسہ دینیہ تعمیر کرائے یا کوئی دوسرا ایسا کام کرے جس سے بنی نوع انسان کافی دیر تک استفادہ کرتے رہیں اور دورِ حاضر میں جبکہ اسلام مغربیت کی گرفت میں آکر زندگی کی آخری سسکیاں لے رہا ہے اور اس کی مظلومیت اور کس میری کا یہ عالم ہے کہ مسلمان کھانے والے بھی اسلام کا تختہ اڑانے میں اپنی روشن خیالی محسوس کرتے ہیں حاکم خود مسلمان اپنے علماء کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پس اپنے اموال سے زیادہ سے زیادہ رقوم مدارس دینیہ پر لگانا سب سے زیادہ موجب ثواب ہے جہاں قوم کے نونہال دینی و اسلامی علوم حاصل کر کے کفر و زندقہ کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں لہذا صدقہ جاریہ کے طور پر مدارس دینیہ پر زمینیں یا جائدادیں وقف کرنا بہت بڑی نیک بختی ہے میں نے اپنی ذاتی کاوش و محنت سے اپنے پس ماندہ علاقہ جابر اضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک دینی درسگاہ قائم کی ہے جس سے کافی افاضل استفادہ کر کے قوم کے لئے فریضہ ہدایت اور سلسلہ تعلیم و تعلم میں مشغول ہیں۔ مدرسہ کا نام باب النجف جابر ہے اور یہ زیر نظر تفسیر الزوار النجف اسی دینی ادارہ کی علمی خدمات کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے پس تمام قارئین سے ادارہ مذکورہ کی اعانت کی اپیل ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

میرے والد ماجد جو اس دینی درس گاہ کے حقیقی بانی تھے اسی سال ۱۳۸۴ھ مبارک رمضان ۱۳۹۶ھ کو وفات پا گئے ہیں۔ قارئین کرام سے ان کے لیے سورہ فاتحہ کی استدعا ہے

سُورَةُ الطَّلَاق

- ★ یہ سورہ مدینہ ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی کل آیات تیرہ ہیں۔
- ★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ طلاق اور تحریم کو نماز فریضہ میں پڑھے۔
- خداوند کریم اس کو قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا اور ان کی تلاوت و مداومت کی وجہ سے خدا اس کو جنت میں داخل فرمائے گا کیونکہ ان دونوں سورتوں میں جناب رسالت اکبر کو خطاب کیا گیا ہے
- ★ ایک حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا اس کو توبہ نصوح کی توفیق مرحمت ہوگی۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا

اسے نبیؐ تم عورتوں کو طلاق دو تو عدت کے لئے طلاق دیا کرو اور شمار کرو

الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تَخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ

عدت کو اور اپنے رب سے ڈرو ان کو اپنے گھروں سے باہر نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ - یہ خطاب نبی کریمؐ کو ہے اور مرد ساری امت ہے اور بعض مفسرین نے یہاں

رُكُوع ۱

مزدت کا قول کیا ہے یعنی قُلْ لِّأُمَّتِكَ (اپنی امت سے کہہ دیجئے) پس اس لحاظ سے حضورؐ خود اس حکم سے مستثناء قرار دیئے جائیں گے اور پہلے معنی کے لحاظ سے حکم میں شامل رہیں گے۔

فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ - یعنی ان کو ایسے وقت میں طلاق دو جو ان کی عدت میں

طلاق عدت

شمار ہو سکے چنانچہ ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہ سے منقول ہے کہ اس طہر میں طلاق دے جس میں عورت سے جماعت نہ کی ہو تاکہ بقیہ طہر اس کی عدت میں شمار ہو سکے پس طلاق ہوتے ہی عورت کی عدت شروع ہو جائے گی اور معنی آیت کا یہ ہوگا کہ عورت کو طلاق ایسے طہر میں دو جس کو وہ عدت میں شمار کر سکیں اور ایام حیض میں طلاق نہ دو کہ ان ایام کو وہ عدت میں شمار نہیں کر سکتیں اور یعنی مذہب شیعہ کے مسلک کے موافق ہے کہ عورت کی طلاق کی عدت تین طہر ہوتی ہے نہ کہ تین حیض اور آئمہ اربعہ میں سے امام شافعی کا مسلک بھی یہی ہے۔

علماء امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جس طہر میں عورت سے جماعت کی گئی ہو اس میں اس کی طلاق واقع نہیں ہو سکتی پس اگر اس طہر میں کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے گا تو وہ غلط اور باطل متصور ہوگی کیونکہ حکم خداوندی یہ ہے کہ طلاق اس وقت دی جائے جو عدت میں شمار ہو اور وہ طہر جس میں جماعت ہو چکی ہے وہ عدت میں شمار ہو نہیں سکتا لہذا طلاق باطل ہوگی اور اس کی عدت یہ ہے کہ شریعت نے مطلقہ کے لئے عدت اس لئے ضروری قرار دی ہے تاکہ یقین ہو جائے کہ وہ حاملہ نہیں ہے اور بعد میں حیض کا آجانا اس کے حمل نہ ہونے کی دلیل ہوتا ہے لیکن جس طہر میں جماعت کی جائے اس کے بعد والا حیض حمل نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا بلکہ جماعت کے بعد والے حیض کے لئے عورت کے رحم میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور رحم کے اطراف سے جب مادہ خاصہ ٹپکتا ہے تو مرد کی منی سے اگر اس کا اتصال ہو

جائے تو نطفہ منعقد ہو جاتا ہے ورنہ نہیں جیسا کہ دورِ حاضر کے حکیموں کا نظریہ ہے۔ واللہ اعلم
پس جماعت والے طہر کے بعد والا حیض چونکہ عدم حمل کی علامت نہیں بن سکتا۔ لہذا اس طہر کو عدت میں شمار
نہیں کیا جاسکتا بلکہ عدت میں شمار وہی طہر ہوگا جس میں جماعت واقع نہ ہوئی ہو بناء بریں علماء شیعہ کے نزدیک طلاق کے
لئے شرط ہے کہ ایسے طہر میں واقع ہو جس میں جماعت نہ کی گئی ہو۔

ابو حنیفہ کے نزدیک اِیْتِہَہُنَّ میں لام قبل کے معنی میں ہے جس طرح تَوَضَّأْتُ لِلصَّلٰوَةِ میں نے نماز کے
لئے وضو کیا یعنی نماز سے پہلے وضو کیا اور اس جگہ معنی یہ ہوگا کہ عورتوں کو طلاق دو ان کی عدت کے لئے یعنی عدت
سے پہلے لہذا اس کے نزدیک عدت حیض سے شروع ہوگی اور طلاق حیض سے پہلے والے طہر میں واقع ہوگی۔

مسئلہ ۱۔ چونکہ قرآن مجید میں طلاق عدت کا صریح فرمان ہے لہذا بیان سابق کے ماتحت حیض کے ایام میں
اور طہر جماعت میں طلاق باطل ہوگی اور یہی علماء شیعہ کا مسلک ہے غیر شیعہ فرقوں میں ایسی طلاق بدعت ہے لیکن باطل نہیں ہے
مسئلہ ۲۔ اگر بیک وقت تین طلاق کہہ دے تو چونکہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے لہذا ابو حنیفہ کے نزدیک
مبہی بدعت تو ہوگی لیکن واقع ہو جائے گی لیکن علماء شیعہ کے نزدیک وہ صرف ایک طلاق قرار دی جائے گی۔

طلاق کے متعلق ضروری مسائل اس کی شرائط اس کی اہمیت و افادیت اور دیگر امور تفسیر کی تیسری جلد میں ملاحظہ
ہوں۔ ص ۶۱، ص ۶۲۔

روایات از طریق اہلسنت | بروایت بخاری و مسلم نافع سے منقول ہے کہ ابن عمر نے اپنی عورت کو
زمانہ حیض میں طلاق دی تو رسول اللہ نے اس کو واپس لانے اور گھر میں
رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا انتظار کرو کہ یہ طہر گزر جائے پھر اس کو حیض آئے پس جب حیض سے پاک و صاف ہو جائے
تو جماعت کئے بغیر اس کو طلاق دیدو تاکہ وہ طہر اس کی عدت میں شمار ہو اور یہ وہی عدت ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے
دوسری روایت میں ہے کہ ابن عمر نے عورت کو ایام حیض میں طلاق دی تو حضرت عمر نے رسول اللہ کے سامنے ذکر
کیا پس حضور نے فرمایا اس سے کہو عورت کو گھر میں لے آئے اور جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تب طلاق جاری کرے
یہ روایات صاف بتلاتی ہیں کہ صحابہ کے زمانہ میں بھی طلاق کا یہی دستور تھا کہ جس طہر میں عورت سے جماعت کر چکا ہو اس
میں طلاق نہیں ہو سکتی اور ایام حیض میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ۔ عدت کے شمار کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ طلاق کے بعد عدت کے زمانہ میں عورت
اور مرد پر جو چند فرائض عائد کئے گئے ہیں ان سے عہدہ براہ کرنے کا یقین ہو جائے مثلاً مرد پر واجب ہے کہ عدت کے
زمانہ میں عورت کو گھر سے نہ نکالے بلکہ زمانہ عدت تک اس کا نان و نفقہ اور مکان اس پر واجب و لازم ہے اور مرد کو
زمانہ عدت میں رجوع کرنے کا حق بھی حاصل ہے پس اگر عدت کو شمار نہ کریں گے تو حقوق کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے

إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ

مگر جب کھلی ہوئی بنے حیاتی کا مظاہرہ کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص

حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَذَرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ

اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے

اور عورت پر واجب ہے کہ زمانِ عدت میں اپنے شوہر کے گھر سے باہر نہ جائے تاکہ مرد کے لئے عورت کی طرف رجوع کرنے کے مواقع موجود ہوں تاکہ جب چاہے رجوع کر سکے اور عورت کے باہر جانے کی صورت میں مرد کا یہ حق ضائع ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۔ تفسیر برہان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ مطلقہ عورت ہارسنگار خوشبو تیل سرمہ و کاجل لگا سکتی ہے تاکہ ایامِ عدت میں مرد کی دل کشی کا باعث ہو اور اس کے لئے رجوع کی محرک ہو۔

مسئلہ ۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ تیسری طلاق کے بعد چونکہ مرد کے لئے رجوع ناجائز ہے۔ لہذا عورت نہ تو مکان میں رہنے کی پابند ہے اور نہ مرد کی جانب سے نان و نفقہ کی حق دار ہے۔

مسئلہ ۳۔ آزاد عورت کی عدت تین ماہ اور کنیزوں کی عدت دو طہر ہوا کرتی ہے اور حیض نہ آنے کی صورت میں آزاد عورت کی عدت تین ماہ اور کنیزوں کی عدت ڈیڑھ ماہ ہوا کرتی ہے۔

لِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ - یعنی اگر عورت سے غلطی صادر ہو تو اس کو گھر سے نکالا جاسکتا ہے اور اس غلطی کے متعلق چند اقوال ہیں - (۱) زنا (۲) مرد کے گھر والوں کے ساتھ لڑنا جھگڑنا - (۳) مرد کا نافرمان ہونا

لَا تَذَرِي - یعنی خداوند کریم نے عدت مقرر کر کے اور عورت کو تا ایامِ عدت مرد کے گھر میں پابند رہنے کا حکم دے کر ایک بہت بڑی مصلحت کو ملحوظ رکھا ہے اور وہ یہ کہ ہو سکتا ہے ان ایام میں عورت اور مرد ٹھنڈے

دل سے اپنی اپنی غلطیوں کی ٹوہ لگائیں پس اگر عورت میں غلطی ہے تو وہ اپنے ناخوشگوار انجام سے گھبرا کر اپنی غلطی سے سابقہ سے دست کشی پر آمادہ ہو جائے اور اپنے مرد کو ایامِ عدت میں اپنی طرف سے اطمینان اور تسلی دلا دے پس

مرد رجوع کر کے اپنی ازدواجی زندگی کو آئندہ کی تلخیوں سے بچالے اور نئے تجربہ کی طرف اقدام نہ کرے اور اگر مرد نے غلط قدم اٹھایا ہے تو ایامِ عدت تک اس کو سوچنے کا موقعہ دیا گیا ہے تاکہ عورت کی دفا شعاری اور خدمت گزاری

سے متاثر ہو کر اس کو اپنے غلط اقدام پر ندامت کا موقعہ ملے اور عورت کو اس کے انجام بد سے بچاتے ہوئے رجوع کر کے پرسکون زندگی کو اپنالیں۔ اس لئے فرماتا ہے کہ میری ان حدود کی تعیین کی مصالح کا تمہیں کیا پتہ؟ ہو سکتا ہے

کہ اس دوران میں ان کے لئے کوئی اچھی صورت پیدا ہو جائے اور بیک وقت تین طلاقیں میں چونکہ یہ مصلحت پوری نہیں

بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ

بعد کوئی نئی صورت پیدا کر دے پس جب اپنی عدت کے قریب پہنچیں تو ان کو نیکی سے اپنے پاس رکھ لو

أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَىٰ عَدْلٍ مِّنكُمْ

یا اچھے طریقے سے ان کو رخصت کر دو اور دو عادل گواہ قائم کر دو جو تم میں سے ہوں

وَاقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۚ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

اور گواہی اللہ کے لئے دیا کرو اس سے نصیحت کی جاتی ہے اس کو جو اللہ اور روزِ آخر پر

ہوتی لہذا اس آیت مجیدہ کی رو سے عورت کو بیک وقت تین طلاق کہنے سے تین طلاقیں نہیں ہوں گی بلکہ صرف ایک طلاق واقع ہوگی نیز اگر تین طلاقیں ایک وقت میں واقع ہوں تو عدت کے شمار کرنے کا حکم عبث لازم آئے گا اسی طرح ان کو گھروں سے نہ نکالنے کا حکم بھی عبث ہوگا۔

فَإِذَا بَلَغْنَ - اس کا یہ معنی نہیں کہ جب عدت کو پورا کر لیں کیونکہ عدت کے پورا ہو جانے کے بعد مرد کو رجوع کا حق نہیں رہتا۔ بلکہ معنی یہ ہے کہ جب عدت کے اختتام کے قریب پہنچیں تو مرد کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کر فیصلہ یا تو اچھے طریقے سے رجوع کر کے اس کو اپنی بیوی بنائے یا عدت گزرنے دے اور نیکی کے طریقے سے اس کو باعزت روانہ کر دے وَأَشْهِدُوا ذَوَىٰ عَدْلٍ - اس میں دو احتمال ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ طلاق واقع کرتے وقت دو عادل گواہ موجود ہونے چاہئیں اور یہی شیعہ مسلک ہے پس اگر طلاق کے وقت دو عادل گواہ موجود نہ ہوں گے تو طلاق باطل ہوگی۔

مسئلہ - دو عورتیں اور ایک مرد کافی نہیں بلکہ دو عادل مردوں کا گواہ ہونا ضروری ہے۔

طلاق سنت بھی درحقیقت طلاق عدت ہوا کرتی ہے البتہ

طلاق سنت اور طلاق عدت میں فرق

چونکہ اس کے وقوع کے طریقوں میں فرق ہے اس لئے

فقہاء نے اصطلاحاً ایک کا نام طلاق سنت اور دوسرے کا نام طلاق عدت رکھ دیا ہے چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ مرد ایسے طہریں عورت کو طلاق دے جس میں جماعت نہ کر چکا ہو اور طلاق کے وقت دو عادل گواہوں کو حاضر کرے پھر تین طہر تک اس کی عدت ہے اس دوران میں اگر چاہے تو عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور یہ وہ طلاق ہے جس کا اللہ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے۔

زرارہ سے مروی ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو طلاق سنت کے طریقے سے یا عدت کے

طریقے سے نہ ہو وہ باطل ہے زرارہ نے عرض کی کہ حضور والا! آپ طلاق عدت اور طلاق سنت کی وضاحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ طلاق سنت یہ ہے کہ مرد جب عورت کو طلاق کرنا چاہے تو انتظار کرے کہ اس کے ایام حیض گزر جائیں پس جب پاک صاف ہو جائے تو جماعت کئے بغیر دو عادل گواہوں کے سامنے اس کو طلاق دیدے۔ پھر اس کی طرف رجوع نہ کرے یہاں تک کہ وہ عدت گزارے اور اس دوران میں اس کا نان و نفقہ اور مکان مرد کے ذمہ ہوگا پھر یہ شخص دوسروں کی طرح اس عورت کے نکاح میں اُمیدوار کی حیثیت سے ہوگا اگر وہ عورت اس کو قبول کر لے تو نئے نکاح سے پھر وہ عورت اس پر حلال ہوگی اور عدت کے اندر اگر ان دونوں میں سے کسی کا انتقال ہوگا تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہو سکیں گے۔

اور طلاق عدت کا طریقہ یہ ہے کہ عورت جب حیض سے پاک ہوئے تو مرد اس کو دو عادل گواہوں کے روبرو طلاق کہے بشرطیکہ اس طہر میں طلاق سے پہلے اس سے جماعت نہ کر چکا ہو اور طلاق دینے کے بعد رجوع کرے خواہ اسی دن کرے یا چند دن گزارے کرے بہر صورت اس طہر میں دوسرے حیض سے پہلے رجوع کرے اور دو عادل گواہوں کو اپنے رجوع کی اطلاع دیدے پھر اس سے جماعت کرے پھر جب عورت کو حیض آئے۔ تو حیض گزرنے کے بعد جماعت سے پہلے پہلے دو عادل گواہوں کے سامنے اس کو دوبارہ طلاق دیدے پھر رجوع کرے اس کے ساتھ جماعت کرے اور پھر اس تیسرے حیض کے گزرنے کے بعد جماعت کے بغیر دو عادل گواہوں کے روبرو سیغہ طلاق جاری کرے اب اس دفعہ اس کی طلاق بائن ہو جائے گی اور اس کو عورت کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا جب تک کہ کوئی دوسرا شوہر اس کے ساتھ شادی کر کے اپنی مرضی سے اس کو طلاق نہ دے دے یا مرنے جائے۔

پس طلاق عدت میں پہلی دونو طلاقیں کے بعد رجوع اور جماعت کی قید ہے اور طلاق سنت یہ ہے کہ طلاق دے اور عدت کے گزرنے تک اس کی طرف رجوع نہ کرے جب عدت گزرے گی تو عورت اس سے بائن ہو جائے گی البتہ اس کو نئے سرے سے نکاح کرنے کی اجازت ہوگی پس اگر نیا نکاح کرے اور حسب شرائط اس کو پھر طلاق سنت کر دے تو عدت گزرنے کے بعد چونکہ اس کی دو طلاقیں ہو چکی ہیں۔ لہذا اس کو تیسری مرتبہ پھر نکاح جدید کی اجازت ہوگی پس اگر دوسری طلاق کی عدت کے بعد نئے سرے سے نکاح کر لیا تو وہ عورت اس پر حسب سابق حلال ہوگی پھر حسب شرائط اگر اس کو طلاق سنت دے گا تو عدت گزرنے کے بعد اس کو جدید نکاح کرنے کا حق نہ ہوگا اور یہ طلاق بائن ہوگی جب تک کہ کوئی دوسرا آدمی اس سے نکاح کر کے طلاق نہ کر دے پس طلاق سنت بھی درحقیقت طلاق عدت ہے البتہ ان کو واقع کرنے کے طریقوں میں فرق ہے لہذا یہ اعتراض کرنا فضول ہے کہ تران مجید نے طلاق عدت کا حکم دیا ہے لیکن شیعہ کے نزدیک طلاق سنت کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ طلاق سنت بھی درحقیقت طلاق عدت ہے باقی احکام طلاق اور طریقہ طلاق تفسیر کی جلد ثالث میں ملاحظہ ہو۔

طلاق کی مبنیٰ وضیعت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے نبی کریمؐ سے روایت کی ہے اپنے فرمایا شادی کرو

وَالْيَوْمِ الْآخِرَةِ (وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ

یقین رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے خدا اس کی مشکلیں آسان کرتا ہے اور اس کو

مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ

ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اُس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اسے کافی ہوتا ہے

إِنَّ اللَّهَ بِأَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

تحقیق اللہ اپنے معاملات پر قادر ہے اس نے ہر شئی کے لئے مقدار مقرر فرمائی ہے۔

اور طلاق نہ دو کیونکہ طلاق سے عرش بھی کانپ جاتا ہے ایک روایت میں آپ نے فرمایا اگر کوئی عورت بلا وجہ مرد سے طلاق کی خواہش کرے تو اس پر جنت کی بُو بھی حرام ہے۔

حضورؐ نے فرمایا بد کرداری کی شکایت کے بغیر عورت کو ہرگز طلاق نہ دیا کرو نیز فرمایا طلاق کی قسم لینا یا قسم کھانا۔ منافقوں کی نشانی ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ

رزق میں وسعت اور درجات میں بلندی عطا ہوتی ہے اور اس

وسعت رزق اور ترقی درجات کیلئے

کا طریقہ یہ ہے کہ نئے چاند کے جمعرات یا جمعہ یا دو شنبہ سے اس کا عمل شروع کرے صبح کی نماز کے بعد مقام خلوت میں چالیس روز لگاتار پڑھتا رہے اور ہر روز ایک سو اٹھ بار پڑھے عمل شروع کرنے سے پہلے غسل کرے اور دو رکعت نماز حاجت بجالائے اور ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر عمل شروع کرے۔ دوران عمل کسی سے گفتگو نہ کرے نہ کسی طرف دیکھے اور نہ نہایت دلجمعی اور اطمینان قلب سے عمل کو شروع کرے انشاء اللہ پہلے عشرہ میں اس کے اثرات ظاہر ہونے لگیں گے اور رزق کے دروازے اس پر کھل جائیں گے۔ اگر تا اختتام عمل دُعا مستجاب نہ ہو تو دوسرا چلہ شروع کر دے اور اللہ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہو۔

مؤلف کتاب فوائد القرآن مولانا سید محمد مرتضیٰ جو نپوری نے اس آیت مجیدہ کے عمل کے فوائد کی تشریح میں کتاب الفرج سے ایک حکایت بھی درج کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک گروہ تاجروں کا کشتی میں سوار ہوا تو اچانک ہاتف غیبی کی صدا آئی کوئی ہے جو دس ہزار دینار دے تاکہ میں اس کو ایسے کلمات سکھاؤں جو غم میں پڑے تو خوشی دیکھے اور کسی مصیبت میں پڑے تو نجات پائے اُن میں سے ایک تاجر نے دس ہزار دینار اس ہاتف کے کہنے پر دریا میں پھینک دیئے تو ہاتف نے ورد مذکور کی اس کو تعلیم دی چنانچہ کشتی میں سوار لوگوں نے اس کو علامت

کی لیکن اُس نے ان کی پرداہ نہ کی اور آیت مجیدہ کی تلاوت شروع کر دی۔ تقدیر کی کرنی اس طرح ہوئی کہ کشتی ایک طوفان مخالف کی زد میں آکر ٹوٹ گئی اور اسی ایک تاجر کے سوا کوئی جانبر نہ ہو سکا پس ایک تختے پر سوار ایک جزیرہ میں جا پہنچا وہاں ہر طرح کے سرسبز باغات اور چشے دیکھے درمیان میں عالیشان محل دیکھا جس میں ایک پری پیکر حسینہ دیکھی اس کے علاوہ اور کوئی بنی آدم وہاں نہ تھا اس حسینہ خوش جمال و خوش خصال سے دریافت احوال کیا تو اُس نے ایک پرورد کہانی سنائی کہ میں اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی بصرہ کے رہنے والی ہوں میرا باپ تاجر تھا اور فرط محبت کی وجہ سے مجھے دُور دراز کے اسفار میں اپنے ہمراہ رکھتا تھا ایک دفعہ ہماری کشتی ٹوٹ گئی تو سوائے میرے اور کوئی نہ بچا تختے پر سوار تقدیر کے فیصلے کے ماتحت میں اس جزیرہ میں پہنچی ہوں یہاں ایک دیو سپکر انسان نما دریا سے نکل کر ہفتہ میں ایک بار میرے پاس آتا ہے اور بوس و کنار کر کے چلا جاتا ہے مجامعت نہیں کرتا ابھی اس کے آنے کا وقت ہے تم چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ پہنچ جائے اور تجھے مار ڈالے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ آن پہنچا اور غصیلے تیور سے اُس کے اوپر اُس نے نگاہ ڈالی تو اُس نے یہی درد کرم پڑھا ابھی تک آیت کو پورا نہیں کیا تھا کہ وہ دھڑم سے نیچے گرا اور وادی عدم میں جا پہنچا اُس نے خوشی سے سر کو سجدہ پروردگار میں جھکا دیا اور عورت نے بھی سجدہ شکر کیا پس اُس عورت کو اور اس کے پاس جس قدر مال و زر تھا سب کو اٹھا کر سمندر کے کنارے پر لایا اور ایک گزرنے والی کشتی کو اشارہ کیا چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو سوار کر لیا پس بفضل خدا وہ بصرہ میں پہنچے اُس لڑکی کے بتائے ہوئے پتہ پر اُس نے اُس کے رشتہ داروں کو اطلاع دی اور انہوں نے اس لڑکی کی اس کے ساتھ شادی کر دی خداوند کریم نے اس عورت کے شکم سے اس کو اولاد بخشی اور تمام اہل بصرہ میں سے وہ شخص دولت مند ہو گیا۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابو ذر غفاری سے منقول ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ایک ایسی آیت موجود ہے اگر تمام لوگ اس پر کار بند ہو جائیں تو وہ سب کے لئے کافی وافی ہے اس کے بعد آپ نے یہی آیت پڑھی وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔ یہ حکم ان عورتوں کے لئے ہے جن کا خون حیض بند ہو لیکن ابھی سن یاں تک نہ پہنچی ہوں اور شک ہو کہ ان کا حیض ختم ہو چکا ہے یا یہ بندش کسی بیماری کی وجہ سے ہے پس اگر آزاد ہوں تو طلاق کے بعد ان کی عدت تین ماہ اور اگر کنیزی ہوں تو ایسی صورت میں اُن کی عدت ڈیڑھ ماہ ہوگی جس طرح کہ گذر چکا ہے

۵۳ پر۔ وَاللّٰهُ يَخْتَارُ۔ یہ حکم ان عورتوں کے لئے ہے جن کا خون حیض بند ہو لیکن ابھی سن یاں تک نہ پہنچی ہوں اور شک ہو کہ ان کا حیض ختم ہو چکا ہے یا یہ بندش کسی بیماری کی وجہ سے ہے پس اگر آزاد ہوں تو طلاق کے بعد ان کی عدت تین ماہ اور اگر کنیزی ہوں تو ایسی صورت میں اُن کی عدت ڈیڑھ ماہ ہوگی جس طرح کہ گذر چکا ہے ۵۴ پر۔ وَاللّٰهُ يَخْتَارُ۔ اس کا عطف پچھلے حکم پر ہے یعنی کبر سن کی وجہ سے اگر خون رُک جائے یا ابتداء جوانی میں کسی عورت کو خون نہ آئے حالانکہ اُسے خون آنا چاہیے تو مدغم ہو جانے کے بعد ایسی عورت کو اگر طلاق ہو جائے تو آزاد ہونے کی صورت میں اس کی عدت تین ماہ اور کنیز ہونے کی صورت میں اس کی عدت ڈیڑھ ماہ ہوگی۔

وَالَّذِي يَسْنُ مِنَ الْحَيْضِ مِّنْ نَّسَائِكُمْ إِنِ انْتَبَهَتْ

اور جو حیض سے مایوس ہو جائیں تمہاری عورتوں میں سے اگر ان کے حیض کا شک ہو

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَالَّذِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ

تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور جن عورتوں کو حیض نہیں آتا (ان کی عدت بھی تین ماہ ہے)

الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ

اور اصل والی عورتیں ان کی عدت یہ ہے کہ وضع حمل ہو جائے اور جو اللہ سے ڈرے

اللَّهُ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝ ذَلِكُمْ أَمْرُ اللَّهِ

اللہ اُس کے معاملات کو آسان فرماتا ہے یہ اللہ کا حکم ہے

أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ

جو تم پر اُس نے نازل کیا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اُس کے گناہوں کو

سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۝ اسْكُنُوا هُنَّ مِنْ حَيْثُ

مٹا دیتا ہے اور اس کا اجر بڑھا دیتا ہے ان (عورتوں کو) ٹھہراؤ جہاں

وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ - یہ حکم الگ ہے یعنی جس عورت کو طلاق دی گئی ہو اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت

وضع حمل ہوگی پس وضع حمل تک اس کا نان و نفقہ اور مکان مرد پر واجب ہوگا اور وضع حمل کے بعد عورت کے

اخراجات کا بوجھ مرد سے ہٹ جائے گا اور عورت اگر اس کے بچے کو پالے گی اور دودھ پلائے گی تو مرد سے اس

کی اجرت کا حق بھی طلب کر سکتی ہے۔

مسئلہ - اگر مطلقہ عورت بچے کو دودھ پلائے تو مرد کو حق نہیں پہنچتا کہ اس سے زبردستی بچہ پھین لے یا

اگر بچے کے لئے کوئی دوسری دایہ کم اجرت پر میسر آسکتی ہے یا مفت پلانے والی مل سکتی ہے تو مرد اپنا بچہ ماں سے

لے کر دوسری دایہ کو دے سکتا ہے لیکن اگر ماں بھی اسی اجرت پر راضی ہو جائے یا مفت پلانے پر آمادہ ہو تو وہ

بچے کی تربیت کی زیادہ حقدار ہے پھر مرد کو اس سے بچہ پھین لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مسئلہ - اگر ایک عورت کے پیٹ میں دو بچے ہوں تو پہلے بچے کی ولادت کے بعد اس کی عدت ختم

سَكُنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تَنْصَارُوا هُنَّ لَتَضَيَّقُوا عَلَيْهِنَّ ط

تم خود ٹھہرے ہو اپنی حیثیت سے اور ان کو نہ ستاؤ کہ ان کے لئے وہاں رہنا دشوار ہو جائے

وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمِلٌ فَلَا تُنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ

اور اگر حمل والی ہیں تو ان پر خرچ جاری رکھو یہاں تک کہ وضع حمل کر لیں

حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاتُّوهُنَّ أَجُورَهُنَّ وَأَتَّهِرُوا

پس اگر وہ خود دودھ پلائیں تمہارے لئے تو ان کو مزدوری دو اور قبول کرلو

بَيْنَكُمْ بِعَرُوفٍ وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمْ فَمَنْ رَضِعَ لَهٗ أُخْرَى ۝

(دشمنی فیصلہ) اپنے درمیان نیکی سے اور اگر اتفاق رائے نہ ہو سکے تو کوئی دوسری عورت اس کو دودھ پلائے گی

لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ط وَمَنْ قَدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ

اور چاہیے کہ صاحب وسعت اپنی وسعت سے خرچ کرے اور جس پر رزق کی تنگی ہے

ہو جائے گی لیکن دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک کہ دوسرا بچہ پیدا نہ ہو جائے کیونکہ وضع حمل مکمل طور پر اُسی وقت ہو گا جب انہری بچہ پیدا ہو جائے۔

مسئلہ: جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت اربعہ الاجلین ہوگی اگر چار ماہ دس دن کے اندر وضع حمل نہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی اور اگر وضع حمل پہلے ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی سَكُنْتُمْ۔ یعنی مرد پر واجب ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق آیام عدت میں عورت کو مکان جتیا کرے جس میں اس کا گزارہ ہو سکے۔

وَلَا تَنْصَارُوا هُنَّ۔ یعنی مرد کیلئے ناجائز ہے کہ عورت کو ایسا تنگ کرے کہ اس کے لئے وہاں رہ کر عدت گزارنا مشکل ہو جائے فَإِنْ أَرْضَعْنَ۔ یعنی اگر مطلقہ خود اپنے بچے کو دودھ پلانے کی خواہش کرے تو اسی کو اجرت دیکر بچے کو دودھ پلایا جائے وَأَتَّهِرُوا۔ عورت اور مرد دونوں کو خطاب ہے کہ اللہ کے تشکیل کردہ احکام کی پیروی کرنے میں تم دونوں باہمی اتفاق کرلو ورنہ اگر تم میں اتفاق رائے نہ ہو سکا مثلاً عورت اجرت کا زیادہ مطالبہ کرے تو پھر مرد کو حق پہنچتا ہے کہ کسی دوسری عورت کی خدمت حاصل کرے۔ لِيُنْفِقَ۔ یعنی ہر مرد پر اپنی حیثیت کے مطابق اپنی عورت کا نان و نفقہ واجب ہوا کرتا ہے۔

مسئلہ: بر طلاق بائن کے بعد مرد پر عورت مطلقہ کا نان و نفقہ ساقط ہے لیکن حاملہ مطلقہ کے متعلق قرآن کا صریحی

فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يَكِفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ

وہ اتنا ہی خرچ کرے جو اللہ نے اس کو دیا ہے کسی کو اللہ اپنی حیثیت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا شاید اللہ تنگی

اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ شَرًّا ۝ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ

کے بعد اس کو وسعت دیدے اور کس قدر بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی

رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسِبُنَهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذِّبْنَهَا عَذَابًا

اور اس کے رسولوں (کے حکم سے) تو ہم نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور ان کو بدترین عذاب میں گرفتار

تُكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝

کر لیا پس انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا اور ان کا انجام کار خسارہ رہا

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۝

اُن کے لئے تیار کیا اللہ نے عذاب سخت پس اللہ سے ڈرو عقل والو! وہ جو ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَسُولًا يَتْلُوا

لئے ہو تحقیق اللہ نے تم پر اتارا ذکر ایسا رسول جو تم پر

امر ہے کہ جیتک وضع حل نہ ہو اس کا نان و نفقہ مرد پر واجب ہے اور مرد پر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے

وَمَنْ قَدْ رَعَىٰ نِكَاحًا - امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر مرد عورت کو قوت لایمت کے برابر بھی خرچ نہ دے سکتا ہو تو اس کو طلاق دے دینی چاہیے

مسئلہ :- حاملہ عورت مطلقہ ہو تو اس کی عدت وضع حل ہے اگر طلاق کے فوراً بعد وضع حل ہو جائے تو فوراً نکاح کر سکتی ہے اور اگر نو ماہ تک نہ ہو تو اس ساری مدت تک نکاح ثانی نہیں کر سکتی۔

مکاتین :- اصل میں آمحی اس پر کاف بارہ داخل ہوا جس طرح ذاکر ذالک پر داخل ہوا کرتا ہے اور اس کاف کا کوئی محل اعراب نہیں ہے پس گائین مبتدا ہو کر دافع ہے جس طرح

کذا الذک ہوا کرتا ہے۔ یا جس طرح یحسبک ہوتا ہے۔

رسولاً :- یہ یا تو ذکر سے البدل الکی ہے اور رسول سے مراد جبرائیل یا حضور رسالت مآب ہیں اور یہ بھی

عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّخُرْجِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اللہ کی واضح آیات چھڑ ہے تاکہ نکالے اُن کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال

الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَ

بجائے (کفر کی) تاریکیوں سے طرف نور (ایمان) کے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور

يَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

نیک عمل کرے اس کو داخل کرے گا ایسے باغات میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں

فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ

ہمیشہ رہیں گے اس کا رزق اللہ نے بہت اچھا بنایا ہے اللہ وہ ہے جس نے سات

سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يُتَنَزَّلُ الْأُمُرُ بَيْنَهُنَّ

آسمان بنائے اور اسی طرح زمینیں اترتا ہے (اللہ سے) امر ان کے درمیان (سات پر)

ہو سکتا ہے کہ فعل معذوف کا مفعول ہو یعنی أَرْسَلَ رَسُولًا اور اس صورت میں رسول سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ہوں گے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول سے مراد حضرت رسالتا ب ہیں۔

مِنَ الظُّلُمَاتِ - ظلمت سے مراد کفر اور نور سے مراد ایمان یا ظلمت سے مراد جہالت اور نور سے مراد علم لیا گیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ہر صفت خیر نور ہے اور ہر صفت شر ظلمت ہے پس خدا نے انسانوں کو حضرت رسالتا ب کی ذات والاصفات کی بدولت ہر صفت بد کو بھڑونے اور ہر صفت خیر کو اپنانے کی دعوت عامہ دی ہے تو جو خدائی نمائندہ لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف بلاتا ہے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کی ظلمانی صفات سے مبرا ہو اور نورانی صفات کا جامل ہو پس اس کو بذات خود نور کُل ہونا چاہیے جس کا دوسرا معنی معصوم ہے۔

وَمِنَ الْأَرْضِ - تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قرآن مجید میں آسمانوں کے سات ہونے کا ذکر کافی جگہوں پر

ہے لیکن زمینوں کا سات ہونا صرف اسی آیت میں ہے لیکن اس میں محققین کو اختلاف ہے کہ وہ سات زمینیں پہلو بہ پہلو ہیں اور درمیان میں سات سمندر وغیرہ شامل ہیں یا یہ کہ وہ تہہ بہ تہہ ہیں جس طرح کہ آسمانوں کے متعلق نظریہ چلا کر ہا ہے لیکن اگر پیاز کے پھلکوں کی طرح تہہ بہ تہہ ہوں تو وہ ایک زمین ہوگی سات نہ رہیں گی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ وہ سات تہہ بہ تہہ نہیں بلکہ پہلو بہ پہلو ہیں اور درمیان میں سمندر حد فاصل ہیں گویا سات زمینوں سے مراد

﴿

لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ

تاکہ تم جان لو کہ تحقیق اللہ ہر شئی پر قادر ہے اور تحقیق اللہ ہر شئی

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۳﴾

کے علم کا احاطہ رکھتا ہے

سات بڑا عظیم ہیں لیکن بروایت عیاشی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ تہہ بہ تہہ ہیں لیکن اس طرح کی پہلی زمین کے اوپر گنبد کی طرح پہلا آسمان پھر دوسری زمین کے اوپر دوسرا آسمان اور اسی ترتیب سے ساتویں آسمان کے اوپر عرش اعظم گویا ان کی ترتیب پیاز کے پردوں کی طرح ہے لیکن ہر دوزمینوں کے درمیان آسمان اور آخری آسمان کے اوپر زمین نہیں بلکہ عرش ہے۔

آجکل کے جغرافیائی معلومات کے پیش نظر ابن عباس کا قول عقول متوسطہ کے لئے قابل قبول ہے۔ لیکن عقول عالیہ کے نزدیک روایت متذکرہ بھی قابل تسلیم ہے چنانچہ جدید تحقیق اور سائنسی انکشافات کے ماتحت جبکہ آسمان کو ایک حدنگاہ کی حیثیت حاصل ہے تو کہا جاسکتا ہے کہ سات زمینیں الگ فضا میں موجود ہوں اور ہر زمین کے گرد اس کا اپنا آسمان محو گردش ہو چنانچہ سیارات سبعہ میں سے ہر ایک کو زمین کہا گیا ہے اور ہر ایک کے ارد گرد ایک فضا ہے آسمانی کو محیط قرار دیا گیا ہے اور بعض کو بخیر اور بعض کو آباد و معمور کہنے کے اقوال بھی ہیں اور بعض احادیث میں اس قسم کے اشارات موجود ہیں

يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ - یعنی آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جہت اعلیٰ کی طرف سے خدا کا امر صاحب الامر پر نازل ہوتا ہے جو کہ رسول یا اُس کا جانشین ہوتا ہے یا یہ کہ خدا کا تکنونی فیصلہ جہت اعلیٰ سے زمین پر نافذ رہتا ہے۔

سُورَةُ الْحَرِّمِ

- ★ یہ سورہ عجیبہ مدنیہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ سمیت تیرہ ہے۔
- ★ جناب رسالتؐ سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ التحريم کی تلاوت کرے گا تو وہ توبہ نصوح پر موفق ہوگا۔ اور اگر کسی نیش زدہ پر پڑھی جائے تو اس کو شفا ہوگی اور اس میں زہر کا اثر نہ ہوگا اور اگر مرگی والے انسان پر اس کی تحریر کو دھو کر پھڑکا جائے تو اس کا شیطان جل جائے گا (شفا پائے گا)
- ★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے کئی فوائد منقول ہیں۔
- ① اگر مریض پر دم کی جائے تو اس کو تسکین پہنچے گی۔
 - ② اگر خوفزدہ پر پڑھی جائے تو اس کو تسکین پہنچے گی۔
 - ③ اگر مرگی والے انسان پر پڑھی جائے تو اس کو بھی فائدہ ہوگا
 - ④ جس کو نیند نہ آتی ہو اس پر پڑھی جائے تو وہ سو جائے گا۔
 - ⑤ اگر زیادہ مقدار میں پڑھی جائے تو پڑھنے والا ہر قرصہ کے بوجھ سے سبکدوش ہوگا (برہان)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمن درحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ

اے نبی! تو کیوں اپنے اوپر اس چیز کو حرام کرتا ہے جو اللہ نے حلال کی ہے کیا تو اپنی عورتوں کی خوشنودی چاہتا ہے

رکوع ۱۹

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ - اس کے سبب نزول کے متعلق متعدد روایات منقول ہیں۔
 (۱) حضور رسالتاً کا دستور تھا کہ صبح کی نماز کے بعد ہر بیوی کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے اور حفصہ بنت عمر کو کہیں سے شہد بطور ہدیہ کے ملا تھا تو جب حضور اس کے حجرے میں جاتے تھے وہ شہد پیش کرتی تھیں اور حضور کو کچھ دیر ہو جایا کرتی تھی عائشہ کو یہ بات پسند نہ آئی چنانچہ اُس نے جو یہ حبشیہ سے کہا کہ جب حضور حفصہ کے حجرے میں داخل ہوں تو وہاں جا کر حضور کے زیادہ ٹھہرنے کی وجہ معلوم کر کے ہمیں اطلاع دے چنانچہ اس نے حقیقت حال سے عائشہ کو خبر دیدی تو عائشہ نے باقی تمام ازواج پیغمبر کو اپنے ساتھ متفق کر کے یہ سازش بنائی کہ تم میں سے جس کے پاس بھی حضور تشریف لائیں اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر کہنا کہ حضور کے منہ سے (معاذ اللہ) مغفیر کی بو آتی ہے۔ (مغفیر ایک بدبو دار سی چیز کا نام ہے اور حضور بنفس نفیس خود ناپسند فرماتے تھے کہ ان کے دہان اقدس سے غیر پاکیزہ بو برآمد ہو۔ چنانچہ سب سے پہلے جب آپ سودہ کے حجرے میں داخل ہوئے تو سودہ کہتی ہے میرا دل تو نہیں چاہتا تھا کہ حضور کی طرف بدبو سے نسبت دوں لیکن عائشہ سے ڈر کر میں نے کہہ دیا کہ اے آقا آپ کے دہان مبارک سے بدبو کیسی ہے؟ کیا آپ نے مغفیر کھلایا ہے؟ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے تو حفصہ کے حجرے سے شہد کا استعمال کیا ہے۔ اس کے بعد جس جس عورت کے حجرے میں آپ تشریف لے جاتے تھے ہر بیوی وہی فقرے دھراتی تھی جب آپ عائشہ کے پاس گئے تو اُس نے بھی اپنی ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے فوراً کہا کہ مجھے مغفیر کی بدبو آتی ہے کیا آپ نے کھلایا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے تو حفصہ نے شہد کھلایا تھا عائشہ کہنے لگی شاید اس کی مکئی مغفیر کے پودے پر بیٹھی ہوگی آپ نے اسی وقت قسم کھا کر کہہ دیا کہ میں آئندہ اس کو ہرگز نہ کھاؤں گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ شہد پیش کرنے والی حضرت اُمّ سلمہ تھیں۔

(۲) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضور زینب بنت جحش کے گھر زیادہ ٹھہرتے تھے کیونکہ وہ آپ کی خدمت میں شہد پیش کرتی تھی اور آپ تناول فرماتے تھے ایک دفعہ میں نے اور حفصہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی حضور تشریف لائیں گے ہم ناک پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ آپ سے مغفیر کی بدبو آتی ہے شاید آپ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تحقیق اللہ نے تم پر اپنی قسموں کا کفارہ فرض کیا ہے

نے منافقین کا استعمال کیا ہے چنانچہ انہوں نے کہا تو آپ نے فرمایا میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں شہر پیا ہے لیکن اگر ایسی بات ہے تو میں آئندہ کبھی اس کو استعمال نہ کروں گا۔

(۳) منقول ہے کہ حضورؐ نے عورتوں کے پاس جانے کی باریاں مقرر کی ہوئی تھیں ایک دن حفصہ کی باری تھی کہ اُس نے اپنے باپ کے پاس جانے کی آپ سے اجازت طلب کر لی تو آپ نے اس کو اجازت دیدی تو وہ چلی گئی آپ نے اسی حجرہ میں ماریہ قبطیہ کو بلالیا جو آپ کو ہدیہ کے طور پر ملی تھی اور حفصہ کے ہی حجرہ میں اس سے مباشرت کر لی اسی دوران میں حفصہ واپس آئی اور دروازہ کو اندر سے بند پایا تو باہر بیٹھ گئی جب آپ باہر تشریف لائے تو حجرہ انور سے عرق کے قطرے ٹپک رہے تھے حفصہ نے شور مچانا شروع کر دیا کہ کیا آپ نے مجھے اسی لئے رخصت دی تھی کہ ایک اپنی کنیز کو میرے گھر میں بلا کر میرے ہی بستر پر اور میری باری کے دن میں اُس سے مباشرت بھی کر لی کیا میرا کوئی حق نہیں تھا؟ آپ نے نہایت مسرت سے فرمایا کہ وہ بھی میری کنیز ہے اور میرے لئے حلال ہے شور نہ کرو اور خاموش ہو جاؤ پس تیری خوشنودی کی خاطر میں آئندہ کے لئے اس کو اپنے اور پر حرام قرار دیتا ہوں لیکن اس بات کو بطور امانت اپنے اندر محفوظ رکھنا کسی دوسری کو خبر نہ دینا چنانچہ اس وقت تو وہ چُپ ہو گئی لیکن جب حضورؐ باہر تشریف لے گئے تو فوراً عائشہ کے دروازہ کی کنڈی کو کھٹکھٹایا اور کہا تجھے مبارک ہو کہ رسول اللہؐ نے اپنے اوپر ماریہ کو حرام قرار دیا ہے اب اُس سے ہماری جان چھوٹ گئی اور عائشہ کو سارا مفصل واقعہ اُس نے سنا دیا کیونکہ یہ دونو آپس میں سہیلیاں تھیں اور باہمی اتفاق کی وجہ سے باقی تمام ازدواج پر غالب تھیں چنانچہ یہ آیت مجیدہ نازل ہوئی تو آپ نے حفصہ کو طلاق کہہ دی اور باقی عورتوں سے ایک ماہ تک کے لئے قطع تعلقی کر کے ماریہ کے پاس قیام کر لیا یہاں تک کہ آیت تنخیر نازل ہوئی جس کا بیان تفسیر کی جلد ۲ ص ۲۸ پر گزر چکا ہے۔ اور اسی واقعہ کے متعلق بعض آیات کا ذکر تفسیر کی جلد ۲ ص ۱۸ پر بھی ہو چکا ہے۔

(۴) ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ عائشہ کی باری کا دن تھا کہ حضورؐ نے ماریہ سے مباشرت کر لی اور حفصہ کو اس کی خبر ہو گئی پس آپ نے حفصہ سے کہا کہ میرے اس واقعہ کی اطلاع عائشہ کو نہ دینا اور میں تم کو دو باتیں بتاتا ہوں ایک یہ کہ ماریہ کو اپنے اوپر ہمیشہ کے لئے حرام کرنا ہوں اور دوسرے یہ کہ میرے بعد ابو بکر کے پاس حکومت آئے گی اور اس کے بعد عمر حکمران ہوگا۔ پس اس نے اس راز کا افساء کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے اپنے باپ کو طے والی حکومت کی بشارت بھی سنا دی اس کے بعد آیات متذکرہ نازل ہوئیں۔ اقول۔ اس آخری روایت پر وضع کے آثار بالکل ظاہر ہیں عائشہ کی باری میں ماریہ سے مقاربت کرنا اور عائشہ

وَاللّٰهُ مُؤَلِّمُكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝۳ وَإِذَا سَأَلَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ

اور اللہ تمہارا مولا ہے وہ جاننے والا حکیم ہے اور جب نبی اپنی بیویوں میں سے

کو خبر نہ ہو سکا وغیرہ بعید از عقل ہیں غالباً یہ ساری روایت شیخین کی خلافت کی درستی کی خاطر ہی وضع کی گئی ہے لیکن اس روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول خدا کا اپنے علم نبوت کے ماتحت آنے والے واقعات کی پیش گوئی کرنا اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی مثلاً حضور نے خبر دی کہ میرے بعد فتنے ہوں گے یا یہ کہ آخری زمانہ میں لوگ دین سے منحرف ہو جائیں گے اور مگر ابی عامر ہو جائے گی تو ایسی خبریں حضور کے علم کی وسعت اور آپ کی صداقت کی دلیلیں ہیں اور واقعات کا اسی طرح رونما ہونا جس طرح آپ نے خبر دی تھی آپ کی نبوت کی دلیل ہے لیکن اس قسم کی پیشین گوئیوں کو ہونے والے واقعات کے جواز کی دلیل ہرگز قرار نہیں جاسکتا پس اسی طرح اگر روایت مذکورہ سند کے لحاظ سے صحیح مانی جائے تو ابوبکر و عمر کی ہونے والی حکومتوں کی پیشین گوئی ہے نہ کہ ان کی خلافت کی صحت و جواز کی سند۔ ورنہ اگر ان کی خلافت کے جواز کے متعلق بات کرنی ہوتی تو حضور کو چاہیے تھا کہ خود حضرت

ابوبکر اور حضرت عمر سے کہہ دیتے اور لوگوں کے بھرے مجمع میں اس کا اعلان فرما دیتے کہ میرے بعد فلاں و فلاں علی الترتیب خلیفہ ہوں گے اور تاریخ طبری وغیرہ کی نقل کے مطابق حضرت ابوبکر مرتے وقت یہ ارمان ظاہر نہ کرتے کہ کاش میں نے رسول اللہ سے دریافت کر لیا ہوتا کہ آپ کے بعد خلافت کا حقدار کون ہے؟ ہاں البتہ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق بھرے مجمع میں بھی اور انفرادی طور پر بھی ایک نہیں بلکہ بیسیوں حدیثیں موجود ہیں جن میں آپ نے صراحت سے فرمایا کہ میرے بعد علی ہی میرا وصی ہوگا۔ سب سے پہلے دعوت عشیرہ کے موقع پر اور سب سے آخر خیم غدیر کے خطبہ میں صاف ارشاد فرمایا کہ علی میرا جانشین ہے اور جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اور ہم نے اس مسئلہ کی وضاحت اپنی کتاب امامت و ولایت اور اسلامی سیاست میں نہایت قابل قبول انداز سے کی ہے۔ حقیقت کے متلاشیوں کو کتب مذکورہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

لَعَلَّكُمْ تَحْزَنُونَ۔ مغایرہ والی روایت میں شہد کے ترک کرنے کی قسم ہو یا دوسری روایت کے ماتحت ماریہ سے قطع تعلقی کی قسم ہو دونوں صورتیں گناہ کی موجب نہیں جو دامن نبوت کے لئے داغ کا باعث نہیں اور لَعَلَّكُمْ تَحْزَنُونَ کا خطاب بھی سمرزنش کے طور پر نہیں کیونکہ جب مطلوب تک پہنچنے کے دور استے ہوں ایک بامشقت اور دوسرا بامشقت پس کوئی انسان بامشقت راستے کو اختیار کرے تو کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ آپ نے یہ راستہ کیوں اختیار کیا ہے اور وہ راستہ کیوں ترک کیا ہے تو اس قسم کے خطاب کو سمرزنش نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ اسے اظہار محبت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ

کسی سے راز کی بات ہے پس وہ (افشاء راز کر کے) کسی کو بتا دے اور اللہ اس کو ظاہر کر دے تو وہ کچھ حصہ

بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ

جملہ دے اور کچھ حصے سے درگزر کرے پس جب اس کو بتائے تو وہ پوچھتی ہے کہ تجھے کس نے خبر

عَرَفَ بَعْضُهُ - یہاں بیان کیا جاتا ہے کہ حضور نے حصہ کو دو باتیں بتائی تھیں ایک یہ کہ ماریہ کے پاس نہ جاؤں گا اور دوسرا یہ کہ میرے بعد ابوبکر و عمر یکے بعد دیگرے حکمران ہوں گے تو جب حصہ نے افشاء راز کرتے ہوئے عائشہ تک بات پہنچا دی اور وحی نازل ہوئی تو حضور نے حصہ کو بعض حصہ بتلایا یعنی یہ کہ تو نے ماریہ کی تحریم کے متعلق میرا راز افشاء کیوں کیا ہے اور دوسری بات سے اعراض کر لیا۔ یعنی ابوبکر و عمر کی حکومت کے راز کے افشاء کا ذکر نہ کیا۔ اس روایت کے متعلق پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ وضع اور تصنع کے آثار اس پر واضح ہیں۔ تفسیر برہان میں بروایت علی بن ابراہیم منقول ہے کہ جب حضور نے حصہ سے کہا کہ تم شور نہ مچاؤ میں آئندہ ماریہ سے مقاربت نہیں کروں گا اور افشاء راز بھی نہ کرنا لیکن اس نے عائشہ کو بتا دیا تو پھر اُس نے اپنے باپ سے ذکر کیا اور حصہ نے بھی اپنے باپ کو خبر دیدی تو ان چاروں باپ بیٹیوں نے حضور کو زہر دینے کی تجویز کر لی پس یہ آیات مجیدہ نازل ہوئیں تو حضور نے حصہ سے افشاء راز والی بات تو کہہ دی لیکن دوسری بات کے اظہار سے کہ میانہ طور پر چشم پوشی کر لی اُس نے پوچھا کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے خبر دی ہے جو علیم وخبیر ہے اس روایت کی صداقت کے شواہد بھی موجود ہیں اور قرین عقل بھی ہے بخلاف پہلی روایت کے کیونکہ ماریہ کی تحریم کے ساتھ ابوبکر و عمر کی حکومت کا کوئی جوڑ نہیں اور کسی فصیح و بلیغ کی شان سے بعید ہے کہ بے تکی باتیں کہے اور علماء معانی کے نزدیک معطوف و معطوف علیہ میں مناسبت کا ہونا ضروری ہے چنانچہ یہ درست ہے کہ کہا جائے میں نے چاند اور سورج کو دیکھا لیکن یہ عطف غلط اور ناجائز ہے اگر کہا جائے میں نے چاند اور مٹکا اور مدینہ دیکھا اس لئے کہ معطوف و معطوف علیہ میں کوئی مناسبت نہیں ہے پس یہ تو قرین عقل ہے کہ آپ نے افشاء راز کی مانعت کی ہو لیکن انہوں نے افشاء کر کے زمانہ غیرت و حسد میں اگر حضور کی ایذا رسانی کا قصد کیا ہو لیکن یہ بات قطعاً بے جوڑ ہے کہ حضور نے فرمایا ہو کہ میں ماریہ سے مقاربت نہ کروں گا۔ اور میرے بعد ابوبکر و عمر کی حکومت ہوگی بھلا ماریہ کی مقاربت سے شیخین کی حکومت کا کونسا جوڑ ہے؟ تاکہ عطف کو صحیح قرار دیا جاسکے۔

تَحَلَّتْ أَيْمَانُكُمْ - یعنی خدا نے تم پر ایسی چیز فرمائی کہ جس کے بعد تم پر قسمیں حلال ہو جاتی ہیں یعنی قسم کی مخالفت کرنے کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور وہ ہے کفارہ۔ اور مجمع البیان میں ہے

کفارہ قسم

هَذَا قَالَ نَبَانِي الْعَلِيمُ الْخَيْرُ ④ اِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ

دی ہے؟ تو نبی نے جواب دیا کہ مجھے علیم و خیر ذات نے خبر دی ہے اگر اللہ کی طرف تم دونوں توبہ کر لو (تو ٹھیک) کیونکہ

صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ

تمہارے دل سمت ہو چکے ہیں اور اگر اُس کے خلاف ایک دوسری کی پشت پناہی کر دو گی تو بے شک اللہ اس کا مولیٰ ہے

کہ آپ نے کفارہ کے طور پر ایک غلام آزاد کر دیا اور ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم کی طرف رجوع کر لیا اور حضور کی ام ولد کنیز تھی اور تفسیر برہان میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حضورؐ نے دس مسکینوں کو ایک ایک مد طعام دیا تو راوی حدیث نے پوچھا اگر کوئی شخص کپڑا دے تو کس قدر دے آپ نے فرمایا کم از کم اس قدر ہو کہ مسکین اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ سکے۔

مسئلہ :- ترک مجامعت کی قسم کھانے کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا ہے۔

مسئلہ :- اس امر میں فقہاء اسلام کے درمیان اختلاف ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت سے کہے دے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو کیا اس قسم کی عبارت سے عورت حرام ہو جائیگی یا نہ اور اس کو طلاق کہیں گے یا نہ؟ امام مالک کا قول ہے کہ یہ فقرہ تین طلاقیں کے قائم مقام ہے لہذا عورت کو طلاق بائن ہو جائیگی ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر اس فقرہ سے اس کی مراد ظہار ہے تو ظہار کے حکام اس پر نافذ ہونگے اور اگر اس کی مراد ایلاء ہے تو ایلاء کا حکم نافذ ہوگا اور اگر اس نے طلاق مرادی ہے تو طلاق بائن ہوگی اور اگر کوئی نیت نہیں کی تو عام قسم کی شمار ہوگی اور علماء امامیہ کے نزدیک اس سے نہ طلاق لازم آتی ہے نہ ایلاء نہ ظہار بلکہ یہ فقرہ لغو ہے ہاں البتہ قسم کھائے تو اس کا کفارہ اس پر لازم آئیگا۔

مسئلہ :- واجب یا مستحب کے ترک پر اور حرام یا مکروہ کے فعل پر اگر قسم کھائی جائے تو وہ قسم باطل ہے اور اس کے خلاف کرنے پر کوئی کفارہ نہیں ہے ہاں البتہ ترک مباح پر قسم ہو سکتی اور قسم دہی صحیح ہوتی ہے جو اللہ کے نام سے ہے۔

اِنْ تَتُوبَا - رسول اللہ کی جن روایوں کے دل میڑھے ہونے کی قرآن نے اطلاع دی ہے ان کے متعلق تفسیر مجمع البیان میں صحیح بخاری سے نقل کیا گیا ہے کہ ابن عباس نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ وہ دو عورتیں کون تھیں جنہوں نے رسول اللہ کے خلاف ایک دوسری سے تعاون کیا تھا (جن کو توبہ کا حکم دیا گیا ہے) تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا وہ عائشہ اور حفصہ تھیں اور یہ بات ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ اللہ نے اُن کے دلوں کی کجی کی خبر دی ہے۔

وَجَبْرِیلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِینَ وَالْمَلَائِکَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝

اور جبریل اور مومنین میں سے صالح اور فرشتے اس کے بعد مددگار ہیں۔

عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَنَّ أَنْ تُبَدِّلَهُٓ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَ

اگر وہ تم کو طلاق دے دے تو اللہ اس کو تم سے اچھی بیویاں بدلہ میں دے گا جو

مُسَلِّمَتٍ مُّؤْمِنَةٍ قِنْتَ ثَبَّتْ عِبَادَتِ سَیِّئَةٍ ثَبَّتْ وَأَبْكَارًا ۝

مسلمان مومن قنوت کرنے والی توبہ کرنے والی عبادت گزار روزہ دار بعض بیوہ اور بعض کنواری ہوں گی

اور ان کو توبہ کرنے کی بھی دعوت دی ہے لیکن اس امر کا کہیں تذکرہ نہیں کہ انہوں نے اللہ کی اس پیش کش کے بعد توبہ کر لی ہو یا ان کے دلوں کی کجی دور ہو گئی ہو۔ اس آیت میں ان کو چیلنج بھی کیا گیا ہے کہ اگر تم رسول اللہ کے خلاف محاذ آرائی کر کے ایک دوسری کی معادنت کرو گی تو اللہ اور صالح المومنین اور جبریل اور تمام فرشتے اس کے معاون و مددگار ہوں گے یعنی تمہاری رسول اللہ سے جنگ اللہ اور اس کے فرشتوں اور صالح المومنین کے ساتھ جنگ ہوگی۔

صَالِحُ الْمُؤْمِنِینَ سے مراد حضرت علیؑ ہے

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِینَ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ سنی و شیعہ روایات میں وارد ہے کہ صالح المومنین

سے مراد امیر المومنین علیؑ علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا حضرت نبی کریمؐ نے دو مرتبہ تمام صحابہ کے ساتھ حضرت علیؑ کا تعارف کرایا۔ ایک دفعہ (غدير خم پر) فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَىٰ مَوْلَاَهُ اور دوسری دفعہ جب یہ آیت مجیدہ نازل ہوئی تو رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اَيُّهَا النَّاسُ هَٰذَا صَالِحُ الْمُؤْمِنِینَ (اے لوگو! صالح المومنین یہ ہے) اور تفسیر درمنثور میں اسماء بنت عیسٰی سے منقول ہے میں نے اپنے کانوں حضورؐ کی زبانی سنا کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علیؑ علیہ السلام ہیں اور اسی قسم کی روایت تفسیر ربان میں حضرت امام جعفر علیہ السلام سے بھی منقول ہے کہ دو دفعہ رسول اللہؐ نے علیؑ کا تعارف کرایا پہلی دفعہ حضورؐ نے صحابہ سے پوچھا تم جانتے ہو کہ میرے بعد تمہارا ولی کون ہے؟ تو انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں پس یہی آیت مجیدہ پڑھی اور فرمایا کہ میرے بعد علیؑ تمہارا ولی ہے اور دوسری دفعہ غدير خم کے میدان میں فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَىٰ مَوْلَاَهُ

بروایت ابن بابویہ ابن عباس سے منقول ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! خدا نے مجھے حکم دیا کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور گھروالوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ

وَالْحَجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا

اور پتھر ہوں گے جن پر موکل فرشتے سخت اور مضبوط ہوں گے جو اللہ کے

میں علی کو امام و خلیفہ و وصی مقرر کروں اور یہ کہ اس کو اپنا مہبائی و وزیر نامزد کروں۔ اے لوگو! علی میرے بعد ہدایت کا دروازہ اللہ کا نمائندہ اور صالح المؤمنین ہے اور اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی بات سے کس کی بات ابھی ہو سکتی ہے۔ اے لوگو! علیؑ مجھ سے ہے اور اس کی اولاد میری اولاد ہے وہ میری بیٹی کا شوہر ہے اس کا امر دینی میرا امر دینی ہے اس کی اطاعت تم پر واجب اور نافرمانی حرام ہے کیونکہ اس کی اطاعت میری اطاعت اور اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے لوگو! علیؑ اس امت کا صدیق، فارق، ہارون، یوشع، اصف و شمعون ہے یہ گناہوں کی معافی کا دروازہ ہے اور کشتی نجات ہے یہ اس امت کا طاووت اور ذوالقرنین ہے لوگو! تحقیق وہ لوگوں کے لئے مقام امتحان ہے وہ اللہ کی جانب سے حجت عظمیٰ آیت کبریٰ امام ہدیٰ اور العروۃ الوثقیٰ ہے۔ اے لوگو! علی دوزخ کا تقسیم ہے اس کا دوست اس میں داخل نہ ہوگا اور اس کا دشمن اس سے بچ نہ سکے گا اور وہ جنت کا تقسیم ہے کہ اس کا دشمن اس میں داخل نہ ہوگا اور اس کا دوست اس سے محروم نہ ہوگا۔ لوگو! میں نے تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے اور اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا ہے لیکن تم لوگ خیر خواہوں کی باتوں کو پسند نہیں کرتے بس اتنی بات کہہ کر میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

الَّذِينَ آمَنُوا امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت میں منقول ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو شخص ظاہراً دعوائے ایمان کرے تو وہ اس خطاب میں شامل ہے خواہ اندر سے منافق ہی کیوں نہ ہو جس طرح کہ ابلیس فرشتوں میں آدم کے سجدہ کے وقت خطاب میں شامل تھا۔

قُوا أَنْفُسَكُمْ اس کا مقصد یہ ہے کہ خود بھی اللہ کی نافرمانی سے بچو اور اپنے زیر اثر خاندان کے افراد کو بھی خدا کی نافرمانی سے بچنے کا حکم دو اور اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کرو کہ وہ خدا و رسول کے فرمانبردار بنیں چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسالتؐ کی خدمت میں رو کر عرض کی کہ حضور! میں تو اپنے نفس کی اصلاح سے عاجز ہوں اپنے گھروالوں کی ذمہ داری کا بوجھ کس طرح اٹھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا تیرا فرض اتنا ہے کہ تو ان کو ان چیزوں کا حکم دے جن کا اپنے نفس کو پابند کرتا ہے اور ان افعال سے ان کو منع کر جن سے تو خود رکھتا ہے۔

أَمْرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا

حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیئے جاتے ہیں بجالاتے ہیں اسے کفر کرنے والو! آج (بروز قیامت) عذر

تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۚ إِنَّا تَخْزُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا

پیش نہ کرو سوائے اس کے کہ تمہیں اپنے کئے کی جزا دی جا رہی ہے اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنُ

والو! اللہ کی طرف توبہ کرو پختہ اور خالص توبہ امید ہے تمہارا پروردگار تمہارے

يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

گنہ مٹا کر دے گا اور تم کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان کو اللہ کے اوامر و نواہی کی تبلیغ کرو اگر وہ مان گئے تو گویا تم نے ان کو دوزخ سے بچا لیا اور اگر وہ نہ مانیں تو تم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

وَالْحَجَّارَةُ ۖ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا نے ایک حدیث میں فرمایا اس سے مراد گندھک کے پہاڑ ہیں۔

بَشَادًا ۚ وہ ملائکہ جو دوزخیوں کے عذاب پر مکمل ہیں وہ سخت مزاج اور طاقتور ہیں وہ دوزخیوں پر رحم کرنا جانتے ہی نہیں ان میں سے جو سرگروہ ہیں وہ انیس ہیں جن کو زبانیہ کہا جاتا ہے اور باقی ان کے ماتحت ہیں۔

تَوْبَةً نَّصُوحًا ۖ اس جگہ نصوح کا معنی خالص کیا گیا ہے یعنی ایسی توبہ جو خالصتہ اللہ کے لئے کی گئی ہو اور حضور نے فرمایا اس توبہ سے مراد وہ توبہ ہے کہ توبہ کرنے والا

گناہ کی طرف بالکل رجوع نہ کرے جس طرح دو دھوپستان سے نکلنے کے بعد واپس پستان میں نہیں جاتا پس توبہ نصوح ایسی توبہ ہے کہ انسان گزشتہ پر نادم ہو اور آئندہ کے لئے اس سے باز رہنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ زبان سے استغفار کرے دل سے نادم ہو اور بدن کو گناہ سے پوری طرح روک لے۔

معاویہ بن وہب سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپ نے فرمایا جب انسان توبہ نصوح کرتا ہے تو خدا اس کو دوست رکھتا ہے اور دنیا و آخرت میں اس پر پردہ ڈال دیتا ہے میں نے دیکھا کیا کہ پردہ ڈالنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ فرشتوں نے اس کے جبہ و سابق گناہ کٹے ہیں اللہ ان کو

الْأَنْفَرُ لَا يُخْزِي اللَّهَ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ

جاری ہوں گی جس دن نہ شرمندہ کرے گا اللہ نبی کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے اُن کا نور

يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا

اُن کے آگے اور دائیں دھڑتا ہوگا وہ کہیں گے اے رب پورا کر ہمارے

وَاعْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ① يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ

لئے ہمارے نور کو اور یہی بخش دے بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اے نبی کفار اور منافقین سے

فراموشی کو دیتا ہے اور اس کے اعضاء کی طرف وحی کرتا ہے کہ تم پر اپنے مالک کا پر وہ رکھنا ضروری ہے اور زمین کو بھی حکم دیتا ہے کہ اس نے سابق جو کچھ تیری پشت پر گناہ کئے ہیں ان کو چھپا دو پس یہ شخص جب بارگاہ پروردگار میں حاضر ہوگا تو کوئی چیز اس کے گناہوں کی شہادت دینے والی موجود نہ ہوگی۔

امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے تو بہ نصوح یہ ہے کہ اس کا باطن ظاہر کی طرح ہو جائے بلکہ اس سے بھی متبرہ ہو جائے نورہم یسعی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس جگہ نور سے مراد ائمہ اہلبیت ہیں جو بروز قیامت مومنوں کے آگے آگے اور دائیں طرف ہوں گے اور ان کو محلات جنت میں اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچائیں گے اسی طرح سورہ الحدید میں فرماتا ہے جس کی وضاحت تفسیر کی جلد ۱۲ ص ۲۱۹ میں گزر چکی ہے۔ وَيَجْعَلُ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ اس جگہ بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد امام ہے جس کی تم لوگ پیروی کرتے ہو۔

تفسیر برہان میں بروایت ابن شہر آشوب ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت علی جناب فاطمہ حسنین شریفین اور حمزہ و جعفر طیار پل صراط پر پہنچیں گے اور علی و فاطمہ کے لئے پل صراط پر دنیا سے ستر گنا زیادہ نور ہوگا۔ پس سب سے پہلے پل صراط کو اہلبیت محمد عبور کریں گے۔ جو بجلی کی چمک کی طرح ادھر سے ادھر پہنچ جائیں گے اس کے بعد گزرنے والے اپنے مراتب کے لحاظ سے گزریں گے کچھ تیز رو گھوڑے کی طرح کچھ انسان دوڑ کر کچھ پل کر کچھ گھٹنوں کے پل اور کچھ ان سے بھی کمزور حالت میں ہوں گے اور گزرتے وقت پل کی چوڑائی مومنوں کے لئے کھلی ہوگی اور گناہگاروں کے لئے نہایت تنگ و تاریک ہوگی حضرت امیر المومنین علیہ السلام جس سواری پر سوار ہوں گے اس کا کجاوہ زمر و سبز کا ہوگا اور جناب بتول کا یا قوت مخرج سے ہوگا اور ان کے ارد گرد ستر ہزار حور ہیں ہوں گی۔

حضرت نبی کریم نے فرمایا یا علیؑ خدا نے تیرے شیعہ اور محبوں کو سات انعامات عطا فرمائے ہیں ۱۔ موت کے وقت

الْكَفَّارَ وَالْمُنْفِقِينَ وَاعْلَظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ

جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بُرا

الْبَصِيرُ ۝ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَ

ٹھکانا ہے کافروں کے لئے اللہ نے زدہ نوح اور زوہر

امْرَأَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

لوط کی مثال بیان فرمائی ہے جو ہمارے نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پس انہوں نے اُن سے بے وفائی کی

فَخَانَتَهُمَا فَلَمْ يُغْنِيا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ

تر وہ (نبی بھی) نہ مال سکے ان سے اللہ (کی گرفت کو) کچھ بھی اور کہہ گیا داخل ہو جاؤ جہنم میں

آسانی ۱۴) وحشت قبر کے وقت انس ۱۳) غلبت قبر کے وقت نور ۱۲) گھبراہٹ کے وقت امن ۵) میزان میں

انصاف ۱۱) پل سراط کا گزرنا ۱۰) سب سے پہلے داخلہ جنت - اور ان کا نور ان کے آگے آگے ہوگا - اور دعا کریں

گے اے اللہ ہمارے نور میں اور زیادتی اور برکت فرما۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت مجیدہ کی توضیح میں ارشاد فرمایا کہ حضرت

رسول اللہ نے کفار سے جہاد کیا اور حضرت علی علیہ السلام نے منافقوں سے جہاد کیا اور حضور رسالت کا نبی نے ایک مشہور

حدیث میں حضرت علی سے فرمایا تھا کہ میں قرآن کی تنزیل کے مطابق جہاد کرتا ہوں اور تو قرآن کی تاویل کے مطابق جہاد

کرے گا اور چونکہ قرآن مجید کی تاویل تا قیامت زندہ ہے اس لئے اس خطاب میں النبی کے لفظ کا تنزیلی مصداق حضرت

محمد مصطفیٰ ہے اور تاویلی مصداق حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہے پس پیغمبر نے تنزیلی طور پر کفار سے جنگ کی اور حضرت علی نے تاویلی مصداق

کی حیثیت سے منافقوں سے جنگیں کیں اور حضرت قائم آل محمد علیہ السلام بھی اسی لفظ کے تاویلی مصداق ہیں جو اپنے ظہور اور خروج کے بعد

اسی آیت کے حکم کے ماتحت کفار و منافقین سے جہاد کر کے علم اسلام کو بلند کریں گے اور ظلم و جور سے پُر دنیا کو عدل و انصاف سے

معمور کریں گے۔ آیت کی مزید تشریح تفسیر کی جلد ۱ ص ۹ پر گذر چکی ہے۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا - کہتے ہیں حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویاں کافر تھیں لیکن یہ بات قرین عقل اس لئے

نہیں کہ نبی کا کافرہ سے رشتہ نہیں ہوتا البتہ ان کا منافق ہونا قابل تسلیم ہے جس طرح کہ بعض مفسرین نے کہا ہے

پس ان کو اس لحاظ سے کافر کہا گیا کہ زبان سے مومنہ تھیں اور دل سے کافرہ تھیں اور اُن کی خیانت یہ نہیں کہ وہ

مَعَ الدَّٰخِلِيْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَمْرَاتُ

داخل ہونے والوں کے ہمراہ اور مومنوں کے لئے اللہ نے زوجہ فرعون کی مثال

فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِّیْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ

بیان فرمائی جب اس نے کہا اے پروردگار میرے لئے جنت میں گھر بنا دے اور مجھے

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ۝ وَمَرْیَمَ

فرعون اور اس کے عمل سے بچائے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے اور مریم

اِبْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِیْ اٰحْصٰتُ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

دختر عمران (کی مثال دئی) جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں اپنا روح پھونک دیا

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ لَهَا مِنَ الْخَيْرِ ۝ ۱۳ ۝

اور اس نے تصدیق کی کلمات پروردگار کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی

بدکار اور بدچلن تھیں بلکہ ان کی خیانت یہ تھی کہ نبی کے راز کا انشاء کرتی تھیں چونکہ آیت مجیدہ حضرت رسالت کی دونوں

بیویوں کو تنبیہ کرنے کے طور پر نازل ہوئی ہے لہذا ان کو کھلے لفظوں میں چیلنج کیا گیا ہے کہ نبی سے نکاح کے رشتے

پر ناز نہ کرو۔ بلکہ عملاً اپنے ایمان و نیکی کا ثبوت دو اور حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویوں کی مثال سامنے رکھ کر عبرت

حاصل کرو کہ ان کو اپنے شوہروں کی نبوت عذاب خدا سے نہ بچا سکی تو تم حضرت محمد مصطفیٰ کے انشاء راز کے بعد

کیسے بچ سکو گی؟

تفسیر مجمع البیان میں حضرت نوح کی عورت کا نام واہلہ یا والہہ منقول ہے اور اس کی خیانت یہ تھی کہ لوگوں

کو حضرت نوح کا دیوانہ ہونا بتاتی تھی اور اگر کوئی غریب آدمی حضرت نوح پر ایمان لاتا تو بڑے بڑوں کو اس کی اطلاع دیدیا

کرتی تھی اور حضرت لوط کی عورت کا نام واہلہ یا والہہ منقول ہے اور اس کی خیانت یہ تھی کہ حضرت لوط کے پاس آنے والے

مہمانوں کی اطلاع قوم کے بد معاش لوگوں کو دیا کرتی تھی۔ بہر کیف ان کی خیانت یہی تھی کہ اپنے شوہروں کے رازوں کا انشاء

کرتی تھیں۔ اس کی مزید توضیح تفسیر کی جلد ۱۱ میں پہلے ایڈیشن کے ص ۲۱۹ اور دوسرے ایڈیشن کے ص ۲۱۴ پر ملاحظہ ہو۔

اَمْرَاتُ فِرْعَوْنَ پہلی آیت میں اور اس آیت میں کل تین مقامات پر اَمْرَاتُ کو تاء کے ساتھ لکھا گیا ہے

در نہ ہا کے ساتھ لکھا جاتا ہے اسی طرح اگلی آیت میں اِبْنَتُ کے لفظ کو تاء کے ساتھ لکھا گیا ہے حالانکہ اس کو ہاء کے

ساتھ لکھنا چاہیے فرعون کی عورت کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا جو دل ہی دل میں تو پہلے سے مومنہ تھی لیکن جادو گروں کے مقابلہ میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو جادو گروں کے اعلان اسلام کے ساتھ اُس نے بھی موسیٰ پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا چنانچہ جب دوسرے جادو گروں کو سزا دی گئی تو زوجہ فرعون آسیہ کو بھی سزا سنائی گئی اور وہ اس طرح کہ اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کے کیل ٹھونک کر اس کو دھوپ میں ڈال دیا گیا اور مروی ہے کہ جب لوگوں نے اس کو دھوپ میں ڈال دیا تو فرشتوں نے اُس کے اوپر اپنے پردوں کا سایہ کر دیا اور اس نے دعا کی کہ اے پروردگار مجھے جنت کا گھر عطا کر اور فرعون اور اس کے مظالم سے مجھے نجات عطا فرما چنانچہ اس کو اللہ نے جنت میں اٹھالیا اور دوسری روایت میں ہے کہ فرعون کے عذاب سے پہلے اس کا روح خدا نے قبض کر لیا اور جنت میں داخل کر دیا پس وہ مردہ جسم کو عذاب کرتے رہے تفسیر درمشور میں ہے رسالتا ب نے فرمایا جنت کی عورتوں میں چار افضل ہیں۔

۱، خدیجہ بنت خویلد ۲، فاطمہ بنت محمد ۳، مریم بنت عمران ۴، آسیہ بنت مزاحم

اور بروایت طبرانی منقول ہے حضور نے فرمایا خداوند کریم نے جنت میں مجھے مریم بنت عمران، زوجہ فرعون اور خواہر موسیٰ

عطا فرمائی ہیں۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ - پس حضرت پیغمبر کی عورتوں کو بالخصوص اور تمام لوگوں کو بالعموم یہ درس دیا گیا ہے کہ دوسروں کے نیک اعمال کا بھروسہ نہ کریں بلکہ خود میدان عمل میں قدم بڑھائیں اور نبی علیہ السلام کی بیویوں کو خصوصی طور پر تنبیہ کی گئی ہے کہ نوح و لوط کی بیویوں کی مثل نہ بنو بلکہ آسیہ و مریم کی سیرت کو اپناؤ۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت نبی کریم سے مروی ہے کہ کامل مرد کافی گذرے ہیں لیکن عورتوں میں سے کامل صرف چار ہیں ایک آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون دوسری مریم بنت عمران تیسری خدیجہ بنت خویلد اور چوتھی جناب فاطمہ بنت محمد اور روایت میں ہے کہ آسیہ و مریم جنت میں حضرت رسالتا ب کی زوجیت میں ہوں گی چنانچہ جب جناب خدیجہ کی زندگی کے آخری لمحات تھے تو حضرت رسالتا ب نے فرمایا اے خدیجہ تیرا فراق مجھے ناپسند ہے لیکن اس قسم کی تلخیوں میں خدا نے خیر کثیر کا راز مضمر کیا ہے پس جب تو اپنی سوکنوں کے پاس جانا تو اُن کو میرے سلام کہنا حضرت خدیجہ نے عرض کی یا رسول اللہ میری سوکنیں کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم اور حکیمہ یا کلیمہ خواہر موسیٰ تو جناب خدیجہ نے قبول فرمایا (عام تاریخوں میں خواہر موسیٰ کا نام کلثوم یا کلثم لکھا گیا ہے۔

پارہ ۲۹

سورۃ الملک

یہ سورہ مکیہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ سمیت اکتیس^۳ ہے۔

★ اس سورہ کا نام واقعیہ اور منجیہ بھی ہے کیونکہ رسالتناک سے منقول ہے کہ یہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچاتی ہے
★ حضورؐ نے فرمایا جس نے سورہ ملک کی تلاوت کی گویا کہ اس نے لیلۃ القدر میں شب بیداری کی۔
★ حضورؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں سورہ ملک ہر مومن کو یاد ہوئی چاہیے۔

★ آپؐ نے فرمایا قرآن مجید کی ایک سورت (ملک) ہے جس کی تیس آیتیں ہیں اس کی شفاعت مقبول ہے وہ اپنے پڑھنے والے کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گی۔

★ آپؐ نے فرمایا جب مومن قبر میں سوئے گا تو فرشتے پاؤں کی طرف سے اس کے پاس آئیں گے پس اس کے پاؤں کہیں گے اس کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ ہمارے دو پر کھڑے ہو کر سورہ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا پس فرشتے سر کی طرف آئیں گے تو زبان پکارے گی اس کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ میرے ذریعے سے سورہ ملک کی تلاوت کرتا تھا اور آپؐ نے فرمایا یہ سورہ عذاب قبر سے حفاظت کرتا ہے

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نماز عشاء کے بعد میں ہمیشہ سورہ ملک کو پڑھا کرتا ہوں اور پھر آپؐ نے گذشتہ روایت کی طرح ارشاد فرمایا اور اس میں یہ زیادتی ہے کہ جب منکر و نکیر اس کے سینے کے برابر کھینکے تو اس کے سینے سے آواز آئیگی تم اس کو کچھ نہ کہو کیونکہ اس کے سینے میں سورہ ملک محفوظ ہے آپؐ نے فرمایا میرے والد بزرگوار زندگی بھر اس کو صبح اور شام پڑھا کرتے تھے
★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص سونے سے پہلے نماز فریضہ میں سورہ ملک کی تلاوت کرے گا وہ صبح تک اللہ کی امان میں رہے گا اور قیامت کے دن بھی اس کو امان نصیب ہوگی اور جنت میں داخل ہوگا۔

★ خواص القرآن سے منقول ہے حضورؐ نے فرمایا اس کا پڑھنا عید الفطر کی رات عبادت خدا میں شب بیداری کے برابر ثواب رکھتا ہے اور جو شخص اس کو یاد کرے تو یہ سورہ قبر میں اس کی مونس ہوگی اور ہر عذاب اس کو بچائیگی اور اللہ کے نزدیک اس کی شفیق ہوگی اور قیامت تک اس کی محافظ ہوگی اس کی وحشت کیلئے باعث امان اور اس کی تنہائی کیلئے مونس و غوار ثابت ہوگی۔

اور آپؐ نے فرمایا اگر میت کے لئے سورہ ملک کو پڑھا جائے تو فوراً اس کے پاس پہنچے گی اور اس کی تکلیف کو ختم کر دے گی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

سے کے نام سے جو رحمان درجیم ہے (شروع کرتا ہوں)

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ② الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ

بلند و برتر ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ملک ہے اور وہ ہر شئی پر قدرت والا ہے جس نے موت و حیات کو

وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ③ الَّذِي

پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کس کے عمل اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَوُّتٍ ط

سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے کہ رحمن کی مخلوق میں تمہیں کوئی فرق نظر نہ آئے گا

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ ④ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ

پس بار بار دیکھو کیا تمہیں کوئی عیب نظر آتا ہے پھر نگاہ کو بار بار اٹھا کر دیکھو (اور عیب تلاش کرو)

تَبَارَكَ الَّذِي - خداوند کریم نے اپنی قدرت عظمت اور سلطنت کے اعلان کے ساتھ سورہ
مجیدہ کا افتتاح فرمایا کہ تمام کائنات کی ملکیت اس واحد اللہ کے قبضہ میں ہے جس کا کوئی شریک

نہیں اور جس طرح وہ سب کا موجد ہے اسی طرح وہ سب کا مدبّر بھی ہے۔ تبارک کا مادہ برکت ہے اور اس کا لغوی معنی زیادتی و برتری
ہے اور باب تفاعل مبالغہ کے لئے ہے اور بید کا معنی ہمت اور احسان ہوا کرتا ہے اس جگہ مجازاً اس سے مراد قدرت تامة اور
حکومت کاملہ ہے اور بعد والا جملہ اسی معنی کی تاکید و تقریر کے لئے ہے۔

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ یعنی وہ ساری کائنات کے عدم و وجود کا مالک ہے کہ جب چاہے کسی کو موت دے دے
اور جب چاہے زندگی بخشی دے چونکہ پچھلی آیت میں اللہ کے مالک الملک اور علی کل شئی قدیر ہونے کا اعلان ہے لہذا اس آیت میں
اس کی قدرت و ملک کے بعض آثار و احکام کی وضاحت ہے۔ موت اور حیات کے منہوم کی تعیین میں کافی اختلاف ہے بعض علما کے
نزدیک ان میں تضاد کی نسبت ہے گویا موت ایک وجودی صفت ہے جو حیات کی ضد ہے اور بعض علماء ان میں عدم و ملک کی نسبت
کے قائل ہیں یعنی حیات صفت وجودی ہے اور موت اس کے اعدام کا نام ہے۔

لِيَبْلُوَكُمْ - یعنی موت و حیات کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ بندوں کا صحیح جائزہ لیا جاسکے کہ ان میں سے اچھے
اعمال کون بجا لاتا ہے تاکہ ان کے اعمال کی مناسبت سے ان کے مراتب کی بندی و پستی کو ظاہر کیا جائے اور اسی مناسبت سے

إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ

تو تہداری نظر تنگ کر ناکام واپس پٹنے گی اور تحقیق ہم نے زینت دی آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے

وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا

اور ان کو شیطانوں کے جھگانے کا ذریعہ بنایا اور ہم نے تیار کیا ہے ان رشیطانوں کیلئے عذاب دوزخ اور جو اپنے رب کا انکار کریں

ان کو جزا و سزا کا مستحق گردانا جائے اور اس میں شک کرنے کی گنجائش نہیں کہ موت و حیات ہی انسان کے عملی میدان میں محرک اولیٰ ہیں کیونکہ زندگی عملی دنیا میں قدم رکھنے کا ذریعہ ہے اور موت کا تصور اس کے لئے اچھائی و خوشی کا باعث و محرک ہے اور عمل سے مراد اس جگہ عقل و جسم دونوں کے اعمال ہیں پس عقل کا عمل علم اور جسم کا عمل اس کے مطابق کردار کا ادا کرنا ہے اور فکر موت کو اس لئے مقدم کیا گیا ہے کہ وہ زندگی کی بہ نسبت عمل صالح کی زیادہ محرک ہوتی ہے۔

أَحْسَنُ عَمَلًا - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے عمل کثیر کی تعریف نہیں کی بلکہ اچھے عمل کی تعریف

کی اور اچھا عمل وہ ہے جس میں خلوص و خیر قلب اور نیت صادقہ ہو پس خلوص کا تصور عمل بدینی کے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔

زَيَّنَّا السَّمَاءَ - یہ جملہ جواب قسم ہے کیونکہ لَقَدْ کلام دی ہے جو جواب قسم کے لئے آتا ہے پس کلام کو زور دار بنانے

کے لئے جملہ قسمیہ استعمال کیا گیا ہے اور مصابیح جمع ہے مصباح کی جس کا معنی چراغ تھا ہے اور آسمانی ستاروں کو چراغوں سے تشبیہ دے کر

مشبہ کو صفت کر کے مشبہ بہ کا استعمال استعارہ ہے جو بلند کے کلام میں کثرت سے پایا جاتا ہے اور خداوند کریم نے اپنی حکمت شاملہ

و قدرت کاملہ سے انسانوں کے لئے نجوم سماویہ میں کافی فوائد پنہاں کئے ہیں، جس طرح رہائشی مکان کی پخت میں بجلی کے قمتے یا

تقدیروں کی جا بجا آویزش دیدہ زیب و جاذب نظر ہو کر رہائشی پذیر افراد کے لئے دلجمعی و خوش طبعی کا باعث ہوتی ہے اس طرح

آسمانی ستاروں کی چمک و یک زمین پر بسنے والوں کے لئے تاریکی شب میں دل آویزی کا باعث ہوتی ہے (۲) آسمانی ستاروں کی

چمک کی وجہ سے تاریک رات میں بھی قدرے روشنی پائی جاتی ہے جو آمد و رفت اور ضروری مشاغل میں مددگار ثابت ہوتی ہے درجہ

جب بادلوں کی وجہ سے ستارے پوشیدہ ہوتے ہیں تو تاریکی اس قدر ہو جاتی ہے کہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ (۳) آسمانی ستاروں کی

حرکات سے رات کے وقت مسافرین کے لئے جہت سفر کا معلوم کرنا آسان ہوتا ہے (۴) ان کی حرکات و مناسبات بلندی و اُپستی

سے لوگ رات کے اوقات کی تعیین کر سکتے ہیں (۵) ان کو شیاطین کے لئے دھوم قرار دیا گیا ہے اور مردی ہے کہ پہلے شیاطین

آسمانوں کی طرف جاتے تھے اور وہاں سے خبریں لا کر کاہن لوگوں کو بتاتے تھے لیکن حضرت رسالتؐ کی برکت سے ان کو آسمانوں

کی آمد و رفت سے روک دیا گیا ہے پس جب بھی کوئی شیطان ادھر کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے اس پر شہاب ثاقب برساتے ہیں اور

فلاسفہ نے شہاب ثاقب کی جو توجیہ کی ہے اس کی احادیث میں تائید نہیں ملتی۔

جبر و تفویض | خداوند کریم نے ان آیات مجیدہ میں عقیدہ جبر و تفویض کی نفی فرمائی ہے چنانچہ پہلے پہل موت و حیات کی تخلیق

کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ انسان کی حسن کارکردگی کے لئے محرکات ہیں کیونکہ اگر انسان اپنے اعمال و افعال میں مجبور ہوتا یا نیکی و بدی کی بجائے اور میں مختار کل ہوتا تو آزمائش کا ذکر بے ربط رہ جاتا۔ آسمان کی تخلیق اُس کا بغیر ستونوں کے قیام ستارگانِ سادی کا تذکرہ پرندوں کی آسمانی فضا میں پرواز اور دیگر نعمات کا ذکر خیر اور اس کے ساتھ ساتھ کفار کی مذمت یہ سب انسان کے لئے دعوتِ فکر کی حیثیت رکھتے ہیں پس اللہ نے نہ تو انسانوں کو نیکی یا برائی پر مجبور کیا ہے اور نہ ان کو مہل چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہیں کرتے پھریں کہ نہ ان کے لئے شریعت ہو اور نہ کوئی حد ہو۔

چنانچہ اس بارے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جبر و تفویض کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا لَا جَبْرَ وَلَا تَفْوِیْضَ بَلْ أَمْرٌ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ پھر سوال کیا گیا کہ فرزندِ رسولؐ اس کا مطلب سمجھائیے تو آپ نے فرمایا ۱، صحت ہوش و حواس ۲، مانع کا نہ ہونا ۳، وقت میں گنجائش ۴، مالی طاقت ۵، سببِ محرک۔ یہ پانچ شرائط ہیں اگر ان میں سے کسی کی کمی ہوگی تو اسی مناسبت سے اس کی تکلیف میں تخفیف ہوگی۔ آپ نے فرمایا میں جبر و تفویض اور درمیانی منزل کی اس طرح وضاحت کرتا ہوں کہ کوئی گنجلک باقی نہ رہے گی۔

جو شخص یہ کہے کہ اللہ نے بندوں کو گناہوں پر مجبور کیا ہے اور میرے گناہوں پر سزا بھی دے گا تو ایسا شخص خدا کے قرآن کو جھٹلاتا ہے کیونکہ خدا خود فرماتا ہے وَلَا يَظَالِمُ أَحَدًا (یعنی خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا) اور اس قسم کی آیات کافی ہیں پس جو شخص بندے کو گناہوں پر مجبور سمجھتا ہے وہ اللہ کی طرف ظلم کی نسبت دیتا ہے اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور جو قرآن کی تکذیب کرے وہ باتفاق امت کافر ہے۔

آپ نے فرمایا وہ تفویض جس کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نفی فرمائی وہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ خدا نے اپنے بندوں کو نیکی یا برائی کی بجائے اور میں مختار کل بنایا ہے اور انہیں مہل چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہیں کرتے پھریں ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی گویا تفویض کا معنی ہے ڈھیل دینا تو آئمہ ہدٰی فرماتے ہیں کہ اگر اللہ اپنے بندوں کو اس طرح ڈھیل دیدے تو بندے جو کچھ کرتے پھریں اسی پر اللہ کی رضا ہونی چاہیے اور اس کو ثواب بھی دینا چاہیے اور ایسی صورت میں سزا کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہ ڈھیل دو صورتوں میں ہو سکتی ہے ۱، یا تو بندے ایک کر کے زبردستی اپنا مطالبہ منوالیں کہ ہم جو کچھ کرتے پھریں ہم سے باز پرس کرنے کا خدا کو کوئی حق نہیں ہے خواہ اس کو ہمارا کوئی فعل پسند ہو یا نہ ہو ۲، یا یہ کہ اللہ اوامر و نواہی میں بندوں کی اطاعت طلبی سے عاجز آگیا ہو پس اُس نے بندوں کو کھلی چھٹی دیدی ہو کہ جو چاہو کرد تمہیں کلی اختیار ہے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ کوئی آدمی اپنی خدمت کے لئے کوئی نوکر رکھتے اور اُسے اپنے اوامر و نواہی سمجھا کر سزا و انعام کی پیش کش کرنے کے بعد اُسے اپنی ملازمت میں آزاد کر دے تو نافرمانی کی صورت میں غلام یہ عذر پیش کرے کہ تو نے مجھے آزادی دیدی تھی لہذا میں اطاعت و نافرمانی کے اختیار کرنے میں بھی آزاد تھا (تو سراسر تمام عقلا کے نزدیک اس کا یہ عذر ناقابل قبول ہوگا) پس جو شخص انسان کو اپنے اعمال میں مختار کل یعنی آزاد محض سمجھے تو گویا اس نے اللہ کو عاجز قرار دیا اور اللہ کے اوامر و نواہی کو باطل سمجھا۔ حالانکہ خداوند کریم نے مخلوق کو اپنی

قدرت سے پیدا فرمایا اور ان کو ادا و نواہی میں اطاعت کرنے کی توفیق بھی دی پس وہ اطاعت پر راضی ہوتا ہے اور معصیت سے منع فرماتا ہے اور نافرمان کی مذمت کرتا ہے اور اللہ کو جو پسند ہے اس کا حکم دیتا ہے اور جو ناپسند ہے اس سے منع کرتا ہے اور اپنی عطا کردہ طاقت و قوت کی مناسبت سے اطاعت کرنے والوں کو جزا اور نافرمانی کرنے والوں کو سزا بھی دے گا۔ اور وہ عادل ہے اور اگر اس نے اپنے بندوں کو مہل چھوڑا ہوتا اور کرنے یا نہ کرنے میں مختار بنایا ہوتا تو قریش مکہ جب امیہ بن ابی الصلت اور مسعود ثقفی کو انتخاب کر رہے تھے کہ یہ دونوں محمدؐ سے افضل ہیں تو انہی پر قرآن کو اترا چاہئے تھا (پس اللہ نے قریش کی خواہش کو رد کیا اور حضرت محمدؐ مصطفیٰ پر قرآن کو نازل فرمایا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ نے بندوں کی پسند یا پسند میں ان کو مختار نہیں بنایا۔)

پس ثابت ہوا کہ انسان نہ تو اپنے افعال پر مجبور ہے اور نہ اپنی پسند و ناپسند میں مختار و آزاد ہے کہ جو چاہے اس سے باز نہیں نہ ہو پس درمیانی راستہ درست ہے کہ نہ جبر ہے نہ تفویض بلکہ امر بین الامرین۔

ایک دفعہ عبایہ بن ربیع نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے استطاعت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تو خود جواب دے کیا تو اللہ کے بغیر استطاعت رکھتا ہے یا اللہ کے ساتھ؟ تو وہ جواب میں خاموش ہو گیا آپ نے فرمایا اگر کہو کہ میں خود استطاعت رکھتا ہوں تو بھی واجب القتل اور اگر کہو کہ اللہ کے ساتھ استطاعت رکھتا ہوں تو بھی واجب القتل تو اس نے عرض کی پھر کیا کہنا چاہیے آپ نے فرمایا اس طرح کہو کہ میں اللہ کی عنایت اور اس کی توفیق سے استطاعت رکھتا ہوں پس اگر وہ طاقت ویدے تو اس کی عطا اور اگر لے لے تو اس کا امتحان ہے پس وہ ہر چیز کا مالک ہے اور جب کا تو مالک ہے اس کا بھی درحقیقت وہی مالک اور جس پر اس نے تجھ کو قدرت دی ہے اس کا بھی وہی مالک ہے جو کہا جاتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اس کا مطلب یہ ہے کہ لَا حَوْلَ یعنی اللہ کی نافرمانیوں سے بچنا ناممکن ہے مگر اس شخص کیلئے جس کو اللہ توفیق عصمت عطا فرمائے اور لَا قُوَّةَ یعنی اللہ کی اطاعت پر کار بند رہنا مشکل ہے مگر اس کے لئے جس کی غلایاوری کرے پس وہ شخص آگے بڑھا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ دیا۔

اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی تمام آیتیں پڑھیں جن میں آزمائش و ابتلا کا ذکر ہے اور فرمایا ان سب سے مراد اختیار ہے یعنی اگر جبر و تفویض ہوتی تو اس اختیار کا معنی ہی کچھ نہیں رہتا۔ پھر آپ نے آیت پڑھی۔ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ وَيُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ م۔ اور فرمایا کہ اگر لوگ اس کے معنی میں اشتباہ کریں اور سوال کریں تو ان کے جواب میں ہم کہیں گے معنی یہ ہے کہ خدا ہدایت پر قادر ہے اور گمراہی پر بھی قادر ہے لیکن لوگوں کو ان دونوں میں سے کسی پر مجبور نہیں کرتا ورنہ سزا و جزا کا قصہ ہی باطل ہو جاتا اور ہدایت کا معنی راستہ دکھانا بھی ہوا کرتا ہے اور قرآن میں جو آیات متشابہ ہیں وہ آیات حکمت کے احکام کو باطل نہیں کرتیں البتہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیات کا سہارا لے کر حکمت کو نظر انداز کر دیتے ہیں (لخص از برہان)

۷۶۔ اَلْقِيْ فِيْهَا۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ بعض چھٹیوں کو جب دوزخ میں ڈالا جائے گا تو وہ عرض کرے گا اے پروردگار مجھے تجھ سے یہ توقع نہ تھی میں تو تیری بخشش کی ہی توقع رکھتا تھا پس حکم ہوگا کہ اس کو آزاد کر دو۔

صفحہ نمبر ۷۶۔ پر۔ اَوْ نَعْقِلُ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اعمال کی جزا و عقاب کے مطابق ملے گی چنانچہ تفسیر صافی میں حضرت

بَرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ۝ اِذَا الْقَوَافِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا

ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے جب اس میں ڈالے جائیں گے اور اس کی چیخ سنیں گے

شَهِيقًا وَهِيَ تَفُوْرٌ ۝ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ

در حالیکہ وہ کھوٹا ہوگا قریب ہوگا کہ غصے سے بھٹ جائے جب بھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔

سَالَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَاءَنَا نَذِيْرٌ

تو ان سے اس کے دربان پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہ آیا؟ تو کہیں گے ہاں بے شک ڈرانے والا آیا تھا

فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝

تو ہم نے اس کو جھٹلایا اور کہا کہ نہیں اتاری کوئی چیز اللہ نے تم نہیں ہو مگر بڑی گمراہی میں

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاَعْتَرَفُوْا بِذُنُوبِهِمْ ۖ

اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا عقل رکھتے ہوتے تو دوزخیوں میں سے نہ ہوتے پس اپنی غلطیوں کو مان لیں گے

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ

پس دُوری ہے دوزخیوں کے لئے تحقیق جو لوگ غائبانہ طور پر اپنے رب سے ڈرتے ہیں

پنجم سے مردی ہے کہ انسان مجاہد ہو نمازی ہو روزہ دار ہو اور دیگر تمام نیکیاں کرتا ہو لیکن اس کو اعمال کی جزا اس کے عقل کے مطابق ہی ملے گی چنانچہ بروایت انس لوگوں نے ایک آدمی کی نیکی کی تعریف کی تو حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اس کی عقل کیسی ہے لوگوں نے کہا حضورؐ ہم اس کی نیکی کی تعریف کرتے ہیں اور آپ اس کی عقل کے متعلق پوچھتے ہیں آپ نے فرمایا احمق بعض اوقات فاسق و فاجر لوگوں کی بہ نسبت حماقت کی وجہ سے سخت قسم کی غلطی کا مرتکب ہو جاتا ہے اس لئے قیامت کے دن جزا اور سزا دینا اس کی عقل کی مناسبت سے ہوں گے۔

بِالْغَيْبِ - محلاً منصوب ہے غائبین کے معنی میں ہے اور حال ہے۔

صَفْرٌ ۖ اِلَّا يَعْلَمُ - حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خدا عالم ہے لیکن وہ مخلوق کی طرح علم حادث کی وجہ سے عالم نہیں کہ واقعہ کے ہو جانے کے بعد اس کو علم حادث ہو یا کسی گزشتہ یا آئندہ کے متعلق فکر کر کے اس کو علم حاصل ہوتا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ قبل از ایجاد ہر شئی کو تفصیلاً جانتا ہے اور ماضی و حاضر و مستقبل سب اس کے

لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝۱۳ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ

ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے اور تم پوشیدہ کرد بات اپنی یا اسے ظاہر کرو وہ سنیں

عَلَيْهِمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۱۴ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝۱۵

کی بات کو بھی جانتا ہے کیا نہیں جانتا وہ جس نے پیدا کیا حالانکہ وہ لطیف و خبیر ہے

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ

وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مطیع بنایا پس اس کے راستوں میں چلو اور اس کے رزق سے کھاؤ

وَالْيَهُ النُّشُورُ ۝۱۶ أَمْ أَنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضُ

اور اسی کی طرف ہی بازگشت ہوگی کیا تم نڈر ہو اس کی گرفت سے جس کا اقتدار آسمان پر بھی ہے کہ تمہیں زمین نکل جائے

فَإِذَا هِيَ تَهُوُّرٌ ۝۱۷ أَمْ أَنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا

در حالیکہ وہ حرکت کر رہی ہو یا کیا تم نڈر ہو اس سے جس کی حکومت آسمان میں ہے کہ برسائے تم پر پتھروں کی بارش پھر تمہیں پتہ

سامنے حاضر ہیں پس اس کے عالم ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ جاہل نہیں نیز خالق و مخلوق دونوں کو عالم کا نام دیا جاتا ہے لیکن معنی الگ الگ ہے کیونکہ مخلوق کا علم جہل کے بعد ہوتا ہے اور خالق کا علم اس کی عین ذات ہے اسی طرح لطیف و خبیر کا نام بھی خالق و مخلوق پر بولا جاتا ہے لیکن معانی الگ الگ ہیں پس اللہ لطیف ہے یعنی عقل و دہم اس کے اور اک سے قاصر ہیں اور مخلوق میں لطیف ہونے کا معنی اس کی باریکی یا نزاکت ہوا کرتا ہے اسی طرح اللہ خبیر ہے کہ اس سے کوئی شئی اوجھل نہیں اور بندہ جہالت کے بعد خبیر بنا کرتا ہے۔

مَنْ خَلَقَ - ممکن ہے ملامت نفع ہو اور لَعْنَتُمْ کا فاعل ہو پس معنی وہ ہوگا جو تحت اللفظ موجود ہے اور اگر اس کو محلا منسوب قرار دیا جائے تو لَعْنَتُمْ کا مفعول بنے گا اور معنی یہ ہوگا کہ کیا وہ ان کو نہیں جانتا جن کو اُس نے خود پیدا فرمایا ہے اور دونوں ترکیبیں اور معانی صحیح ہیں۔

مَنَاكِبِهَا - خداوند کریم نے آیت مجیدہ میں دعوت معرفت کے لئے اپنے احسانات و انعامات میں غور کرنے کی دعوت دی ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ذلول بنایا یعنی مطیع و مفید کہ اس میں

گھر بنا سکتے ہو کھیتی باڑی کر کے روزی کا سکتے ہو اور سیر و تفریح کے لئے چل پھر سکتے ہو نہ اتنی گرم ہے کہ جلادے نہ اس قدر سرد ہے کہ جلادے نہ اتنی سخت ہے کہ چلتے وقت پاؤں کو زخمی کر دے اور نہ استقدر نرم ہے کہ اس میں چلنے والا دھنس جائے مناکب جمع ہے منکب کی جس کا معنی کندھا ہے اور کثافت سے منقول ہے کہ اونٹ کا کندھا اس کا نازک ترین مقام ہے پس جو اونٹ کندھے پر اپنے سوار کو برداشت کرے وہ انتہائی مطیع سمجھا جاتا ہے پس اس مقام پر زمین کو انسان کے لئے انتہائی مطیع ثابت کرنے

رکوع ۲

فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٌ ۱۸ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ

چلے گا کہ میرا ڈرانا کیسے ہے؟ اور تحقیق جھٹلایا ان لوگوں نے جو پہلے تھے تو میرا

كَانَ نَكِيرٌ ۱۹ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفًّا وَيَقْبِضْنَ مِمَّا

عذاب کیسا تھا؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا پرندوں کو اپنے اوپر جو پر کھوتے اور سمیٹتے ہیں ان کو

يُسْكِنُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۲۰ أَمِنْ هَذَا الَّذِي

(فضائے آسمانی میں) روکنے والا اللہ ہی ہے بے شک وہ ہر شئی کو دیکھنے والا ہے تمہارے پاس کونسا ایسا

هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصَرُّكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا

شکر ہے جو تمہاری مدد کرے اللہ کے سامنے کافر لوگ تو دھوکے

کے لئے اس کے کندھوں پر سواری کا ذکر فرمایا اور بعض مفسرین نے مناکب سے مراد پہاڑ لئے ہیں کیونکہ کندھا جسم انسانی میں بلند جگہ کہتے ہیں گویا پہاڑ اس مناسبت سے زمین کے کندھے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے اطراف و جوانب مراد ہیں۔

۱۸ اَمِّنْتُمْ۔ خداوند کریم اس سے اجل و ارفع ہے کہ کسی ایک مکان کا پابند ہو پس وہ ہر جگہ ہر وقت موجود ہے لیکن چونکہ عوامی اذہان جہت علو کی طرف اللہ کے عرش و کرسی کو منسوب کرتے ہیں چنانچہ اسی مناسبت سے دعا کے لئے ہاتھوں کا آسمان کی طرف بلند کرنا بتایا گیا ہے پس یہاں بھی اسی مناسبت سے کہا گیا ہے کہ کیا تم اُس ذات کی گرفت سے نڈر ہو جس کا اقتدار آسمان پر ہے اگرچہ اس کا اقتدار تمام کائنات پر ہے لیکن آسمان کا ذکر اس کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے اگر وہ چاہے آسمان سے بارش کی بجائے تم پر پتھر نازل کر دے جس طرح قوم لوط کے لئے ہوا یا تیز آندھی بھیج دے جس میں عذاب کا سامان ہو نَزِيلٌ۔ اس کا مضاف الیہ یا مستلکم محذوف ہے جس طرح پہلی آیت میں نذیر کا مضاف الیہ یا مستلکم کو محذوف کہا گیا ہے تاکہ آیتوں کے خواصل میں مناسبت قائم رہے نیکر انکار سے ہے لیکن اس جگہ کنایہ عذاب سے ہے۔

صَفًّا۔ بعض پرندے ہوا میں پر پھیلا کر اڑتے ہیں اور ان کی اس پرواز کو صغیف سے تعبیر کیا جاتا ہے اور بعض پرندے پروں کو کھوتے اور بند کرتے ہیں اور اس پرواز کو دنیف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پس جن پرندوں کی دنیف صغیف پر غالب ہو وہ شرعاً حلال شمار ہوتے ہیں اور اس کے برعکس جن کی صغیف غالب ہو وہ حرام ہوا کرتے ہیں۔ خداوند کریم نے اپنی قدرت کا اظہار فرما کر کفار کو دعوتِ فکر دی ہے کہ وہ صرف اللہ ہی ہے جس نے پرندوں کو فضائے آسمانی میں گرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ پس وہ اس کھلی نصیحت میں پرواز کرتے پھرتے ہیں۔

جُنْدٌ لَّكُمْ۔ یعنی اگر خدا کسی کو گرفت کرنا چاہے تو کسی کے پاس کوئی ایسا لشکر یا فوج نہیں جو عذابِ خداوندی سے

فِي غُرُورٍ ۲۱) اَمَّنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَلْ لَجُّوا

میں ہی ہیں تمہیں کون ہے جو رزق دے سکے اگر وہ اپنا رزق بند کر دے بلکہ گنس گئے ہیں

فِي عَتُوٍّ وَنُفُورٍ ۲۲) اَفَمَنْ يَشِيْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهِ اَهْدٰى اَمَّنْ يَشِيْ

سرکشی اور دُوری میں کیا وہ جو چلتا ہے؟ اور نہا منہ کے بل زیادہ صحیح ہے یا وہ جو سیدھا

سَوِيًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۲۳) قُلْ هُوَ الَّذِي اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

ہو کر سیدھے راستہ پر چلتا ہے؟ کہہ دیجئے وہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہیں کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۲۴) قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَاَكُمْ

اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے تم (اس کام) کم ہی شکر ادا کرتے ہو کہہ دیجئے وہ وہ ہے جس نے تم کو

فِي الْاَرْضِ وَالْيَدِ تَحْشُرُوْنَ ۲۵) وَيَقُولُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

زمین میں پیدا کیا اور اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم

اس کو بچا سکے اور چونکہ جہد کا لفظ مفرد ہے اس لئے ضمیر مفرد لائی گئی ہے اسی طرح اگر وہ اپنا رزق روک لے تو کوئی انسان بلکہ کوئی ذی روح زندگی کا ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکتا پس منکرین اور کفار کے پاس سرکشی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

مُكِبًّا۔ اس سے مراد ہر وہ شخص ہو سکتا ہے جو صراطِ مستقیم سے ہٹا ہوا ہو اور اس کی تاویل دشمنانِ آلِ محمد سے بھی کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ تفسیر برہان میں معصوم سے مروی ہے کہ صراطِ مستقیم سے مراد حضرت علیؑ علیہ السلام ہیں اور اس پر چلنے والے

وہی ہیں جو حضرت علیؑ علیہ السلام اور ان کی اولادِ طاہرین علیہم السلام کے دین پر قائم ہوں اور اندھے منہ چلنے والے وہ لوگ ہیں جو ولایت علیؑ علیہ السلام سے مغرب ہوں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ صراطِ مستقیم سے مراد حضرت علیؑ علیہ السلام

اور باقی ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں۔ مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ میں مسجد الحرام میں موجود تھا اور لوگ طواف میں مشغول تھے آپ نے فرمایا لوگ ایامِ جہات میں بھی اسی طرح طواف کیا کرتے تھے کہ ان کو نہ حق کا پتہ ہے اور نہ دین کو سمجھتے

ہیں آخر میں آپ نے فرمایا اے فضیل خدا کی قسم کوئی حاجی نہیں سوائے تمہارے پس نہ تمہارے سوا کسی کے گناہوں کی بخشش ہے اور نہ کسی کا عمل قبول ہے اور تم ہی اس آیت مجیدہ کے حقیقی مصداق ہو اِنْ تَجْتَنِبُوا كِبٰٓئًا نَّوَالٰیہِ بَعْرِ فَرَمٰی اِیْسِ تَم نٰزِیْرُ حَوٰزِلَہٗ

دو اور اپنی زبانوں کو محفوظ رکھو اور سیدھے جنت میں جاؤ

وانت کا درد | داڑھ میں درد ہو اس پر انگلی رکھ کر آیت ۲۵ کو سات مرتبہ پڑھنے سے درد ختم ہو جائے گا۔ (درغشور)

صَدِّقَيْنِ ۲۷ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۲۸ فَلَمَّا

سچے ہو؟ کہہ دیجئے اس کا علم اللہ کو ہی ہے اور مجھ اس کے نہیں کہ میں تو صاف ڈرانے والا ہوں پس جب اس

رَاوَهُ زُلْفَةً سَيِّئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ

کو اپنے قریب دیکھیں گے تو بُرے ہو جائیں گے چہرے اُن لوگوں کے جو کافر ہیں اور کہا جائے گا یہ وہ ہے جو تم

تَدْعُون ۲۹ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ

طلب کرتے تھے کہہ دیجئے کیا تم دیکھتے ہو اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو خدا ہلاک کرے یا ہم پر رحم کرے تو

يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۳۰ قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ

کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ کہہ دیجئے وہ رحمان ہے جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور اسی

تَوَكَّلْنَا ۳۱ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۳۲ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ

پر ہم نے توکل کی ہے تم جان لو گے کہ کھسی گمراہی میں کون تھا؟ کہہ دیجئے تم کیا دیکھتے ہو اگر تمہارا پانی

مَا وَكُمُ غُورًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ ۳۳

زمین میں نیچے چلا جائے تو تم کو میٹھا پانی کون دیتا ہے؟

وُجُوهُ الَّذِينَ - حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بروز محشر جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے شیعوں کی بلند منازل دیکھیں گے تو دشمنوں کے منہ بُرے ہو جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ لقب ہے۔ (امیر المومنین) کہ تم اپنے لئے اس کا ادعا کرتے تھے۔

تفسیر ربان میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بروز محشر جب اللہ مخلوق کو علی کا بلندی مقام جمع کرے گا تو سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ کیا تو نے دین حق کی تبلیغ کی تھی؟ تو وہ عرض کریں گے کہ ہاں! تو اس سے گواہ طلب کئے جائیں گے چنانچہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ کے پاس پہنچیں گے جبکہ آپ زعفرانی کے منبر پر تشریف فرما ہوں گے اور علی بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے پس حضرت نوح اپنی تبلیغ کی گواہی کی التجا کریں گے تو آپ جعفر و حمزہ کو حکم دیں گے کہ جاؤ اور حضرت نوح کی تبلیغ کی گواہی دو پس حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت جعفر و حمزہ ہی انبیاء کی تبلیغات کی گواہی دیں گے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی اس وقت علی کہاں ہوں گے آپ نے فرمایا علی کامرتبہ

اس سے بند ہے بہر کیف اہلبیتؑ سے اس قسم کی روایات بکثرت وارد ہیں کہ حضرت علیؑ کا مقام بلند دیکھ کر بروز محشر ظالم و غاصب لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے اور ان کو سرزنش ہوگی اور اس آیت مجیدہ کے باطنی مصداق وہی لوگ ہیں۔

امام غائب اِنْ اَصْبَحَ مَاءُكُمْ - آیت مجیدہ کا ظاہر تو وہی ہے جو تحت اللفظ ترجمے سے منکشف ہوتا ہے لیکن اس کی تاویل حضرت حجتہ علیہ السلام کا زمان غیبت ہے۔ چنانچہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا ائمہ

اللہ اور مخلوق کے درمیان ابواب اللہ ہیں اگر ان میں سے ایک غائب ہو جائے تو تمہارے پاس بیٹھایا پانی یعنی عالم امام کون لائے گا اور متعدد روایات میں ہے کہ اگر امام وقت غائب ہو جائے تو اس کی بجائے نیا امام کہاں سے لاؤ گے جو تمہیں احکام خداوندی بتائے گا اور تفسیر برہان میں حضرت عمارؑ سے مروی ہے کہ میں ایک جنگ میں حضرت نبی کریمؐ کے ہمراہ تھا۔ حضرت علیؑ نے چُن چُن کے کفار کے سر پر آوردہ اشخاص اور ان کے نشانچی موت کے گھاٹ اتار دیئے تو میں نے عرض کی آج علیؑ نے جہاد کا حق ادا کر دیا پس آپؑ نے فرمایا ایسا کیوں نہ ہو۔ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرے علم کا وارث میرے قرضوں کے ادا کرنے والا میرے وعدوں کے پورا کرنے والا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میرے بعد مومن کی پہچان نہ ہو سکتی اس کی جنگ میری جنگ اور میری جنگ اللہ کی جنگ ہے اور اس کی صلح میری صلح اور میری صلح اللہ کی صلح ہے یہ میرے نواسوں کا باپ ہے اور ائمہ اسی کی صلب سے ہوں گے جن میں سے ایک مہدی اُمت ہوگا تو میں نے عرض کی کہ مہدی کون ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا اے خدا حضرت حسینؑ کی اولاد سے نواام پیدا کرے گا اور نواں مہدی ہوگا جو ایک وقت تک غائب رہے گا چنانچہ ارشاد قدرت ہے اِنْ اَصْبَحَ مَاءُكُمْ غَوْرًا الایہ اس کی غیبت اس کی قدر لمبی ہوگی کہ کچھ لوگ مایوس ہو جائیں گے اور کچھ ثابت قدم رہیں گے پس وہ اگر زمین کو جو رد ظلم سے بھر جانے کے بعد عدل و انصاف سے پُر کر لیا وہ تاویل قرآن پر جہاد کرے گا جس طرح میں نے تنزل پر جہاد کہا ہے وہ میرا ہمنام اور میرے مشابہ ہوگا۔

اے عمار: میرے بعد فتنے ہوں گے پس علیؑ کا ساتھ نہ چھوڑنا اِنَّكَ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَكَ اے عمار تو میرے بعد ناکشیں و قاسطین سے لڑے گا اور تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ (تجھے باغی گروہ قتل کرے گا) عمار نے عرض کی اس میں آپؑ کی اور اللہ کی خوشنودی ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور تیرا آخری رزق دودھ ہوگا۔ پس جب صفین کا دن آیا تو عمار نے تین دفعہ اذن جہاد طلب کیا اور حضرت علیؑ ٹالتے رہے آخری دفعہ روویشے اور فرمایا یہ وہی دن ہے جس کا رسول اللہؐ نے وعدہ فرمایا تھا پس سواری سے اترے اور عمار کو گلے سے لگا کے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے تو میرا اچھا بھائی اور دوست تھا پھر دو نور تھے رہے عمار نے عرض کی میں نے با بصیرت ہو کر تیری اتباع کی ہے۔ کیونکہ میں نے بروز خیر حضرت رسول اکرمؐ سے سنا تھا یا عمار: سَتَكُونُ بَعْدِي فِتْنَةٌ فَاِذَا كَانَ ذَلِكَ فَاتَّبِعْ عَلِيًّا وَحِزْبَهُ فَاِنَّهُ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَكَ یعنی میرے بعد فتنے و فسادات ہوں گے پس جب رونما ہوں تو علیؑ اور اس کی جماعت کی اتباع کرنا کیونکہ علیؑ حق کے ساتھ ہوگا۔ اور حق علیؑ کے ساتھ ہوگا۔ اے امیر المؤمنینؑ آپؑ کو خدا اسلام سے جزائے خیر کرامت فرمائے پس آپؑ نے حق ادا کیا تبلیغ بھی کی۔

اور نصیحت بھی کی۔ پھر عمار سواری پر سوار ہوا اور حضرت علیؓ بھی سوار ہوئے عمار جب جہاد کے لئے روانہ ہونے لگا تو پانی مانگا تو ایک انصاری نے دودھ کا جام دیا جس کو عمار نے پیا اور کہا میرے ساتھ پیغمبر کا وعدہ بھی اسی طرح تھا کہ دنیا سے آخری رزق میرا دودھ ہوگا پھر شیر غضبناک کی طرح دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اور اٹھارہ ملائین کو واصل جہنم کیا لیں دو شامیوں نے مل کر اکٹھا حملہ کیا جس سے آپؐ شہید ہو گئے۔ رات کے وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مقتولین کا چکر لگایا اور حضرت عمارؓ کو شہید پایا تو ان کا سر گود میں رکھ کر روئے اور رشتہ بھی پڑھا۔

سُورَةُ الْقَلَمِ

- ★ یہ سورہ مکتیہ ہے مگر آیت ۱۷ سے ۳۲ تک اور آیت ۳۷ سے ۴۲ تک مدنی ہیں یہ سورہ علق کے بعد نازل ہوا۔
- ★ حضرت رسالتؐ نے فرمایا جو شخص سورہ ن والقلم کو فریضہ یا نافلہ میں پڑھے وہ تنگی رزق میں مبتلا نہ ہوگا۔
- ★ خواص القرآن سے مروی ہے حضورؐ نے فرمایا اس کو لکھ کر درد والی، ڈاڑھ پر لٹکایا جائے تو درد فوراً ختم ہو جائے گا۔
- ★ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر اس کی کل آیات تیرہ ہیں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ② مَا أَنْتَ بِمُجْنُونٍ ③

ن۔ قسم ہے قلم کی اور اس کی جو لکھتے ہیں آپ اللہ کی نعمت سے دیوانے نہیں ہیں

رکوع ۳ ن وَالْقَلَمِ۔ ن کی تفسیر میں چند اقوال وارد ہیں ① سورہ کا نام ہے ② اس مچل کا نام ہے جس کی پشت پر یہ زمین قائم ہیں ③ تین سورتوں کے حروف مقطعات جمع کئے جائیں تو اللہ کا نام الرحمن بتا ہے الر۔ حم۔ ن۔ پس یہاں ن الرحمن کا حرف ہے ④ اس سے مراد دوات ہے ⑤ اس سے مراد لوح ہے گویا خدا نے لوح و قلم کی قسم سے بیان کو شروع فرمایا ہے جس طرح کہ اس سے پہلے توحید کے مطابق قلم و دوات کی قسم سے

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ ۝ فَصَبِّرْ

اور تحقیق آپ کا اجر غیر موقوف ہوگا اور تحقیق آپ خلق عظیم پر ہیں پس عنقریب آپ دیکھیں گے

بیان کا افتتاح ہے ۶ بعضوں نے اس سے عام دریائی مچھلی مراد لی ہے کیونکہ ان کا معنی مچھلی ہوتا ہے اور مچھلی کے شکم میں رہنے کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کا لقب ذوالنون ہوا ہے ۷ ایک روایت میں ہے کہ جنت کی ایک نہر کا نام نون ہے جو حکم خدا خشک ہو کر سیاہی بن گئی۔ یہ دودھ سے سفید تر اور شہد سے شیریں تر تھی پس اللہ نے قلم کو حکم دیا تو اس نے قیامت تک ما کان وما یکون سب کچھ لکھ دیا۔ ۸ تفسیر برہان کی ایک روایت میں ہے کہ نون قلم اور لوح الگ الگ فرشتوں کے نام ہیں کہ نون سے قلم اور قلم سے لوح اور لوح سے اسرافیل اور اسرافیل سے میکائیل اور میکائیل سے جبریل سے کہ انبیاء تک وحی کی خبریں لایا کرتا ہے ۹ نون حضرت رسالت کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور القلم حضرت امیر المومنین کا نام ہے جیسا کہ برہان میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے۔

قلم کی قسم کھانا قلم کی اہمیت کو واضح کرتا ہے اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ إِنَّ السَّيَانَ بَيَانُ بَيَانِ اللِّسَانِ وَبَيَانُ الْبَيَانِ وَبَيَانُ اللِّسَانِ تَذَرِيصُ الْأَعْوَامِ وَبَيَانُ الْأَقْلَامِ بَاقٍ عَلَىٰ مَرَاتِلِ الْيَامِ یعنی بیان کی دو قسمیں ہیں ایک زبان کا بیان اور دوسرا انگلیوں کا بیان اور زبان کے بیان کو سالوں کے گزرنے سے کہنگی لاحق ہوتی ہے لیکن قلم کا بیان زمانہ گزرنے کے بعد تازہ تازہ باقی رہتا ہے اسی لئے تو حضرت رسالت نے امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے اور ان کی راہ حق پر ثابت قدمی کو بقرار رکھنے کیلئے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں قلم دوات و کاغذ طلب فرمایا تھا تاکہ قرآن و اہمیت سے تمک رکھنے کے زبانی فرمان کو زیب قرطاس کر کے ابد الابد تک کے لئے ایک حکم دستاویز ان کے حوالہ کیا جائے تاکہ کبھی گمراہ نہ ہونے پائیں لیکن بعض مفاد پرست لوگوں کی ہنگامہ آرائی اڑے آگئی اور اس منصوبے کو پائیہ نیکی تک پہنچایا نہ جاسکا اور روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حُسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ یعنی ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے) کہہ دیا تھا اور یہ کہ إِنْ الرَّجُلَ لِيَهْجُرْ یعنی حضورؐ معاذ اللہ بیماری کی شدت کی وجہ سے بے زبان کہہ رہے ہیں جیہاںچہ لوگوں کا شور وغل زیادہ ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا۔ قَوْمُوا عَنِّي یعنی یہاں سے چلے جاؤ یہ پورا واقعہ کتب صحاح احادیث میں صراحت سے موجود ہے۔

مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیتیں کفار و مشرکین کے اس قول کا جواب ہیں يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَدِّئْ أَلَّا تَقُولَ لَمْ يُخْلَقْ بَدِّئْ لَكَ لَمْ يَخْلُقْ یعنی اے وہ جس پر قرآن نازل کیا گیا تو تو دیوانہ ہے پس خدا نے ان کے جواب میں فرمایا کہ نون و قلم و کتابت کی قسم کہ آپ اللہ کے فضل و کرم سے دیوانہ نہیں اور تبلیغ احکام رسالت کی وجہ سے لافتنہ ہی جزا کے مستحق ہیں اور کفار و مشرکین کا زبان درازیوں تلخ نوائیوں اور ترش کلاموں کو اپنے علم و حوصلہ سے برداشت کر کے خلق عظیم پر قائم رہیں یا یہ کہ آپ ایک مشن کو چلا رہے ہیں جیسا کہ خلق عظیم کا معنی دین عظیم کیا گیا ہے بے شک مستقبل قریب میں آپ دیکھ لیں گے اور ان پر بھی یہ بات واضح ہو جائے گی کہ تم ہر دو فریقین میں سے دیوانہ و پاگل کون تھا؟

تفسیر برہان کی متعدد روایات کا مضمون یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کے متعلق بیانات جاری فرمائے تو منافقین نے آپس میں کہنا شروع کر دیا تھا کہ آپؐ معاذ اللہ علیؑ کی محبت میں از خود رفتہ (دیوانے) ہو گئے ہیں اور ابو الیوب انصاری سے مروی ہے کہ آپؐ نے علیؑ کے بازو کو پکڑ کر ان کو بلند کر کے فرمایا تھا **مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَعَلِيَ مَوْلَاً** (جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے) تو لوگوں نے آپس میں کہا تھا کہ آپؐ اپنے چچا زاد کی محبت میں دیوانے ہو چکے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ جس کے دل میں میری سچی محبت ہوگی یقیناً اس کے دل میں علیؑ کی سچی محبت ہوگی اور علیؑ سے فرمایا یا علیؑ جو شخص تیرے ساتھ بغض رکھنے کے باوجود میری محبت کا دعویٰ کرے مجھوٹا ہے تو دو منافق ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ رسول اللہؐ اس نوجوان کے حق میں دیوانگی کی باتیں کہہ رہے ہیں پس یہ آیتیں ان لوگوں کے متعلق ہیں اور خدا نے قسمیہ بیان فرمایا کہ آپ اللہ کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں آپ کو اس تبلیغ کا لامتناہی اجر ملے گا۔ اور ہر دو فریقین کو پتہ چل جائے گا کہ ان دونوں میں سے دیوانہ کون ہے؟ اسی قسم کی ایک روایت تفسیر مجمع البیان میں بھی ہے بہر کیف یہ روایات آیات مجیدہ کے شان نزول کے پیش نظر ہیں لیکن چونکہ قرآن مجید کی تاویل تا قیامت جاری ہے اور ہر ہر آیت کے لئے قیامت تک مصادیق پیدا ہوتے چلے جائیں گے تو سب سے پہلے ان آیات کی تاویل اس وقت ظاہر ہوئی۔ جب حضورؐ نے قلم دوات کا غلط فرمایا اور کہنے والے نے حضورؑ کی طرف ہزیان و دیوانگی کی نسبت دیکر حضورؑ کی فرمائش کے وزن کو کم نہایت کرنے کی جسارت کی پس ان آیات کی تاویل ان لوگوں کی سرزنش کے لئے ہے اور حضورؑ کو تسلی دی گئی ہے کہ قلم دوات اور مضمون کتابت کی قسم کہ آپؐ از خود رفتگی یا دیوانگی یا ہزیان میں خدا کے فضل و کرم سے مبتلا نہیں ہیں بے شک آپ کو اس کا اجر ملے گا آپ خلق عظیم کے مالک ہیں اور ہر دو فریق کو پتہ چل جائے گا کہ دیوانہ کون تھا؟ اور اللہ کو معلوم ہے کہ گمراہ کون ہے؟ اور راہ ہدایت پر چلنے والے کون ہیں؟

وَمَا يَسْطُرُونَ۔ یعنی وہ جو علامت لکھتے ہیں اخبار و وحی سے یا اعمال عباد سے اور اگر ماکو مصدر یہ بنایا جائے تو مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہو جائے گا پس پہلی صورت میں معنی ہوگا قلم اور مکتوب کی قسم اور دوسری صورت میں معنی ہوگا قلم اور کتابت کی قسم **مَا أَنْتَ**۔ یہ جواب قسم ہے **بِنِعْمَةِ رَبِّكَ** یہ اس طرح ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ تو اللہ کے فضل سے جاہل نہیں ہے یا جس طرح کہا جاتا ہے کہ تو بحمد اللہ دیوانہ نہیں ہے اور بعضوں نے باد کو تعلیل کا قرار دیا ہے یعنی تو اللہ کی نعمت نبوت کی وجہ سے دیوانگی کے عیب سے پاک ہے۔

غَيْرُ مَسْنُونٍ۔ اس کے دو معانی ہو سکتے ہیں مَسْنُون کا معنی قطع کرنا بھی ہوتا ہے اور اس کا معنی احسان جتلانا بھی ہوتا ہے پس پہلے لحاظ سے معنی ہوگا کہ آپ کا اجر غیر مقطوع و لامتناہی ہوگا اور دوسرے لحاظ سے معنی ہوگا کہ آپ کو اجر دیا جائے گا۔ وہ احسان جتلانے کے نقص سے بھی پاک ہوگا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ہر نبی کو اس کے دین میں داخل ہونے والے تمام افراد کے اجر کے برابر اجر دیا جائے گا۔

خُلِقَ عَظِيمٌ۔ اس کا معنی دین عظیم بھی کیا گیا ہے اور اخلاق حسنہ بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً حق بات پر ڈٹ جانا۔ سخاوت

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

وَيُصِرُّونَ ۝ بِأَيِّكُمْ الْمَفْتُونُ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے؟ تحقیق تیرا رب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے

عَنْ سَبِيلِهِ ۝ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ فَلَا تَطِعِ الْمَكْذِبِينَ ۝

مبتلا ہوا ہے اور وہی جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو پس نہ بات مانو جھٹلانے والوں کی

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ وَلَا تَطِعِ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝

وہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی تبلیغی پالیسی کو نرم کر دیں تاکہ وہ بھی نرمی کریں اور نہ بات مانو ہر قسم کھانے والے ذلیل کی

منساری غیر خواہی حسن تدبیر نرمی رواداری دعوت اسلامیہ میں پیش آنے والے مصائب کا خذہ پیشانی سے مقابلہ درگزر کرنا، معافی دینا مومنین کی کھلے دل سے مدد کرنا اور حسد و بغض و کینے سے پاک و متبرار رہنا وغیرہ آپ کے اخلاق کریمانہ تھے اور عائشہ سے مروی ہے کہ سورہ مومنین کی ابتدائی آیات آپ کے اخلاق حسنہ کی ترجمان ہیں اور اس سے زیادہ کسی کے اخلاق کی اور کیا تعریف ہو سکتی ہے جب اللہ نے فرمادیا کہ آپ خلق عظیم پر ہیں اور حضور سے مروی ہے بُعِثْتُ لَأُتِمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ یعنی میں مکارم اخلاق کو پھیلانے آیا ہوں (مجمع) اور آپ سے منقول ہے حسن خلق رکھنے والے انسان کو عابد شب زندہ دار اور صائم النہار کا درجہ ملتا ہے اور ابوالدرداءؓ سے منقول ہے حضورؐ نے بروزِ محشر میزان اعمال میں حسن خلق سے زیادہ وزنی عمل اور کوئی نہ ہوگا۔ اور امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے حضورؐ نے فرمایا حسن اخلاق کو اپناؤ کیونکہ حسن خلق والا یقیناً جنت میں جائے گا اور بد خلقی سے بچ کر کیونکہ بد اخلاق یقیناً جہنم میں جائے گا اور آپ سے مروی ہے کہ اللہ کا محبوب ترین انسان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور لوگوں میں منسار ہو اور اللہ کا مبغوض ترین بندہ وہ ہے جو چغلی سے لوگوں کو ایک دوسرے سے جدا کرے اور بری الذمہ لوگوں کے عیب تلاش کرے اور تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ایسے چہرے خلق فرمائے جو اپنے حاجت مند بھائیوں کی حاجت براری کرتے ہیں اور اللہ اچھے اخلاق کو پسند فرماتا ہے۔

الْمَفْتُونُ یہ فتنہ سے ہے اور اس کا اصل معنی آزمائش و ابتلاء ہے اور اس جگہ مفتون کا معنی ہے مبتلا بالجنون

یعنی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ دیوانگی میں مبتلا کون ہے؟

ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ۔ اس کے مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کی محبت کی وجہ سے حضورؐ کو دیوانہ کہا (مجمع)

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ۔ یعنی کفار و مشرکین کی خواہش ہے کہ آپ اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں شدت کو چھوڑ دیں اور رواداری

سے کام لیں تو خداوند کریم نے دین کے معاملہ سہل انگاری و سستی کی نہی فرمادی اور فرمایا کہ ان کی باتوں میں آپ ہرگز نہ آئیں اور

اپنے مشن کو جاری رکھیں۔

هَذَا زَمَانٌ مِّمَّا عَنِ النَّبِيِّ ۝ مَنَاجٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَتِيْمٌ ۝ عَتِلٌ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيْمٌ ۝

جو غیبت گو ہے چغیزی کے سارے پہے والا نیکی سے روکنے والا سرکش گنہگار ہے بد مزاج ظالم علاوہ ازیں حرامزادہ ہے

أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِيْنٌ ۝ إِذَا تَلَّى عَلَيْهِ أَيْتَانَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝

اس لئے کہ وہ صاحب مال اور صاحب اولاد ہے جب اس پر ہماری آیات پڑھی جائیں تو کہتا ہے کہ گزشتے ہوئے لوگوں کی کہانیاں ہیں

سَنَسِيْهُ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ إِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا

ہم ان کی ناک پر نشان لگائیں گے ہم نے ان کو آزمائش میں ڈالا جس طرح ڈالا ایک باغ والوں کو جب انہوں نے قسم کھائی

وَلَا تَطْعُ - یہ آیات مکہ کے ایک مشرک رئیس ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری ہیں تفسیر مجمع البیان میں ابن قتیبہ کا قول منقول ہے کہ قرآن مجید میں کسی شخص کی اس قدر مذمت نہیں کی گئی۔ جتنی کہ ولید بن مغیرہ کی کی گئی ہے کہ اس کے تمام عیوب بیان کر دیئے گئے ہیں جھوٹی قسمیں کھانے والا کذاب ذلیل لوگوں کی عیب جوئی کرنے والا چغلیخو رخیہ کو روکنے والا بخیل سرکش فاسق و فاجر اکھڑ مزاج ظالم اور آخر میں فرمایا ان سب بد صفات کے علاوہ حرامزادہ بھی ہے۔ زہیم کا معنی حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے جس کی اصل نہ ہو

یعنی حرامزادہ اور بعضوں نے اس کا معنی کمینہ بیان کیا ہے اور جناب رسالتؐ سے اس کا معنی بہت کھانے پینے والا اور ظالم منقول ہے تفسیر صافی میں بھی ان آیات کا ظاہری مصداق ولید بن مغیرہ کو قرار دیا گیا ہے لیکن تفسیر قمی سے ان کا تاویلی مصداق ثانی کو بیان کیا گیا ہے

أَن كَانَ - یعنی اس کے مالدار ہونے اور صاحب اولاد ہونے کو دیکھ کر اس کی باتوں میں نہ آئیں اور بعضوں نے کہا ہے

کہ یہاں ہمزہ حرف استفہام مقدر ہے یعنی عَ أَن كَانَ اور معنی یہ ہے کہ کیا وہ اپنے مالدار اور صاحب اولاد ہونے کی وجہ سے

حق کی بات کو ٹھکراتا ہے اور آیات کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ اُسے نعمت پروردگار کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا۔

الْخُرْطُوْمُ - اس کا معنی ہے ناک یعنی قیامت کے روز اس کی ناک پر ایسا نشان ہوگا کہ اس سے سب لوگ اس کو پہچان

لیں گے کہ یہ دشمن پیغمبر ہے اور مروی ہے کہ جنگ بدر میں اس کی ناک پر تلوار کا زخم لگا تھا اور قہمی سے منقول ہے کہ زمان رجعت میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے دشمنوں چہروں پر نشان لگائیں گے جس سے وہ دُور سے پہچانے جاسکیں۔

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ - تفسیر برہان میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو دنیا

میں انسان کے لئے تنگی رزق کا باعث بن جاتے ہیں اور بروایت قہمی آپ سے مروی ہے کہ اہل مکہ پر بھوک کا عذاب نازل ہوا

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ - اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے اہل مکہ پر قحط و بھوک کا عذاب اس طرح بھیجا جس طرح ان سے پہلے ایک

باغ کے مالکوں پر بھیجا تھا اور ان کا واقعہ اس طرح ہے کہ صنعا ئے مین سے دُور نو میل کے فاصلہ پر مقام رضوان یا حروان پر ایک

شخص کا باغ تھا جس سے اس کو کافی آمدنی تھی پس وہ شخص اپنی ضرورت سے فالتو آمدنی کو غریب و مساکین میں تقسیم کر دیا کرتا تھا اور

۱۰۱

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٨﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٩﴾ فُطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ

کہ ہم صبح کو اس کی کٹائی کریں گے اور انشاء اللہ نہ کہیں پس اس پر پڑی پڑنے والی آفت پروردگار کی جانب سے

رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿٢٠﴾ فَأَصْبَحَتَا لَصْرِيمٍ ﴿٢١﴾ فَتَنَادَا مُصْبِحِينَ ﴿٢٢﴾

جبکہ وہ محو خواب تھے (رات کے وقت) پس وہ پھیل سے خالی ہو گئی انہوں نے صبح سویرے ایک دوسرے کو بلایا

أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنْتُمْ صَرِمِينَ ﴿٢٣﴾ فَأَنْطَلَقُوا وَهُمْ

کہ اپنی کمیتی کی طرف چلیں اگر تم اس کو کاٹنے والے ہو پس چل دیئے اور وہ چپکے چپکے

يَتَخَفَتُونَ ﴿٢٤﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهُا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ﴿٢٥﴾ وَغَدُوا

جارہے تھے تاکہ آج کوئی مسکین (طالب خیرات) ان کے پاس نہ پہنچے اور وہ (بزعیم خویشی)

بانع کی فصل کے موقع پر اس کے پاس فقراء و مساکین جمع ہو جاتے تھے جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے پانچ بیٹوں نے باہمی مشورہ کیا کہ آئندہ ہم مساکین کو دینے کے بجائے ذخیرہ اندوزی کریں گے اور جائداد کو تدریجاً بڑھائیں گے البتہ ان میں سے ایک جو سب سے چھوٹا تھا لیکن دانا تھا جس کو قرآن مجید میں وسط کہا گیا ہے وہ ان کو اس بُرے اقدام سے روکتا رہا۔ بہر کیف باپ کی موت کے بعد ان کے بانع کو پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ پھل لگا تو انہوں نے فقراء و مساکین کو نہ دینے کا پکے معاہدہ کر لیا۔

جب بانع کا پھل پک گیا تو جس صبح کو انہوں نے بانع کا فصل کاٹنے کے لئے جانا تھا اسی رات اللہ نے بانع پر آفت نازل کر دی جس سے اس کا تمام پھل جل گیا اور وہ بانع بغیر پھل کے رہ گیا یہ لوگ صبح سویرے اُٹھے اور بانع کی طرف چل دیئے اور وہ خوش خوش جارہے تھے کہ اس سال کا سارا فصل ذخیرہ کریں گے اور آمدنی کے بڑھانے کے وسائل پیدا کر کے رئیس سے رئیس ترہوتے جائیں گے لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اگر وہ چاہے تو پختہ فصل کو تباہ کر سکتا ہے چنانچہ جب وہ پہنچے

اور بانع کو تباہ پایا تو پہلے ان کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ ہمارا ہی بانع ہے جو کل تک پھل سے لدا ہوا تھا شاید ہم کہیں راستہ بھول گئے ہیں لیکن انہیں بعد میں خیال آیا کہ وہ فقراء و مساکین کے محروم کرنے کی نیت فاسدہ کا عذاب ہمارے فصل کی تباہی کی صورت میں نمودار ہوا ہے اور اس وقت اس ٹیک بھائی کو بھی بات کرنے کی جرأت ہوئی۔ اُس نے کہا میں پہلے ہی کہتا تھا کہ تم اللہ کا کفرانِ نعمت نہ کرو بلکہ اس کی تسبیح و تحمید کرو چنانچہ انہوں نے تسبیح خدا زبان پر جاری کی اور توبہ کر لی۔

لَيَصْرِمُنَّهَا كَجُورٍ کے پھل اُتارنے کو صرام اور جلاؤ کہا جاتا ہے جس طرح گندم وغیرہ کے فصل کاٹنے کو حصاد اور انگوڑ کے پھل توڑنے کو قطف کہا جاتا ہے ان لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا بانع کجوروں کا تھا پس صریم کا معنی ہو گا جس کا پھل اُتار لیا گیا ہو۔
يَتَخَفَتُونَ۔ یہ تخافت سے ہے یعنی خاموشی سے چھپ کر جارہے تھے تاکہ فقراء کو خبر نہ ہو سکے۔

عَلَىٰ حَرْدٍ قَدَرَيْنِ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ

کسی کو کچھ نہ دینے کی ٹھان کر جا رہے تھے پس جب کمیتی کو دیکھا تو کہنے لگے شاید ہم راستہ بھول گئے ہیں ۔ پھر ان کو یقین ہوا تو کہنے لگے

مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُونَ ﴿۲۷﴾

ہم محروم کر دیئے گئے ہیں ۔ ان میں سے دانے کہا کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا تم نے کیوں نہ اللہ کا شکر کیا ؟

قَالُوا سُبْحَنَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

کہنے لگے ہمارا رب لائق تسبیح ہے ہم ہی ظالم ہیں پس وہ ایک دوسرے کو

يَتَلَاوَمُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طُغْيَانٌ ۝ عَسَىٰ رَبُّنَا أَنْ يُبْدِلَنَا خَيْرًا

کر سننے لگ گئے اور کہنے لگے اے ہم سرکش ہو گئے امید ہے ہمارا رب ہمیں اس کا اچھا بدلہ دیدے

مِنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ ۝ كَذَلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا

ہم اپنے رب کی طرف رغبت کرنے والے ہیں اسی طرح ہمارا عذاب ہے اور آخرت کا عذاب سخت تر ہے

يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٍ النَّعِيمِ ۝ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ

اگر وہ جانیں تحقیق متقین کے لئے اپنے رب کے پاس نعمتوں کے باغات ہوں گے کیا ہم مسلمانوں کو

عَلَىٰ حَرْدٍ - حرد کا معنی ہے روکنا یعنی وہ اپنے خیال میں مساکین کو روکنے پر قادر ہو کر جا رہے تھے ۔

أَوْسَطُهُمْ - یعنی جو ان میں سے نیک و لائق تھا جس طرح کہا جاتا ہے خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا چنانچہ امت اسلامیہ اگرچہ تمام امتوں سے آخر میں ہے لیکن اس کو امت وسط کہا گیا ہے اور اس کا معنی غیر الامم ہے پس اللہ کی ناراضگی کے آثار دیکھ کر اپنے چھوٹے بھائی کی تحریک پر سب نے توبہ کر لی اور نبی کا عہد کیا تو عبد اللہ بن مسعود کی روایت کے مطابق خدا نے ان کو اس کے بدلے میں ایک اور باغ دیا جس کا نام حیوان تھا جس میں صرف انگوڑے تھے اور ان کے ایک خوشے کو خیر اٹھا سکتا تھا (مجمع)

كَذَلِكَ الْعَذَابُ اہل مکہ کے لئے سزا سن رہے تھے کہ یہ تو ہمارا دنیاوی عذاب ہے لیکن آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت تر ہوگا

أَفَنَجْعَلُ - کفار کہتے تھے کہ اگر قیامت کے دن کوئی جزا ہوگی جس طرح کہ محمد کہتا ہے تو یقیناً مسلمانوں

سے وہاں بھی ہماری حالت بہتر ہوگی اور جس طرح مسلمان دنیا میں تنگدستی اور بد حالی کا شکار ہیں قیامت کے

دن بھی یہ بد حال ہوں گے اور ہم خوش حال ہونگے تو ان کی رد میں خدا فرماتا ہے کہ متقیوں کے لئے قیامت کے دن جنات ہوں گی اور کافر

رُكُوع ۷

كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٦﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٨﴾

مجرموں کی طرح قرار دیں گے؟ تمہیں کیا ہے کسی باتیں کرتے ہو؟ یا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس سے پڑھتے ہو؟

إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بِالِغَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

کہ تمہارے لئے وہی کچھ ہوگا جو تم چاہو گے؟ یا کیا تمہارے لئے ہمارے اُپر بچے عہد ہیں قیامت تک کے لئے

إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿٤٠﴾ سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤١﴾ أَمْ لَهُمْ

کہ تمہارے لئے وہی کچھ ہوگا جو تم چاہو گے؟ ان سے پوچھئے اس بات پر تمہارا کون ضامن ہے؟ یا کیا ان کے

شُرَكَاءُ ۖ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

شریک ہیں (جو انہوں نے معبود بنا رکھے ہیں) تو ان شریکوں کو لائیں اگر سچے ہیں جس دن معاملہ سخت ہو جائے گا

وَيُذْعَنُ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ

اور ان کو سجدے کی دعوت دی جائے گی پس نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی ان پر ذلت

عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہ ہرگز نہ ہوگا کہ ہم مسلمانوں اور مجرموں کو ایک طرح کی جزا دیں پھر ان کو سیلیج کر کے فرماتا ہے کہ بتاؤ تو سہی کہ کوئی آسانی کتاب تمہارے پاس ہے جس میں لکھا ہو کہ تمہیں وہاں حسبِ منشاء نعمت ملیں گی یا تمہارا ہمارے اُپر کونسا عہد نامہ واجب ہے کہ تم جو حکم کر دو گے اسے پورا کیا جائے گا اگر ایسی بات ہے تو گواہ لے آؤ یا کیا وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو تمہیں قیامت کے دن نفع پہنچائیں گے تو ان کو سامنے لاؤ۔ پس یاد رکھو یہ سب جھوٹی تمنائیں ہیں اور قیامت کے دن تمہارا عذاب سخت ہوگا اور مومن جنت میں ہوں گے۔

یَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ یعنی قیامت کے دن معاملہ نہایت سخت ہوگا اور حالت کی سختی ان کو سجدہ کرنے کی دعوت دے گی لیکن وہ سجدہ نہ کر سکیں گے اور اگر کریں گے تو فائدہ مند نہ ہوگا کیونکہ دنیا میں جب صحیح دسالم تھے اور ان کو سجدہ کی دعوت دی جاتی تھی تو انکار کرتے تھے یعنی دنیا میں ان کو نماز کے لئے بلایا جاتا تھا تو انکار کرتے تھے اب اگر حالات کی سختی سے متاثر ہو کر سجدہ کریں تو کیا فائدہ؟ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت تارک الجماعت کے لئے سرزنش کے طور پر اتری ہے تفسیر مجمع البیان میں مروی ہے کہ ربیع بن خثیم کو فالج ہوا تو دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد میں نماز پڑھنے جاتا تھا جب اس سے کہا گیا کہ اس حالت میں تجھے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیے کیونکہ شرعی تکلیف تم سے ساقط ہے تو اس کے جواب میں کہتا تھا کہ جس شخص کے کانوں میں حق علی الفلاح کی آواز پہنچے اسے گھٹنوں کے بن بھی مسجد تک جانا چاہئے ایک روایت میں ہے کہ بروزِ محشر سجدہ کی طرف بلایا جائے گا

ذَلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يَدْعُونَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَلِيمُونَ ﴿۴۷﴾ فَذُنِّي ۖ

چھٹی ہوئی ہوگی حالانکہ (دنیا میں) ان کو سجدے کیلئے بلایا جاتا تھا حالانکہ وہ تندرست تھے (لیکن سجدہ نہ کرتے تھے) تو اس بات کے

مَنْ يُكْذِبْ بِهَذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۸﴾

جھٹلانے والوں سے میں نیٹ لوں گا ان کو ہم ڈھیل دیتے ہیں اس طرح کہ وہ نہیں جانتے

وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۴۹﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ

اور میں ان کی مہلت لمبی کرتا ہوں تحقیق میرا عذاب مضبوط ہے کیا آپ ان سے بدلہ مانگتے ہیں کہ وہ تادان ادا کرنے سے

مُثْقَلُونَ ﴿۵۰﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۵۱﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

گھبراتے ہیں یا ان کے پاس غیب کی باتیں ہیں جن کو وہ لکھ لیتے ہیں؟ پس تم پروردگار کے حکم کے آگے

وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿۵۲﴾ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ

صبر کرو اور صاحب حوت (یونس) کی طرح جلد بازی نہ کرو جب اس نے پکارا اور حالیکہ مغموم تھا اگر اس کا تدارک پروردگار

پس مومن فوراً جھک جائیں گے اور کافروں کی پیٹھ اڑ جائے گی پس وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

فَذُنِّي ۖ۔ یہ ایک محاورہ ہے تنبیہ کے طور پر ارشاد ہے کہ ان مکذبین کو میرے حوالے کر دو میں ان سے نیٹ لوں گا۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب انسان پر اللہ کی نعمت آئے اور وہ گناہ کرنے کے بعد توبہ پر موقف نہ ہو سکے تو اسی کا نام استدراج ہے اور بعض لوگ اسی سے دھوکا کھا جاتے ہیں کہ اللہ فلاں پر راضی نہ ہوتا تو اس پر نعمات کی بارش کیوں ہوتی؟ اور خدا فرماتا ہے کہ میں کفار لوگوں کو مہلت اور ڈھیل دے دیتا ہوں اور فوری گرفت نہیں کرتا کیونکہ جلد بازی وہ کہے جس کو کسی کے بھاگ جانے کا خوف ہو اور میری گرفت استدر مضبوط ہے کہ کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ۔ یعنی کیا ان لوگوں کے پاس کوئی غیب کا علم ہے جس کو سینہ بہ سینہ محفوظ کر لیتے ہیں یا لکھ لیتے ہیں کہ اس علم کی رو سے اُن کو اپنی نجات اُخروی کا یقین حاصل ہے حالانکہ یہ سب دھوکا ہے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ۔ حضور کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان کی ایذا رسانی پر صبر سے کام لیں اور حضرت یونس (صاحب الحوت) کی طرح قوم کے عذاب کی جلدی کی خواہش نہ کریں اور نہ اپنی قوم کی تکذیب سے تنگ اگر کسی دوسرے علاقہ کا رخ کریں مَکْظُوم۔ اس کا معنی مجبور عن القرف یا مغموم کیا گیا ہے اور حضرت یونس کی دُعا یہ تھی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْآيَةُ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ۔ یعنی اگر خدا حضرت یونس کی دُعا کو مستجاب نہ کرتا اور اپنی رحمت سے اسی کو نجات نہ دیتا اور شکم مابی

214

نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبْذِلَ بِالْعُرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝۵۰ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ

کی نعمت نہ کرتی تو مذموم حالت کے ساتھ میدان میں ڈالا جاتا پس رب نے اُس کو چُن لیا تو اس

مِنَ الصَّالِحِينَ ۝۵۱ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ

کو صالحین میں سے قرار دیدیا اور تحقیق قریب ہے کہ کافر لوگ آپ کو اپنی نظر بد سے پھسلایں جب قرآن کو سنیں

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝۵۲ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝۵۳

اور وہ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) یہ دیوانہ ہے حالانکہ نہیں یہ قرآن مگر ذکر عالمین کے لئے

کے زندان سے اس کو خلاصی عطا نہ کرتا۔ اور اس کو ٹھپکی کے پیٹ سے زندہ باہر نہ کرتا تو وہ مذموم حالت میں ہی ہوتا اور قطعاً قابل تعریف نہ ہوتا لیکن اللہ نے اس کی دُعا کو مستجاب کیا تو وہ زندہ شکم ماہی سے باہر آیا اور اللہ نے اس کو عہدِ نبوت سے سرفراز فرما کر دوبارہ قوم کی طرف بھیجا اور وہ باعزت اپنی قوم میں زندہ رہے۔

لَيُزْلِقُونَكَ ۝ کفار لوگ کسی کو اپنی نظر سے متاثر کرنے کے لئے ایک عمل کرتے تھے کہ تین دن تک کچھ کھائے بغیر رہتے اور جس کو نظر بد کا شکار کرنا ہوتا اس کی تعریف کرنے لگ جاتے حتیٰ کہ اس کو گرا دیتے تھے۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ لوگ اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں کہ آپ کو نظر بد کا شکار کریں جبکہ وہ آپ کی زبان درفشان سے قرآن سنتے ہیں لیکن آپ کو اللہ ان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ لہذا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور وہ آپ کے وقار سے گھبرا کر اپنے حدود و قدرت کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آپ کو دیوانہ کہہ دیتے تھے پس آیت مجیدہ میں آپ کو تسلی دی گئی ہے اور صبر و تحمل کی تلقین کی گئی ہے اور تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب بروز غدیر خم حضرت رسالتاً نے حضرت علیؑ کو بلند کر کے مَن كُنْتُ مُوَلَّاهُ فَعَلِيَ مُوَلَّاهُ فرمایا تو منافقوں کے گروہ نے گھوڑے گھوڑ کر دیکھنا شروع کیا اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ رسول اللہ (معاذ اللہ) مجنون ہو گئے ہیں پس جبریلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوا اِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ اور لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ میں ذکر سے مراد حضرت علیؑ علیہ السلام ہیں۔

اور مروی ہے کہ سورہ القلم کی آخری دونوں آیتیں نظر بد کا تعویذ ہیں اور درویشتم کا حرز بھی ہیں۔

سُورَةُ الْحَاقَّةِ

- ★ یہ سورہ مکتیہ ہے سورہ ملک کے بعد نازل ہوا اور بسم اللہ سمیت اس کی کل آیات ۵۳ ہیں۔
- ★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سورہ الحاقہ کو زیادہ پڑھا کرو اور فرافض و نوافل میں اس کا پڑھنا ایمان کی نشانی ہے کیونکہ یہ سورہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی تعریف اور معاویہ کی مذمت میں اتر ہے۔
- ★ حضرت رسالتؐ سے مروی ہے جو اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس کا حساب آسان ہوگا۔
- ★ آپ سے مروی ہے کہ اس سورہ کو لکھ کر حاملہ عورت کو باندھا جائے تو اس کا حمل محفوظ رہے گا۔
- ★ اگر اس کو لکھ کر دھو کر دودھ پیتے بچے کو پلایا جائے تو وہ ذکی و صاحب حافظہ ہوگا۔
- ★ نیز امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حاملہ باندھے تو بچہ محفوظ رہے گا اور بچے کو پلایا جائے تو وہ ذکی ہوگا اور خدا اس کو صحیح و سالم رکھے گا اور اس کی تربیت اچھی ہوگی۔
- ★ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سورہ کے قاری کا دین اس سے مسلوب نہ ہوگا میثاق کہ بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

الْحَاقَّةُ ۲ مَا الْحَاقَّةُ ۳ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۴ كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَ

یقیناً آنے والی کیا ہے یقیناً آنے والی اور تو کیا جانے کیا ہے یقیناً آنے والی؟

بھٹلایا قوم ثمود نے د

عَادُ بِالْقَارِعَةِ ۵ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ۶ وَأَمَّا عَادُ فَأُهْلِكُوا

عاد نے قیامت کو

الْحَاقَّةُ - قیامت کے کئی ناموں میں سے ایک نام ہے ترکیبِ نحوی میں مبتدا ہے اور ما الحاقہ اس کی خبر ہے ظاہراً استغناء ہے اور اس سے مراد اس کی عظمتِ شان ہے اور یہ حق سے ہے جس کا معنی وجوب ہے

رکوع ۵

پس الحاقہ کا معنی ہے وہ جس کا وقوع واجب اور یقینی ہے۔

وَمَا أَذْرَاكَ - ثوری سے منقول ہے کہ پورے قرآن میں معلوم کیلئے مَا أَذْرَاكَ اور غیر معلوم کے لئے وَمَا يَذْرَؤُكَ استعمال ہوا ہے

84

84

بِرِيٍّ صَرْصَرًا تِيَةً ۝ سَخَرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَنِيَةً أَيَّامًا

سخت ٹھنڈی تیز دتند ہوا سے جس کو ان پر سٹا رکھا سات راتیں اور آٹھ دن پے در پے

حُصُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أُعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝

پس تم دیکھتے ان دنوں میں قوم کو پچھاڑا ہوا یوں لگتا تھا جیسے کھوکھلے کھجوروں کے تنے ہوں

فَهَلْ تَرَى لَهُم مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ

یہ کیا ان میں سے کوئی باقی رہا؟ اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور موتفکات نے

بِالْخَاطِئَةِ ۝ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَاخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ۝

غلطیوں کیں پس اپنے رب کے ناعدوں کو جھٹلایا تو اس نے ان کو بُری طرح پکڑ لیا

إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا

ہم نے جب پانی حد سے بڑھا تو تم کو اٹھالیا چلنے والی کشتی میں تاکہ اس کو تمہارے لئے نصیحت قرار دیں اور

أُذُنٌ وَإِعْيَةٌ ۝ فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۝ وَحُمِلَتِ

محفوظ رکھنے والے اس کو محفوظ رکھیں پس جب پھونکا جائے گا صور میں ایک دھمکے اور زمین دھامان

الْفَارِعَةُ - یہ بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے اس کا معنی ہے دل کو ہلا دینے والی۔

الطَّاعِيَةُ - عافیہ کی طرح مصدر ہے اور طغیان کا معنی سرکشی ہوا کرتا ہے۔

عَادٌ - یہ حضرت ہود کی قوم تھی جن پر تیز و تند سرد ہوا کا عذاب آیا اور آٹھ دن متواتر رہا۔ پس ان میں سے ایک بھی نہ بچ سکا۔

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ اس کی تاویل امام محمد باقر علیہ السلام سے ثالث منقول ہے اور مَنْ قَبْلَهُ سے مراد اول و ثانی اور موتفکات

سے مراد اہل بصرہ اور خاطئہ سے مراد سرکش عورت ہے چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے اہل بصرہ کو اہل موتفکہ کے نام سے خطاب کیا تھا

الْجَارِيَةُ یعنی جاری ہونے والی اور یہاں مراد کشتی نوح ہے جو پانی کے طوفان میں ہر شے کا جوڑ بھڑا اپنی پشت پر اٹھا کر روانہ

ہوئی اور جوان عمر عورت کو بھی جاریہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں جوانی کا خون جاری ہوتا ہے۔

أُذُنٌ وَإِعْيَةٌ - یعنی جو کچھ اللہ کی جانب سے نازل ہوتا ہے اس کو اذن و اعیہ محفوظ رکھتے ہیں اور روایات خاصہ

و عامہ میں بکثرت منقول ہے کہ اس کے مصداق حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں تفسیر مجمع البیان میں ہے حضرت رسالت مآب نے

الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿١٥﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٦﴾

کو اٹھایا جائے گا پس ان کو ایک ہی دفعہ ہموار کر دیا جائے گا تو اس دن واقع ہونیوالی (قیامت) واقع ہوگی

وَأَنْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ﴿١٧﴾ وَالْمَلَكُ عَلَى أَرْجَائِهَا ط

اور مچھٹ جائے گا آسمان کہ وہ اس دن کمزور ہوگا اور فرشتے اس کے اطراف میں ہوں گے

وَيُحْمِلُ عَرْشُ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَنِيَّةٌ ﴿١٨﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا

اور تیرے رب کے عرش کو اس دن اپنے اوپر اٹھانے والے اٹھ ہوں گے اس دن تم پیش کئے جاؤ گے

علی سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تجھے اپنے قریب کروں اور دُور نہ کروں اور تجھے علم دوں تاکہ تو اسے محفوظ رکھے اور اللہ

پر حق ہے کہ تو محفوظ اور یاد رکھے چنانچہ یہ آیت مجیدہ نازل ہوئی اور ایک روایت میں ہے حضور نے اس کے بعد دُعا کی کہ اے اللہ

اذن داعیہ علی کے کان قرار دے اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت یعنی وَتَعْيَاهَا اُذُنٌ وَاعِيَةٌ اتری تو حضور نے

علی سے فرمایا کہ میں نے اللہ سے دُعا کی ہے کہ اس کے مصداق تیرے کان ہوں اور تفسیر برہان میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام

نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ حضرت نبی کریم سے سنا ہے اُسے محفوظ کر لیا ہے اور مجھلایا نہیں۔

نُفُخَ فِي الصُّورِ - نفع صر کی لفظی تشریح اور اس کی کیفیت اور قیام قیامت کی قدر سے تفصیل تفسیر کی جلد ۱۲ میں ص ۱۳۴

تا ص ۱۳۵ گزر چکی ہے۔

دَكَّةً وَاحِدَةً دکت کا معنی ہے پھیلانا یعنی زمینوں اور پہاڑوں کے نشیب و فراز کو ختم کر دیا جائے گا پس وہ سب

کی سب ایک جیسی ہموار ہو جائے گی اور ثَنِيَّة کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ عام زمینوں کو ایک فرد اور تمام پہاڑوں کو ایک فرد قرار

دیا گیا ہے اور منقول ہے نفع صر سے اپنی جگہوں سے اکھڑ کر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے اور ذرہ ذرہ ہو جائیں گے پس تیز ہوا

ان ذرات کو جکیر دے گی پس ساری زمین ایک ہموار سطح ہو جائے گی۔

وَأَنْشَقَّتِ السَّمَاءُ - یعنی آسمان بھی نفع صر کے بعد مچھٹ جائیں گے یہ لفظ سورہ رحمان بھی آچکا ہے۔

أَرْجَاءِهَا - رجا کی جمع ہے جس کا معنی طرف اور کنارہ ہے یعنی ملائکہ اطراف آسمان میں پھیل جائیں گے اور نیک و بد لوگوں

کی جزا یا سزا کے منتظر ہوں گے۔

يُحْمِلُ عَرْشُ رَبِّكَ - تفسیر برہان میں ہے کہ دنیا میں حاملین عرش چار فرشتے ہیں ایک انسان کی شکل میں ہے جو انسانوں

کے لئے رزق طلب کرتا ہے دوسرا مرغ کی شکل میں ہے جو پرندوں کے لئے رزق کا طالب ہے تیسرا شیر کی شکل میں ہے جو درندوں

کے لئے رزق کا طالب ہے اور چوتھا بیل کی صورت میں ہے جو باقی چوپاؤں کے لئے رزق طلب کرتا ہے پس قیامت کے دن چار

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

تَخْفَى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۖ فَقُولُ هَآؤُمُ

کہ تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی پس جس کو اپنی کتاب دائیں ہاتھ میں دی گئی تو وہ اعلانیہ کہے گا اُد

اَقْرَأْ وَكِتَبَ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلِّقٌ حِسَابِیْہٖ ۝ فَہُوَ فِی عِشَۃٍ

میری کتاب کو پڑھ لو مجھے پہلے سے یقین تھا کہ میں اپنا حساب پاؤں گا پس وہ پسندیدہ زندگی

رَاضِیَۃٍ ۝ فِی جَنَّۃٍ عَلَیَّۃٍ ۝ قُطُوفُہَا دَانِیَۃٌ ۝ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا

میں ہوگا عالیشان باغ میں جس کے پھل اس کے قریب ہوں گے (کہا جائے گا) کھاؤ پو

اور بڑھادے جائیں گے پس حاملین عرش بروز قیامت آٹھ ہوں گے اور بعض تفاسیر میں عرش سے علم مراد لیا گیا ہے یعنی اللہ کے علم کے حاملین آٹھ ہیں جیسا کہ ابن بابویہ قدس سرہ سے اعتقادات میں مروی ہے چار اولین میں سے ہیں حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ہیں اور چار آخرین میں سے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ حضرت علی مرتضیٰ حضرت حسن اور حضرت حسین۔

تُعْرِضُونَ۔ تفسیر مجمع البیان میں علامہ طبرسی فرماتے ہیں کہ اللہ کے سامنے پیش ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ علم حاصل کرنے کے لئے ان سے بیان لے گا بلکہ اللہ کو تو پہلے سے سب کچھ معلوم ہے بلکہ اس دن کے بیانات اور شہادات سے نیکوں کی نیکی اور بدوں کی برائی کو منظر عام پر لانا مطلوب ہوگا تاکہ تمام اہل عشرہ جان لیں کہ فلاں شخص جنت میں کیوں جا رہا ہے اور فلاں جہنم میں کیوں جھونکا جا رہا ہے پس کسی کی کوئی بات اہل محشر پر مخفی نہ رہ سکے گی۔

ہَآؤُمُ۔ یہ اسمائے افعال میں سے امر کے معنی میں ہے اور جمع کے لئے مستعمل ہے اہل حجاز کی لغت میں واحد مذکر کے لئے ہَا عُمُ یَا رَجَالُ۔ یعنی لو اے لوگو! اور ایک مؤنث کے لئے ہَا یَا امْرَاۃ یعنی تو اے ایک عورت اور ثنیہ مؤنث کیلئے ہَا عُمَا اور جمع مؤنث کو ہَاؤُنَّ سے خطاب کیا جاتا ہے اور بنی تمیم کے نزدیک ہَا۔ ہَا۔ ہَاؤ۔ ہَاؤ۔ ہَاؤ۔ ہَاؤ۔ ہَاؤ۔ کے صیغوں سے خطاب کیا جاتا ہے اور بعض عرب حمزہ کی جگہ کاف استعمال کرتے ہیں یعنی ہَاک ہَاک ہَاک ہَاک ہَاک ہَاک اور اس کا معنی ہوتا ہے خُذ یعنی لے۔ مقصد یہ ہے کہ جنتی لوگوں کو جب اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ملیں گے تو خوشی خوشی لوگوں سے کہیں گے لو یہ ہمارے اعمال نامے پڑھو کہ یہی تو پہلے سے یقین تھا کہ ہمیں اپنے اعمال کی جزائے کی تفسیر برہان میں ہے کہ اس کا پہلا مصداق حضرت علیؑ ہے اور اس کی تائید قیامت تک کے مومنوں کے حق میں جاری ہے۔

کِشْبِیۃٌ۔ یہاں ہَا کا اضافہ آیات کے فواصل کی مطابقت کے لئے ہے اور اس کو ہَا استراحت کہا جاتا ہے۔ رَاضِیۃٌ۔ اس جگہ راضیہ مرضیہ کے معنی میں ہے یعنی پسندیدہ زندگی میں ہوگا۔

هَتِيَابًا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝۲۵ وَأَقَامُنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ

تہیں خوش گوار ہو بوجہ ان اعمال کے جو گزرے ایام میں تم کر چکے ہو اور لیکن جس کو اپنی کتاب بائیں ہاتھ میں دی جائے گی

فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُوتِ كِتَابِيهِ ۝۲۶ وَلَمْ أَذِرْ مَا حِسَابِيهِ ۝۲۷ يَلَيْتَهَا كَانَتْ

تو کہے گا ہائے کاش مجھے کتاب نہ دی جاتی اور مجھے اپنا حساب معلوم نہ ہوتا ہائے کاش مجھے موت

الْقَاضِيَةِ ۝۲۸ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيهِ ۝۲۹ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيهِ ۝۳۰ خُذُوهُ

ختم کر دیتی مجھے اپنے مال نے کچھ بھی فائدہ نہ دیا میرا عقیدہ بھی بے کار ثابت ہوا (کہا جائے گا) اس کو پکڑو

فَعْلُوهُ ۝۳۱ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝۳۲ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا

پھر جکڑو پھر دوزخ میں جھونک دو پھر ایک زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہوگی اس کو

فَاسْلُكُوهُ ۝۳۳ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۝۳۴ وَلَا يَحْضُرُ عَلَىٰ

پُور دو کیونکہ یہ خدائے عظیم پر ایمان نہ رکھتا تھا اور نہیں اکادہ ہوتا تھا

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۝۳۵ جنت کے پھل جنتی کے قریب ہوں گے کہ بستر پر سوئے ہوئے بھی ہاتھ بڑھا کر میوے توڑ کے گا کہ نہ کانا ہوگا اور نہ دوری ہوگی اور کھانے پینے کے بعد ان کے فضلات یعنی بول و براز وغیرہ نہ ہوں گے بلکہ پورے طور پر وہ جزو بدن بن جائیں گے اور تفسیر برہان میں ہے کہ جب مومن کا کھانے کو جی چاہے گا تو سفید رنگ کے یرندے اپنے پروں پر قسم قسم کے کھانے اٹھا اٹھا کر لائیں گے اور مومن حسبِ نشاء جو چاہے گا کھائے گا۔ اور اگر میوہ جات کھانا چاہے گا تو پھلدار درختوں کی شاخیں خود بخود جھک کر اس کے قریب ہوں گی اور حسبِ نشاء میوہ جات توڑ کر کھائے گا۔

بِشِمَالِهِ۔ یعنی دوزخی لوگ جن کو اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ملیں گے وہ وہاں کفِ افسوس ملیں گے كِتَابِيهِ اور حِسَابِيهِ کے آخر میں ہائے استراحت لگی ہوئی ہے تاکہ آیات کے فواصل ایک دوسرے کے مطابق ہو جائیں۔

كَانَتِ الْقَاضِيَةِ۔ یعنی وہ چاہیں گے کہ کاش ہماری موت بھی ختم کر دیتی۔ اور ہمیں قیامت میں محسوس نہ کیا جاتا یا یہ کہ عذاب ہم کو ختم کر دے تاکہ ہمیشگی کے عذاب میں مبتلا نہ رہیں لیکن ان کی یہ خواہش یوہی نہ ہوگی۔

هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيهِ۔ اپنے مذہب پر رکھتا تھا وہ سب بے کار اور غلط ثابت ہوئی۔

ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ۔ یہاں عبارت میں تقدیم و تاخر ہے کیونکہ پہلے زنجیر میں پر دیا جائے گا اور بعد میں جہنم میں جھونکا جائے گا۔
س۱ پر۔ طَعَامِ الْمَسْكِينِ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ واجبات شرعیہ خمسِ زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کرتا تھا۔ تفسیر برہان میں حضرت امام

طَعَامِ الْبُسْكِينِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَبِيمٌ ۝ وَلَا طَعَامًا لِأَمِنْ

کسی مسکین کے کھلانے پر پس اس کا اس دن کوئی دوست نہ ہوگا اور پیپ کے سوا اس کی

غُسْلَيْنِ ۝ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ۝

کوئی غذا نہ ہوگی اس غذا کو گنہگار لوگ ہی کھائیں گے پس مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو

وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ۝ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ رَط

اور ان کی جو تم نہیں دیکھتے تحقیق یہ رسول کریم کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں

قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ ۝ وَلَا يَقُولُ كَاهِنٌ قَلِيلًا مَّا تَذْكُرُونَ ۝ تَنْزِيلٌ

تم کم ہی ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو یہ تو عالین

مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا

کے پروردگار کی تنزیل ہے اور اگر جھوٹی نسبت دیتا ہمارے اوپر بعض اقوال کی تو ہم اس کو

محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث طویل میں منقول ہے کہ جب اللہ کا حکم ہوگا کہ اس کو پکڑو اور زنجیروں میں جکڑ کر جہنم میں جھونک دو تو تعمیل حکم پروردگار کے لئے ستر ہزار فرشتے پہنچ جائیں گے کوئی اس کی ڈاڑھی نوچے گا کوئی اس کا گوشت کھائے گا اور کوئی اس کی ہڈیاں توڑے گا اور وہ رحم کی درخواست کرے گا لیکن اس کی ایک نہ سنی جائے گی پس ایک فرشتہ اس کے سینہ میں ایک زبردست گھونسنہ مارے گا کہ وہ ستر ہزار سال جہنم کے شعلوں میں رہے گا اور حسرت سے کہے گا۔ کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی اسی حدیث میں آپ نے فرمایا جس زنجیر میں اس کو جکڑا جائے گا اس کے حلقے بارش کے قطرے کے برابر ہوں گے کہ اس کا ایک حلقہ اگر زمین کے پہاڑوں پر رکھا جائے تو اس کی گرمی سے تمام روئے زمین کے پہاڑ پگھل جائیں۔

غُسْلَيْنِ جہنم کے جسم سے بہنے والی پیپ کو غسلین کہا گیا ہے اور مروی ہے کہ دوزخیوں کے درجے ہوں گے بعض کی غذا زقوم ہوگی اور بعض کی غذا غسلین ہوگی اور بعض کی غذا ضریع یعنی تار کول ہوگی۔

فَلَا أُقْسِمُ۔ اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں الا کلمہ لا کلام مشرکین کی نفی ہے یعنی جو مشرک کہتے ہیں وہ غلط ہے اور مبصر وغیر مبصر تمام اشیاء کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ محمد مصطفیٰ کا قول ہے۔

۱، لازم ہے جس طرح قسم سے پہلے زائد آیا کرتا ہے (۳) یہ لافنی کی قسم کے لئے ہے کہ بات استعد و واضح ہے کہ قسم کھا کر بیان کرنی ضروری نہیں رسول کریم۔ یعنی یہ قرآن جبریل کا لایا ہوا ہے نہ کسی شاعر کا کلام ہے اور نہ کسی کاہن کی باتیں ہیں۔ رسول کریم سے مراد

رکوع ۶

مِنْهُ بِالْيَقِينِ ۝۴۶ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝۴۷ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ

پوری طاقت سے گرفت کر لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ دیتے پس تم میں سے کوئی بھی اس کو

عَنْهُ حَزِينٍ ۝۴۸ وَإِنَّهُ لَتَذِكْرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝۴۹ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ

چھڑا نہ سکتا تحقیق یہ متقی لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور تحقیق ہم جانتے ہیں کہ تحقیق

مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ۝۵۰ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝۵۱ وَإِنَّهُ لَحَقٌّ

تم میں جھٹلانے والے ہوں گے اور تحقیق یہ حسرت ہوگی کافروں پر (بروز قیامت) اور تحقیق وہ حق الیقین

الْيَقِينِ ۝۵۲ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝۵۳

ہے پس اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو

جبرئیل امین ہے تفسیر برہان میں ہے کہ جناب حضرت رسالتا نبی نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان فرمایا تو بعض منافق کہنے لگے کہ یہ جبرئیل کا لایا ہوا حکم نہیں بلکہ ان کا خود ساختہ ہے اور شاعرانہ تخیل ہے تو خدا نے قسمیہ انداز سے فرمایا کہ حضرت علی کی ولایت کا حکم میری طرف سے جبرئیل لایا ہے یہ کسی شاعر یا کاہن کا تخیلاتی منصوبہ نہیں ہے بلکہ رب العالمین کی جانب سے اس کو جبرئیل ہی لایا ہے کیونکہ اگر نبی کریم اپنی طرف سے باتیں بنا کر منسوب کرتا تو ہم اس کی گرفت کرتے اور اس کی شہ رگ کو کاٹ دیتے اور علی کی ولایت متقی لوگوں کے لئے تذکرہ ہے اور ہمیں پتہ ہے کہ تم میں سے اس کے جھٹلانے والے بھی ہیں لیکن یہ جھٹلانا کافروں کے لئے بروز مشر باعث حسرت ہوگا اور ولایت علی حق الیقین ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بروز غدیر خم جب آپ نے ولایت علی کا پیغام سنایا تو ایک شخص عدوی نے اس کو جھٹلایا تو یہ آیتیں اتریں۔ اگرچہ آیات متذکرہ کا مضمون عام ہے اور رسول اللہ کے مکتوبین تمام کو شامل ہے لیکن حدیث غدیر خم انہی مضامین میں سے ایک ہے جس کو لوگوں نے جھٹلایا لہذا تاویل کے لحاظ سے آیات مجیدہ کا منکرین ولایت علی کو شامل ہونا بعید نہیں ہے اور تفسیر برہان کی روایت غالباً آیات مجیدہ کے باطن کا بیان ہے۔

لِحَقِّ الْيَقِينِ۔ حق اور یقین ایک چیز ہی اور حق کی یقین کی طرف اصناف اس طرح ہے بطور مسجد الباقی میں مسجد کی جامع کی طرف اصناف ہے یا دارالآخرہ میں دارالآخرہ کی طرف اصناف ہے۔

سُورَةُ الْمَعَارِجِ

- یہ سورہ مکئیہ ہے اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ سمیت ۲۵ ہے۔
- حضور اکرم نے فرمایا جو شخص سورہ المعارج کی تلاوت کرے تمام امانات و عہد کی رعایت کرنے والوں اور نماز کی محافظت کرنے والوں کے برابر اس کو اجر عطا ہوگا اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا جو اس کو پڑھے گا قیامت کے دن اس سے گناہوں کی بازپرسی نہ ہوگی اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کے ہمراہ جنت میں داخل ہوگا
- اور خواص القرآن سے منقول ہے حضورؐ نے فرمایا اگر کوئی قیدی اس کو پڑھے تو خدا اس کی مصیبت کو دور کرے گا اور صبح و سالم اپنے گھر پہنچ جائے گا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اس کو رات کے وقت پڑھ کر سوئے جنابت و احتلام سے محفوظ ہوگا اور صبح تک امان میں رہے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ② لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ③ مِّنَ اللَّهِ

مانگا ایک مانگنے والے نے واقع ہونے والا عذاب کافروں کے لئے جس کو روکنے والا کوئی نہیں اللہ کی جانب سے

سَأَلَ - بعض قاریوں نے مہموز العین پڑھا ہے اور بعضوں نے سَأَلَ اجوت کر کے پڑھا ہے اور اس کے معنی میں کئی اقوال ہیں ① نضر بن کلدہ نے کہا تھا کہ اگر محمد حق کہتا ہے تو اے اللہ مجھ پر عذاب بھیج دے ② مشرکوں نے آپ سے پوچھا تھا کہ جس عذاب کی آپ خبریں سنایا کرتے ہیں وہ کس پر ہوگا تو یہ آیتیں اُتریں کہ وہ کافروں کے لئے ہوگا جس کو کوئی روک نہیں سکتا ③ حضورؐ نے کافروں کے لئے عذاب کے واقع ہونے کا اللہ سے سوال کیا تھا ④ تفسیر برہان میں ہے جنگ بدر کے موقع پر ابوجہل نے عذاب طلب کیا تھا کہ اے اللہ جو بھونٹا ہے اس پر عذاب نازل فرما ⑤ اگر اجوت پڑھا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ واقع ہونے والے عذاب کا سیلاب آگیا کافروں پر جس کو کوئی روک نہیں سکتا ⑥ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب غدیر خم کے روز حضرت رسالتؐ نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَعَلَى مَوْلَاً یعنی جس کا میں مولا ہوں

رُكُوعٌ

ذی الْمَعَارِجِ ﴿٥﴾ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ

جو بلندیوں کا مالک ہے جس کی طرف ملائکہ اور رُوح بلند ہوں گے ایسے دن میں جس کی مقدار (دنیاوی حساب سے)

اس کا علیٰ مولائے تو یہ خبر تمام شہروں و دیہاتوں میں پھیل گئی پس اس خبر سے متاثر ہو کر عارف بن نعمان فہری خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ آپ نے کلمہ توحید کی دعوت دی اپنی رسالت کا پیغام دیا، جہاد، حج، روزہ، نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا تو ہم نے سب قبول کر لیا اس پر بھی آپ کا جی نہ بھرا تھا کہ اس نوجوان کو آپ نے ہمارے اُوپر مسلط کر دیا اور کہہ دیا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيَ مَوْلَاهُ کیا یہ بات آپ نے اپنی خواہش سے کہی ہے یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے تو آپ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ بات بھی اللہ کی جانب سے ہے پس یہ سنتے ہی وہ دشمن علیؑ واپس پلٹا اور یہ کہا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطُرْ عَلَيْنَا حَبَاةً مِّنَ السَّمَاءِ یعنی اے اللہ اگر یہ بات تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یعنی ہمیں تیرا عذاب منظور ہے اور دلائل علیؑ منظور نہیں ہے پس اسی وقت اس کے سر پر پتھر پڑا اور وہ وہیں کا وہیں ڈھیر ہو گیا اور تفسیر بران کی ایک روایت میں ہے کہ اعلان ولایت کے بعد ابھی تک حضورؐ البطح میں موجود تھے کہ عارف بن نعمان فہری آیا اور اپنی ناقہ سے اتر کر بارگاہ نبوی میں اُس نے یا محمد کے خطاب سے اپنے سوالات پیش کئے اور آخر میں اپنے لئے عذاب طلب کیا پس اس کے سر پر پتھر پڑا جو اس کی دہر سے جانکلا اور وہ وہیں فی النار ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے اس کو فرمایا کہ یا تو بے کر لو یا چلے جاؤ تو اُس نے کہا کہ میرا تو بہ کو جی نہیں چاہتا البتہ چلے جانے کو تیار ہوں چنانچہ وہ چلا ہی تھا کہ عذاب خدا کی لپیٹ میں آگیا۔

روایت میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شخص نمازی روزہ دار حاجی زکوٰۃ کا پابند اور موعود کلمہ گو تھا لیکن اعلان غریب کی مخالفت اور حضرت علیؑ کی ولایت سے سرتابی کی بدولت حضورؐ کے سامنے واصل جہنم ہو گیا اور اسی بناء پر معصومینؑ سے مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے نامہ اعمال میں جس قدر ہی نیکیاں موجود ہوں لیکن اگر وہ حضرت علیؑ کی ولایت کا قائل نہ ہو تو خداوند کریم اس کو جہنم میں ڈال دے گا اور اس کے تمام اعمال ضبط ہو جائیں گے۔

ذی الْمَعَارِجِ۔ معراج کی جمع ہے جس کا معنی ہے جائے عروج یعنی بلندی اور اللہ تمام بلندیوں اور عظمتوں کا مالک ہے وہ جس کو چاہے بلندی عطا فرما سکتا ہے یا یہ معنی ہے کہ وہ آسمانوں کا مالک ہے کیوں آسمان فرشتوں کے بلند ہونے کے مقامات ہیں۔ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ۔ یہ جملہ متانفہ ہے اور معارج کی بلندیوں کی تفصیل ہے اور رُوح سے مراد جبرئیل امینؑ ہے اور اس کا الگ ذکر کر کے ملائکہ پر عطف اس کی برتری و عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے اور اس کے معنی میں چند اقوال ہیں ① جس دن اللہ فرشتوں کو عروج کا حکم دے گا وہ ایک دن میں اس قدر فاصلہ طے کریں گے کہ ان کے غیر کو اگر وہ فاصلہ طے کرنا پڑے گا تو بچاس ہزار سال میں طے ہوتا اور وہ فاصلہ تحت الثریٰ سے فوق السموات کا ہے اور جہاں سورہ سجدہ میں ایک دن کی مقدار ایک ہزار سال

ang

خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۖ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَبِيلًا ۖ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۖ

پچاس ہزار سال ہوگی پس صبر کرو اچھا صبر وہ اس دن کو دور سمجھتے ہیں

وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۖ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۖ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعُفُوفِ ۖ

اور ہم اس کو قریب جانتے ہیں جس دن آسمان تیل کے تپھٹ کے رنگ کا ہوگا اور پہاڑ دھنی ہوئی کپاس کی طرح ہوں گے

وَلَا يَسْأَلُ حِمِيمٌ حِمِيمًا ۖ يُبْصَرُونَ ۖ يَوْمَ يُؤْذُ الْمُحْرِمُ كَأَنَّمَا يُفْتَدِي مَن

اور کوئی دوست، دوست کی خبر نہ لے گا ان کو دکھائے جائیں گے جس دن چاہے گا محرم کو کاش فدیہ دیتا اس

بیان کی گئی ہے اس فاصلہ سے سطح زمین سے آسمان اول تک کا فاصلہ مراد ہے ۲ اس سے مراد یوم قیامت کہ اُس دن جس قدر فیصلے ہوں گے اگر دنیا کے ایام ہوتے تو پچاس ہزار سال کا وقت صرف ہوتا ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ وہ تو بہت لمبا دن ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مومن کو نماز فریضہ پر صرف ہونے والے وقت کی مقدار معلوم ہوگی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر حساب قیامت غیر اللہ کے سپرد ہوتا تو پچاس ہزار سال ختم ہو جاتے اور حساب ختم نہ ہوتا لیکن خدا تو ایک ہی ساعت میں حساب لے لے گا اور ابھی ایک دن بھی نہ گزرا ہوگا کہ جنتیوں کو جنت اور دوزخیوں کو دوزخ میں جانے کا آرڈر ہو جائے گا پس وہ اپنے ٹھکانوں پہ پہنچ جائیں گے۔ ۳ ملائکہ کی زمین کی طرف نزول و عروج کی کل مدت پچاس ہزار سال دنیاوی سال بنتے ہیں کسی کو معلوم نہیں کہ کس قدر گزر چکی ہے اور کتنی باقی ہے ۴ تفسیر صافی میں قہی سے منقول ہے حضورؐ نے فرمایا ملائکہ اور روح شب قدر کی صبح کو نبی یا وحی نبی سے رخصت ہو کر واپس عروج کرتے ہیں ۵ بروایت احتجاج حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضورؐ نے شب معراج، مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک ماہ کا فاصلہ طے کیا اور وہاں سے ملکوت سما کی طرف پچاس ہزار سال کا فاصلہ طے کیا اور یہ سب آمد و رفت ایک تہائی شب میں ہوئی ۶ بروایت کافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے پچاس موقف ہوں گے اور ہر موقف پر ایک ہزار سال وقوت ہوگا اور آپؐ نے یہی آیت پڑھی ۷ تفسیر برہان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ زمان رجعت کے متعلق ہے کہ حضرت رسالتؐ آئیں گے تو ان کا دور حکومت پچاس ہزار سال ہوگا اور حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا دور حکومت ۴۴ ہزار برس ہوگا۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَبِيلًا ۖ یعنی صبر کیجئے اور کفار کی طعنہ زنیوں سے نہ گھبرائیے وہ قیامت کو دور سمجھتے ہیں اور ہم اس کو قریب

سمجھتے ہیں پس یَرَوْنَهُ میں رویت کا معنی ظن ہے اور نَرَاهُ میں رویت کا معنی یقین ہے اور یہ افعال قلوب میں سے ہے۔

کَالْمُهْلِ۔ اس کا معنی پگھلا ہوا سیسہ یا پگھلا ہوا تانبا یا چاندی بھی کہا گیا ہے یعنی آسمان بھی پگھلا ہوا معلوم ہوگا۔

عَذَابِ يَوْمِئِذٍ ۝۱۲ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝۱۳ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤَيَّدُ ۝۱۴

دن کے عذاب کے لئے اپنے بیٹوں کو اور بیوی اور بھائی کو اور اپنے قبیلے کو جن کو پناہ دیتا اور پالتا تھا

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ نَبْجِيهِ ۝۱۵ كَلَّا إِنَّهَا لَأُظْلَىٰ ۝۱۶ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ۝۱۷

اور تمام زمین والوں کو پھر وہ فدیہ اس کو بچا لیتا لیکن یہ بات ہرگز نہ ہوگی تحقیق وہ آگ ہے کھینچنے والی ہے

تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۝۱۸ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝۱۹ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلُقًا هَلُوعًا ۝۲۰

تمام اعضاء کو وہ بلائے گی ہر اس کو جو حق سے روگردان ہو اور پھر گیا اور مال کو جمع کیا اور بخل کیا تحقیق انسان سرریں پیدا ہوا ہے

کَالْعِهْنِ۔ یعنی پہاڑ جب ذرہ ذرہ ہو کر اڑیں گے تو دھنی ہوئی کیاس کی طرح معلوم ہوں گے۔

وَلَا يَسْأَلُ۔ اس کو قاریوں نے معلوم کے صیفے سے بھی پڑھا ہے اور معنی وہی ہے جو تحت اللفظ موجود ہے۔

اور مجہول کا صیغہ بھی پڑھا گیا ہے اور معنی یہ ہوگا کہ کسی دوست سے دوست کا پتہ نہ پوچھا جائے گا یعنی ہیبت محشر اور ہول قیامت سے ہر شخص اپنی فکر میں ہوگا۔

يُبْصِرُ وَهُمْ غَمٌّ۔ اس کے معنی میں چند اقوال ہیں ○ مومنوں کو کافروں کا عذاب دکھایا جائے گا ○ گمراہ پیروں کے

مریدوں کو اپنے پیروں کا معذب ہونا دکھایا جائے گا ○ فرشتوں کو لوگوں کے انجام سے باخبر کیا جائے گا تاکہ وہ جنتیوں کو پہچان کر جنت میں پہنچائیں اور جہنمیوں کو پہچان کر جہنم کی طرف لے جائیں ○ کافروں کو ایک دوسرے کا تعارف کرایا جائے گا۔

يَوْمَ الْمُحْجَمِ۔ موت میں محبت کے ساتھ ساتھ متنی کا معنی بھی ہوتا ہے پس اس دن عذاب اس قدر شدید ہوگا کہ

جہنمی لوگ اپنے بیٹوں بیویوں بھائیوں اور قبیلہ کے لوگوں کو اپنے عذاب کا فدیہ بنانے کی خواہش رکھیں گے بلکہ پوری روئے زمین کی آبادی کو اپنے سر پہنے ہوئے عذاب کا فدیہ بنانے کی تمنا کریں گے لیکن ان کی یہ حسرت پوری نہ ہوگی۔

كَلَّا۔ یعنی ہرگز ہرگز ان کا کوئی فدیہ قبول نہ ہوگا۔

إِنَّمَا لَظَىٰ۔ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام لظی بھی ہے اور شوائی انسان کے تمام اعضاء پر بولا جاسکتا ہے جن کی ضرب

مہلک نہ ہو یعنی آتش جہنم اس کے تمام اعضاء کو اپنی طرف کھینچے گی اور جلائے گی لیکن اس پر موت نہ آئے گی۔

تَدْعُو۔ یعنی آتش دوزخ ہر اس آدمی کو اپنی طرف بلائے گی جو ایمان سے منہ پھیرنے والا تھا اور حق سے روگردان تھا۔

اور کہتے ہیں اس دن آگ بقدرت خدا گویا ہو کر دوزخیوں کو اپنے طرف بلائے گی۔

فَأَوْعَىٰ۔ یعنی مال کو جمع کر کے دعاء میں رکھا یا دوزخ حاضر کی اصطلاح میں بنگ میں جمع کیا اور صحیح مصرف پر خرچ نہ کیا۔

هَلُوعًا۔ بعد والی دونوں آیتیں اس لفظ کی تفسیر ہیں۔

إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝٢١ إِلَّا الْبَاصِلِينَ ۝٢٢ الَّذِينَ

جب اس کو تکلیف پہنچے تو بے صبر ہوتا ہے اور جب اس کو خوشحالی پہنچے تو بخیل ہوتا ہے مگر ناز گذار لوگ جو اپنی غمازوں

هُم عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿٣٣﴾

کو پابندی سے ادا کرتے ہیں اور وہ جن کے اموال میں حصّہ مقرر ہے

لِّلسَّائِلِ وَالْحَرُومِ ۖ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ

مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (مستحقین) کیلئے اور وہ جو روز قیامت کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ جو اپنے پروردگار

عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿٢٩﴾ وَالَّذِينَ

کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک ان کے رب کا عذاب غیر مامون ہے اور وہ سچ

هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٠﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ

اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں

سوائے اپنی بیویوں کے اور سوائے ان کے جن کے وہ مالک ہیں کیونکہ ایسے

غَيْرُ مُلُومِينَ ﴿٣١﴾ فَمِنْ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ

لوگ قابلِ ملامت نہیں ہیں اور جو اس کے علاوہ خواہش کرے تو وہ تجاویز کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی

هُمُ الْأَمْتَنِيهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَاتِلُونَ ﴿٣٤﴾

امانتوں اور عہدوں کی پاس کرتے ہیں اور وہ جو ایسی شہادتوں پر قائم ہیں

دَائِمُونَ۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ نوافل کے بارے میں ہے اور آیت ۲۵ نماز ادا کرے واجبہ کے متعلق ہے۔

اَلْمَحْذُوْم۔ وہ لوگ جو سوال کرنے سے شرماتے ہوں اور نیک لوگوں کی علامات میں سے ہے کہ اپنے کماٹے ہوئے حلال مال

میں سے مستحقین کو دیتے ہوں اور اس میں زکوٰۃ واجبہ و صدقات و خیرات و صلہ رحمی وغیرہ سب داخل ہیں۔

عَنْبَرُ مَآئِدِنِ - یعنی اللہ کا عذاب ایسا نہیں کہ اس سے انسان بالکل نڈر ہو جائے پس ڈرتے رہنا ہی مومن کی شان ہے۔

اُولَئِكَ - یعنی وہ نماز گزار لوگ جن میں یہ مذکورہ صفات پائی جائیں ① نوافل کی پابندی ② راہ خدا میں خرچ ③ قیامت کی تصدیق ④

خوفِ خدا ۵) پاکدامنی ۶) ادائے امانت ۷) وفائے عہد ۸) ادائے شہادت ۹) نماز ہائے واجبیہ کی ادائیگی

پس یہ لوگ انہی صفاتِ حسنہ کی بدولت جنت میں کرامت پائیں گے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۳۵﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ

اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ایسے لوگ ہی جنت میں

مُكْرَمُونَ ﴿۳۶﴾ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا اقْبَلْكَ مُهْطِعِينَ ﴿۳۷﴾ عَنِ الْيَمِينِ

باکرات ہوں گے پس ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ تیرے پاس تجھے گھور گھور کے دیکھتے ہیں؟ دائیں بائیں

وَعَنِ الشِّمَالِ عِزُّنٍ ﴿۳۸﴾ أَيْطَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ

گروہ گروہ یہی کیا طع رکھتا ہے ان میں سے ہر انسان کہ نعمتوں کے باغات

جَنَّةٍ نَّعِيمٍ ﴿۳۹﴾ كَلَّا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ

میں داخل ہوگا؟ ہرگز نہیں ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اس چیز سے جس کو وہ جانتے ہیں پس قسم ہے مشرق

رکوع ۶

فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا كُفْرُهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾ اور للَّذِينَ اس کی خبر ہے اور قَبْلِكَ حال ہے

متعلق عِزُّنٍ ہے جو تیسرا حال ہے یہ حضور کے پاس بیٹھے دے اور دائیں بائیں صحبت نبوی سے شرفیاب ہونے والے منافقوں اور کافروں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کو کیا ہو گیا ہے کہ تیرے پاس تیرے دائیں بائیں بیٹھنے کے باوجود تجھے ٹھٹھکی باز نہ کر دیکھتے ہیں اور تیری بات کا اثر نہیں لیتے۔ اھطاع کا معنی ہے پھٹی پھٹی نظروں سے ٹھٹھکی باز نہ کر دیکھنا عِزُّنٍ جمع ہے عِزَّة کی اور خلافت قیاس یہ جمع واؤ و نون کے ساتھ ہوتی ہے۔

أَيْطَعُ ﴿۴۲﴾ کافروں نے کہا تھا کہ اگر محمد سچ کہتا ہے تو جس جنت کی خوشخبری دیتا ہے وہ یقیناً ہمارے لئے ہی ہوگی پس جس طرح دنیا میں اللہ نے ہم کو خوش حال کیا اور مسلمانوں کو فقر و فاقہ دیا اسی طرح بد و زشت بھی ہمیں جنت دے گا اور مسلمان اس دن بھی نعمت پر در و گار سے محروم رہیں گے پس ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ایسا ہرگز نہ ہو گا کیونکہ ہم نے جس چیز سے ان کو پیدا کیا ہے اس کا ان کو علم ہے یعنی وہ منی اور نجس پانی سے پیدا ہوئے ہیں اور نجس مادہ سے پیدا ہونے والا جنت میں نہیں جاسکتا جب تک اچھی صفات اپنے اندر نہ رکھتا ہو جو گزشتہ آیات میں گنوائی جا چکی ہیں لَا أُقْسِمُ ﴿۴۳﴾ یہ لازمہ ہے جو قسم سے پہلے آیا کرتا ہے۔

رَبِّ الْمَشَارِقِ ﴿۴۴﴾ تفسیر برہان میں ہے ایک دفعہ ابن کوانے حضرت علی علیہ السلام پر اس وقت سوال کیا جب آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔ أَيْتُهَا النَّاسُ سَكُونُوا فَإِنَّ بَيْنَ جَوَانِحِي عِلْمًا جَبًّا۔ اے لوگو مجھ سے سوال کرو بے شک میرے سینے کے اندر علم وافر موجود ہے ابن کوانے کہا کہ قرآن مجید میں تضاد موجود ہے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اس نے قرآن مجید

وَالْمَغْرِبِ إِنَّا لَقَدِرُونَ ﴿۴۱﴾ عَلَىٰ أَنْ تَبْدَلَ خَيْرًا مِنْهُمْ ۖ وَمَا نَحْنُ

و مغرب کے رب کی ہم قدرت رکھتے ہیں کہ ان سے اچھے لوگ ان کے بدلہ میں لے آئیں اور ہم مغرب

بِمَسْبُوقَيْنِ ﴿۴۲﴾ فَذَرُهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ

نہیں ہیں پس ان کو پھوڑیے باتیں بنائیں اور مسخری کریں یہاں تک کہ ملاقات کریں گے اس دن کی

الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَتْهُمْ

جس کا وعدہ کئے گئے ہیں جس دن نکلیں گے اپنی قبروں سے جلدی جیسا کہ اپنے معبودوں

إِلَىٰ نَصَبٍ يَوْمَ يَفُضُّونَ ﴿۴۴﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِكَ

کی طرف دوڑے جا رہے ہیں ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی یہ وہ

الْيَوْمِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۴۵﴾

دن ہوگا جس کا وہ وعدہ کئے گئے ہیں

کی آیتیں پیش کریں کہ ایک جگہ فرماتا ہے مشرق و مغرب کا رب ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے مشرقین و مغربین کا رب ہے اور تیسری جگہ فرماتا ہے کہ مشارق و مغارب کا رب ہے آپ نے فرمایا کہ تینوں آیتیں درست ہیں کہ عرف عام کے اعتبار سے ایک مشرق اور ایک مغرب ہے اگر تھوڑی سی دقت کی جائے تو معلوم ہوگا کہ موسم سرما اور موسم گرما کی طلوع و غروب کی منازل الگ الگ ہیں لہذا دو مشرق ہیں ایک سرما کی اور دوسری گرما کی اسی طرح دو مغرب ہیں ایک سرما کی اور دوسری گرما کی اور اگر مزید دقت کی جائے تو معلوم ہوگا تو سورج کا ہر دن طلوع و غروب ایک نئے مدار پر ہوتا ہے لہذا تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور اتنی ہی مغرب ہیں

فَذَرُهُمْ - یعنی کفار اگر باتوں باتوں میں آپ کو تنگ کریں یا نہی مذاق میں بات کو ٹال دیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں

آخر وہ دن آجائے گا جس دن ان کو اپنے کئے کا عذاب بھگتنا ہوگا۔

إِلَىٰ نَصَبٍ - یعنی اس روز کی سختی سے گھبرا کر اس طرح دوڑیں گے جیسا کہ دنیا میں اپنے جھنڈے کی طرف یا عبادت کے لئے اپنے بتوں کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔

سُورَةُ نُوحٍ

یہ سورہ مکہ ہے۔

اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر ۲۹ ہے۔

حضرت رسالتؐ سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ نوح کی تلاوت کرے گا حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد کے برابر اس کو اجر عطا ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو اور اس کی کتاب قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہو اسے سورہ نوح کی تلاوت کرنی چاہیے کیونکہ جو شخص بھی اس کی قرآن الی اللہ تلاوت کرے گا خواہ نماز نافلہ میں پڑھے

یا فریقہ میں خدا اس کو ابراہیم کے مساکن میں جگہ دے گا اور اپنی جنت کے علاوہ اس کو تین جنتیں الگ ملیں گی اور خداوند کریم اس کو دو سو سو کھنڈہ اور چار ہزار شیبہ عطا فرمائے گا۔

خواص القرآن سے منقول ہے کہ طلب حاجت کے لئے جو شخص سورہ نوح کو پڑھے گا اس کی حاجت پوری ہوگی انشاء اللہ (نبوی) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ نوح کو دن و رات میں پڑھتا رہے وہ اتنے تک نہ دے گا جب تک کہ اپنی منزل جنت میں نہ دیکھ لے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ

تحقیق ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب

إِلَيْكُمْ ② قَالَ يَقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ③ أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ

آئے تو انہوں نے قوم سے کہا میں تمہیں کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو

رکوع ۹ | حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر | حضرت نوح کا ذکر تفسیر کی جلد ۲۰ ص ۲۰۵ پر مفصل گذر

وَاطِيعُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسْتَقَرٍّ ۖ

اور میری بات مانو تاکہ وہ تمہارے گناہ بخش دے اور تمہیں وقت مقرر تک مہلت دے

إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي

تحقیق اللہ کی مقرر کردہ اجل جب آجائے تو مہلت نہیں دی جاتی کاش تم جانتے ہوتے (نوح نے) کہا اے رب میں

دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝

نے اپنی قوم کو شب و روز دعوت دی پس وہ میری دعوت کے بعد ایمان سے دُور ہونے میں بڑھتے رہے

وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا

اور میں جب بھی ان کو تیری بخشش کی طرف بلاتا ہوں وہ کانوں میں انگلیاں دے دیتے ہیں اور کپڑوں سے

ثِيَابَهُمْ وَأَصْرُوا وَاسْتَكْبَرُوا وَاسْتَكْبَرُوا ۝ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جَهَارًا ۝

منہ ڈھانپ لیتے ہیں اور کفر پر کچے ہیں اور تکبر پر ڈٹے ہوئے ہیں پھر میں نے ان کو بآواز بلند دعوت دی

ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ

پھر میں نے ان کو علانیہ بھی کہا اور پوشیدہ طور پر الگ الگ بھی پکارا پس میں نے کہا

چکا ہے اور جلد ۱۸ ص ۱۷۱ پر اور جلد ۱۲ ص ۱۶۵ پر اشارہ موجود ہے۔

أَجَلٍ مُّسْتَقَرٍّ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجلیں دو ہیں ایک اجل مبرم و مقوم ہے جس کو اجل مستی کہا گیا ہے اور دوسری اجل غیر مبرم ہے اس جگہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے وعدہ فرمایا کہ تم استغفار کرو تاکہ تمہیں اجل مستی تک مہلت مل جائے اور دنیاوی عذاب سے بچ جاؤ کیونکہ اجل مستی تو حتمی اجل ہے اس سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا مسئلہ کی مزید وضاحت تفسیر کی جلد ۱۹ ص ۱۹۱ اور جلد ۱۵ ص ۱۴۵ پر ملاحظہ ہو۔

جہاراً۔ یعنی میں نے تبلیغ کا ہر طریقہ استعمال کیا ہے تنہائی میں بھرے مجمع میں تلخ لہجے سے نرم گفتگو سے اور خفیہ طور پر اور علانیہ انداز سے لیکن ان لوگوں پر ذرہ بھی اثر نہیں ہوتا لہذا یہ عذاب کے مستحق ہیں۔

فَقُلْتُ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے انسانی فطری جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی قوم سے وعدہ فرمایا کہ اگر تم اللہ سے استغفار کرو گے تو وہ تمہیں قحط سالی و بد حالی سے نجات دے گا (کیونکہ ان لوگوں پر قحط کی دباؤ پھوٹ پڑی تھی) اور تمہارے

اَسْتَغْفِرُكُمْ وَاَوْفِيكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يَرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝

ہے رب ہم پر بھونکنے کا بارش تو بھیج دے اور ہم پر آسمان سے باران رحمت نازل کرے گا

وَيُثَبِّدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ يَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝ مَا لَكُمْ

اور تمہارے اموال و اولاد کو بڑھائے گا اور تمہارے لئے باغات پیدا کرے گا اور تمہیں نہروں سے سیراب کرے گا کیا ہے تمہیں

اموال و رزق میں زیادتی ہوگی نیز اولاد بھی بکثرت عطا کرے گا لیکن وہ لوگ اس پیشکش کو ٹھکرا کر کفر پر ڈٹے رہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے ایک شخص امام حسن علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس نے قسط کی شکایت کی اور آپ نے اس کو کثرت استغفار کا ورد بتایا۔ دوسرے نے

طلب اولاد و دیگر حاجات

فقر و فاقہ کا شکوہ کیا تو آپ نے اس کو بھی استغفار کا وظیفہ تعلیم کیا پھر تیسرا طلب اولاد کے لئے آیا تو آپ نے اس کو بھی کثرت استغفار کا عمل تعلیم کیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ مختلف حاجات پیش کرنے والے لوگوں کو آپ نے صرف ایک ہی ورد بتایا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے جواب دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کی تعلیم دی تھی اور تمام حاجات کا عمل اسی میں بتایا تھا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص نے عرض کی کہ میں بڑا مالدار ہوں لیکن اولاد نہ ہو چکی وجہ سے پریشان ہوں تو آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک پھیل رات ایک سو مرتبہ روزانہ استغفار پڑھا کرو اور اگر کسی رات کو ترک ہو جائے تو دن میں اس کی

قضا کر لیا کرو تفسیر برہان میں ہے ایک دفعہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہشام بن عبد الملک کو ملنے گئے تو بادشاہ کی ملاقات کا وقت نہ مل سکا پس آپ نے شاہی دربان سے فرمایا جو بے اولاد تھا کہ تو میری ملاقات کروادے تو میں تجھے اولاد کے لئے ایک عمل تعلیم کروں گا پس اُس نے ملاقات کرادی اور امام علیہ السلام نے ہشام سے کھل کر گفتگو کی اور اس نے امام علیہ السلام کے تمام مطالبات پورے کر دیئے پس واپسی پر دربان نے وعدہ یاد دلایا تو آپ نے فرمایا کہ ہر صبح اور شام کو ستر مرتبہ سبحان اللہ اور

دس مرتبہ استغفر اللہ پڑھو اور آخر میں نو دفعہ سبحان اللہ پڑھ کر آخر میں استغفار پڑھو ساتھ آیت اَسْتَغْفِرُكَ اَسْ لے کر اَنْهَارًا تک کے چنانچہ اُس نے یہ عمل کیا اور صاحب اولاد ہوا۔ راوی حدیث سیمان کہتا ہے کہ میں نے اپنی چچا زاد لڑکی سے شادی کی تھی اور مجھے اولاد نہ ہوئی تو میں نے اپنی زوجہ کو یہ عمل بتایا تو اس نے جب یہ عمل کیا تو خدا نے فرزند عطا فرمایا اور وہ عورت کہتی تھی جب میں اس عمل کو دھرائی ہوں تو حاملہ ہو جاتی ہوں۔

فوائد القرآن میں طب اکثم سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اولاد نہ ہونے کی شکایت کی اور اس کی عمر ساٹھ برس کی تھی تو آپ نے فرمایا تین دن متواتر نماز عشاء کے بعد اور نماز صبح کے بعد ستر مرتبہ سبحان اللہ اور ستر مرتبہ استغفر اللہ پڑھو اور آخر میں آیت اَسْتَغْفِرُكَ اَسْ لے کر اَنْهَارًا تک ایک مرتبہ پڑھو اور تیسری رات یہ عمل کرنے کے بعد عورت سے ہمبستری کرو۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا اور خدا نے اس کو اگلے سال فرزند عطا فرما کر اس کی آنکھ کو ٹھنڈک بخشی۔ وسائل الشیعہ سے منقول ہے کہ معاویہ کے دربان کو امام حسن علیہ السلام نے طلب اولاد کے لئے کثرت استغفار کا ورد بتایا

لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۖ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝۱۵ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ

کہ تم اللہ کی عظمت کا لحاظ نہیں کرتے۔ حالانکہ اس نے تمہیں تدریجاً پیدا کیا۔ تم دیکھتے نہیں ہو کہ کس طرح اس نے

اللَّهُ سَبْعَ سَوَاتٍ طَبَاقًا ۖ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ

سات آسمان طبق در طبق پیدا کئے اور اس نے چاند کو ان میں نور بنایا اور سورج کو چراغ

سِرَاجًا ۖ وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۶ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ

بنایا اور اللہ نے تمہیں زمین سے پیدا کیا پھر اس میں تم کو پٹائے گا اور

إِخْرَاجًا ۖ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۷ لَتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۱۸

نکالے گا اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بساط بنایا تاکہ اس کے کھلے راستوں پر چل پھرو

اور اس نے درود شروع کیا تو آخر میں دس اولادوں کا باپ ہوا معاویہ کے کہنے پر جب آپ سے اس درد کا مدرک پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ استغفار کرنے والے کے لئے سورہ ہود میں ہے یُزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ اور سورہ نوح میں ہے۔

يُزِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ ۝۱۹

أَطْوَأَسًا۔ یعنی درجہ بہ درجہ کئی ادوار میں اس نے تم کو پیدا کیا پہلے نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر ہڈی و گوشت اور آخر میں اسے شکل انسانی عطا فرما کر اشرف المخلوقات بنا دیا۔ اسی طرح پیدا ہونے کے بعد بچپنہ جوانی اور بڑھاپے کی منزلیں

میں اس کے فضل و کرم کی مہر ہوں منت ہیں اور عظمت و وحدت خالق کی براہین ہیں اور بعضوں نے اطوار سے مراد صفاتی اختلاف لیا ہے کہ بعضوں کو امیر اور بعضوں کو فقیر اسی طرح تندرستی و بیماری اور خوبصورتی و بد صورتی میں اختلاف کے ساتھ پیدا کیا

الْقَمَرَ فِيهِنَّ۔ اللہ نے آسمانوں میں چاند کو پیدا کر کے اس کو نور بخشا حالانکہ وہ ایک آسمان میں ہے تو یہ استعمال بعینہ اسی طرح ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ ان گھروں میں ایک کنواں ہے حالانکہ ایک گھر میں ہوتا ہے۔

نُورًا۔ نور صرف روشنی کو کہتے ہیں جو عرض قائم بالغیر ہے اس لئے قمر کو نور کہا گیا ہے کیونکہ اس کی روشنی سورج سے مستفاد ہے اور سورج سے چونکہ روشنی نکلتی ہے اس لئے اس کو سراج کہا گیا ہے۔

وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ۔ زمین سے پیدا ہونے سے مراد حضرت آدم و حوا کی تخلیق ہے جو مٹی سے ہوئی یا یہ کہ ہر انسان زمین سے پیدا ہونے والی غذائیں کھاتا ہے اور انہی سے اس کا خون گوشت و پوست تیار ہوتا ہے اور اسی سے مادہ منویہ

بنتا ہے جو آنے والی نسل کا مادہ پیدائش ہے لہذا انسانوں کو زمین کی نبات کہنا اسی اعتبار سے ہے۔

بَسَاطًا۔ یعنی اللہ نے زمین کو انسانوں کی سہولت کے لئے بنادیا نہ گرم نہ سرد نہ زیادہ سخت نہ زیادہ نرم بلکہ انسانی ضروریات

قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْكَ مَالَةً وَوَلَدًا

نوح نے عرض کی اے پروردگار! انہوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے شخص کی اتباع کی جس کو مال و اولاد نے

الْاَخْسَارَ ۝۲۲ وَمَكْرُؤًا مَّكْرًا كَبِيرًا ۝۲۳ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ

نقصان کی طرف بڑھایا اور ان لوگوں نے بہت بڑا مکر کیا اور کہا کہ اپنے خداؤں کو نہ چھوڑو اور نہ چھوڑو

کے مطابق اس کو پیدا کیا تاکہ رہائش و خوراک و سیر و سیاحت اس پر آسان رہے۔

سُبُلًا فِجَاجًا۔ فجاج جمع ہے فج کی جس کا معنی ہے کھلا راستہ اور بعضوں نے سبل میدانی زمینوں کے راستوں کو اور فجاج پہاڑی راستوں کو کہا ہے اور خداوند کریم نے ان تمام نعمتوں کو دعوتِ شکر کے لئے گنویا ہے تاکہ توحید پر عقیدہ پختہ ہو جانے کے بعد شکر گزار بنیں۔

قَالَ نُوحٌ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کافی عرصہ تک تبلیغ کرنے کے بعد اللہ سے دعا کی کہ یہ لوگ میری نہیں مانتے بلکہ اپنے امراء و رؤساء طبقہ کی مانتے ہیں جو مال و اولاد کے گھنڈ میں میرے ساتھ

رکوع نمبر ۱۰

برسرِ پیکار ہیں اور میرے متعلق بُری تجویزیں سوچتے ہیں اور مردی ہے کہ انہوں نے کہنے لوگوں کو حضرت نوح کے قتل پر گسیا یا تھا لَا تَذَرُنَّ۔ پہلے الہ کے لفظ میں سارے بت شامل تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے لیکن تعظیم و اکرام کے طور پر ان بعد والے پانچ بتوں کا نام لے لیا گیا جس طرح تعیم کے بعد تخصیص کا دستور ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے دو سواع یغوث یعوق اور نسر نیک آدمی گذرے ہیں جن کا لوگوں کے دلوں میں کافی وقار تھا جب وہ دنیا سے چلے گئے تو کافی عرصہ تک

بیت پرستی

لوگ ان کی یاد میں نیکیاں بجالاتے تھے اور ان کی زندگیوں کو قابلِ رشک قرار دے کر اعمالِ صالحہ کی طرف اقدام کرتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ شیطان نے ان کو یہ سبق پڑھایا کہ ان گزشتہ بزرگوں کی مورتیاں اور تصویریں بنالی جائیں اور ان کو سامنے رکھا جائے تاکہ ان کی وجہ سے عبادت کا شوق اور زیادہ ہو جب اسی طور و طریقہ پر ایک نسل گذر گئی تو دوسری نسل کو شیطان نے پڑھایا کہ تمہارے باپ دادا تو ان بتوں کو خدا سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے لہذا تم بھی ان کو معبود و حاجت ردا قرار دیکر انہی کی عبادت کر دے بت پرستی کا رواج قائم ہو گیا اور آنے والی نسلیں پوری طرح اس وباء کی لپیٹ میں آ گئیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ہندوستان کے کسی پہاڑ پر حضرت آدم علیہ السلام کے جسد کو محفوظ کیا ہوا تھا اور خود نگہبانی کرتے تھے تاکہ کفار حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کا طواف نہ کرنے لگ جائیں پس شیطان نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کی مثال ایک پتھر کا جسم بنا لیا جائے اور اس کا طواف کیا جائے چنانچہ پانچ بت بنائے گئے جن کا نام سابق میں مذکور ہو چکا ہے اور لوگ اپنے اپنے مقام پر ان کا طواف کرنے لگ گئے

2/1

2/2

وَدَاوُلَا سَوَاعَا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴿۲۷﴾ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۖ

ود کو نہ سواع کو اور نہ یغوث یعوق و نسر کو اور تحقیق انہوں نے بہت سوں کو گمراہ کیا

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ﴿۲۸﴾ مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أُخْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا ۖ

اور نہیں بڑھاتے ظالموں کو مگر گمراہی کی طرف اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کئے گئے پس داخل کئے گئے جہنم میں

حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد یہ بت بھی غرقابی کے بعد مٹی اور گارے میں چھپ گئے تھے اور وہ مدفون ہی رہے حتیٰ کہ مشرکین عرب کے لئے شیطان نے نئے سرے سے ان کو ظاہر کر دیا پس صنم و د کو بنی قضاہ نے اپنا معبود قرار دے دیا اور دومۃ الجندل کے مقام پر انہوں نے اس کو رکھا ہوا تھا اور اس کی عبادت کرتے تھے اور بنی قضاہ کے بعد بنو کلب اس پر قابض ہوئے اور وہ بھی نسل در نسل اس کی پوجا کرتے رہے کہ اسلام نے اس کا خاتمہ کر دیا بنی طے کے ایک قبیلہ نے یغوث کو اپنا معبود قرار دے لیا اور بنی ناجیہ نے ان سے یہ بت چھینا چاہا لیکن ان کو کامیابی حاصل نہ ہوئی اسی طرح یعوق بنی کہلاں کا چند پشتوں تک معبود رہا پھر قبیلہ سہمان کی تحویل میں آیا اور ان کی عقیدہ مندی کا مرکز رہا اور نسر کی عبادت قبیلہ خثعم کرتا تھا اور سواع کی پوجا ذی الکلاع کی اولاد کرتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ یہ قبیلہ ہذیل کا معبود تھا جو مقام رباط میں قیام پذیر تھے اور یغوث بنی مراد کا معبود تھا اور یعوق قبیلہ سہمان کا نسر اکل ذی الکلاع کا جو حمیر کی شاخ تھی اور لات ثقیف کا معبود بنا ہوا تھا اور صنم عزمی کی عبادت قبائل سلیم و غطفان و جشم و نضر و سعد کرتے تھے اور منات قبیلہ قدید کی عقیدت کا مرکز تھا اور اساف ناکہ دو بت اہل مکہ کے معبود تھے چنانچہ اساف حجر اسود کے سامنے اور ناکہ رکن یمانی کے سامنے نصب تھے اور صنم ہبل کعبہ کے اندر تھا وادی سے منقول ہے کہ دود مرد کی صورت میں سواع عورت کی شکل میں یغوث شیر کی صورت میں یعوق گھوڑے کی شکل میں اور نسر گد کی صورت میں تھا۔

جناب علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ سیرت امیر المؤمنین علیہ السلام جلد اول ص ۲۶۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ عمر بن لُحی خزاعی نے شام میں مصر و شام کے علاقہ میں علاقہ کو بت پرستی کرتے دیکھا تو اُسے بتوں کی پرستش میں اگرچہ کوئی فائدہ نظر نہ آیا تھا مگر ترشے ہوئے بتوں کی صنعت اُسے بھاگئی اور چند بت اٹھا کر مکہ لے آیا اور انہیں خانہ کعبہ کے گرد پیش نصب کر کے لوگوں کو بت پرستی کی دعوت دی رفتہ رفتہ اہل مکہ کی اکثریت نے بت پرستی اختیار کر لی اور خانہ کعبہ صنم کدہ اور مکہ بت پرستی کا مرکز بن گیا قریش کا سب سے بڑا دیوتا حبل تھا جو خانہ کعبہ میں بلندی پر نصب تھا اور اس کے آس پاس سینکڑوں بت ایک دوسرے سے جڑے بندھے رکھے تھے اور سال کے تین سو ساٹھ دنوں میں ایک ایک دن ایک ایک کی پوجا کے لئے خاص کر دیا گیا تھا اہل مکہ کی دیکھا دیکھی اطراف و جوانب کے لوگ بھی بت پرستی کی طرف مائل ہو گئے اور جب حج کے لئے مکہ آتے تو حرم سے پتھر اٹھا کر ساتھ لے جاتے اور انہیں مکہ کے بتوں کی شکل و صورت میں تراش کر اپنے ہاں نصب کر لیتے یہاں تک کہ تمام عرب میں بت پرستی

فَلَمْ يَجِدْ وَالْهَمُّ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَىٰ

پس اللہ کے سوا انہوں نے اپنا کسی کو مددگار نہ پایا اور نوح نے عرض کی اے رب زمین پر

عام ہو گئی اور ہر قبیلہ نے اپنے لئے علیحدہ علیحدہ بت بنالیا مگر سے ایک منزل کے فاصلہ پر مقام نخلہ پر عزیٰ کی مورتی نصب تھی جو قریش و کنانہ کی عقیدت کا مرکز تھی طائف میں لات نصب تھا۔ جو بنی ثقیف کا دیوتا تھا مدینہ سے کچھ فاصلہ پر منات نصب تھا جو اوس و خزرج و عسّان کا دیوتا کہلاتا تھا نجران میں قبیلہ سہان یعوق کی پوجا کرتا تھا یمن کے اطراف میں قبیلہ ہذیل کا بت سواح نصب تھا اور دومتہ الجندل میں بنی کلب کا دیوتا وڈو تھا اسی طرح مختلف قبیلوں میں دیوتاؤں اور دیویوں کی پوجا ہوتی تھی کچھ بت پرست ان حس و حرکت سے خالی اور فہم و شعور سے عاری پتھروں کو اللہ کا شریک مانتے تھے اور ان کے سامنے گرد گڑاتے جھولیاں پھیلاتے اور مرادیں مانگتے تھے الخ تفسیر برہان میں ہے کہ قریش لوگ کعبہ کے ارد گرد والے بتوں پر مکہ و عنبر چھڑک دیا کرتے تھے یغوث دروازہ کے سامنے تھا یعوق داہنی طرف اور نسر بائیں جانب تھا پس وہ یغوث کا سجدہ کر کے آگے بڑھتے تھے اور اس کے بعد تلبیہ بھی پڑھتے تھے الخ

سیرت امیر المؤمنین علیہ السلام ص ۲۶۴ پر مفتی صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں "مکہ پر فوج کشی کا یہ مقصد نہ تھا کہ پیغمبر اپنی مملکت کے حدود کو وسعت دیں اور فاتح کشور کہلائیں بلکہ اصل مقصد بت پرستی کو مٹا کر

بت شکنی

توحید کا پرچم بلند کرنا تھا چنانچہ مکہ کو زیر نیکی کرنے کے بعد سب سے پہلے بتوں کی شکست و سخت کی طرف توجہ فرمائی اور پہلے دیواروں پر بنی ہوئی فرشتوں اور نبیوں کی تصویروں کو مٹایا اور پھر حضرت علیؑ کے ساتھ مل کر نیچے والے بتوں کو توڑا اور جب نیچے والے بت توڑے جا چکے تو اوپر والے بتوں کو توڑنے کے لئے حضرت علیؑ سے فرمایا تم میرے کا ندھوں پر بلند ہو کر بتوں کو توڑو گے یا میں تمہارے شانوں پر سوار ہو کر انہیں توڑوں۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے کا ندھوں پر سوار ہو کر انہیں توڑیں جب پیغمبر آپ کے کا ندھوں پر سوار ہوئے تو آپ نے کمزوری و ضعف کا احساس کیا پیغمبر آپ کے کا ندھوں سے اتر گئے اور فرمایا کہ اے علیؑ تم میرے کا ندھوں پر سوار ہو جاؤ حضرت علیؑ دوش پیغمبر پر بلند ہوئے اور چھوٹے موٹے بتوں کے علاوہ اصل کو جو کہنی میخوں سے گڑا ہوا تھا بھٹکا دیکر اکھاڑ دیا اور زمین پر اس طرح پھینکا کہ پاش پاش ہو گیا قریش کے لئے یہ منظر کتنا عبرت خیز ہوگا کہ کل تک جس کے آگے پیشانیاں رگڑتے رہے تھے اور احد میں جس کی جے کے نعرے لگائے تھے آج اس کے ٹکڑے پیغمبر کے قدموں میں پڑے ہوئے عجز و بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے حضرت علیؑ اس صنم اکبر کو توڑنے کے بعد میزاب کی طرف سے نیچے اترے اور مسکراتے ہوئے پیغمبر سے کہا یا رسول اللہ! میں اتنی بڑی پرسکون دواہوں مگر ذرا چوٹ نہیں آئی۔ فرمایا اے علیؑ چوٹ کیونکر آتی جبکہ محمدؐ نے تمہیں بلند کیا ہے اور جبریل امین نے تمہیں اتارا ہے۔ فتح مکہ کا واقعہ جلد ۱۲ ص ۸۴ پر مرقوم ہے۔

وَقَالَ نُوحٌ ۖ چنانکہ حضرت نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی اطلاع ہو چکی تھی اِنَّكَ لَا يُؤْمِنُ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ اسی بنا پر انہوں نے دُعا میں عرض کی کہ اب مومن ہونے والا تو کوئی ہے نہیں لہذا ان پر عذاب نازل فرما۔

الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرُهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ

کافروں میں سے کسی کو آباد رہنے والا باقی نہ چھوڑ کیونکہ تو اگر اس کو چھوڑ دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے

وَلَا يُلِدُّوْا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ دَخَلَ

اور فاجر و منکر کے سوا کوئی اولاد نہ جنم لے گا اے رب بخش دے مجھ کو میرے والدین کو اور وہ جو

بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا تَبَارًا ۝

مومن ہو کر میرے گھر آئیں اور سب مومن مردوں و عورتوں کو اور ظالموں کو ہلاک کر دے

وَلَا يُلِدُّوْا - تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ عذاب کی آمد سے چالیس سال پیشتر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں

خدا نے عورتوں کو عقیقہ بنا دیا تھا اور مردوں کی صلیبوں کو ناقابل اولاد قرار دے دیا تھا لہذا بوقت عذاب آپ کی قوم میں کوئی نابالغ نہ تھا۔ مسجد کوفہ کا درجہ

وَلِوَالِدَيَّ - حضرت نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے باپ کا نام لمک بن متوشلح اور ماں کا نام سیماء بنت انوش

تھا۔ تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف

فرماتے کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور اُس نے عرض کی کہ حضور! میں خوشنودی خدا کے لئے مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے چلا ہوں

لہذا جناب کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ نے فرمایا اگر ثواب کی غرض ہے تو اپنی سواری کو فروخت کر دو اور زادراہ کو کھاتے

رہو اور اس مسجد میں نماز پڑھو کیونکہ اس مسجد میں نماز فریضہ الحج کا ثواب رکھتی ہے اور نافذ عمرہ کا ثواب رکھتا ہے اور اس کے ہر طرف بارہ

میل تک اللہ نے برکت رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اس میں ستر نبیوں اور ستر ولیوں نے نماز پڑھی ہے اور اسی سے حضرت

نوح کی کشتی روانہ ہوئی تھی اور اس مسجد میں جب بھی کسی مصیبت زدہ نے دعا مانگی ہے خدا نے اس کی مصیبت دور فرمائی ہے۔

سُورَةُ الْجِنِّ

☆ سورہ کہتے ہیں اور سورہ اعراف کے بعد نازل ہوا ہے۔

☆ اس کی آیات بسم اللہ سمیت ۲۹ ہیں۔

☆ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص اس سورہ مبارکہ کی کثرت سے قاریت کرے گا اس کو دنیا بھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ اُوْحِیْ اِلَیَّ اَنْتَ اَسْتَمِعُ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا

کہہ دیجئے مجھے وہی کی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے سنا تو (اپنی قوم سے) کہا ہم نے عیب قرآن

قوم جن کی آنکھ سانس اور جادو و دکر سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ کی ہمراہی میں مشور ہوگا

☆ حضور سے منقول ہے کہ جو اس سورہ کو پڑھے تمام قوم جنات کی تعداد کے برابر اس کو اجر ملے گا اور قوم جن کے شر سے محفوظ رہے گا

☆ سلطان جائز کی طرف جاتے ہوئے اس کو پڑھ لے تو وہ اس کے شر سے محفوظ رہے گا اور اگر اس کو قیدی پڑھے تو جلد

آزاد ہوگا اور اس کو ہمیشہ پڑھنے والے تنگی اور تنگدستی سے محفوظ رہوں گے۔ (برہان) (حضرت جعفر صادق علیہ السلام)

☆ مصباح کفعمی سے منقول ہے جو شخص اس کو لکھ کر پے تو اس کا حافظہ اچھا ہوگا اور جس سے مناظرہ کرے گا اس پر غالب ہوگا

اور جہاں یہ سورہ پڑھا جائے تو جن بھاگ جاتے ہیں اس کا پڑھنا حاکم سے امان کا باعث ہے خزانہ کی حفاظت کا موجب

ہے قیدی کی رہائی کا وسیلہ ہے اور قرض کی ادائیگی کا ذریعہ ہے۔ (نوائد القرآن)



رُكُونِ نَمْبِرَا ۱۱ | قوم جن - ابوالحسن شرانی عثمیٰ جمع البیان نے ذکر کیا ہے کہ قوم جن کے متعلق تین طرح کی بحث کی جاتی ہے ① ان کے وجود و ماہیت کی بحث ② کیا شہاب ثاقب کا وجود اسلام سے قبل تھا یا

نہ تھا ③ پیغمبر کی تشریف آوری کے بعد شہاب نے شیطانوں اور جنوں کو آسمانوں کی طرف جانے سے کس طرح روکا۔

وجود قوم جن - اگرچہ ہم ان کی ماہیت اور کیفیت پیدائش کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے اور نہ

یہ بتا سکتے ہیں کہ ان کی تکلیف کی نوعیت کیا ہے اور نہ ان کے باقی احوال کی وضاحت کر سکتے ہیں تاہم

ان کے وجود کو ماننا ضروری ہے کیونکہ احادیث پیغمبر سے متواتر ثابت ہے اور قرآن مجید بھی صراحت سے اعلان کر رہا ہے

لہذا ہمارا فرض ہے کہ اجمالی طور پر ان کے متعلق ان کے وجود کا عقیدہ رکھا جائے اور فلاسفہ نے اگرچہ ان کے متعلق تحقیقی فیصلہ

نہیں کیا تاہم ان کے عدم کی بھی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

سورہ حجر میں گذر چکا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی شہاب ثاقب کا وجود تھا لیکن اس کا وقوع کبھی کہی ہوا

اور اس کو کسی امر عجیب اور حادثہ غریب کی دلیل قرار دیا جاتا رہا چنانچہ مبعوث پیغمبر کے وقت بھی ہوا۔ اور

۳۲۹ء میں بھی ہوا۔ جب غیبت کبریٰ واقع ہوئی اور اسی سال علامہ کلینی قدس روحہ اور علی بن بابویہ اعلیٰ اللہ مقامہ کا انتقال بھی ہوا

تیسری بحث - اس میں شک نہیں کہ قبل از اسلام عرب میں کاهنوں کا دور تھا اور کہانت ایک خاص فن تھا جس طرح آج

قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا

سنہ جو نیکی کی ہدایت کرتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں

کل سریزم کا چرچا ہے وہ لوگ قوتِ باطنیہ کی بدولت آنے والے امور کی پیشین گوئیاں کرتے تھے پس مبعثِ پیغمبر کے بعد ان کا فن باطل باطل ہو گیا اور یہ بھی حضور کے معجزات میں سے ہے یعنی دفعۃً و اچانک کسی عادی سبب کے بغیر ایک پورے فن کا ختم ہونا کیونکہ اس قسم کے متداول فنون وقتی حکومتوں کی پالیسیوں کے ساتھ یا رفتارِ زمانہ کی کارستانیوں کی بدولت رفتہ رفتہ ختم ہوتے ہیں مگر کیفِ کائنات کی خبروں کا ختم ہو جانا تو یقینی ہے اور دلالتِ قرآنی بھی اس پر شاہد ہے اگرچہ اس کی تفصیل ہم نہیں بتا سکتے اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جن اور شیاطین سے مراد ایک معنی ہے اور فخر الدین رازی نے جن کے متعلق بہت کچھ ذکر کیا ہے جہیں صحیح و ضعیف کی ملاوٹ ہے تاہم اس میں کچھ باتیں فائدہ مند بھی ہیں۔ اس نے جنوں کے متعلق دو قول نقل کئے ہیں ایک تو یہ کہ وہ نفوسِ ناطقہ کی طرح موجوداتِ معرودہ ہیں اور دوسرا یہ کہ وہ جسمِ لطیف رکھتے ہیں اور انسان کو منظر نہیں آسکتے اور اس نے ذکر کیا ہے کہ ان کے رُوح کا ابدان کے ساتھ تعلق ایک خاص قسم کا ہے اور محققِ شعرانی کہتے ہیں کہ ان کی یہ بات قابلِ تسلیم ہے کیونکہ جس طرح ہمارے نفس اور بدن کا باہمی تعلق ہے یہ ضروری نہیں کہ ان کا تعلق بھی اسی نوعیت کا ہو بلکہ مشاہدہ کی بات ہے کہ بعض اوقات نفوسِ قویہ دوسرے ابدان پر بھی اثر انداز ہو کرتے ہیں تو ان کا ان ابدان کے ساتھ تعلق ایک خاص قسم کا ہی ہوا کرتا ہے اور رازی نے یہ ذکر بھی کیا ہے کہ قوم جن اجسامِ لطیف رکھنے کے باوجود بھی مشکلِ سخت کام انجام دے سکتے ہیں اور ان کی لطافتِ جسم اس کے منافی نہیں ہے ہم نے قوم جن کے متعلق اپنی کتاب لمتۃ الانوار میں کافی روشنی ڈالی ہے لہذا صاحبِ ذوق کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے مگر کیفِ قوم جن ہلکے پھلکے لطیف اجسام رکھتی ہے جو نہ فرشتوں کی طرح نوری اور نہ آدمیوں کی طرح خاکی ہیں بلکہ وہ ناری ہیں اور ان کی کیفیت کو خدا بہتر جانتا ہے۔

قُرْآنًا عَجَبًا۔ اور قرآن مجید کو عجب اس لئے کہا گیا ہے کہ باوجودیکہ حروفِ تہجی اور الفاظِ متداولہ عربیہ سے مرکب ہے لیکن معانی و مقاصد اور روانی و تسلسل کے اعتبار سے اپنی نظیر صرف آپ ہے پس خارقِ عادت ہونے کے لحاظ سے اس کو عجب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فَآمَنَّا بِهِ۔ اس آیت مجیدہ کا میریج اعلان ہے کہ حضورِ قوم جن و انس ہر دو کی طرف مبعوث تھے اور اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قوم جن ذوی العقول ہیں اور عربی لغت کو جان سکتے ہیں نیز وہ معجزہ و غیر معجزہ میں تمیز کر سکتے ہیں کیونکہ حضور سے قرآن مجید کی آیات کو سن کے واپس جانے والے جن اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور ان کے سامنے قرآن کا اعجاز بیان کرتے تھے۔

تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم اپنے صحابہ کے ہمراہ بازارِ عکاظ کی طرف جارہے تھے جب شیاطین کو آسمانی خبروں سے روک دیا گیا تو ان کو تشویش لاحق ہوئی کہ ہم آسمان کی طرف جاتے ہیں تو ہم پر شہابِ ثاقب برسائے جاتے ہیں

أَحَدًا ۝ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝ وَأَنَّهُ

بنائیں گے اور تحقیق ہمارے رب کی عظمت بلند ہے جس کا نہ بیوی ہے نہ بچہ اور تحقیق

كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَىٰ اللَّهِ شَطَطًا ۝ وَأَنَا ظَنَنَّا أَن لَّنْ نَقُولَ

ہم میں سے بیوقوف (شیطان) اللہ پر ناجائز باتیں کرتا ہے اور تحقیق ہمارا گمان تھا کہ

اس کی وجہ دریافت کرنی چاہیے پس مشرق و مغرب کی طرف اس حقیقت کی چھان بین کیے گئے ان کے دندروانہ ہوئے چنانچہ ان کا ایک گروہ مکہ کی طرف آیا۔ جب حضورؐ بازار عکاظ کی طرف جاتے ہوئے نخل عامد کے پاس سے گزرے تو نماز کا وقت تھا اور آپؐ اپنے صحابہ کو نماز صبح پڑھا رہے تھے یہیں جنوں کے دندنے کلام اللہ کو سنا تو فوراً ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ کہ یہی چیز ہے جس نے ہمارے لئے آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے ہیں پس واپس بیٹے اور انہوں نے اپنے سفر کی پوری روداد اپنی قوم پر پیش کی جس کو اللہ نے زبانِ وحی اپنے نبی پر نازل فرمایا۔

برایت بخاری و مسلم حضرت عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت نبی کریمؐ ہم سے غائب ہو گئے جس کی ہمیں کافی فکر لاحق ہوئی پس وادیوں اور گھاٹیوں میں ہم آپ کو ڈھونڈتے رہے اچانک آپ کو وہ حرام سے آتے ہوئے دکھائی دیئے ہم نے اپنی تشویش بیان کی تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ایک جن نے دعوت دی تھی پس میں نے ان کے ہاں جا کر قرآن مجید کی تلاوت کی چنانچہ آپؐ نے ان کے نشانات دکھائے ایک روایت میں ہے کہ وہ نو جن تھے اور ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ وہ وادی شعیبان کے رہنے والے تھے اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ نصیب کے رہنے والے سات جن تھے جن کو حضورؐ نے دیکھا پس وہ آپؐ کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے اور آپؐ نے ان کو باقی جنوں کی طرف تبلیغ بنا کر روانہ فرمایا۔

أَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا۔ آیت ۱۷ میں أَنَّهُ اور آیت ۱۸ میں أَنَّهُ ہے اور ان تینوں میں ہمزہ کو مفتوحہ پڑھا گیا ہے اور قاعدہ نحو کے لحاظ سے اُنْ کسرہ ہمزہ کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ قول جن کا مقولہ ہے کیونکہ اَنَا سَبِعْنَا پر معطوف ہے اور طبری نے یہی قول پسند کیا ہے اور جن لوگوں نے فتحہ پڑھا ہے وہ اس کا معطوف علیہ بہ کو قرار دیتے ہیں یعنی اَمَّا بِيهِ وَاَمَّا بِأَنَّهُ تَعَالَىٰ اور بعد والے اُنْ کے کسرہ وفتح کے بھی یہی وجہ ہیں۔ جبکہ معنی جلال و عظمت ہے اور بعض نے قدرت یا نعمات یا ذکر بھی مراد لیا ہے۔

سَفِيهُنَا۔ اس سے مراد ابلیس ہے یعنی انہوں نے مان لیا کہ ابلیس نے غلط راستہ اختیار کیا ہوا ہے اور شیطا کا معنی ہے راہ حق سے ہٹ جانا۔

وَأَنَا ظَنَنَّا۔ یعنی ان جنوں نے یہ بات مان لی کہ ہم اللہ کا شریک مانتے تھے لیکن صرف اس غلط فہمی کے ماتحت ہمیں یہ گمان تک نہ تھا کہ جنوں یا انسانوں میں سے کوئی فرد اللہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرے گا اور ہم سمجھتے رہے کہ شرک

الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ ۝ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ

انسان اور جن ہرگز اللہ پر جھوٹ نہیں کہتے اور تحقیق انسانوں میں سے بعض لکڑ توڑ قوم جن کے

يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۖ ۝ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا

بعض مردوں کی پناہ لیتے تھے تزدہ ان کو گراہی میں بڑھاتے تھے اور تحقیق تمہاری طرح ان کو بھی

ظَنُّنْتُمْ أَنَّ لَّنُ يَّعْبَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۖ ۝ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا

یہی گمان تھا کہ ہرگز اللہ کسی کو نہ اٹھائے گا اور تحقیق ہم نے آسمان کی طرف جانا چاہا تو معلوم ہوا

مَلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا ۖ ۝ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ

کہ وہ سخت نگہبانوں اور شہب سے پُر ہے اور تحقیق ہم اُن میں سُن سُننے کے مقامات پر بیٹھا کرتے تھے

فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شَهَابًا رَّصَدًا ۖ ۝ وَأَنَّا لَنُنَدِرُ مِمَّا أَشْرُ

پس جو شخص اب سُننے کی کوشش کرے گا تو اپنے لئے شہاب ثاقب کو انتظار میں پائے گا اور ہم نہیں سمجھ سکتے کیا سمجھتی کا ارادہ کیا

أُرِيدَ بِمَن فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۖ ۝ وَأَنَّا مَتَّ

گیا ہے زمین والوں کے ساتھ یا اللہ نے ان کے ساتھ بہتری کا ارادہ فرمایا ہے ؟ اور تحقیق ہم میں سے

کرنے میں ہم خدا کو راضی کر رہے ہیں کیونکہ کہنے والوں نے ہمیں یہی کہہ رکھا تھا اور اب جو قرآن سُننا تو معلوم ہوا کہ اُنہوں نے اللہ پر ہمتان لگا رکھا تھا لہذا اب ہم نے شرک سے توبہ کر لی ہے

رِجَالٌ ۚ عرب جاہلوں کا دستور تھا کہ جب سفر میں کسی وادی سے گزرتے تھے جہاں جنوں کی حرکات کا انہیں ڈر تھا تھا تو وادی میں قدم رکھتے ہی یہ کلمات زبان پر جاری کرتے تھے اَعُوذُ بِعِزِّ هَذَا الْوَادِعِ مِنْ شَرِّ سَفَهَاءِ قَوْمِهِ یعنی میں اس وادی کے عزیز کی پناہ لیتا ہوں تاکہ اس قوم کے بوقوفوں کی ایذا رسانی سے بچ جاؤں اور ان کا خیال تھا کہ اس طریقہ سے وہ قوم جن کی شرارتوں سے بچ جاتے ہیں سب سے پہلے یہ رسم مینوں نے ایجاد کی پھر رفتہ رفتہ پورے عرب میں پھیل گئی اور رخصت کا معنی ہے گناہ کا لاحق ہونا اور لڑکے جو ان کو مراہق کہا جاتا ہے جب بچپن کی حدود سے گذر کر جوانی کی حدود کو لاحق ہو جائے۔

أَنَّهُمْ ظَنُّوا ۚ قرآن مجید کو سُن کر ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہو کر جب یہ جن واپس اپنی قوم کے پاس پہنچے تو ان کو اپنی پوری سرگزشت سُنائی اور ان کو دین اسلام کی طرف راغب کرنے کے لئے اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا۔ پس کہنے لگے کہ جس طرح

الصَّالِحُونَ وَمِمَّا دُونَ ذَلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ قَدَدًا ۝۱۲ وَانْظُرْنَا أَنْ

نیک بھی ہیں اور اس سے کم درجہ کے بھی ہیں (اور) متعدد گروہ ہیں اور تحقیق ہم نے یقین کر لیا ہے

لَنْ نُعْجزَ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ نُّعْجزُهُ هَرَبًا ۝۱۳ وَأَنَّا لَمَّا سَبَعْنَا

کہ نہ ہم زمین میں اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں کہ نہ بھاگنے میں اس کو عاجز بنا سکتے ہیں اور تحقیق ہم نے جب

الْهُدَىٰ أَمَّا يَهْدِي فَمَنْ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۝۱۴

ہدایت سنی تو ایمان لائے پس جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے اسے نقصان و ظلم کے لاحق ہونے کا کوئی خوف نہ ہوگا

قوم جن بروز قیامت دوبارہ زندہ ہونے کا یقین نہیں رکھتی اسی طرح انسان بھی دوبارہ زندہ ہو کر عیش و عشرت ہونے کو نہیں مانتے تھے لیکن قرآن مجید کے سننے کے بعد ہمیں شش و نشر کا یقین ہو گیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُنْظُرْنَا جنوں کا مقولہ نہ ہو بلکہ جملہ معترضہ ہو اور کفار مکہ سے خطاب ہو کہ اے اہل مکہ جس طرح تم حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے بعد کسی نبی کی آمد کا یقین نہیں رکھتے اسی طرح قوم جن کا بھی یہی خیال تھا لیکن قرآن مجید کو سن کر وہ مومن ہو چکے ہیں لہذا تم بھی مومن بن جاؤ کیونکہ رسول تمہاری جنس سے ہے اور اس کی اور تمہاری بولی بھی ایک ہے۔

وَأَنَّا لَمَسْنَا - یعنی ہم نے آسمان کی طرف جانا چاہا تو شہب ثاقبہ اور فرشتوں کے ذریعے سے ہمیں روک دیا گیا۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب لانے والا اللہ کا سچا رسول ہے اور اس کا دین برحق ہے کیونکہ انہی کلمہ اعزاز و اکرام کی خاطر ہی ہمارے اُدیر آسمانی دروازے بند کر دیئے گئے ہیں حالانکہ اس سے پہلے ہم جایا کرتے تھے اور آسمانی فرشتوں کو روٹتے تھے لیکن اب جو جائے گا اسے شہب ثاقب کے ذریعے واپس مہکایا جائے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ شہب ثاقب حضور کی بعثت سے پہلے بھی تھے لیکن بعثت نبوی سے پہلے قوم جن کے لئے آسمانی رفعتوں کو طے کرنے پر کوئی تھی نہ تھی لیکن بعثت کے بعد ان کو اوپر جانے سے شہب ثاقبہ کے ذریعے روک دیا گیا۔

لَا تُذَرَّحَى - یعنی ہدایت یافتہ جنوں کا مقولہ ہے کہ ہم اس نئے آسمانی نظام کو دیکھ کر متعجب نہیں کہ یا تو اس سے نبی آدم اور زمینی مخلوق کے لئے کوئی آزمائش مقصود ہے اور یا ہدایت و رشد کی خاطر ایسا کیا گیا ہے۔

الصَّالِحُونَ - قوم جن کا اعتراف ہے کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہیں اور بد بھی ہیں اور ہم مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس طرح انسانوں میں مختلف مذاہب ہیں قوم جن بھی اسی طرح مذہبی تفریق کا شکار ہے جن میں بھی شیعہ سنی قدریر و مرجہ وغیرہ موجود ہیں اسی طرح کافر و مشرک بھی ان میں ہیں

انْظُرْنَا - اس جگہ ظن کا معنی یقین ہے اب قرآن مجید سننے کے بعد ہمیں اپنی عاجزی و کمزوری کی قدرت کا یقین ہو گیا ہے

وَأَنَّا مَهَّاءُ الْمَسْلُومُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرُّوْا شَرًّا ۝

اور تحقیق ہم میں سے مسلمان بھی ہیں اور ہم میں سے ظالم بھی ہیں پس جو اسلام لائے انہوں نے ہدایت پائی

وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝۱۶ وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ

سکین ظالم لوگ پس وہ تو جہنم کا ایندھن ہیں اور اگر وہ طریقہ اسلام پر ثابت قدم ہو جاتے

لَاسْقَيْنَهُمْ كَعَصَدًا ۝۱۷ لَنَقْفِتَنَّهُمْ فِيهِ ۖ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا

تو ہم ان کو وافر پانی سے سیراب کرتے تاکہ انہیں آزمائیں اور جو شخص اعراض کرے اپنے رب کے ذکر سے تو وہ اسے بڑھتے ہوئے عذاب

بَخْسًا لِّكَعَصَدٍ ۝۱۸ اس کے تین معانی کئے گئے ہیں ① ان کو کسی کم و بیش نقصان کا اندیشہ نہ ہوگا ② جنس کا معنی نیکیوں کی کمی اور رفق کا معنی گناہوں کی زیادتی یعنی نہ ان کو نیکیوں سے کم جزا دی جائے گی اور نہ ان کو کردہ گناہوں سے زیادہ سزا دی جائے گی ③ جنس کا معنی نقصان اور رفق کا معنی ظلم و عدوان ہے۔

الْقَاسِطُونَ یعنی راہ حق سے انحراف کرنے والے اسی بنا پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگ صفین میں لڑنے والے لشکر معاویہ کو قاسطین کہا جاتا ہے جس طرح جنگ جمل میں آپ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو ناکثین اور اہل نہروان کو مارقین کہتے ہیں۔

وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا ۝ اس جگہ اُن کے متعلق بچیوں کے دو قول ہیں ① اُن ثقیلہ کا محققہ ہے اور اُوجی کا معمول ہے اور اُن اور فصل کے درمیان لڑ کا فاصلہ اس طرح ہے جس طرح عَلِمَ اَنْ سَيَكُونُ میں اُن اور فصل کے درمیان سین کا فاصلہ ہے ② کو حشر شرط ہے اور اس پر اُن اس طرح داخل ہے جس طرح اُن حرف شرط پر لام داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے لَیْن اور اس کے معنی ہیں۔ دو قول ہیں ایک وہ جو تحت التلفظ موجود ہے اور دوسرا یہ کہ اگر یہ لوگ کفر پر برقرار رہیں تو ہم ان کو وافر پانی سے سیراب کریں گے۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہے کہ اگر تمام جن و انس یا تمام اہل مکہ اللہ کے دین کو اختیار کر لیں تو ان کو زمین کی برکات سے بہرہ ور کیا جائے گا اور قسط سالی اور بد حالی کا کبھی منہ نہ دیکھیں گے اور دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اگر لوگ کفر پر ڈٹ جائیں تو ہم ان کا رزق وافر کر دیتے ہیں تاکہ ان کا امتحان ہو اور بروز قیامت ان کی گرفت سخت ہو اسی لئے کہا گیا ہے کہ پانی سے سیرابی کثرت مال کا ذریعہ ہے اور کثرت مال آزمائش اور فتنہ کی پیش کش ہے اور روایات اہلبیت میں ہے کہ استقامت سے مراد ولاد اہل محمد پر ثابت قدم رہنا ہے اور معنی یہ ہے کہ اگر تمام جن و انس ولاد اہل محمد پر اتفاق کر لیتے اور اسی دین حق پر ثابت قدم رہتے تو ان کی دنیا جنت ہوتی اور رزق وافر سے بہرہ ہوتے۔

عَذَابًا صَعَدًا ۝ یعنی ذکر پر در دگار سے اعراض کرنے والوں کو بامشقت عذاب دیا جائے گا۔

صَعِدَا ۱۸ ۱۹ وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۱۹ وَاِنَّهٗ لَكَا

میں داخل کرے گا اور تحقیق مساجد اللہ کے لئے ہیں پس اس کے ساتھ کسی کو (شریک قرار دیکر) نہ بلاؤ اور تحقیق جب بھی

اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ - یعنی مساجد جائے عبادت ہیں پروردگار کے لئے ہذا ان میں صرف اسی ایک کی عبادت کیا کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور بعضوں نے مساجد کا معنی نماز کیا ہے کہ نمازیں صرف اللہ کے لئے پڑھا کرو اور اس کا عبادت میں کسی کو شریک قرار نہ دو اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ معتزم خلیفہ عباسی کو امام محمد تقی علیہ السلام نے مساجد کا معنی اعضائے سبعہ بتایا جو سجدہ میں زمین سے مس ہوتے ہیں اور اس کی تفصیل اس طرح منقول ہے کہ دربارِ معتزم میں ایک چور کی سزا میں لٹکاٹنے کا مسئلہ پیش آیا تو دربار کا علماء میں ہاتھ کی حد پر اتفاق نہ ہو سکا۔ ایک نے کہا چور کا ہاتھ کندھے سے کاٹ لیا جائے دوسرے نے کہنی سے کاٹنا بتایا اور تیسرے نے کلائی سے اسے جدا کرنے کا فتویٰ دیا اور ہر ایک نے اپنے مسک پر دلائل پیش کی کہ کندھے والے نے عرف عام کو پیش کیا۔ کہنی والے نے آیت وضو سے تسک کیا اور کلائی والے نے آیت تیمم پڑھ ڈالی معتزم نے ایک درباری کے کہنے پر امام محمد تقی علیہ السلام کو بولایا پہلے تو امام نے معذرت کی لیکن خلیفہ کے اصرار پر تشریف لائے اور درباری علماء کے ہر سہ اقوال کو رد فرمایا اور ہاتھ کاٹنے میں ہاتھ کی حد صرف انگلیوں تک مقرر فرمائی اور آپ نے استدلال میں اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ - پڑھا کہ اعضا سبعہ جن پر سجدہ کیا جاتا ہے یہ اللہ کے لئے ہیں اور سزا سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم تقویٰ کی علامت ہے (اقول) یہ آیت قطع پر وارد ہے جس طرح آیت نفی حرج و عسر آیت وضو پر حاکم ہیں لہذا اس جگہ مقام سجدہ کو بچا کر باقی حصہ کو کاٹ دینا چاہیے تاکہ دونو آیتوں پر عمل ہو جائے اور قرآن مجید میں صرف انگلیوں پر بھی ہاتھ کا اطلاق وارد ہوتا ہے چنانچہ یہودیوں کے متعلق ارشاد قدرت ہے - يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيهِمْ - یعنی کتاب تورات کی آیات کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور پھر ان کو اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور ہمیشہ کتابت انگلیوں سے ہوا کرتی ہے نہ کہ کلائی و کہنی و کندھے سے لہذا قرآن کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے مراد یہی حصہ ہے جس کو کاٹنا جانا چاہئے نیز چوری میں بھی دخل اسی حصہ کو ہے پس معتزم مطمئن ہوا اور چور کی سزا امام محمد تقی علیہ السلام کے حکم سے مقرر ہوئی اور آخر کار یہی چیز ان کی شہادت کی موجب بنی کیونکہ درباری چیف جسٹس ابن ابی داؤد نے سنت برہمی کا اظہار کیا اور اُس نے معتزم کو بالآخر امام کے قتل پر آمادہ کر لیا۔ اور ہم نے مقدمہ تفسیر میں معجز نما کی ضرورت کے عنوان کے ذیل میں بھی یہ روایت نقل کی ہے اور تفسیر برہان میں بروایت عیاشی ملاحظہ مذکور ہے۔

اور تفسیر برہان میں بروایت کلینی حماد بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ ایک دن

مساجد کا معنی اور طریقہ نماز شیعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا اے حماد! کیا تو نماز غریب کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؟ تو میں نے عرض کی حضور! میں نے نماز کے متعلق حریر کی کتاب یاد کی ہوئی ہے تو آپ نے

فرمایا اے حماد! اس میں کوئی حرج نہیں کھڑے ہو کر میرے سامنے نماز پڑھو، حماد کہتا ہے کہ میں اُن کے سامنے قبلہ رو کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی پس فرمانے لگے۔ اے حماد! تجھے نماز پڑھنی نہیں آتی اور کس قدر بُری بات ہے کہ انسان کی ساٹھ یا ستر برس زندگی گزر جائے اور ایک نماز بھی اس نے صبح نہ پڑھی ہو حماد کہتا ہے مجھے حضورؐ کے اس فرمان سے دل میں خجالت محسوس ہوئی پس میں نے عرض کی قبلہ! میری جان آپ پر خدا ہو آپ مجھے نماز کا طریقہ سکھائیں پس امام عالی مقام قبلہ رو کھڑے ہو گئے اور اپنے دونوں ہاتھ رانوں تک لٹکائے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملی ہوئی تھیں اور قدموں کے درمیان کا فاصلہ تین کھلی انگلیوں کے برابر تھا اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی جانب تھا جن میں کوئی کچی نہ تھی پس خشوع و خضوع سے آپ نے تکبیر کہی پس سورہ فاتحہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھا اس کے بعد سورہ توحید کو پڑھا اور ایک سانس کا وقفہ کر کے حالت قیام میں دونوں ہاتھوں کو منہ کے برابر تک بند کیا اور خشوع کے ساتھ تکبیر کہی اور رکوع میں گئے اور اپنے دونوں کف دست سے گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلا اور ہاتھوں کی انگلیاں اس وقت کھلی تھیں اور پشت سر کے برابر سیدھی تھی کہ اگر اوپر ایک قطرہ پانی پڑتا تو وہ بہہ نہ سکتا اس حالت میں گردن دراز تھی اور آنکھیں بند تھیں پس نہایت ترتیل کے ساتھ تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ پڑھا اور پھر کھڑے ہو گئے اور حالت قیام میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَ کہا اور اسی قیام کی حالت میں اللہ اکبر کہا اور ہاتھوں کو منہ کے برابر تک بلند فرمایا پھر سجدہ میں گئے پس گھٹنوں کے سامنے ہاتھوں کو قبلہ رخ اور منہ کے برابر رکھا اس وقت ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی تھیں پس آپ نے تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ زبان پر جاری فرمایا جبکہ جسم کا کوئی حصہ آٹھ اعضاء کے علاوہ زمین پر لگا ہوا نہ تھا وہ آٹھ اعضاء یہ ہیں دونو ہتھیلیاں دونو گھٹنے دونو پاؤں کے انگوٹھے پیشانی اور ناک کا کنارہ دچنانچہ بعد میں آپ نے فرمایا کہ ان میں سے سات اعضاء کا زمین پر ٹیکنا فرض ہے دونو ہتھیلیاں دونو گھٹنے دونو پاؤں کے انگوٹھے اور پیشانی اور انہی کا قرآن مجید میں ذکر ہے اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا اور ناک کا زمین پر رکھنا سنت ہے اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا جب درست بیٹھ گئے تو تکبیر کہی اور اس طرح بیٹھے کہ دائیں قدم کی پشت بائیں قدم کے تلے سے لگی ہوئی تھیں اور جسم کا بوجھ بائیں ران پر تھا پس اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ اَتُوْبُ النّٰبِيَّ پڑھا اور اسی حالت میں پھر تکبیر کہی اور بعد میں دوسرے سجدہ کے لئے جھکے اور وہی ذکر پڑھا جو پہلے سجدہ میں پڑھا تھا اور اعضاء مذکورہ کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ زمین پر لگا ہوا نہ تھا کہنیاں بھی زمین سے اٹھی ہوئی تھیں پھر اسی طریقہ سے دوسری رکعت پڑھی اور جب تشهد میں بیٹھے تو ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی تھیں پس سلام پڑھا اور مجھے فرمایا۔ اے حماد نماز اس طرح پڑھا کرو اور اسی روایت کو شیخ صدوق علی اللہ مقامہ نے فقہ میں بھی نقل فرمایا ہے

تَنْبِيْہ: بعض مومنین رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر پڑھتے ہیں حالانکہ امام عالی مقام کے بتائے ہوئے طریقہ کی بناء پر حالت قیام میں تکبیر کہہ کر بعد میں رکوع کی طرف جھکنا چاہیے اسی طرح اُٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَ کہنا درست نہیں بلکہ کھڑے ہو کر حالت قیام میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَ کہہ کر بعد میں سجدہ کی طرف جھکنا چاہیے اسی طرح

قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا

اللہ کا بندہ (محمدؐ) اس کو پکارنے کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس پر جھم ہو جاتے ہیں کہہ دیجئے میں تو اپنے رب کو پکارتا

رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا

ہوں اور اس کا کسی کو شریک نہیں کرتا کہہ دیجئے میں تو تمہارے لئے کسی نقصان کا نفع کا مالک

سجدے سے اٹھ بیٹھنے کے بعد حالت قعود میں اللہ اکبر کہنا چاہیے اور اَسْتَغْفِرُ اللہ رَبِّي وَ اُتُوْبُ اِلَيْهِ کہ حالت قعود ہی میں تکبیر کہہ کر دوسرے سجدہ میں جانا چاہیے اور حالت قعود میں اللہ اکبر کہہ کر اٹھنا شروع کیا جائے اور اُٹھنے کی حالت میں بِحَوْلِ اللہ وَ قُوَّتِهِ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ پڑھنا چاہیے گویا پوری نماز کے اذکار حالت سکون و اطمینان میں بجالانے چاہئیں صرف بِحَوْلِ اللہ قعود سے قیام کی طرف حرکت کرنے کی حالت میں پڑھا جاتا ہے۔ نماز کے باقی احکام و مسائل تفسیر کی جلد ۹ میں ص ۴۴ تا ص ۴۵ پر ملاحظہ ہوں۔

قَامَ عَبْدُ اللَّهِ - اس کے معانی متعدد کئے گئے ہیں (۱) جب بھی حضور نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو قرآن مجید سُنانے کیلئے قوم جن ہجوم کر لیتی ہے اور ایک دوسرے پر چڑھ اُتے ہیں (۲) جنوں نے واپس جا کر اپنی قوم سے بیان کیا کہ جب حضور نماز پڑھتے ہیں تو قرآن سُنانے کے لئے صحابہ ایک دوسرے سے سبقت لینے اور مقام قرب حاصل کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور حضور کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم ہو جاتا ہے (۳) جب آپ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے ہیں تو روکاؤں میں ڈالنے کے لئے اور آپ کی ایذا رسانی کے لئے کفار قریش دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کے ارد گرد ہجوم داکٹھ ہو جاتا ہے۔

وَلَا أُشْرِكُ بِهِ - قریش نے حضور کو کہا تھا کہ تم نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے اور ایسی چیز پیش کی ہے جو اس سے پہلے ہم نے نہیں سنی تھی

رُكُوْعًا ۱۲ | مقام توحید

لہذا مناسب ہے کہ اس سے باز آجاؤ تو بحکم پروردگار آپ نے فرمایا میں تو صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور اس کا کسی کو شریک نہیں قرار دیتا۔ اس میں شک نہیں کہ مقام توحید ہی جس قدر اہم ہے اُسی قدر اس کی تبلیغ کٹھن ہے لوگوں کی خواہشات کی آزادی و آوارگی صرف توحید کے عقیدہ کے بعد ہی کنٹرول میں لائی جاسکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں خواہش پرست و عیاش طبع طبقہ عقیدہ توحید کو لٹکارتا رہا اور تمام انبیاء سابقین کی زندگیاں زیادہ تر اسی عقیدہ کی تبلیغ و حفاظت میں صرف ہوئیں۔

اور لوگوں کی اکثریت ہمیشہ مافہم کی تابع ہوا کرتی ہے اور تحقیق بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا کرتی ہے اس لئے توحید کا پیغام بڑی بہت والوں کا کام ہے بڑے بڑوں کو مفاد پرست عوام طبقہ جو تحقیق سے سرکار نہیں رکھتا خدا ماننے پر تیل جاتا تھا تاکہ خوشامد کے ذریعہ کا سہ لیسے شکم پُر پی اور تکمیل خواہشات میں زیادہ سے زیادہ بہرہ اندوز ہو سکے اور انبیاء چونکہ خارق عادت معجزات کے حامل ہوا کرتے ہیں اس لئے عوام الناس کے متعلق یہ خطرہ ناگزیر ہے کہ وہ اپنی خوشامدانہ افتاد طبع کے ماتحت اعجاز پیغمبری کو دیکھ کر کہیں ان کو خدا نہ سمجھ بیٹھیں اس لئے کہ تحقیق طلب لوگ ہی مقام توحید کو دلیل و برہان سے سمجھنے کی کوشش

رَشَدًا ۲۲) قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ

نہیں ہوں کہہ دیجئے مجھے اللہ سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا اور ہرگز میں کسی کو اس کے رسا

مُلَحَّدًا ۲۳) إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَةً وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ

جائے پناہ نہیں سمجھتا مگر اللہ کی جانب سے تبلیغ اور اس کی پیغام رسانی (میرا کام ہے) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اُن کیسے

کرتے ہیں ورنہ بھیر پھال مخلوق کے لئے جہاں صرف سیم و زر کی فراوانی اس کے خدا کہلانے کے لئے کافی سمجھی جاتی ہو وہاں ان کے نزدیک کسی خارق عادت معجزہ کا اظہار یقیناً خدا کہلانے کا محرک بن سکتا ہے اس لئے پروردگار نے انبیاء کی دعوت میں مقام توحید کی وضاحت و تبلیغ کو اہم قرار دیا اور اسی کو دین کی اصل کہا گیا اور حضرت رسالتاً ب چونکہ تمام انبیاء کے سلطان تھے ان پر بھی ربوبیت کا شک ناگزیر تھا لہذا انہوں نے واضح نغظوں سے اعلان فرمادیا کہ میں تو اپنی ہر مشکل میں اللہ کو ہی پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیتا۔ اور اسی نکتہ کے پیش نظر پہلی آیت میں حضرت نبی کریم کو عبد اللہ کے نام سے یاد کیا گیا تاکہ یہ ذہن نشین ہو جائے کہ یہ اللہ کا عبد ہے اور اسی کو پکارتا کرتا ہے اور لوگوں کو ہر مشکل و مصیبت میں اس ایک کے پکارنے اور اُسی کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اسی اسوۂ حسنہ پر گامزن ہوتے ہوئے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اکثر مکاتیب میں اپنے آپ کو عبد اللہ لکھا ہے تاکہ لوگ مافوق البشر کمالات سے متاثر ہو کر ان کو کہیں خدا نہ کہہ دیں پس انسان کیلئے اپنی تمام حاجات و مشکلات میں اللہ کی طرف رجوع کرنا عین دین ہے پس وہی اسی لائق ہے کہ اس کو پکارا جائے اور حضرت محمد و آل محمد اس کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں انہوں نے انسانوں کو توحید کا سبق پڑھایا اور انہوں نے ہی دین اسلام کا حقیقی راستہ دکھایا اور انہی کے وسیلہ سے ہی دعائیں مستجاب ہوا کرتی ہیں اسی لئے معصوم کا فرمان ہے کہ دعا کی مقبولیت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اول و آخر میں محمد و آل محمد پر درود بھیجا جائے۔

لَا أُمْلِكُ لَكُمْ۔ مقام توحید کو پختہ کرنے کے لئے مزید فرمایا کہ اگر تم کو نقصان و ضرر و مصیبت و مشکل درپیش ہو تو اللہ کی طرف رجوع کیا کرو اور اسی کو پکارا کرو اور اگر کوئی چیز طلب کرنی ہو تو اسی سے ہی مانگا کرو پس جس طرح کسی بے جان کو اللہ کا شریک ماننا کفر ہے اسی طرح کسی جاندار کو شریک کہنا بھی کفر ہے اور میں بحیثیت پیغمبر تمہیں شرک سے روکنے کے لئے آیا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم دوسروں کو چھوڑ کر خود مجھے اس کا شریک ماننے لگ جاؤ۔ حاشا وکلا میں اس کا عبد ہوں شریک نہیں ہوں اور نہ میں تمہارے کسی نفع و نقصان کا مالک ہوں اور میں اپنے لئے اللہ کو ہی جاہ پناہ سمجھتا ہوں اور تمہیں بھی اسی کی دعوت دیتا ہوں اور جب مجھے اللہ کے علاوہ نہ کوئی بچا سکتا ہے اور نہ جائے پناہ بن سکتا ہے تو تمہیں بھی اسی ایک کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اسی امر کی تبلیغ پر میں مامور ہو کر آیا ہوں۔

إِلَّا بَلَاغًا۔ یعنی میں تمہارے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر تبلیغ کا علم بردار ہوں اور بلاغاً بدل ہے معتدا سے۔

نَارِجَهْمُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْ مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ

دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہاں تک کہ جب دیکھیں گے وہ چیز جس کا وعدہ کئے گئے ہیں تو جان

مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا ۖ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقْرَبُ مَا تُوعَدُونَ

میں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کے ساتھی کم ہیں کہہ دیجئے میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے جس کا تم وعدہ

أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ۖ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ إِلَّا

کئے گئے ہو یا اللہ اس کی مشیت کو بڑھائے گا؟ وہ غیب کے جاننے والا ہے پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر جس کو

مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۚ

جس سے رسولوں میں سے کیونکہ تحقیق وہ اپنے ماقبل و مابعد کے متعلق صحیح راستہ پر گامزن ہوا کرتا ہے

لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۚ

تاکہ اُسے پتہ ہو کہ وہ اپنے رب کے پیغامات پہنچا چکے ہیں اور اللہ احاطہ کر نیا لایا ہے ہر اس چیز کا جو ان کے پاس ہے اور احصا کر نیا لایا ہے ہر شے کی تعداد کا

حَتَّىٰ إِذَا رَئِيْنَا جِبَاطَ الْوَادِیْنِ فَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْوَادِیْنِ جِبَالٌ مَدْبُورَةٌ ۚ

مومنوں کا مددگار یعنی اللہ کمزور ہے اور ان کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے لشکر کی تعداد کم ہے یا ان کے لشکر کی نفی نفی ہوئی ہے؟

إِنْ أَدْرِي ۚ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ

الَّا مَنْ ارْتَضَىٰ ۚ عِلْمُ الْغَيْبِ سِوَا اللَّهِ ۚ كَوْنِي لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ

وہ دے سکتا ہے بلکہ دیدیتا ہے تاکہ وہ اپنے سے پہلے بادبانِ دین یا اپنے سے بعد والے نمائندگانِ توحید کے صحیح مسلک پر گامزن ہو سکے

اور یہ اندازہ کرنا کہ اللہ نے کس رسول کو کتنا دیا؟ مشکل ہے البتہ ہر رسول کو اُس نے اس کے شان کے مطابق دیا تاکہ پوری طرح وہ اپنی اُمت

کو ہر ممکن طریقہ سے مطمئن کر سکے اور حضرت محمد مصطفیٰؐ چونکہ تمام رسولوں کے سلطان اور سب سے افضل ہیں لہذا ان کو تمام رسولوں سے زیادہ

دیا اور اس قدر دیا جب قدر ان کی عالمی رسالت کے ماتحت ان کے شایانِ شان تھا پس تمام نبیوں اور رسولوں سے زیادہ دیا اور حضرت علیؑ

سے حضرت مہدی علیہم السلام تک تمام ائمہ چونکہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے صحیح جانشین ہیں لہذا غیوب کا علم رکھنے میں تمام انبیاء و مرسلین

سے افضل و برتر ہیں اور ترکیبِ نبوی کے اعتبار سے مَنِ ارْتَضَىٰ میں اسم موصول مبتداء ہے اور فَإِنَّہُ اس کی خبر ہے اور آخر میں

فرمایا کہ جس نبی و رسول کو جس قدر علم ہے وہ اللہ کے احاطہ علم کے اندر ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ اس نے کس کو کتنا دیا ہے۔

سورہ مزمل

- یہ سورہ مکہ ہے بعض اس کو مدنی کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک اس کی کچھ آیات مکی اور کچھ مدنی ہیں اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کو ملا کر اکیس ہے۔
- حضرت رسالتؐ سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ مزمل کی تلاوت کرے گا وہ دنیا میں بد حالی سے محفوظ رہے گا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص نماز عشاء میں یا نماز تہجد میں سورہ مزمل کی تلاوت کرے گا تو بروز محشر شب و روز اس کے شاہد ہوں گے اور ایسے شخص کی زندگی اور موت دونوں پاکیزہ ہوں گی۔
- تفسیر برہان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو باقاعدگی سے ہر روز پڑھتا رہے اس کو جناب رسالتؐ کی زیارت نصیب ہوگی اور جو نیکی اللہ سے طلب کرے گا اس کو دی جائے گی اور جو شخص اس کو شب جمعہ میں ایک سو مرتبہ پڑھے اس کے ایک سو گناہ معاف ہوں گے اور ایک سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس کو ہمیشہ پڑھتا رہے دنیا و آخرت کی بد حالی اس سے دور ہوگی اور رسالتؐ کی زیارت اس کو نصیب ہوگی۔
- دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اس کی تلاوت کرے تمام انسانوں اور جنوں کے برابر غلام آزاد کرنے کا ثواب اس کو ملے گا اور دین و دنیا کی سختیاں اس سے دور ہوں گی اور عالم خواب میں رسالتؐ کی زیارت اس کو نصیب ہوگی پس اُن سے جو چاہے مانگے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

يَا أَيُّهَا الْمَزْمِلُ ② قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ③ نِصْفَهُ ④ وَأَنْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ⑤

اے کملی اورڑھنے والے رات کو اٹھو (عبادت کیلئے) مگر کم نصف رات یا اس سے کم کر دو تھوڑا سا

يَا أَيُّهَا الْمَزْمِلُ ⑥ یہ باب تفعیل سے ہے کیونکہ اصل میں تَزْمِلُ يَتَزَمَّلُ تَزْمَلًا فَهُوَ مَزْمَلٌ سے ہے پس قاعدہ صرفی کے لحاظ سے تاء کو زاء سے تبدیل کر کے زاء کو زاء میں ادغام کر دیا گیا اور

مَزْمِلٌ بن گیا اس کا لغوی معنی ہے اپنے اوپر کپڑا لپیٹ لینا اور جب یہ سورہ اترا اس وقت حضورؐ اپنے جسد اطہر پر کھلی لپیٹے ہوئے تھے اور حضورؐ کے ناموں میں سے ایک نام مزمل بھی ہے۔

رکوع ۱۳

أَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سُلِّقِيَ عَلَيْكَ تَوْلًا ثَقِيلًا ۝ إِنَّا نَاشِئَةٌ

یا اس سے کچھ زیادہ کر دو اور قرآن کو ترتیل سے پڑھا کر دو تحقیق ہم تیرے اوپر ایک وزن دار کلام اتاریں گے تحقیق اٹھنا

الَّيْلُ هِيَ أَشَدُّ وَطًا ۝ وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا طَوِيلًا ۝

رات کا بہت زیادہ مشقت کا موجب بھی ہے اور قرأت کیلئے مناسب و موزوں بھی ہے بے شک تمہارے لئے دن میں چلنے پھرنے کا وقت کافی ہے

قُمِ اللَّيْلَ الْأَقْلِيلًا - یہ رات کی عبادت کے لئے قیام کا امر ہے اور نِصْفَهُ بدل بعض ہے یل سے یعنی رات کا نصف حصہ یا اس سے کچھ کم یا بیش وقت عبادت کے لئے قیام کرو اور اس سے نماز تہجد کا وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے لیکن اسی سورہ کے آخری حصہ میں رخصت نازل ہوئی اور مروی ہے کہ نبی کریم اور صحابہ رات کو عبادت کے لئے قیام کرتے تھے اور چونکہ اس زمانہ میں ٹائم کو صحیح معلوم کرنے کے لئے آلات موجود نہ تھے اس لئے رات کا اکثر حصہ بیداری میں گاتے تھے اور ایک سال تک اس وجہی امر کے ماتحت نماز تہجد یا بندی سے ادا ہوتی رہی پھر سال کے وقفہ کے بعد اس سورہ کا آخری حصہ نازل ہوا جس میں حکم ہوا کہ اس مشقت کو چھوڑ دو اور اسی قدر شب بیداری کرو جتنا ممکن ہو فاقرء واما تليسر منه

الْأَقْلِيلًا - استثناء ہے یعنی ہمیشہ رات کا نصف یا کم و بیش حصہ عبادت کرو مگر تھوڑی راتیں جب سفر یا کوئی دوسرا عذر پیش ہو

أَوْ انْقُصْ - یعنی نصف شب سے کچھ کم کر دو یا کچھ زیادہ کر دو۔

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ - یعنی ادائیگی حروف و الفاظ میں محتاط رہو اور حروف کو اپنے فوارج سے ادا کرو حضرت ابن عباس کہا کرتے تھے کہ میں ترتیل کے ساتھ صرف سورہ بقرہ پڑھوں تو وہ مجھے بلا ترتیل قرآن کے ختم کر لینے سے محبوب تر ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اس کا معنی یہ منقول ہے کہ اس کو واضح اور صحیح اس طرح پڑھو کہ نہ اشعار کی طرح جلدی سے پڑھو اور ریگ کے دانوں کی طرح بکھر کر پڑھو بس اس طرح پڑھو کہ اس سے سخت دل بھی نرم ہو جائیں اور آخر سورہ تک جلدی پہنچنے کا خیال نہ کیا کرو اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس آیت میں جنت کا ذکر ہو تو ٹھہر کر جنت کی دعا کر لیا کرو اور جس آیت میں دوزخ کا تذکرہ ہو تو رک کر اس سے پناہ مانگ لیا کرو اور بروایت ابو بصیر آپ سے ترتیل کا معنی منقول ہے کہ حسین کو آواز اور اچھے لہجے سے قرآن کی تلاوت کیا کرو اور ام سلمہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول کریم تلاوت قرآن میں آیت آیت پڑھ کر خاموش ہو جایا کرتے تھے اور یہ کہ قاری قرآن کو بروز محشر ندا آئے گی کہ قرآن کو پڑھتا جا اور مدارج جنت پر چڑھتا جا۔

تَوْلًا ثَقِيلًا - قرآن کو قول ثقیل اس لئے کہا گیا ہے کہ اس پر پابندی سے عمل کرنا عام طبائع پر ثقیل ہوتا ہے یا یہ کہ یہ کلام ایک وزنی کلام ہے عام کلاموں کی طرح نہیں ہے یا یہ کہ قیامت کے روز میزان عمل میں یہ کلام وزنی ثابت ہوگا۔

نَاشِئَةٌ اللَّيْلِ - صادقین علیہم السلام سے مروی ہے کہ اس کا معنی ہے آخر شب میں تہجد کے لئے اٹھنا۔

v.
Sup

وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِيلًا ۝

اور اللہ کے نام کو یاد کرو اور اسی کی طرف یکسوئی اختیار کرو جو مشرق و مغرب کا رب ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

ہوفاً تَحِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِيلًا ۝

پس اسی کو جائے اعتماد سمجھو اور صبر کرو جو کچھ وہ کہتے ہیں اور اُن سے اچھے انداز میں قطع تعلقی کرو

اَشَدُّ وُطْءً یعنی پھل رات کا اٹھنا اگر یہ مشقت طلب تو ہے لیکن عبادت کے لئے موزوں ہے قیل سے مراد قول یعنی عبادت ہے کیونکہ اس وقت سکون اور خاموشی ہوتی ہے لہذا یہ وقت خضوع و خضوع کے لئے زیادہ موزوں ہے اور اگلی آیت میں ہے کہ کاروبار کے لئے دن کافی ہوتا ہے لہذا رات کا یہ حصہ یاد خدا میں ہی بسر کر لیا کرو۔ علامہ طبرسی فرماتے ہیں اس سے ان لوگوں کے عذر کی نفی ہوتی ہے جو نماز تہجد کو تعلیم و تعلم کے بہانہ سے چھوڑ دیتے ہیں اس پر عیسیٰ شیخ ابوالحسن شعرانی تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ طبرسی نے دور حاضر میں طلباء و مدرسین کی بد عادت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ نماز تہجد کو ترک کرتے ہیں اور بہانہ تعلیم و تعلم کو قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں تو علامہ طبرسی کے زمانہ سے بھی بات بہت آگے بڑھ چکی ہے کہ تہجد پڑھنا تو درکنار طالب علموں کو صبح قرأت کا بھی پتہ نہیں ہے اور بہانہ یہ بناتے ہیں کہ علم تجوید واجب نہیں ہے اور یہ یاد رہے کہ شریعت میں بعض ایسے امور کا حکم ہے جن کے لئے اہل خبرہ کی طرف رجوع ضروری ہوا کرتا ہے مثلاً استقبال قبلہ کے لئے علم ہیئت کے ماہرین صبح رائے دیں گے اور برالدین کے لئے عامۃ الناس کا عرف صحیح فیصلہ کرے گا اسی طرح قرأت صحیحہ کا فیصلہ علم صرف و نحو سے ہوگا اور ترتیل کا تعین علم تجوید سے ہوگا۔

اقول: سابق علماء اپنے زمانہ کے مدرسین و طلباء کی نماز تہجد میں سہل انگاری کا رونا روتے تھے اگر وہ آج ہوتے تو دیکھتے کہ نماز تہجد تو درکنار صبح و مغرب و ظہر ہی کے نوافل کی پرواہ نہیں کی جاتی اسی طرح نماز کو باجماعت ادا کرنا بھی تاوان سمجھا جاتا ہے خداوند کریم ہمیں نوافل و واجبات پر پابندی و مواظبت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

تَبَتَّلْ إِلَيْهِ - یہ بتل سے ہے جس کا معنی ہے قطع کرنا اور یہاں دنیاوی امور سے قطع تعلقی اور صرف اللہ کی طرف رجوع کرنا مراد ہے اور اسی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا کو بتول کہا جاتا ہے اور اس کا معنی اخلاص و توکل بھی کیا گیا ہے اور اس کے بعد مصدر بطور مفعول مطلق کے تَبَتَّلْ ہونا چاہیے تھا لیکن آیات کے فواصل کی رعایت کے لئے باب تفعیل کے بجائے باب تفعیل تبتیل لایا گیا ہے اور صادقین علیہم السلام سے اس جگہ بتل سے مراد نماز میں رفع یدین لیا گیا ہے۔

وَأَصْبِرْ - یعنی کفار مکہ آپ کو ساحر شاعر یا دیوانہ جو کچھ بھی کہیں آپ صبر و حوصلہ کا دامن نہ چھوڑیں۔

وَاهْجُرْهُمْ ہجر جہل سے مراد یہ ہے کہ کفار سے دل ہی دل میں قطع تعلقی رکھئے اور اس کو ظاہر نہ ہونے دیجئے تاکہ تبلیغ رسالت میں رکاوٹ پیدا نہ ہو جائے اور معاشرہ میں یہ صفت نہایت اعلیٰ کردار کی غماز ہے۔

اور ناز و نعمت سے پردہ قرآن کو بھٹلانے والوں کو میرے حوالہ کر دو اور انہیں تعویذی جہلت دیدو تحقیق ہمارے پاس طوق و زنجیر

محمی ہیں اور معجزاتی ہوئی آگ بھی ہے اور گلوگر کھانا اور دردناک عذاب بھی ہے جس دن زمین و پہاڑ کانپیں گے

اور پہاڑ ریت کے ٹیلے (کماند ذرات) ہوں گے تحقیق ہم نے تہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر شاہد ہے

تھا جس طرح ہم نے فرعون کی لہ رسول بھیجا تو ہم نے اس کو سخت

پس تم کس طرح بچو گے اگر تم نے کفر کیا اس دن سے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا

جَحِيمًا: بھڑکتی ہوئی آگ کو کہتے ہیں اور جہنم کے ایک طبقہ کا نام بھی جحیم ہے۔

ذَاقِصَّةَ - یعنی جہنمیوں کو ایسی غذا ملے گی جو گلوگیر ہوگی اور اس سے مراد زقوم بھی لی گئی ہے۔

مہیلا۔ جب ریت کے ڈھیر میں سے ریت نیچے سے نکالی جائے تو اوپر والی گرنا شروع ہو جاتی ہے اسی کو مہیلا کہتے ہیں اور اہالة القراب کا یہی معنی ہوا کرتا ہے یعنی اس دن پہاڑوں کی سمتی ختم ہوگی اور وہ ذرات رنگ طرح ہوں گے۔

اِنَّا ارْسَلْنَا۔ اللہ نے اس آیت مجیدہ میں امت محمدیہ کو امت موسویہ سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح ہم نے موسیٰ کی طرف رسول بھیجا تھا اسی طرح تمہاری طرف بھی رسول بھیجا ہے اور فرعون نے رسول کی نافرمانی کی اور اس کا حشر و انجام تمہارے سامنے ہے کہ ہم نے کس طرح سختی سے اس کو گرفتار عذاب کر لیا تھا پس تم اگر دانا ہو تو اس کی گرفتاری سے نصیحت حاصل کرو اور اُس جیسے حالات اپنے اندر پیدا کرنے سے گریز کرو اور اس مشابہت کی تفصیل ہم نے تفسیر کی دوسری جلد صفحہ ۱۶۴ تا صفحہ ۱۷۰ پر کر دی ہے لہذا اس جگہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔

وَبِئْسَ مَا يَشْكُرُ ۚ كُوْهِلٌ لِّدُهْرٍ مُّزْنٍ ۖ يُرْمَىٰ ذِكْرُهُمْ فِي الْمَوْتِ ۖ وَفِي الْعَذَابِ مُشْرِقٌ ۝

السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝۱۹ إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ

آسمان اُس دن بھٹ جائے گا اس کا وعدہ ہو کے رہے گا تحقیق یہ نصیحت ہے پس جو چاہے

شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝۲۰ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ

اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرتے تحقیق تیرا رب جانتا ہے کہ تم (بعض اوقات) دو تہائی شب سے

مِنْ ثُلَاثِي اللَّيْلِ وَنِصْفِهِ وَثُلَاثِيهِ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُبَدِّلُ

کم قیام کرتے ہو اور (بعض اوقات) نصف شب اور (بعض اوقات) تہائی شب اور تیرے ہمراہیوں کا گروہ بھی (ایسا کرتا ہے) اور اللہ

اللَّيْلِ وَالنَّهَارُ عِلْمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ

شب و روز کی مقدار مقرر کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ تم ہرگز اس کا صحیح تعین نہ کر سکو گے پس اُس نے تم پر رحم کیا پس جس قدر

الْقُرْآنِ عِلْمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَّرْضَىٰ ۚ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي

قرآن پڑھنا آسان ہو پڑھا کر اس کو علم ہے کہ تم میں سے بیمار بھی ہوں گے اور بعض زمین میں سفر کر رہے ہوں گے تاکہ

الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۚ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اللہ کا رزق تلاش کریں اور دوسرے بعض اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوں گے

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا

لہذا جو کچھ اس میں سے آسان ہو پڑھ لیا کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو اچھا قرضہ دو

کو واپس مصیبت کو وبال اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔

مُنْفَطِرٌ بِهِ۔ حرف جار بارانی کے معنی میں ہے کہ اس دن کی شدت سے آسمان بھٹ جائے گا اور وہ دن اس قدر سخت

ہوگا کہ اس کی سختی بچوں کو بوڑھا کر دے گی یا یہ کہ اس قدر لمبا ہوگا کہ بچے اس وقتے میں بوڑھا پے کو پہنچ جائیں گے۔ یعنی اگر اس قدر طول یا

سختی دنیا میں دیکھی جاتی تو بچوں کو بھی بوڑھا کر دیتی ورنہ وہاں قیامت کے روز تو بچوں کے بوڑھا ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اللہ کو نہ کہ

استعمال کیا گیا، کیونکہ لفظ مذکر ہے یا بھت کے معنی میں ہے یا امْرَأَةً مُطْفِلًا وَمَوْضِعَ کی طرح ہے یعنی ذات طفل وذات رِضَاع۔

رکوع نمبر ۱۲ | اِنَّكَ تَقُومُ۔ ابتداء سورہ میں رات کے قیام کا امر تھا جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ پس صحابہ بعد از اقامت

حَسَنًا وَمَا تَقَدَّمُوا لَأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ

اور جو کچھ بھی تم اپنے لئے بھیجو گے نیکی سے اللہ کے پاس پاؤ گے عمدہ اور اعظم

خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۱﴾

اجر کے اعتبار سے اور اللہ سے بخشش طلب کرو تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

رات بھر جاگ لیتے تھے تاکہ معین وقت سے ہمارا قیام کم نہ رہے تو یہاں اس حکم میں تخفیف کی گئی ہے اور وجوب کے بجائے اس کو سنت قرار دیا گیا ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جو بعض صحابہ حضورؐ کے ہمراہ ساری رات کھڑے ہو کر عبادت میں گزارتے تھے حتیٰ کہ ان کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے وہ حضرت علیؓ اور حضرت ابوذرؓ تھے۔

وَاللَّهُ يُقَدِّرُ۔ یعنی شب و روز کے اوقات کا صحیح اندازہ تو اللہ کو ہی معلوم ہے اور تم لوگ اس کا ہرگز احصاء نہیں کر سکتے لہذا اللہ نے تم پر اپنے فضل و کرم سے تخفیف کر دی ہے کہ اب جس قدر تمہیں آسان ہو پڑھ لیا کرو بعضوں نے اس جگہ نماز تہجد مراد لی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مطلق قرآن کی تلاوت کا حکم استجابی ہے اور اس کی مقدار میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے پچاس آیات بعض نے ایک سو آیات اور بعض نے دو سو آیات روزمرہ پڑھنے کی کم از کم حد مقرر کی ہے۔

سُورَةُ مَدَّثَرُ

یہ سورہ مکہ ہے۔

آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر ستاون ہے
حدیث نبوی میں ہے کہ سورہ مدثر کی تلاوت کرنے والے کو حضورؐ کی تصدیق یا تکذیب کرنے والوں کی تعداد سے دس گنا اجر ملے گا
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص نماز فریضہ میں سورہ مدثر کی تلاوت کرے گا خداوند کریم اس کو حضرت محمد مصطفیٰؐ کے درجہ میں جگہ دے گا اور دنیا میں اس کو کوئی بد بختی مس نہ کرے گی۔

فوائد القرآن میں مصباح کفعمی سے مروی ہے کہ جو شخص اس سورہ کی تلاوت روزانہ باقاعدگی سے کرے گا تو اس کے آخر میں جو دعا کرے گا وہ مستجاب ہوگی اور اگر حفظ قرآن کی دعا کرے گا تو حافظ قرآن ہوگا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر حفظ قرآن کی دعا کرے تو اس وقت تک اس پر موت نہ آئے گی جب تک قرآن کو حفظ نہ کرے گا اور اگر اس سے بھی زیادہ کی دعا کرے تو وہ بھی مقبول ہوگی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے دشمنوں کو مٹا دینے والا

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ② قُمْ فَأَنْذِرْ ③ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ ④ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ⑤ وَالرُّجْزَ ⑥

اے لحاف اوڑھنے والے اٹھو ڈراؤ اور اپنے رب کی کبریائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور نجاست سے

فَاهْجِرْ ⑦ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ⑧ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ⑨ فَإِذَا أَنْقَرْنَا النَّاقُورَ ⑩

دُور رہو اور زیادہ حاصل کرنے کے لئے احسان مت کرو اور اپنے رب کے لئے صبر کرو پس جب پھونکا جائے گا صور میں

رکوع نمبر ۱۵ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ - ثار سے باب تفعیل ہے اور اصل میں مدثر تھا پس ثار کو دال میں ادغام کیا گیا جس طرح منزل کی تعیل میں گذر چکا ہے اور ثار لباس کو کہا جاتا ہے روایات عامہ میں ہے کہ حضور پر جب پہلی

دفعہ وحی اتری تو غیبی آواز کو سُن کر ڈر گئے اور اس قدر گھبرائے کہ گھر میں پہنچ کر فرمایا دِثْرُؤُنِی دِثْرُؤُنِی یعنی مجھے کپڑوں میں چھپاؤ مجھ پر لحاف وغیرہ ڈال کر مجھے چھپا لو لیکن جبریل اسی حالت میں یہ سورہ لائے اور کہا يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ - اے لباس اوڑھنے والے اٹھو اور اپنی قوم کو ڈراؤ۔ علامہ طبرسی صاحب مجمع البیان فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرف، واضح براہین کے ساتھ وحی فرماتا ہے اور نبی کو پتہ ہوتا ہے کہ مجھ پر وحی ہو رہی ہے لہذا نبی کو نہ ڈر لگتا ہے اور نہ گھبرایا کرتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ حضور نے ایک چھوٹی سی چادر اپنے جسم اطہر پر لپیٹی ہوئی تھی اور سورہ ہے تھے پس وحی نازل ہوئی اے مدثر نیند سے جاگو اور فریضہ تبلیغ ادا کرو اور آنحضرتؐ کے وہ نام جن کا قرآن میں ذکر ہے ان میں سے ایک مدثر بھی ہے۔

وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ - مفعول کی تقدیم حصر کے لئے ہے کہ صرف اپنے رب کی کبریائی کا نعرہ لگاؤ۔ اللہ اکبر ثِيَابَكَ اپنے لباس کو پاک رکھو یہ خطاب اگرچہ حضورؐ کو ہے لیکن مراد ساری امت ہے اور ثياب سے مراد نفس بھی لیا گیا ہے کہ نفس کو گناہوں سے پاک کرو اور بعضوں نے ثياب سے مراد بیویاں لی ہیں کہ ان کو نیکی کی ہدایت کرو اور روایات اہلبیت میں ہے کہ اس جگہ چادر یا شلوار کو لمبا رکھنے سے روکا گیا ہے تاکہ زمین پر گھسیٹ کر اسے نجاست سے آلودہ نہ کرے۔

تَسْتَكْثِرُ - بعض لوگ کسی کو کچھ دیتے ہیں تاکہ وہ بدلہ میں اس کو اس سے زیادہ عطا کرے پس اللہ نے اس عادت سے روکا اَلنَّاقُورُ - یہ فاعول کا وزن ہے وہ چیز جس پر آواز نکلنے کے لئے چوٹ لگائی جائے اور اس جگہ نفع صور مراد ہے اور اس کا ذکر اس سے پہلے جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۴ پر گذر چکا ہے اور تفسیر برہان میں ہے نُقِصَ فِي النَّاقُورِ یعنی امام غائب کے کانوں میں ندا پہنچے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ناقور کا معنی ندا ہے اور ظہور قائم کے دن حضرت جبریل آسمان سے ندا دے گا پس وہ دن حضرت علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والوں کیلئے نہایت سخت ہوگا۔

فَذٰلِكَ يَوْمُنَا يَوْمُ عَسِيرٍ ۝۱۰ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝۱۱ ذَرْنِي وَمَنْ

تو وہ دن مشکل دن ہوگا کافروں پر غیر آسان ہوگا میرے ہی حوالہ کرو

خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝۱۲ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ۝۱۳ وَبَيْنَيْنِ شُهُودًا ۝۱۴

جسے میں نے تنہا پیدا کیا اور دیا میں نے اس کو مال زیادہ اور بیٹے حاضر

وَمَقَدُّتٌ لَهُ تَبَهُيدًا ۝۱۵ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ اَزِيدَ ۝۱۶ كَلَّا اِنَّهٗ كَانَ

اور میں نے اس کو ہر طرح کی سہولتیں دی پھر وہ مزید کا خواہشمند بھی ہے ہرگز نہیں کیونکہ وہ ہماری

لَا اِيْتَا عَيْنِدَا ۝۱۷ سَا رُهِقَ صَعُودًا ۝۱۸ اِنَّهٗ فَكَرَّ وَقَدَّرَ ۝۱۹ فَقُلْ كَيْفَ

آیات کا منکر ہے اسے بڑھتے ہوئے عذاب کی تکلیف دوں گا اس نے سوچا اور انداز کیا اس پر لعنت ہو

خَلَقْتُ وَحِيدًا۔ اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ میں نے تنہا ہی اس کو پیدا کیا ہے، دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے جب وہ پیدا ہوا تو تنہا تھا اور یہ ولید بن مغیرہ کے متعلق ہے اور صاحب دقین علیہا السلام سے مروی ہے کہ وحید کا معنی ولد الزنا ہے چنانچہ ہشام بن ولید بن مغیرہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے فخر یہ کہا کہ میں وحید کی اولاد سے ہوں تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کو وحید کے معنی کا پتہ ہوتا تو اس پر فخر نہ کرتا راوی نے پوچھا کہ اس کا معنی کیا ہے تو آپ نے فرمایا وحید اس کو کہتے ہیں جس کے باپ کا پتہ نہ ہو اور تفسیر برہان میں ہے اس کی وجہ تسمیہ ولید اس لئے ہوئی کہ اس نے تمام قریشیوں سے غلاف بیت اللہ کے متعلق کہا تھا کہ ایک سال تم سب مل کر اس کا غلاف دیا کرو اور ایک سال میں وحید یعنی اکیلا اس پر غلاف چڑھاؤں گا اور اس کے مالدار ہونے کا قرآن نے خود ذکر کیا ہے اور ایک روایت میں وحید سے مراد شیطان ہے کیونکہ وہ بھی ماں اور باپ کے بغیر پیدا ہوا ہے مَالًا مَّمْدُودًا یعنی پھیلا ہوا مال اور اس سے کثرت مال مراد ہے اور منقول ہے کہ مکہ سے طائف تک اس کی ملکیت تھی اونٹ گھوڑے اور پہل عدد حساب سے زیادہ تھے اسی طرح غلہ کے انبار اس کے پاس تھے اور لاکھوں دینار نقد اس کے خزانہ میں تھے اور غلاموں اور کنیزوں کی بھی فراوانی تھی۔

بَيْنَيْنِ شُهُودًا۔ باضابطہ روایات اس کے تیرہ یا سات بیٹے تھے اور سب گھر میں حاضر رہتے تھے کیونکہ امارت و ریاست کی وجہ سے ان کو سفر تجارت کی ضرورت ہی نہ تھی اور منقول ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد ولید کے بخت کو زوال شروع ہوا اور پھر ہمیشہ گھاٹے میں رہا۔

صَعُودًا۔ منقول ہے کہ جہنم میں ایک صاف پتھر کی چٹان ہوگی جس پر ولید کو چڑھنے کا حکم ہوگا کچھ فرشتے لوہے کے زنجیروں سے باندھ کر اس کو اوپر کھینچیں گے اور کچھ لوہے کے گرزوں سے اس کو پیچھے سے ماریں گے جب چوٹی پر پہنچے گا تو تھوڑے

قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ

اس نے اندازہ کیسے کیا؟ پھر اس پر لعنت ہو اس نے کیسے اندازہ کیا پھر اس نے غور کیا پھر توڑی چڑھائی اور منہ بنایا پھر بیچھے

أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ إِنَّ هَذَا الْأَسْحَرُ يُؤْثِرُ ۝ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ

کو ہٹا اور تکبر کیا تو کہنے لگا یہ کچھ نہیں سوائے جادو کے جسے سیکھا گیا ہے یہ کچھ نہیں سوائے ایک انسان

الْبَشَرِ ۝ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرٌ ۝ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۝

کے قول کے عنقریب ہم اسے سقر میں جلا دیں گے تمہیں کیا پتہ کہ وہ سقر کیا ہے؟ وہ نہ بچاتی اور نہ بھڑکتی ہے

دیں گے کہ وہ دھڑم جہنم کی تہ پر جا بیٹھے گا پھر اس کو اوپر لے جائیں گے اور چالیس برس کی چڑھائی ہوگی پس اسی عذاب میں وہ مبتلا رہے گا۔ العیاذ باللہ

فَقُتِلَ۔ یہ بد دعا کا کلمہ ہے یعنی اس پر لعنت ہو وہ اس قسم کی باتیں کیوں سوچتا ہے کہ آیات خداوندی کو جادو کہتا ہے اور حضور کی تردید کی فکر میں لگا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو انسانی کلام ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔
عَابَسَ۔ عیس کا معنی ترش روی ہے اور اس کی ضد طلاقت و بشارت ہے۔
وَبَسَرَ۔ یہ بسور سے ہے اور اس کا معنی ہے چہرہ پر غم و غصہ و کراہت کے اٹنا کا نمودار ہونا۔

شان نزول تفسیر مجمع الزیان میں ہے کہ جب خمر و الکتاب النبیین آیتیں اتریں تو حضور نے مسجد میں ان کی تلاوت کی اس وقت ولید بن مغیرہ مخزومی قریب سے سُن رہا تھا جب حضور نے محسوس فرمایا کہ ولید سُن رہا ہے تو آپ نے ان آیات کو دہرایا چنانچہ ولید سُن کر جب قوم کی طرف واپس پلٹا تو بنی مخزوم کی بھری مجلس میں اُس نے کہا بخدا میں نے محمد سے جو ابھی کلام سُنا ہے یہ نہ کسی انسان کا ہے اور نہ کسی جن کا ہے بے شک وہ کلام شیریں بھی ہے اور دلکش بھی اس کا ظاہر رنگین و مہلکار ہے اور اس کا باطن پُر مغن و پراسرار ہے اور اس کا مقابلہ ہرگز نہیں کیا جاسکتا یہ کہہ کر وہ گھر چلا گیا لیکن قریش میں یہ بات چل نکلی کہ اب ولید بھی محمد کے پسندے میں آگیا ہے اب قوم قریش سب کی سب محمد کے دین کی طرف جھک جائے گی اور ولید کو ریحانہ قریش کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ یہ باتیں سُن کر ابوہریرہ کو طیش آیا اُس نے کہا ولید کو میں ہی سمجھاؤں گا چنانچہ وہ غضبناک شکل بنا کر ولید کے پہلو میں جا بیٹھا جب اُس نے دریافت فرمایا کہ بھتیجے میں دیکھتا ہوں تیری شکل غضبناک ہے؟ خیر تو ہے؟ تو ابوہریرہ نے کہا میں نے قریش سے منہ منہ کی باتیں سُنیں ہیں؟ کہتے ہیں ولید بوڑھا ہو گیا ہے۔ اور اس کا توازن دماغی بگڑ چکا ہے ان کا خیال ہے کہ تو محمد کی بچی چڑی باتوں کے جال میں پھنس چکا ہے یہ سُن کر ولید اٹھ کھڑا ہوا اور ابوہریرہ کے ہمراہ دوبارہ قریش کی مجلس میں وارد ہوا اور کہنے لگا اے قریش تم کہتے ہو کہ محمد دیوانہ ہے میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کبھی اُس نے دیوانگی کی بات کہی ہے؟ تو سُننے

لَوَاحٍ لِلْبَشَرِ ۝ عَلِيهَا تِسْعَةُ عَشْرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً

چڑے کو متغیر کرتی ہے اسی پر انیس (فرشتے) ہیں اور ہم نے نہیں بنائے مَلَائِکَین جہنم مگر فرشتے

وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمُ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيَقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

اور ہمیں مقرر کی ہم نے ان کی یہ تعداد مگر کافروں کی آزمائش کے لئے تاکہ (ایک طرف) اہل کتب (یہود و نصاریٰ) کو

الْكِتَابَ وَيَزِدَّادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

یقین ہو جائے اور (دوسری طرف) مومنوں کے ایمان میں زیادتی ہو اور نہ شک کریں اہل کتب اور مومنین

وَالْمُؤْمِنُونَ وَلَيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا

اور تاکہ کہنے کا موقع ملے ان کو جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافروں کو کہ اللہ کی اس مثال سے کیا مراد

مَثَلًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ

ہے تاکہ گمراہ کرے جسے چاہے اور ہدایت کرے جسے چاہے اور اللہ کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا سوائے

کہا ہرگز نہیں پھر اُس نے کہا تم کہتے ہو کہ وہ کاہن ہے کیا تم نے اس کو اس قسم کی باتیں کہتے سنا ہے تو سب نے مل کر کہا کہ ہرگز نہیں اُس نے کہا تم کہتے ہو کہ وہ شاعر ہے تو کیا تم نے اس کو کبھی شعر کہتے سنا ہے؟ تو سب نے کہا کہ ہرگز نہیں کیونکہ حضور اعلان نبوت سے پہلے صادق و امین کے القاب سے معروف تھے پس قریش نے مل کر سوال کیا ہے؟ کہ اب تم بتاؤ وہ کیا ہے تو ولید نے غور و فکر کرنا شروع کیا اور غور و فکر کے بعد اس نے ایک نتیجہ نکالا اور وہ یہ کہ معاذ اللہ محمد جادوگر ہے اور اسی کو قرآن کی مذکورہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ اُس نے سوچا اور اندازہ کیا پھر یہ نتیجہ نکالا پس مُنہ بناتے ہوئے چہرہ پر تیوری پڑھاتے ہوئے اُس نے کہا وہ جادوگر ہے کیونکہ جادوگر اپنے جادو کی وجہ سے باپ بیٹوں میں اور شوہر و بیوی میں بھوٹ ڈالا کرتے تھے اور انہوں نے بھی بھوٹ ڈال دی ہے۔

عَلِيهَا تِسْعَةُ عَشْرَ دربانان جہنم کی تعداد انیس ہے جن کی آنکھیں بجلی کی طرح دانت بڑھے ہوئے کہ اُن کے دھان سے آگ کے شعلے نکلیں گے۔ مہر کیف ان کی شکل سخت ڈراؤنی ہوگی خدا نے ان کو عذاب کے لئے ہی پیدا کیا ہے کہ ان میں رحم پیدا ہی نہیں ہوا۔ ان میں سے ہر ایک ستر ہزار دوزخیوں کو ایک مٹھی میں اٹھا کر اکٹھا جہنم میں پھینک دے گا انیس کی تعداد اس لئے بیان کی ہے کہ یہود و نصاریٰ کی کتب میں بھی یہی تعداد مذکور تھی اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ تعداد اس لئے ہے کہ ایک طرف اہل کتب مطمئن ہو جائیں گے اور ان کو حضور کی صداقت کا یقین ہو جائے گا اور دوسری طرف مومن بھی مطمئن ہوں گے۔

إِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشَرِ ﴿٣٢﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٣﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا أَدْبَرَ ﴿٣٤﴾

اس کے اور یہ نہیں مگر انسانوں کے لئے نصیحت (ان کی خواہش) ہرگز نہیں (پوری ہوگی) چاند کی قسم رات کی قسم جب واپس جاتی ہے

وَالصُّبْحِ إِذَا أَصْفَرَ ﴿٣٥﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٦﴾ نَذِيرٌ لِلْبَشَرِ ﴿٣٧﴾ لِمَنْ

صبح کی قسم جب روشن ہوتی ہے تحقیق وہ (سفر) ایک بہت بڑی آگ ہے انسانوں میں سے اس کے لئے ڈرانے والی ہے جو چاہے تو اپنے

شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٨﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿٣٩﴾

اختیار سے (اطاعت کی طرف) آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے ہر شخص اپنے لئے ہونے اعمال میں مرہون ہوگا

لَيَقُولُ - یہ لام عاقبت کی ہے یعنی انجام کار منافقوں نے اور کافروں نے یہی کہا ہے کہ یہ تعداد اور یہ مثال کیوں دی گئی ہے؟

وَالْقَمَرِ - چاند کے گھٹنے بڑھنے اور طلوع و غروب میں چونکہ استعجاب پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو مقسم بہ قرار دیا گیا ہے۔

رکوع نمبر ۱۶

وَاللَّيْلِ - چونکہ شب و روز کے متبادل نظام میں پروردگار کی عجیب و غریب پُر از حکمت تدبیر ہے اور توحید کو سمجھنے کے لئے ذوی العقول کے لئے اس میں دعوت فکر ہے اس لئے رات کے جانے اور دن کے آنے کی قسم کھائی اور اسی بنا پر شاید وَالتَّهَارِ إِذَا دَبَّ اللَّيْلُ إِذَا أَظْلَمَ نہیں فرمایا کیونکہ روشنی کے بعد تاریکی کی آمد کا بیان اتنا رُوح پرورد نہیں ہوتا جن قدر تاریکی کے بعد روشنی کی آمد کا ذکر و نشین و ہجرت افزا ہوا کرتا ہے۔

إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ - یہ جواب قسم ہے اور ضمیمہ غائب کا مرجع سقر ہے اور کبر جمع ہے کبریا کی۔

نَذِيرٌ لِلْبَشَرِ - بعض نے کہا ہے کہ نذیر حال ہے ضمیمہ غائب کے مرجع سے جو سقر ہے اور اس کو مذکر اس طرح لایا گیا ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے اِمْرَاَةٌ طَالِقٌ یعنی ذات طلاق پس یہاں بھی ذات انذار مراد ہے اور بعض نے اس کو صفت نبی قرار دیا ہے کہ اے بنی قوم یعنی اُمم و درحالیہ تم انسانوں کے لئے نذیر ہو۔

لِمَنْ شَاءَ - یعنی یہ نذارت اس کے لئے ہے جو اپنے اختیار و ارادہ سے اطاعت کی طرف بڑھ سکتا ہو یا پیچھے ہٹ سکتا ہو اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے افعال میں فاعل مختار ہے اور نیکیوں کی طرف اقدام کرنے کو تقدم اور برائیوں کی طرف رجوع کرنے کو تاخر سے تعبیر کرنا لطافت سے خالی نہیں ہے اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو بھی ہماری ولایت کی طرف بڑھے گا وہ جہنم سے ہٹ جائے گا اور جو بھی ہماری ولایت سے پیچھے ہٹے گا وہ جہنم کی طرف بڑھ جائے گا۔

كُلُّ نَفْسٍ - یعنی ہر انسان اپنے اعمال کا مرہون ہوگا پس بد اعمال و اے اپنی بد عملی میں مرہون ہونگے کہ ان کی خلاصی ناممکن ہوگی جس طرح رہن شدہ چیز زر رہن ادا کرنے کے بغیر آزاد نہیں کرائی جاسکتی اور اصحاب الیمین کا استثناء کیا گیا ہے یعنی وہ جن کو اعانے دئیے

إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۖ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۖ عَنِ الْبُحْرَيْنِ ۖ

سوائے اصحاب الیمین کے کہ وہ باغات میں ہوں گے ایک دوسرے سے پوچھیں گے مجرمن کے متعلق (ان سے کہیں گے)

مَا سَأَلَكُمْ فِي سَقَرٍ ۖ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْبَصِلِينَ ۖ وَلَمْ نَكُ

کیا چیز لائی تمہیں جہنم میں؟ کہیں گے ہم نماز واجب ادا نہ کرتے تھے اور ہم مسکینوں کو

نُطْعِمُ الْيَسْكِينِ ۖ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۖ وَكُنَّا نَكْذِبُ

کھانا منہیں کھلاتے تھے اور ہم گھنے والوں کے ہمراہ (باطل میں) گھس جاتے تھے اور ہم یم یوم قیامت کی

بِیَوْمِ الدِّينِ ۖ حَتَّىٰ أَتَيْنَا الْيَقِينَ ۖ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّفْعِينَ ۖ

تکذیب کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی پس زبان کو فائدہ دے گی شفاعت کرنے والوں کی شفاعت

ہاتھ میں ملیں گے وہ قیود جہنم سے آزاد ہوں گے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم اور ہمارے شیعہ ہی اصحاب الیمین میں
مَا سَأَلَكُمْ یعنی بہشتی لوگ جہنم کی طرف جھانک کر دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ تمہارا جہنم میں آنے کا کیا سبب ہے؟ تو وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم
نماز گزار نہیں تھے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کفار سے بھی نماز کے بارے میں باز پرس ہوگی اگرچہ کافر ہوتے ہوئے ان کی نماز صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ اگلی آیت کے قریب سے
پتہ چلتا ہے کہ یہ جواب دینے والے کافر ہوں گے جو جواب میں کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے مسکینوں کا حق زکوٰۃ فطرہ و صدقات وغیرہ ادا نہ کرتے تھے اور باطل پرست لوگوں
کے ساتھ یہودہ باتوں میں گھس جاتے تھے اور ہم یوم قیامت کی تکذیب کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ قیامت کا انکار کافر ہی کرتے ہیں۔

الْيَقِينَ۔ یقین کا معنی موت ہے یا یقین کا معنی ہے علم یعنی وہ کہیں گے کہ اپنے دوزخی ہونے کا علم بھی ہو گیا ہے۔
فَمَا تَنْفَعُهُمْ۔ یعنی کفار کو شفاعت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ مومنوں کو اپنی غلطیوں کے بارے
میں شفاعت ضرور فائدہ دے گی اور انبیاء اپنے اپنے مقام پر اپنے امتیوں کی شفاعت کریں گے لیکن محمد و آل محمد کو تمام انبیاء سے حق شفاعت
زیادہ عطا ہوگا انسان کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ اطاعت پروردگار کی سعی کرے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے اس کے بعد
جو گناہ اس کے ذمہ بچ جائیں گے محمد و آل محمد کی شفاعت سے معاف ہو جائیں گے بلکہ بعض مومنوں کو بھی حق شفاعت دیا جائے گا کیونکہ
حضرت رسالتؐ سے مروی ہے کہ ایک جنتی مومن عرض کرے گا۔ اے پروردگار فلاں آدمی نے مجھے ایک پانی کا گلاس دنیا میں پلایا تھا۔
پس اس کو بخش دے تو وہ بخشا جائے گا اور مروی ہے کہ بعض مومنین قبیلہ مضرور بیعہ کے برابر گناہگاروں کی شفاعت کریں گے جو
مقبول ہوگی اور تفسیر برہان میں مروی ہے کہ اگر دشمنان اکل محمد کے لئے تمام ملائکہ و انبیاء بھی سفارش کریں تو مقبول نہ ہوگی۔

كَانَ حُمْرٌ حُمْرٌ صفحہ نمبر ۳۲ پر یعنی یہ لوگ قرآن سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح جنگلی گدھے شیر سے بھاگتے ہیں اور یہ حال احوال
ہے یعنی حال متذللہ ہے مُعْرِضِينَ حال ہے مُعْم سے اور یہ حال ہے مُعْرِضِينَ کی ضمیر فاعل سے۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكَرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٥٠﴾ كَانَتْهُمْ حِمْرٌ مُّسْتَفْرَةٌ ﴿٥١﴾

اور ان کو کیا ہوا ہے؟ کہ نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں گویا کہ وہ جنگلی گدھے ہیں

فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥٢﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ

جو شیر سے بھاگ رہے ہوں بلکہ ان میں سے ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ انہیں الگ الگ

صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٣﴾ كَلَّا بَلْ يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٤﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٥﴾

صیغہ دیئے جا رہی یہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ وہ آخرت سے ڈرتے نہیں ہیں ہرگز نہیں تحقیق یہ نصیحت ہے

فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ ﴿٥٦﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ

پس جو چاہے نصیحت لے لے اور وہ نصیحت نہ لیں گے مگر یہ کہ اللہ چاہے (کہ ان کو مجبور کر دے) وہ اس لائق ہے

وَأَهْلُ الْبَغْفِرَةِ ﴿٥٧﴾

کہ اس سے ڈرا جائے اور بخشے کا سزاوار ہے

بَلْ يُرِيدُ - یعنی کفار مکہ کا ہر فرد اس امر کا خواہشمند ہے کہ اس پر آسمان سے الگ کتاب اترے جس میں محمد کی تصدیق ہو یا یہ کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس پر مستقل کتاب نازل ہو اور وہ اس پر خود عمل کرے کسی کا تابع شمار نہ ہو۔

كَلَّا - یعنی ان کی منشا ہرگز پوری نہیں ہو سکتی اور خدا ان کی خواہشات کا پابند نہیں ہے جب حقیقت ان کے سامنے کھل چکی ہے تو ان کا انکار کرنا اور الگ کتاب مانگنا یہ سب بھانپے ہیں (غصے بدرابہانہ بسیار) اس لئے کہ ان کو آخرت کی گرفت کا غور نہیں ہے بہر کیف قرآن نصیحت کی کتاب ہے جو چاہے اس نصیحت حاصل کرے إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ - اس جگہ نصیحت سے مراد جبر ہے یعنی وہ لوگ اپنی مرضی سے تو ایمان لاتے نہیں مگر یہ کہ خدا ان کو مجبور کر دے۔ لیکن خدا مجبور نہیں کرتا وہ تو چاہتا ہے کہ ہر شخص اپنے اختیار و ارادہ سے نیکی کا راستہ اختیار کرے تاکہ مستحق جزا ہو۔

هُوَ أَهْلُ - یعنی اللہ اس لائق ہے کہ اس کی نافرمانی سے گریز کیا جائے اور جو ایسا کرے گا پھر اللہ کی شان یہ ہے کہ اس کی غلطی سے درگزر فرما کر اس کو بخش دے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حدیث قدسی میں ہے اللہ فرماتا ہے میں اس لائق ہوں کہ میری نافرمانی سے گریز کیا جائے اور میں اس کے اہل ہوں کہ شرک نہ کرنے والوں کو جنت میں داخل کر دوں اور آپ نے فرمایا کہ خدا نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ اہل توحید کو جہنم میں داخل نہ کرے گا اور حدیث سلسلۃ الازہب میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ کلمہ توحید پڑھنے والے جنت میں جائیں گے لیکن شرط کے ساتھ اور ہم اہل بیت اس کی شرطوں میں سے ایک شرط ہیں۔

سورۃ القیامہ

- یہ سورہ مکّیہ ہے
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر اکتالیس ہے۔
- حضرت نبی کریم سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ قیامت کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن پر ایمان لانے والوں میں مشور ہوگا اور اس کا چہرہ اہل عشر میں چمکتا نظر آئے گا۔
- امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو ہمیشہ پڑھتا رہے اور اس کے مضمون پر عامل بھی ہو تو قیامت کے روز نہایت حسین و جمیل مشور ہوگا یہ سورہ اس کے سامنے ہنستا ہوا ہوگا اور اس کو خوشخبری دے گا۔ یہاں تک کہ پی صراط سے عبور کرے گا۔
- اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا ہمیشہ پڑھتے رہنا وسعت رزق حفاظت جان و مال اور لوگوں میں محبوبیت کا موجب ہے۔
- اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کی قرأت خشوع پیدا کرتی ہے اور پاکدامنی اور حفاظت کی موجب ہے اور جو بھی اس کو پڑھے گا اس کو کسی بادشاہ کا خوف و ہراس نہ رہے گا اور اس کو پڑھنے والا شب و روز اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔ باذن اللہ
- مصباح کفّی سے منقول ہے کہ اس کی تلاوت سے دل مضبوط ہوتا ہے اور اس کو لکھ کر دھوکہ پیا جائے تو طاقت کا موجب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَمَةِ ② وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللّٰوَامَةِ ③ اَیْحَسِبُ

مجھے قسم ہے یوم قیامت کی اور مجھے قسم ہے نفس لوامہ کی (تم ضرور مشور کئے جاؤ گے) کیا یہ سمجھتا ہے

لَا اُقْسِمُ - لازائدہ ہے اور اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ لا اور ما اور دیگر حروف زوائد ہمیشہ دو کلاموں کے درمیان آتے ہیں نہ کہ ابتداء کلام میں تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ قرآن مجید سارا کلام واحد متصل ہے لہذا

اس لا کو ابتداء کلام میں نہیں شمار کیا جاسکتا بہر کیف لَا اُقْسِمُ میں لازائدہ ہوا کرتا ہے اور مراد قسم کھانا ہے نہ کہ

رکوع ۱۶

نفسی قسم اور جواب قسم محذوف ہے کہ کفار کا قول انکار حشر والا صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ تم ضرور مشور ہو گے۔

بِالنَّفْسِ اللّٰوَامَةِ - اس میں تین اقوال ہیں۔ ۱۔ اس سے مراد ہر نفس ہے خواہ مومن ہو یا کافر کیونکہ ہر روز قیامت نفس مومن اپنے

الْإِنْسَانُ أَلَّنْ تَجْمَعُ عِظَامَهُ ۖ بَلَىٰ قَدَرْنٰ عَلَىٰ أَنْ تُسَوَّىٰ بَنَانُهُ ۝

انسان کہ ہم ہرگز نہ جمع کریں گے اس کی ہڈیوں کو؟ ہاں! ہم قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کو درست کر دیں

بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ۖ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ۖ فَإِذَا

بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اُسے والی زندگی میں فسق و فجور کرتا رہے پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا پس جب

بَرَقَ الْبَصَرُ ۖ وَخُصِفَ الْقَمَرُ ۖ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۖ يَقُولُ

اکھچے نور ہوگی اور چاند کو گھٹن ہوگا اور سورج و چاند کو جمع کیا جائے گا کہے گا

الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۖ كَلَّا لَا وُزَرَ ۖ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۖ

اس دن انسان کہ کہاں ہے؟ بھاگنے کی جگہ؟ ہرگز کوئی جائے پناہ نہ ہوگی تیرے رب کی طرف ہی اس دن ٹھکانا ہوگا

يُنَبِّئُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۖ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۖ

خبر دی جائے گی انسان کو اس دن اپنے پہلے اور پیچھے اعمال کی بلکہ انسان اپنے نفس (کے حالات) پر مطلع ہے

آپ کو علامت کرے گا کہ کاش نیکیاں زیادہ کی ہوتیں اور نفس کا فرہ ترک نیکی پر اور ارتکاب گناہ پر اپنے آپ کو علامت کرے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے کافر نفس مراد ہے کہ اپنے آپ کو کفر و سرکشی کے اختیار کرنے پر علامت کرے گا اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہاں صرف نفس ہومن مراد ہے جو اپنے آپ کو ہر وقت خوفِ خدا کی تلقین کرتا ہے اور حسبِ دنیا پر علامت کرتا ہے۔

اَيْمَحْسَبُ - یہ استفہام انکاری ہے یعنی کیا ان کافر لوگوں کا خیال ہے کہ ہم ان کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے؟ وہ غلط خیال کرتے ہیں بلکہ یقیناً ہم اس کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہیں اور اس کے اعضا میں سے چھوٹے حصوں کو صحتی کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو بھی اپنی پہلی حالت کی طرح دوبارہ پٹائیں گے اور انسان قیامت کے انکار پر اس لئے مصر ہے کہ وہ اُسے والی زندگی میں کھل کر برائی کر سکے اور باز پرس سے بے نیاز ہو کر آوارگی کا مظاہرہ بے باکی سے کر سکے اس لئے بطور تمغہ دریافت کرتا ہے کہ وہ قیامت کب آئے گی جس کا تم وعدہ کرتے ہو؟

فَإِذَا بَرِقَ الْمُبْصَرُ - یعنی موت کے وقت جب آنکھ ٹٹکی بانڈھ لے گی یا ہولِ مشرک دہرے سے جب آنکھ چندھیا جائے گی اور ازراہِ تخیل اس کو کچھ نظر نہ آ سکے گا پس چاند بے نور ہوگا اور چاند و سورج یکساں طور پر تاریک ہوں گے اور ان کے جمع ہونے کا یہی مطلب ہے كَلَّا لَا وُزَرَ - پہلے خیال کی نفی کلا سے کی گئی ہے کہ ہرگز ان کو کسی طرف بھاگنے کا راستہ نہ مل سکے گا اور نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور وُزَرَ کا معنی قلعہ اور جائے پناہ ہوتا ہے اور اسی مناسبت سے وزیر کو وزیر کہا جاتا ہے کہ وہ رعایا کے لئے جائے پناہ ہوا کرتا ہے۔

وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۖ لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا

اگرچہ ظاہر عذر داریاں پیش کرتا پھرے نہ حرکت دو اس کے ساتھ اپنی زبان کو جلدی کرنے کے لئے تحقیق اس کا

قَدْ اَمَّ وَاٰخِرَ۔ اس کے کئی معافی ہو سکتے ہیں (۱) جو اعمال پہلے کئے اور جو بعد میں کئے (۲) جو اعمال اپنی زندگی میں کئے اور جو صدقات جاریہ چھوڑ کر مرایا کوئی سنت چھوڑ کر مراسم پر بعد میں لوگ عمل کرتے رہے (۳) جن برائیوں کی طرف قدم بڑھایا اور جن نیکیوں سے پیچھے ہٹا (۴) جن اعمال کو ادا کیا اور جن کو ترک کیا (۵) جو نیکیاں بجالایا اور جن کو چھوڑ دیا (۶) جو مالی راہ غلامی خرچ کیا اور جو اولاد دوسرے ورثاء کے لئے چھوڑ کر مڑا۔

بَلِ الْاِنْسَانُ۔ پہلی آیت میں فرمایا کہ انسان کو اس کے کئے ہوئے تمام اعمال کی خبر دی جائے گی اور اس آیت میں فرماتا ہے کہ انسان کو خبر دینے کی کیا ضرورت ہے ہر انسان اپنے حالات سے خود باخبر ہوتا ہے چنانچہ خود انسان کے اپنے اعضاء بروز محشر اس کے اعمال کی گواہی دیں گے اگرچہ وہ اپنی طرف سے کئی عذر داریاں پیش کرتا ہے گا اور اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ انسان اپنے اندر جو نیت بھی رکھتا ہو اس کو وہ خود اچھی طرح جانتا ہے اگرچہ لوگوں کے سامنے اس کی کئی تاویلیں کرتا رہے اور جناب رسالتؐ سے مروی ہے کہ انسان جو بات دل میں رکھتے خدا اس کو اسی طرح جزا دے گا اگر نیکی کا قصد تھا تو نیک جزا پائے گا اور اگر برائی کا قصد تھا تو اس کا برابر بدلہ پائے گا ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ بیماری جس میں انسان روزہ نہ رکھتے اس کی کیا حد ہے تو آپ نے فرمایا کہ انسان اپنے حالات کو خود جان سکتا ہے پس آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

مَعَاذِيرُهُ۔ لغت بنی طے میں اس کا معنی ستر ہے یعنی پس پردہ اگر انسان برائی کرے اور ظاہر نیکی کرے تو وہ خود اپنی حقیقت جانتا ہے مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے افعال کے جواز کے لئے ہزاروں عذر بہانے تراش کے پیش کرتا رہے وہ اپنی حقیقت اور نیت سے خود واقف ہوتا ہے لہذا اس کو قیامت کے دن جزا اور سزا اس کی نیت پر ملے گی۔

لَا تُحَرِّكُ بِهِ۔ عام مفسرین نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جب جبریلی قرآن مجید کی آیتیں لاتا تھا تو حضورؐ فوراً ان کو دھرتے تھے اور یاد کرنے کی کوشش کرتے تھے تاکہ بھول نہ جائیں لہذا جبریلی کے نعم کرنے سے پہلے آپؐ پڑھنے لگ جاتے تھے پس خداوند کریم نے آپؐ کو ایسا کرنے سے روک دیا کہ آپؐ قرآن پڑھنے میں جلد بازی سے کام نہ لیا کریں کیونکہ قرآن کا جمع کرنا اور مکمل کرنا ہمارا کام ہے۔

اقول۔ ہمارے اصول کے اعتبار سے یہ معنی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں حضرت رسالتؐ کی شان میں توہین پائی جاتی ہے۔ نیز قرآن مجید کا نظم و نسق بھی اس کی اجازت نہیں دیتا پس سابق و لاحق کے مضمون کو ملحوظ رکھتے ہوئے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ خطاب حضورؐ سے متعلق نہیں ہے بلکہ قیامت کے دن پیش ہونے والے وہ حضرات جن کو دنیا میں قیامت پر یقین نہیں تھا اس کے مخاطب ہیں کہ جب ان کو نامہ اعمال دیا جائے گا تو وہ جلدی جلدی اس کو پڑھنے کی کوشش کریں گے لہذا ان سے قرآن کی تلاوت مراد ہے اور نہ حضورؐ کو خطاب کیا گیا ہے پس ان کو کہا جائے گا کہ جلدی سے کام نہ لو بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اپنے اعمال نامہ کو دیکھو کہ تمہارے تمام عذر غلط ہیں جو تم پیش کرتے ہو اور ہر انسان اپنے کرتوتوں پر خود اچھی طرح مطلع ہو گا کیونکہ اس کے اسمان مہ میں سب کچھ موجود ہو گا پس جب اپنی غلطیاں دیکھے گا تو گھبرائے گا پس اس کو کہا جائے گا

جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝۱۸ ۚ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝۱۹ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝

جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے پس جب ہم اس کو پڑھیں تو پیچھے تم بھی پڑھو پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان

كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۝۲۰ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۝۲۱ ۚ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ ۝۲۲

ہرگز نہیں تم تو جلدی کو دوست رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو کئی چہرے اس دن ہشاش بشاش ہوں گے

إِلَىٰ رَبِّهَا نَاصِرَةٌ ۝۲۳ ۚ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بِآسِرَةٍ ۝۲۴ تَتَنَبَّأُ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝۲۵

اپنے رب کی رحمت کی انتظار میں ہوں گے اور کئی چہرے اس دن مرہلے ہوں گے ان کو یقین ہو گا کہ انہیں سزا دی جانے والی ہے

کہ ابھی جلدی نہ کرو کیونکہ تیرے سارے اعمال کا جمع کر کے پیش کرنا ہمارے ذمہ ہے جب ہم ان سب کو تیرے سامنے رکھیں گے تو پڑھ لینا تاکہ تیرے اوپر محبت تمام ہو جائے پھر ہمارے ذمہ ہے اس چیز کا بیان کرنا جو دنیا میں تجھے کہا گیا تھا کہ بد اعمالیوں کی سزا جہنم ہے اور تو جھٹلاتا تھا قُرْآنُكَ - قرآن کا معنی جمع کرنا اور مرتب کرنا بھی ہوا کرتا ہے اور یہ رجحان اور نقصان کے وزن پر مصدر ہے

الْعَاجِلَةَ - یعنی تم لوگ دنیاوی نفع کو دیکھتے ہو اور آخرت کا نفع یا نقصان بھول جاتے ہو۔

نَاصِرَةٌ - ترمنازہ اور ہشاش بشاش یعنی خداوند کریم جنت میں جانے والے امیدواروں کے چہروں کو منور کر دے گا تاکہ تمام اہل عشرہ اور ملائکہ کو پتہ چل سکے کہ یہ لوگ نجات پانے والے ہیں اور وجوہ کا مضاف محذوف ہے یعنی اصحاب الوجوہ جس طرح يُؤْذُونَ اللہ میں مراد يُؤْذُونَ اَوْلِيَاءَ اللہ ہے کیونکہ اللہ کو اذیت نہیں ہوتی۔

نَاطِرَةٌ - جو لوگ خدا کے دیکھنے کے قائل ہیں وہ اس آیت مجیدہ کے ظاہر سے دھوکا کھاتے ہیں اور ہم اس معنی کی تحقیق علامہ طبرسی کی زبانی پیش کرتے ہیں تاکہ مسکرات ہو جائے اور غلط فہمی دور ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں اس جگہ نظر کے دو معانی کئے گئے ہیں (۱) آنکھ سے دیکھنا (۲) انتظار کرنا۔ جن لوگوں نے یہاں آنکھ سے دیکھنا مراد لیا ہے پھر ان کے دو گروہ ہیں ایک تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور دوسرے کہتے ہیں کہ مضاف محذوف ہے یعنی اِلٰی ثَوَابِ رَبِّهَا یعنی جنتی لوگ اپنے رب کی نعمتوں کی طرف دیکھنے والے ہوں گے اور وجوہ جمع ہے وجہ کی جس کا معنی ہے چہرہ اور دیکھنے کی نسبت چہرہ کی طرف دی گئی ہے حالانکہ یہ کام آنکھ کا ہے تو یہ اس لئے کہ آنکھ چہرہ کی جزو ہے پس جزو کے فعل کی کل کی طرف نسبت مجاز مرسل کے طریق پر کی گئی ہے۔

مذہب امامیہ کے عقیدہ میں خدا کی رویت ناممکن ہے اور یہ کہ خدا نہ دنیا میں نظر آ سکتا ہے اور نہ قیامت کے دن نظر آئے گا نہ اس کو عام انسان دیکھ سکتے ہیں اور نہ اس کو اولیاء و انبیاء

رویت خدا کا قول باطل ہے

و ملائکہ دیکھ سکتے ہیں اس لئے کہ دوسری جگہ اللہ کا صاف ارشاد ہے کہ اس کو کوئی آنکھ نہیں پاسکتی۔ علامہ طبرسی نے رویت خدا کے بطلان کی تین دلیل پیش کی ہیں۔ (۱) جس چیز کو آنکھ دیکھتی ہے اس کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا جاسکتا ہے اور خدا کی طرف آنکھ سے اشارہ

کرنا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرنا ناممکن ہے (۲) آنکھ اس شئی کو دیکھ سکتی ہے جو اس کے سامنے ہو اور خدا سامنے کی قید سے آزاد ہے کیونکہ اس کے لئے کسی مکان میں محدود ہونا ناممکن ہے (۳) دیکھنے کا معنی یہ ہے کہ آنکھ سے نکلنے والی شعاع اس سے متصل ہو جائے جس کو دیکھا جا رہا ہے اور اللہ اس بات سے اہل و ارفع ہے کہ اس سے شعاع کا اتصال ہو سکے۔

نکتہ لطیفہ:۔ آیت مجیدہ میں ناظِرۃ کی لفظ ہے اور یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دیکھنا اور ہے اور دیکھ لینا اور ہے کیونکہ نظر کا معنی ہے دیکھنا اور رویت کا معنی ہے دیکھ لینا۔ لہذا نظر کو رویت لازم نہیں ہے پس اگر نظر کی نسبت آنکھ کی طرف ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے دیکھ لینے کی کوشش کرنا اور اگر اس کی نسبت قلب کی طرف ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے معرفت حاصل کرنے کی سعی کرنا اور عام اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ میں فلاں کی طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ اس کو دیکھ لیا حالانکہ شئی اپنی غایت خود نہیں ہوا کرتی اور ہم ہر ناظر کو ناظر تو کہہ سکتے ہیں لیکن اسے رائی نہیں کہہ سکتے پس آیت مجیدہ میں ناظرۃ کی لفظ رویت کو ثابت نہیں کر سکتی۔

ناظرۃ کا دوسرا معنی انتظار کرنے والی۔ یعنی مومنوں کی آنکھیں اللہ کی نعمات کا انتظار کرنے والی ہوں گی۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے یہی معنی مروی ہے۔ البتہ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ انتظار کو رائی کے ساتھ تعدی کی ضرورت نہیں ہوتی تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ الی حرف جر نہیں بلکہ آلاء کی واحد ہے جس کا معنی ہے نعمت اور دوسرا یہ کہ ناظر بمعنی منتظر کلام عرب میں الی کے ساتھ متعدی ہوا کرتا ہے چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے **عِزِّي إِلَيْكَ لِمَا وَعَدْتَ لَنَاظِرًا** اور بعضوں نے اس کا معنی کیا ہے کہ امید کرنے والی ہوں گی اور بعض نے کہا ہے کہ وہ اللہ پر ہی مبرورہ کرنے والی ہوں گی۔ بہر حال انتظار یا مبرورہ یا اسیدان سب کا مفہوم قریب قریب ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ انتظار کس وقت ہوگی بعض کہتے ہیں کہ جنت و نار کا فیصلہ ہو چکنے کے بعد ہر فریق اپنے انجام کا منتظر ہوگا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنت میں پہنچ جانے کے بعد جنتی لوگ ایک نعمت کے بعد دوسری کے منتظر ہوں گے اور یہ پھیران کے سرور میں اضافہ کی موجب ہوگی

نتیجہ الکلام اگر نظر کا معنی آنکھ کا دیکھنا ہے تو مضاف محذوف ہے یعنی اللہ کی نعمتوں کو دیکھیں گے اور اگر معنی انتظار ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یکے بعد دیگرے اللہ کے انعامات کے منتظر رہیں گے اور اگر بیک وقت دونو معانی مراد لئے جائیں تو بھی سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے قول کے مطابق صحیح ہے کہ ایک لفظ بیک وقت اپنے معنائے حقیقی و مجازی میں مستعمل ہو سکتا ہے جبکہ ان دونوں میں تلافی نہ ہو مگر دوسرے اصولین اس استعمال کی صحت کا انکار کرتے ہیں کہ جس طرح لفظ مشترک بیک وقت دو معانی میں مستعمل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کوئی لفظ بیک وقت اپنے معنائے حقیقی و مجازی میں بھی استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ معنائے مجازی میں استعمال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ معنائے حقیقی سے قرنیہ صارفہ موجود ہے اور معنائے حقیقی میں استعمال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرنیہ صارفہ کوئی نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے پس لفظ کا استعمال بیک وقت معنی حقیقی اور معنی مجازی میں اجتماع متناقضین کا موجب ہے البتہ اگر ایک ہی لفظ کو دو دفعہ استعمال کیا جائے اور ایک استعمال میں اس کا معنی حقیقی اور دوسرے استعمال میں اس کا معنی مجازی مراد لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

یہاں پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نظر کا معنی انتظار لیا جائے تو اس کا مقصد یہ ہوگا جنتی لوگوں کو نعمات پروردگار کا انتظار ہوگا اور انتظار نعمت، نعمت نہیں بلکہ مصیبت ہوا کرتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس نعمت کا انتظار مصیبت ہوا کرتا ہے جس کی احتیاج ہو اور اس کے بغیر چارہ کار کوئی نہیں ہو لیکن وہ نعمت جو ضرورت مند ہی نہیں کیونکہ اس کی متبادل نعمتیں موجود ہیں اور مستقبل قریب میں اس کے حاصل ہونے کا بھی یقین ہو تو ایسی صورت میں اس کا انتظار فرصت و سرور کا پیش خیمہ ہوتا ہے نہ کہ باعث دکھ و مصیبت پس انتظار وہ تکلیف دہ ہوتی جس میں انتظار والی چیز کا حاصل ہونا یقینی نہ ہو اور درست اس کی ضرورت بھی لاحق ہو کہ اس کا نہ حاصل ہونا نقصان کا موجب ہو پھر یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ غم و سرور کی نسبت آیات مذکورہ میں وجہ کی طرف کیوں دی گئی ہے حالانکہ خوشی و غمی تو انسان کو لاحق ہوتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ انسان کی خوشی و غمی کا ظہور چہرہ سے ہوتا ہے چنانچہ کسی انسان کا چہرہ ہشاش بشاش دیکھ کر اس کی باطنی خوشی کا سراغ لگایا جاتا ہے اور مرعہایا ہوا چہرہ دیکھ کر اس کی باطنی غمی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ لہذا خوشی و غمی کو وجہ کی طرف منسوب کرنا عجاز مرسل کے طریق پر ہے اور مقصد یہ ہے کہ جب مومنین وارد محشر ہوں گے تو ان کے چہروں کی رونق و مہجبت سے تمام اہل محشر جان لیں گے کہ یہ لوگ جتنی ہیں اور چونکہ کافروں کو اپنے اعمال و عقائد فاسدہ کی بناء پر اپنے دوزخ میں ڈالے جانے کا انجام نظر آ رہا ہوگا تو غم و کوفت کی وجہ سے ان کے چہرے مرعہایا ہوئے ہوں گے پس تمام اہل محشر جان لیں گے کہ یہ لوگ جہنمی ہیں اور بائسہ کا معنی ہے متغیر و بدشکل اور ناقضہ کا معنی ہے ایسی مصیبت جو کمر کو توڑ دے فقار ریضہ کی بڑی کے مہروں کو کہتے ہیں یعنی فقار کے ٹوٹنے والی مصیبت کا ان کو ظن ہوگا اور اس مقام پر ظن کو یقین کے معنی میں لینا درست نہیں کیونکہ اگر ظن علم کے معنی میں ہو تو بعد والا اَنْ ناصبہ فعل نہ ہوگا بلکہ اَنْ کا فحفت ہو جائے گا۔

تفسیر برہان میں ابوالصلت ہروی سے منقول ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام

رویت خداوندی کی مزید وضاحت

سے دریافت کیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ جنتی لوگ اپنی منازل میں بیٹھ کر اپنے رب کی زیارت کریں گے اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا اے ابوالصلت خداوند کریم نے اپنے حبیب رسول اللہ کو تمام انبیاء و ملائکہ پر فضیلت دی ہے پس ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور ان کی بیعت اللہ کی بیعت اور ان کی زیارت اللہ کی زیارت شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ یعنی جو رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے نیز فرمایا اِنَّ اللَّهَ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ یعنی جن لوگوں نے رسول اللہ کی بیعت کی انہوں نے اللہ کی بیعت کی اور ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ تھا۔ اسی طرح حضرت رسالتا نے ارشاد فرمایا مَنْ زَارَنِي فِيْ حَيَاتِيْ اَوْ بَعْدَ مَوْتِيْ فَقَدْ زَارَ اللَّهَ یعنی جس نے میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے اللہ کی زیارت کی اور حضور کا درجہ جنت میں سب سے بلند ترین ہوگا پس جس نے ان کے درجہ میں ان کی زیارت کر لی تو گویا اُس نے اللہ کی زیارت کر لی۔

ابوالصلت نے عرض کی آقا ئے نامدار یہ فرمائیے جو لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے اس کا بدلہ یہ ہے کہ آخرت میں ان کو اللہ کے چہرہ کا دیدار ہوگا اس کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا اے ابوالصلت! جو شخص اللہ کے لئے چہرہ ثابت کرے وہ کافر ہے اس کے انبیاء و رسل و ائمہ اللہ کے چہرے ہیں کہ ان کے ذریعے سے خدا پہچانا جاتا ہے اور ان ہی کی بدولت اللہ کے دین کی طرف توجہ ہوتی ہے اور اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے آپ نے فرمایا پس انبیاء و رسل و ائمہ کی ان کے درجات میں زیارت مومنوں کو نصیب ہوگی۔

كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۚ وَقِيلَ لَهَا مَنِ الرَّاقِ ۚ وَظَنَّتْ اَنَّهُ الْفِرَاقِ ۚ وَالتَّقَتْ

ہرگز نہیں رہائی کے لیکن (جب روح ہنسیوں تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی ہے طیب ؟ اور اس (مرنے والے) کو جدائی کا یقین ہوگا اور ہنڈلی

السَّاقِ بِالسَّاقِ ۚ اِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ السَّاقُ ۚ فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلٰى ۚ

دوسری ہنڈلی سے ٹکرائے گی (کہا جائے گا) آج تیرے رب کی طرف جانا ہے پس نہ تو اس نے تصدیق کی نہ ناز پڑھی

وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلٰى ۚ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطٰى ۚ اُولٰٓئِكَ فَاُولٰٓئِ ۚ

لیکن جھٹلایا اور منہ موڑا پھر اپنے خاندان کی طرف انگوٹھی لیتا ہوا پٹا دکھائے گا (تیرے لئے دیں ہو پس دیں ہو

ثُمَّ اُولٰٓئِكَ فَاُولٰٓئِ ۚ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۚ اَلَمْ يَكُنْ نُّطْفَةً

پھر تیرے لئے دیں ہو پس دیں ہو کیا یہ انسان سمجھتا ہے کہ اس کو مہل چھوڑ دیا جائے گا ؟ کیا وہ منی کا گرایا ہوا

مِّنْ مَّنِيٍّ يَّمْنٰى ۚ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوٰى ۚ فَبَعَلَ مِنْهُ

نطفہ نہیں تھا ؟ پھر علقہ بنا پس اس نے اس کو صیغہ بنایا پس اس نطفہ سے

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۚ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَدْرِ عَلٰى اَنْ

نر اور مادہ کے جوڑے کو پیدا کی وہ خدا اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو

اور یہ ان کا بہت بڑا ثواب ہے اور حضرت رسول اللہ نے فرمایا جو شخص میری اہمیت و عزت سے بغض رکھے گا وہ بروز عشر میری زیارت

نوافل یومیہ

سے محروم ہوگا۔ الحدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ روزانہ اکاون رکعت نماز پڑھنے والے اور ہر ماہ میں تین روزے سنتی رکھنے والے

بروز عشر نورانی چہروں کے ساتھ مشہور ہوں گے اور جو وہیوں کے چاند کی طرح اُن کا چہرہ چمکتا ہوگا پس وہ اللہ سے حضرت محمد مصطفیٰ کی زیارت کی

خواہش کریں گے پس حضور کے لئے ایک نور کا منبر نصب ہوگا جس کی ایجنڈا سیر بھی ہوگی اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ ہوں گے

اور تمام آل محمد کے شیعہ ان کے ارد گرد ہوں گے اور انہی کے متعلق فرماتا ہے۔ وَجُودًا يَوْمَئِذٍ نَّاصِرًا پس ان پر نور کی برسات ہوگی کہ دلی

پر خوری بھی ان کو دیکھنے کی تاب نہ رکھیں گی پس ایسی جزا کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

التَّرَاقِ ترقی کی جمع ہے ہنسی کی ہڈی کو کہتے ہیں اور اس جگہ مراد خلق ہے یعنی جب سانس خلق تک پہنچے گی۔

يٰحَيُّ الْمَوْتٰى ۝۴۱

زندہ کر دے؟ (یقیناً وہ قادر ہے)

رَاقٍ۔ رقیہ سے ہے جس کا معنی ہے طلبِ شفا بذریعہ اسماء اللہ اور یہاں مراد طبیب یا دم کرنے والا پیر ہے۔
السَّاقِ بِالسَّاقِ۔ یہاں شدتِ نزع مراد ہے کہ مرین کسی وقت پاؤں لیے کرتا ہے پھر اکٹھے کر لیتا ہے یا یہ مراد ہے کہ ساقِ دنیا ساقِ آخرت کے ساتھ ملنے والی ہے اور عرب لوگ لڑائی کی شدت کو بھی قیام علی الساق سے تعبیر کرتے تھے۔

رُكُوْعٌ ۱۸ فَلَا صَدَقَ۔ تفسیر برہانِ دصافی میں ہے کہ جب حضرت پیغمبر نے خطبہ غدیریہ کے بعد حضرت علی کی اہمیت کا اعلان فرمایا تو معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ پر تکبیر لیتے ہوئے انگڑائی لی اور کہا کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے پس یہ ایت اتری کہ نہ اُس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی الا پس آپ نے چاہا کہ منبر پر ہی اس سے برأت کا اعلان کر دیں تو ارشاد ہوا لَا تُخَوِّفُ بِهٖ لِسَانَكَ الْخَلِیْسَ آپ خاموش ہو گئے اور بعض روایات میں ہے کہ یہ ابوبہل کے بارے میں ہے اور اولیٰ لک بد دعائیہ فقرہ ہے جس کا معنی ہے کہ تیرے لئے دیل و ہلاکت ہو اور ترکیب کے لحاظ سے اولیٰ مبتدا ہے اور لک اس کی خبر ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ الشُّرُکُ مبتداً محذوف کی اولیٰ خبر ہے۔

سورۃ الدھر

- اس سورہ کے کئی یادنی ہونے میں اختلاف ہے لیکن تفسیر برہان میں ہے کہ یہ سورہ مدینہ ہے اور سورہ الرحمن کے بعد نازل ہوا ہے۔
- اور تفاسیر میں ہے کہ اس کی آیات علی وفاطمہ و حسن و حسین و فضہ کے حق میں اتریں لہذا اس کا کئی ہونا بعید از قیاس ہے۔
- اس سورہ مجیدہ کو الانسان۔ الدھر اور ہل ائی بھی کہا جاتا ہے اور اس کا نام سورۃ الابرار بھی ہے۔
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے علاوہ اکتیس^۱ ہے لہذا کل آیات بتیس^۲ ہیں۔
- حضرت رسالتؐ سے مراد ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا اس کی جزاء جنت و حریر ہوگی۔
- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص ہر جمعرات کو صبح کو یہ سورہ پڑھے گا خدا اس کو جنت میں ایک سو بار کہہ اور چار ہزار غیر بار کہہ عری عطا فرمائے گا اور حضرت رسالتؐ کے قریب اس کو مکان ملے گا۔
- خواص القرآن سے منقول ہے جو شخص اس کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کا نفس قوی ہوگا اور جو شخص اس کو لکھ کر دھو لے اور اس پانی کو پی لے تو درودِ دل سے صحت یاب ہوگا اس کا جسم تندرست ہوگا اور بیماری دور ہو جائے گی۔
- فوائد القرآن میں مصباح کفعمی سے منقول ہے کہ جو شخص اس کو لڑائی میں پڑھے تو اس کا دشمن مغلوب ہوگا اور پھوڑے پر لکھ کر لگائی جائے تو وہ ختم ہو جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ②

کیا انسان پر زمانہ میں سے ایسا وقت گزرا ہے کہ وہ ایسی چیز تھا جو قابل ذکر نہ ہو

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ③

ہم نے انسان کو (عورت و مرد کے) مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کو آزمائیں پس اس کو سننے دیکھنے والا بنایا

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ ۖ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ④

ہم نے اس کو راستہ کی ہدایت کر دی خواہ شاکر بنے یا کافر بنے ہم نے کافروں کے لئے نذیم

رکوع ۱۹

هَلْ أَتَىٰ يہ هَلْ قَدْ کے معنی میں ہے یعنی یقیناً انسان پر ایک ایسا وقت آیا ہے جبکہ وہ قابل ذکر چیز

نہ تھا اور استقامت کا لہجہ اس لئے اختیار کیا گیا ہے تاکہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے پس جب انسان

اپنی پیدائش پر غور کرے گا تو یقیناً سمجھ لے گا کہ جس اللہ نے مجھے ایک ناقابل ذکر حالت سے نکال کر ایک

قابل ذکر حد تک پہنچا دیا ہے وہ یقیناً میرا خالق محسن ہے اور اس کا شکر ادا کرنا میرا فریضہ انسانیت ہے اس کے بعد وضاحت سے

ذکر فرمایا کہ ہم نے انسان کو عورت و مرد کے بے جملے نطفے سے پیدا کیا ہے اور بعضوں نے کہا ہے پہلے الْإِنْسَان سے مراد حضرت

آدم علیہ السلام ہیں جن کا جسم رُوح کے بغیر چالیس برس پڑا رہا اور ایک روایت میں ایک سو بیس برس کا ذکر ہے اس کے بعد اس میں

نفع رُوح ہوا اور سجدہ ملائم بنا۔ اور دوسری آیت میں انسان سے مراد اولاد آدم ہے۔

أَمْشَاجٍ۔ یعنی عورت و مرد کے مخلوط نطفے سے انسان پیدا ہوا پس اگر عورت کا مادہ منویہ غالب ہو تو بچے میں مادری اوصاف

غالب ہوتے ہیں اور اگر مرد کا مادہ منویہ غالب آجائے تو بچہ مرد کے اوصاف سے متصف ہوتا ہے (ابن عباس) اور بعض مفسرین نے

امشاج کا معنی اطوار و ادوار کہا ہے یعنی نطفہ سے انسان کی پیدائش مختلف ادوار سے گذر کر آخری منزل تک پہنچتی ہے کہ نطفہ سے

علقہ پھر مضغہ اور پھر گوشت ہڈی پھلی اور آخری منزلی نفع رُوح کے بعد انسان بنتا ہے اور بعضوں نے امشاج سے مراد کیفیات کی ہیں

کہ حرارت برودت رطوبت اور یبوست کی کیفیوں کا حامل بنا کر ہم نے اس کو پیدا کیا ہے۔

هَذَا نَبَأُكَ۔ یعنی اللہ نے انسان کو غیر و شر کے دونوں راستے دکھا کر شکر کرنے یا کفر کرنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ انسان اپنے اختیار

سے جو راستہ چاہے لے لے البتہ بروز عشر کافروں کیلئے عذاب جہنم اور مومنوں کے لئے جنت کی پیش کش فرمادی تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔

سَلْسِلًا وَاَخْلَافًا ۝۱۰۱ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا

اور طوق بیڑیاں اور ہر کئی ہگ تیار کر رکھی ہے بے شک ابرار ایسے پیائے پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی

كَافُورًا ۝۱۰۲ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝۱۰۳ يُوفُونَ

دکافور ایسا چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اور اس کو جاری کریں گے جن میں چاہیں گے (جن کی منت یہ ہے) کہ نذر

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝۱۰۴ وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ

کی ایفاد کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کا عذاب پھیلا ہوا ہوگا اور وہ کھانا کھاتے ہیں

اِنَّ الْاَبْرَارَ - علامہ طبرسی نے دعویٰ کیا ہے کہ عامہ و خاصہ کی روایات میں اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ آیات

نزل محل اثنیٰ علی و غلطہ حسن و حسین اور ان کی کنیز فتنہ کے حق میں اتڑی ہیں واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حسین شریفین بیمار ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے ان کی شفایابی کے لئے تین دن کے روزوں کی منت مانی پس جناب بتول نے بھی یہی منت مانی اور جناب فتنہ نے بھی منت مان لی چنانچہ حسین شریفین تندرست ہوئے تو ایفائے نذر کے لئے روزے رکھنے لگے گھر میں اس روز کھانے کا غلہ نہیں تھا پس حضرت علی علیہ السلام نے ایک یہودی سے ایک صاع جوئے لئے تاکہ اس کے بدلہ میں ان کو اون کات کر دی جائے پس جناب بتول نے ایک تہائی کا آرد خمیر کیا اور روٹیاں پکائیں جب کھانے کو تیار ہوئے تو دروازہ پر ایک مسکین نے صدا دی اور سب کھانا اٹھا کر اس کے حوالے کیا گیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر لیا دوسرے دن پھر ایک تہائی کا خمیر کر کے روٹی تیار کی تو ایک یتیم نے دروازہ پر دستک دی اور کھانا اس کو دے دیا گیا پھر تیسرے روز ایک اسیر نے سوال کیا تو کھانا اس کے حوالہ کر دیا گیا اور پانی سے روزہ افطار کر لیا گیا۔ پس سورہ صلی اثنیٰ نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے یہودی کے بانع میں پانی دیکر مزدوری پر جو حاصل کئے تھے اور ہر رات جو کے اٹے سے ہریہ تیار کیا جاتا رہا جو سائیں کو غیرات میں دیا گیا (جمع البیان)

علامہ طبرسی قدس سرہ فرماتے ہیں یہ روایات صاف و دلالت کرتی ہیں یہ کہ سورہ مدنیہ ہے اس کے بعد انہوں نے مکی مدنی سورتوں کی ترتیب تفصیل

ابن عباس کی روایت سے بیان فرمائی اور آخر میں فرمایا کہ اگرچہ اس میں طول ہو گیا ہے لیکن چونکہ بعض دشمنان اہل بیت نے تعصب و عناد کی خاطر یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ سورہ مکہ ہے لہذا اہلبیت طاہرین کا مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلانے کا قصہ فرضی ہے تاکہ آل محمد کی یہ منقبت و فضیلت ختم ہو جائے اس لئے ہم نے تمام سور قرآنیہ کی ترتیب اور مکی و مدنی سورتوں کی تفصیل ذکر کر دی ہے تاکہ یہ اعتراض دفع ہو جائے مقدمہ تفسیر کے مخاطب میں بھی ہم نے سور قرآنیہ کے ترتیب نزول کی روایات نقل کی ہیں جن میں سورہ دھر کو مدنی قرار دیا گیا ہے۔

ترتیب سور قرآن

بروایت ابن عباس

ابو علی فضل بن حسن طبرسی قال حدثنا السيد ابو محمد مہدی بن نزار الحسینی القاسمی قال اخبرنا الحكم ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحکافی قال حدثنا ابو نصر المفسر بالسناد عن عثمان بن عطاء عن ابن عباس

کہ میں اترنے والی سورتیں ترتیب وار اس طرح ہیں

اول ما نزل بکلمۃ

۱ اقرا باسم ربک	۱۵ الکافرون	۲۲ ق	۴۱ بنی اسرائیل
۲ ن والقلم	۱۸ الفیل	۳۲ لا اقسم بهذا البلد	۵۰ یونس
۳ المزمل	۱۹ الفلق	۳۵ الطارق	۵۱ ہود
۴ المدثر	۲۰ الناس	۳۹ الفاتحہ	۵۲ یوسف
۵ تبت	۲۱ التوحید	۴۶ ص	۵۳ الحجر
۶ اذا الشمس کورت	۲۲ والنجم	۳۸ الاعراف	۵۴ الانعام
۷ الاعلیٰ	۲۳ عبس	۴۱ قل اوحی	۵۵ الصافات
۸ واللیل اذ یغشی	۲۴ القدر	۴۰ لیس	۵۶ لقمان
۹ والفجر	۲۵ والشمس	۴۱ الفرقان	۵۷ القمر
۱۰ والضحیٰ	۲۶ البروج	۴۲ الملائکہ	۵۸ سبا
۱۱ المنشر	۲۷ والتین	۴۳ کھیعص	۵۹ الزمر
۱۲ والعصر	۲۸ لایلاف	۴۴ طہ	۶۰ حم مومن
۱۳ والعاذیات	۲۹ القارعہ	۴۵ الواقعہ	۶۱ حم سجدہ
۱۴ الکوثر	۳۰ القیامہ	۴۶ الشعراء	۶۲ جمعت
۱۵ التکاثر	۳۱ الہمزہ	۴۷ النمل	۶۳ الزخرف
۱۶ ارایت	۳۲ والمرسلات	۴۸ القصص	۶۴ الذخان

الانشقاق ۸۳	الملک ۸۴	نوح ۸۱	الباقیہ ۸۵
الروم ۸۴	الحاقہ ۸۵	ابراہیم ۸۲	الاحقاف ۸۶
العنکبوت ۸۵	المعارج ۸۶	الانبیاء ۸۳	الذاریات ۸۷
المطففین ۸۶	عم یسائلون ۸۷	المومنون ۸۴	الغاشیہ ۸۸
	النازعات ۸۸	المرتذیل ۸۵	الکھف ۸۹
	الانقطار ۸۹	الطور ۸۶	النحل ۹۰

یہ ۸۶ سورتیں ہیں جو مکہ میں اس ترتیب سے نازل ہوئیں۔
اس کے بعد مدینہ میں نازل ہونے والی سورتوں کی ترتیب اس طرح ہے۔

التحریم ۱۰۸	الحشر ۱۱۱	الحدید ۹۲	البقرہ ۸۷
الجمعة ۱۰۹	اذا جاء نصر الله ۱۱۲	محمد ۹۵	الانفال ۸۸
التغابن ۱۱۰	النور ۱۱۳	الروعد ۹۶	آل عمران ۸۹
الصف ۱۱۱	الحج ۱۱۴	الرحمن ۹۷	الاحزاب ۹۰
المائدہ ۱۱۲	المنافقون ۱۱۵	الدھر دھل ائی ۹۸	الستحنہ ۹۱
الفتح ۱۱۳	الدجالہ ۱۱۶	الطلاق ۹۹	النساء ۹۲
التوبہ ۱۱۴	الحجرات ۱۱۷	لم یکن ۱۰۰	اذا زلزلت ۹۳

یہ ۲۸ سورتیں ہیں جو مدینہ میں اتریں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے مکہ میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اتری اور اس کے بعد سورہ اقرار اتری۔ کل ۱۱۴ سورتیں ہیں
اس کی کل آیات ۶۲۳۶ ہیں اور کل حروف ۳۲۱۲۵ ہیں اس کو نیک لوگ پڑھتے ہیں اور اولیاء اس پر مداومت کرتے ہیں۔

عَلَىٰ حَبِيبٍ مُّسْكِنًا وَيَتِيمًا ۝۱۰ اِنَّمَا نَطْعُكُمْ لَوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ

اس کی چاہت کے باوجود مسکین و یتیم کو (اور کہتے ہیں) کہ سوائے اس کے نہیں ہم تمہیں خوشنودی خدا کے لئے کھاتے ہیں نہ تم

تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس واقعہ کی تفصیل اس طرح مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حسین شریفین بیمار ہوئے اور حضرت رسالتکب بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے آپ کے ہمراہ دو آدمی اور بھی تھے حضرت علی علیہ السلام نے تین دن کے روزوں کی منت مانی تو جناب فاطمہ اور حسین نے بھی منت مان لی اور جناب نفعہ نے بھی منت مان لی چنانچہ اللہ نے تندرستی عطا فرمائی تو سب نے روزے رکھ لئے تو چونکہ گھر میں کھانے کو کوئی چیز نہ تھی حضرت علی علیہ السلام ایک یہودی شمعون نامی کے پاس گئے جو اُون کا کاروبار کرتا تھا آپ اس سے کچھ اُون لائے تاکہ جناب بتول اس کو کات کر دیں گی اور اس کے بدلہ میں تین صاع جو اجرت مقرر ہوئے پس آپ جو اور اُون گھر میں لائے جناب حذرہ طاہرہ نے ایک تہائی اُون کات کر ایک تہائی جوؤں کو چکی میں پسیا اور اُس کے آٹے کی پانچ روٹیاں تیار کیں جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نماز مغرب باجماعت پڑھ کر واپس پٹے تو دسترخوان چنگا گیا اور کھانا حاضر کیا گیا پس ایک لقمہ توڑا ہی تھا کہ در پر ایک مسکین نے صدادی تو سب نے کھانے سے ہاتھ کینچ لیا اور کھانا مسکین کے حوالہ کر دیا گیا پھر دوسرے دن بی بی عالیہ نے دوسری تہائی اُون کاتی اور تہائی جوؤں کو پس کر کھانا تیار کیا اور حسب سابق دسترخوان پر بیٹھے ہی تھے کہ ایک یتیم نے دروازہ پر دستک دی پس سب نے کھانے سے ہاتھ اٹھالیا۔ اور کھانا یتیم کے حوالہ کر دیا گیا۔ پھر تیسرے دن بتول معطر نے باقی تہائی اُون کات کر باقی تہائی جو پس کر کھانا تیار کیا تو حسب سابق ایک امیر نے صدادی اور تمام کھانا اس کو اٹھا کر دے دیا گیا اور ہر تین دن خود بانی سے افطار کرتے رہے تیسرے دن حضرت علی علیہ السلام بچوں کو ہمراہ لئے خدمت نبوی میں مشرت ہوئے اور حسین شریفین شکم خالی کی وجہ سے کانپ رہے تھے پس حضور ان کو ہمراہ لے کر واپس گھر میں آئے۔ تو جناب فاطمہ کی حالت کمزوری کا بھی مشاہدہ فرمایا پس بیٹی کو گلے سے لگایا اتنے میں جبریل امین سورہ صل اٹی لے کر نازل ہوئے۔

عَلَىٰ حَبِيبٍ - ضمیمہ غائب کا مرجع اللہ بھی ہر سکتا ہے یعنی اللہ کی محبت پر دیتے ہیں لیکن اس کا مرجع طعام کو قرار دینا بہتر ہے یعنی طعام کی خواہش کے باوجود اپنی خواہش کو خوشنودی خدا کے لئے نظر انداز کر کے سائل کو دے دیتے ہیں۔

اِنَّمَا نَطْعُكُمْ - معصوم فرماتے ہیں کہ اگرچہ انہوں نے یہ بات نہ کہی تھی البتہ ان کے دل کی آواز تھی جس کو قرآن نے بیان کر دیا اور تفسیر مجمع البیان میں ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ ہر مومن کے حق میں تا قیامت جاری ہے جو بھی اسی طرح کرے۔

ابراہ کون ہوتے ہیں؟ ان آیات مجیدہ میں ابراہ کے متعدد اوصاف بیان کئے گئے ہیں ① نذر کی ایفاء کرنا ② یوم قیامت کا نوب ③ یشاد شہادی یعنی حاجت مند ہونے کے باوجود مسکین و یتیم واسیر کو کھانا کھلانا ④ احسان کرنے کے بعد بدلہ اور شکر کی توقع نہ رکھنا ⑤ اپنے پروردگار کا خوف دل میں ہونا اور ابراہ کی جو تعریفیں کی گئی ہیں وہ یہ ہیں ۱۰ وہ وہ ہیں جو اللہ کے فرماں بردار ہوں اور اپنے کردار میں احسان شعار ہوں ۱۱ وہ وہ ہیں جو لوگوں کو تکلیف نہ دیں اور شر بر راضی نہ ہوں ۱۲ وہ وہ ہیں جو اپنے اور برعائد شدہ حقوق واجبہ و مستحبہ کو ادا کریں ۱۳ اہلبیت اور ان کے موافقین اور اکثر مخالفین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس جگہ ابراہ کے مصداق علی و فاطمہ و حسن و حسین ہیں اور یہ آیات ان ہی ذوات مقدسہ کے بارے میں اتری ہیں۔

واقف

۲۴

مِنْكُمْ جَزَاءٌ وَلَا شُكُورًا ۝۱۰ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝۱۱

سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکر یہ ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو سخت و دشوار ہوگا

فَوَقَّعَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهْمُ نَصْرَةً ۖ وَسُرُورًا ۝۱۲ وَجَزَاءُ لَهُمْ

پس اللہ نے ان کو اس دن کی گرفت سے بچا لیا اور ان کو تازگی و سرور عنایت فرمایا اور اُس نے ان کو جزا

بِمَا صَبَرُوا وَاجْتَنَبُوا ۝۱۳ مُتَكِبِينَ فِيهَا عَلَى الْآرَائِكِ لَا يَرُونَ فِيهَا

میں دیا بوجہ صبر کے جنت اور ریشمی لباس درحالیہ تکبیر لگانے والے ہوں گے اپنے تختوں پر کہ نہ وہاں دھوپ جلانے

کافوراً۔ جنت میں ایک چشمہ کا نام ہے جس کی خوشبو پاکیزہ ہوگی۔

تَفْجِيرًا۔ یعنی جنتی لوگ جہاں چاہیں گے اس کا پانی بہا سے جائیں گے اور کہتے ہیں کہ جنت کی نہریں زمین کے کھودے بغیر چلیں گی پس جب مومن نہر کو چلانا چاہے گا تو زمین پر خط کھینچے گا اور پانی اسی راستہ پر چلنا شروع ہو جائے گا اور ادم و ادریس پچھلے کا

شُرَّكَاءُ مُسْتَطِيرًا۔ یعنی حول عشرت ہو گیا یہ کہ عذاب قیامت جہنمیوں کے لئے ہمہ گیر ہوگا اور عذاب کو شر اس لئے کہا گیا ہے کہ جلنے والوں کے لئے اس میں نیر کی کوئی امید نہ ہوگی

لِيُطْعِمُوْنَ۔ یعنی وہ لوگ اپنی حاجت پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کا نام ایثار ہے حضرت رسالتؐ سے مروی

ہے کہ جو مسلمان خود بھوکا ہونے کے باوجود دوسرے مسلمان کو کھانا کھلائے خداوند کریم اس کو جنت کے میرہ مات عنایت فرمائے گا اور جو مسلمان حاجت مند ہونے کے باوجود دوسرے برہنہ مسلمان کو لباس پہنائے خداوند کریم اس کو علہ ہائے بہشتی پہنائے گا اور جو مسلمان خود پیاسا ہونے کے باوجود دوسرے پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا تو خداوند کریم اس کو حقیق سے سیراب فرمائے گا۔

مُسْكِنًا۔ مسکین وہ جن کے پاس کچھ نہ ہو یتیم وہ ہے جس کا باپ نہ ہو اور اسیر جو قیدی ہو اور بعضوں نے عورت مرادی ہے

کیونکہ یہ بھی مرد کی قید میں ہوتی ہے لہذا اس کے حقوق کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے اور اسی مطلب کی روایات تفسیر برہان میں حضرت امام

موسٰی کاظم علیہ السلام سے مروی ہیں آپؑ نے فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے عیال پر خرچ کرنے کے لئے تنگدلی کا مظاہرہ نہ کرے

بلکہ وسعت قلبی کا ثبوت دے تاکہ وہ اس کی موت کی تمنا نہ کریں پس جب انسان پر اللہ نعمت نازل کرے تو وہ اپنے عیال پر خرچ کرنے

میں فراخ دلی سے کام لے۔

جَزَاءُ هٰذَا۔ اس کا لَقَّاءُ ہر عطف ہے یعنی ان کو اللہ نے اپنے صبر و حوصلہ کی بدولت باغات جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔

الْآرَائِكِ۔ یہ اریک کی جمع ہے جس کا معنی ہے تخت اور بعض نے کہا ہے کہ تخت کے اوپر بچائے جانے والے تکیوں اور سر ہانوں

شَسَاوًا لَّازِمَةً ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذُلَّتْ قُطُوفُهَا تَذِيلًا ۝

دالی دیکھیں اور نہ سرودی (تکلیف دہ) اور درحالیکہ (جنتی درختوں کے) اسائے ان کے قریب ہوں گے اور ان کے پھل پوری طرح ان کے قبضہ میں ہونگے

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝ قَوَارِيرًا

اور چاندی کے پیالوں اور گھاسوں کے ساتھ ان پر چکر لگانے والے غلام مقرر ہونگے کہ وہ پیالے شیشے کے ہونگے ایسے رد پہلے شیشے

مِنْ فِضَّةٍ قَدَرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۝

جن کو انہوں نے صبح اندازہ سے پُر کیا ہوگا اور جنتی لوگوں کو سیراب کیا جائے گا ایسے پیالے سے جس میں زنجیل کی آمیزش ہوگی

عَيْنًا فِيهَا تُسْقَى سَلْسَبِيلًا ۝ وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝ إِذَا

جو ایسے شیشے سے لیا جائے گا جن کا نام سلسیل ہے اور ان پر ہمیشہ رہنے والے لڑکے چکر لگائیں گے کہ جب ان کو دیکھو گے

رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنثورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثُمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا

تو سمجھ گے کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں اور جب تم وہاں نگاہ دوڑاؤ گے تو ہر طرف نعمتیں اور وسیع ملک

اور گدوں کو ارنگ کہا جاتا ہے بہر کیف جنتی لوگ اپنی منازل جنت میں سکون و آرام و شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ بیٹھے ہوں گے کہ نہ وہاں جلانے والی دھوپ ہوگی اور نہ ٹھٹھرانے والی سردی ہوگی۔

دَانِيَةً یعنی جنت کا سایہ ان کے سروں پر لازوال ہوگا اور جنت کے پھل ان کے مطیع ہوں گے کہ انھیں گے تو پھل اونچے ہو جائیں گے اور بیٹھیں گے تو پھل جھک آئیں گے اور سوئیں گے تو پھل زیادہ ملگ کر قریب پہنچیں گے کہ کسی وقت ان کو پھل توڑنے کی تکلیف نہ ہوگی پس ان کے لئے نہ دُور کی مانع ہوگی اور نہ کوئی کاٹنا وغیرہ ہوگا۔ تفسیر برہان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جنت کے دروازہ پر ایک درخت ہے جس کا ایک پتہ ایک ہزار آدمیوں پر سایہ کرے گا اور اس درخت کے دائیں جانب ایک پاکیزہ چشمہ ہے کہ جب وہاں اس کا پانی پئیں گے تو حسد و کدورت ان کے دلوں سے ختم ہو جائے گی۔

قَوَارِيرًا۔ پہلے قواریر سے بدل ہے اور قارورہ کی جمع ہے جس کا معنی ہوتا ہے شیشے کا برتن گویا اس قدر صاف و شفاف چاندی سے بنائے جائیں گے کہ وہ شیشے کی طرح شفاف ہوگی اس لئے اس پر قواریر کا اطلاق صحیح ہوگا

قَدَرُوهَا یعنی غلام وہ پیالے ان کی حاجت کے مطابق پُر کر دیں گے کہ نہ وہ بڑے ہونگے اور نہ مزدورت سے کم ہونگے اور نہ ان کے اٹھانے سے وزن بڑھ جائے گا۔ ایک خوشبودار چیز ہے جس کے طبیعی منافع بھی بکثرت ہیں چونکہ عربوں میں نہایت پسندیدہ تھی اس لئے اس کا ذکر کیا گیا

کَبِيرًا ۙ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ

دیکھو گے ان کے اوپر سندس سبز اور استبرق کا لباس ہوگا اور ان کو چاندی کے بازو بند پہنائے

مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۙ إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ

جائیں گے اور ان کو ان کا پروردگار شراب طہور سے سیراب کرے گا (کہا جائے گا) تحقیق یہ تمہاری جزا ہے اور تمہاری

جَزَاءٌ وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ۙ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ۙ

دنیا میں سعی مشکور ہے (اور اس کا بدلہ ہے) تحقیق ہم نے تیرے اوپر قرآن اتارا جس طرح اتارنے کا حق ہے

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ۙ وَاذْكُرِ اسْمَ

پس اپنے رب کے حکم (کی تبلیغ) کے لئے (لوگوں کی تکذیب پر) صبر کرو اور ان میں سے کسی گنہگار و منکر کی بات نہ مانو اور صبح و شام اپنے

اور جنت میں جو زنجیل ہوگی وہ اس ظاہری دنیاوی زنجیل سے بدرجہا بہتر ہوگی۔

عیناً۔ یہ بدل ہے سابق سے مقصد یہ ہے کہ وہ زنجیل اپنے چشمے سے نکلے گی جس کا نام سلسیل ہے۔

لَوْ كُنَّا مَشْهُورًا یعنی وہ لڑکے (غلمان) بہشتیوں کی خدمت کے لئے ادھر ادھر پھیلے ہوئے جس طرح موتی بکھرے ہوئے ہوتے ہیں

وَهُمْ لَكَ كَبِيرٌ۔ منقول ہے کہ کم از کم بہشتی کا گھر اس قدر وسیع ہوگا کہ ایک ہزار سال کی مسافت تک اس کی نظر پہنچے گی اور ہر طرف

اس کی حد نگاہ تک اس کی ملکیت ہوگی اور قریب و بعید کو یکساں دیکھ سکے گا اور لطف یہ کہ اس کی یہ سلطنت دائمی ہوگی جس کو زوال نہ ہوگا

عَالِيَهُمْ هِيَ قُوتُهُمْ کے معنی میں ہے اور سندس باریک ریشمی لباس کو کہا جاتا ہے اور استبرق کا معنی دیباچ ہے۔

مِنْ فِضَّةٍ یعنی جنت میں بسنے والوں کو ریشمی و دیباچی لباس پہنائے جائیں گے اور ساتھ ساتھ صفات و صفات چاندی کے

زیور بھی ان کی تزئین کے لئے ہونگے جو سونے اور یاقوت سے بھی زیادہ چمکدار اور خوبصورت ہوں گے

شَرَابًا طَهُورًا۔ منقول ہے کہ ایک بہشتی دنیا کے سو آدمی کے برابر طاقتور ہوگا اور سو آدمیوں کے برابر کھاپی سکے گا پس جب جنتی

غذائیں کھائے گا تو اوپر شراب طہور پی لے گا پس سب کا سب ہضم ہو جائے گا اور بول و براز کے بجائے اس کے جسم سے بسینہ کی طرح

قطرات برآمد ہوں گے جو مک و عنبر سے زیادہ خوشبودار ہوں گے پس پاک و پاکیزہ رہے گا اور نجاست اس کے قریب نہ آئے گی۔

اِثْمًا۔ اِثْم سے مراد عتبہ بن ربیعہ اور کفور سے مراد ولید بن مغیرہ ہے کیونکہ ان دونوں نے حضورؐ سے

کہا تھا کہ اگر آپ اپنی تبلیغ سے باز آجائیں تو ہم آپ کو مال و دولت سے غنی کر دیں گے اور تیری شادی

تیری مرضی کے مطابق کریں گے

رکوع نمبر ۲۰

رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝

رب کا نام یاد کیا کرو اور رات کے کچھ حصہ میں اسی کیلئے سجدہ کرو اور رات بھر اس کی تسبیح کرو

إِنَّ هَؤُلَاءِ يُجِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝

تحقیق یہ لوگ دنیاوی فوائد کو درست رکھتے ہیں اور اس سخت دن کو نظر انداز کرتے ہیں جو بعد میں آنے والا ہے ہم نے ان کو

خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَلَهُمْ تَبْدِيلًا ۝

پیدا کیا اور ہم نے ان کے اعضاء کو مضبوط کیا اور جب ہم چاہیں ان کی جگہ ان صبیوں کو تبدیل کر سکتے ہیں

وَإِذْ كَرَّمْنَا نَارًا ۖ اس جگہ پھر نماز کے اوقات کا بیان کیا گیا ہے کیونکہ بکرہ کے ذکر سے صبح کی نماز اور اصيل سے ظہر و عصر کا وقت مراد لیا جاسکتا ہے اور اس میں ذکر پروردگار سے مراد نماز ظہرین لی جاسکتی ہے اور مِنَ اللَّيْلِ سے رات کا کچھ حصہ مراد ہے اور مغرب و عشا کی دو نمازوں کو رات کے ابتدائی حصہ میں ادا کرنا اس جگہ مراد لیا جاسکتا ہے۔ پس قرآن مجید میں پانچ نمازوں کے لئے تین اوقات متعدد مقامات پر بتائے گئے ہیں جو شیعی فقہ کے عین مطابق ہے۔ اس مسئلہ کی قدرے تفصیل تفسیر کی جلد ۹ ص ۴۷ پر ملاحظہ ہو۔

وَسَبِّحْهُ ۖ یہاں امر استحباب کے لئے ہے اور اس تسبیح سے مراد نماز تہجد ہے جس طرح کہ امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ اب سے احمد بن محمد بن زبلی نے اس تسبیح کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے نماز شب مراد ہے۔

الْعَاجِلَةَ ۖ اس سے مراد دار دنیا ہے یعنی کافر لوگ صرف دنیاوی منفعت کو ملحوظ رکھتے ہیں اور آخرت کے دن کو فراموش کرتے ہیں جو کافروں کے لئے مہایت سخت ہوگا۔

شَدَدْنَا ۖ اس کا اصلی معنی ہے بندھنا اور اسی مناسبت سے قیدی کو اسیر کہا جاتا ہے اور اس جگہ اس سے مراد انسان کے تمام اعضاء بدن ہیں جن میں انسان جکڑا اور بندھا ہوا ہے۔

بَدَّلْنَا ۖ یہ کفار کے لئے دھمکی اور تنبیہ ہے کہ اللہ کی ذہیل سے دھوکا نہ کھاؤ اور اپنی مضبوطی جسم اور فردانی نعمت پر نہ اتراؤ کیونکہ جس طرح اللہ تمہارے پیدا کرنے پر قادر ہے اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر کے تمہاری جگہ دوسری قوموں کو بھی آباد کر سکتا ہے اور نصیحت کا کارگر اور موثر طریقہ یہی ہے کہ ترغیب اور ترہیب دونوں پر مشتمل ہو۔

وَمَا تَشَاءُونَ ۖ یہی جگہ مشیت سے مراد اختیار ہے اور دوسری جگہ مشیت کا معنی اجبار ہے یعنی تم لوگ اللہ کی رضامندی کا راستہ اختیار نہیں کرو گے مگر جبکہ اللہ تم کو مجبور کرے لیکن اللہ تو کسی کو مجبور کرتا نہیں ہے بلکہ اس نے تو ہر انسان کو اختیار بنا دیا ہے کہ چاہے تو ایمان کو اختیار کرے اور چاہے تو کفر کو اختیار کرے اور اس کا یہی معنی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تم جو کچھ چاہتے ہو اللہ وہی کچھ چاہتا ہے

إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمِنْ شَاءِ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَمَا تَشَاءُونَ

تحقیق یہ قرآن نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی خوشنودی کا راستہ اختیار کرے اور تم نہیں چاہتے

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي

مگر وہ جو اللہ چاہتا ہے تحقیق اللہ علیم و حکیم ہے داخل کرتا ہے جسے چاہے اپنی

رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ ۲۰

رحمت میں اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کیا ہے

ہے کیونکہ اس طریقہ سے تو پھر دعوت حق باطل ہو جائے گی۔ البتہ معصوم اگر اس کا مخاطب قرار دیا جائے تو معنی صحیح ہو جائے گا کیونکہ معصوم ایسی چیز نہیں چاہتا جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو اسی بنا پر حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ نے قلوب ائمہ کو اپنے ارادہ کا مورد قرار دیا ہے کہ جو چیز وہ چاہتا ہے یہ چاہتے ہیں۔ (برہان)

سورۃ المرسلات

○ یہ سورہ مکہ ہے

○ اور اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر اکاون ہے

○ حضرت نبی کریم سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ مرسلات کی تلاوت کرے گا وہ مشرکین میں سے محشور نہ ہوگا۔

○ اور جو شخص کسی دشمن سے جھگڑا کے وقت اس کو پڑھے گا تو اللہ اس کو قوت دے گا اور وہ غالب ہوگا۔

○ آپ نے فرمایا اگر قاضی یا والی کے سامنے اپنے مد مقابل کو زیر کرنے کے لئے اس سورہ کو پڑھا جائے تو خدا دشمن کے مقابلہ

میں اس کی مدد فرمائے گا

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر اس سورہ کو لکھ کر پیاز کے پانی سے دھویا جائے اور پیٹ کے درد والا اس پانی

کو پیے تو اس کو شفا ملے گی۔ باذن اللہ

○ فوائد القرآن میں مصباح کفعمی سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پوست آہو پر زعفران و گلاب سے لکھ کر اپنے پاس

رکھے تو اس کی نیند کم ہو جائے گی اور بیدار رہے گا اور محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ۝ فَالْعَصْفِ ۝ عَصْفًا ۝ وَالنَّشْرِ ۝ نَشْرًا ۝ فَالْفُرْقِ ۝

ان کی قسم جن کو پہلے درپے بھیجا گیا ان تیز ہواؤں کی قسم جو نہایت تیزی سے چلیں ان کی قسم جو پھیلائی اور منتشر کریں پس ایک کو دوسری سے

فَرَقًا ۝ فَالْمُلْقِي ۝ ذِكْرًا ۝ عَذْرًا ۝ اَوْ نَذْرًا ۝ اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ۝ فَاِذَا

جدا کریں پس ذکر کا اقرار کریں از قبیل عذر ہو یا انداز ہو بجز اس کے نہیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور واقع ہوگا

النُّجُومِ طُبِسَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ تُسِفَتْ ۝ وَاِذَا

جب ستارے بے زور ہوں گے اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اکھاڑے جائیں گے اور جب

الرُّسُلُ اُقْتُتْ ۝ لَا يَخِيْ يَوْمَ اُجِّلَتْ ۝ لِيَوْمِ الْفُصْلِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ

رسولوں کو وقت معین پر جمع کیا جائے گا کہ کس دن کے لئے ان کو مہلت دی گئی تھی؟ فیصلہ کے دن کے لئے تمہیں کیا معلوم فیصلہ کا دن کی

رُكُوْعُ نَمْبَر ۲۱ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔ اس کے معنی میں چند اقوال ہیں۔ (۱) مرسلات کا موصوف ریاح ہے اور عُرْف کا اصلی معنی ہے گھوڑے کی گردن کے بال پس معنی یہ ہوگا کہ ان ہواؤں کی قسم جو گھوڑے کے بالوں کی طرح

مسل اور پہلے درپے چلتی ہیں (۲) اس کا موصوف ملائکہ ہے اور عُرْف کا معنی معروف ہے یعنی ان فرشتوں کی قسم جو نیکی کے احکام لے کر انبیاء کی طرف بھیجے جاتے ہیں (۳) اس کا موصوف ذوات انبیاء کی قسم جن کو نیکی کے احکام دیکر بھیجا گیا۔

وَالنَّاشِئَاتِ۔ اس کے معنی میں بھی اقوال ہیں (۱) ناشرات سے مراد وہ ہوائیں جو بادلوں کو منتشر کرتی ہیں (۲) ملائکہ جو اللہ کے پیغامات کو نشر کرتے ہیں (۳) بارشیں جو سبزلیوں اور پھلوں کو نشر کرتی ہیں اور جملہ قسم ہے اور عاصفات سے مراد صرف ہوائیں لی گئی ہیں

فَالْفَارِقَاتِ۔ اس کے معنی میں بھی اقوال ہیں (۱) ملائکہ جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے احکام لاتے ہیں (۲) آیات قرآنیہ جو حلال و حرام اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کرتی ہیں (۳) وہ ہوائیں جو بادلوں کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہیں۔

فَلْمُلْقِي ۝ اس سے مراد ملائکہ ہیں جو انبیاء کی طرف احکام خداوندی کا اقرار کرتے ہیں۔

عَذْرًا اَوْ نَذْرًا یعنی جس ذکر کا ملائکہ اقرار کرتے ہیں یا تو از قبیل عذر ہے یعنی قطع عذر اور اتمام حجت کے لئے ہے یا جہنم ڈرانے کے لئے ہے۔

الْفَصْلِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ أَلَمْ تُفْلِكِ الْوَالَيْنِ ۝ ثُمَّ تُشْعَبُهُمُ

ہے؟ ویل۔ ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے کیا ہم نے پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کیا پھر بعد والوں کو ان کے

الْآخِرِينَ ۝ كَذَلِكَ تَفْعَلُ بِالْجُرْمَيْنِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝

پچھے چلاتے ہیں جرمین کے ساتھ ہم اسی طرح سوک کرتے ہیں ویل ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝

کی تم کو ہم نے حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پس اس کو ٹھہرایا با امن قرار گاہ میں ایک مقرر وقت تک

فَقَدَرْنَا ۝ فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ أَلَمْ تَجْعَلِ

پس ہم اس پر قادر ہوئے اور ہم خوب قادر ہیں ویل ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے کیا ہم نے زمین کو تمہارا

الْأَرْضِ كِفَاتًا ۝ أَحْيَاءٌ وَأَمْوَاتًا ۝ وَجَعَلْنَا فِيهَا رِوَاسِي شَيْخَتِ

مکن نہیں بنایا؟ زندوں اور مردوں کے لئے اور اس میں ہم نے اونچے پہاڑ پیدا کر دیئے اور

رَاسًا تَوَعَّدُونَ۔ یہ فقرہ جو با قسم ہے کہ جس دن کا یعنی قیامت کا تم وعدہ کئے گئے ہو وہ ضرور واقع ہو گا۔

أَقْتَتُ۔ وُتِّقْتُ سے داؤ کو الفت کر دیا گیا اور اُقْتَتُ بن گیا یعنی رسولوں کو اپنے وقت پر جمع کیا جائے گا۔

لَا اِتٰی یَوْمَ۔ یا تو لوگوں کے استعجاب کو بیان کیا گیا ہے کہ لوگ تعجب سے کہتے ہیں کہ وہ کون سا دن ہے جس کے لئے مہلت دی گئی

ہے یا یہ کہ دنیا میں لوگ انبیاء کو کہتے رہتے ہیں کہ وہ کون سا دن ہے اور کب آئے گا جس کا تم وعدہ کرتے ہو پس اس کا جواب ہے لَیْوَمَ

الْفَصْلِ یعنی فیصلہ کے دن کے لئے تم کو مہلت دی گئی ہے اور اسی دن انبیاء اپنی امتوں پر شہادت دینے کے لئے حاضر ہوں گے۔

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ۔ الگ الگ نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اس فقرہ کو دہرایا گیا ہے لہذا یہ تکرار عین فصاحت ہے۔

مَاءٍ مَّهِينٍ۔ ایک حقیر پانی سے ایک صاحب عقل و دانش مخلوق کا پیدا کرنا صاحبان فکر و عمل کے لئے دہود خالق اور اس کی تدبیر اتم و اکمل کی ناقابل تردید برہان ہے اور اس کا انکار کرنا عقل کے برہی فیصلے کا انکار ہے۔

قَدَرٍ مَّكِينٍ اس سے مراد رحم مادر ہے جس میں لطفہ انسانیہ کو تربیت کے لئے ٹھہرایا گیا ہے۔

فَقَدَرْنَا۔ اس کا ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رحم کے اندر انسان کی پیدائش ہماری تقدیر سے ہوئی ہے اور یہی علم تھا کہ یہ چھوٹا ہوگا

یا طویل خوبصورت ہوگا یا بدصورت اور عورت ہے یا مرد وغیرہ پس جو مقدار ہم نے مقرر کی ہے اس پر ہی پیدا ہوا اور ہم خوب مقدار کرنے والے

وَأَسْقَيْنَكُم مَّاءً فَارَاتَا ۝۳۸ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۳۹ اِنطَلِقُوا اِلَى مَا كُنْتُمْ

ہم نے بیٹھے پانی سے تم کو سیراب کیا ویل ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے (کہا جائے گا) جاؤ اس آگ کی طرف جس کو

بہ تَکْذِبُونَ ۝۴۰ اِنطَلِقُوا اِلَى ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۝۴۱ لَا ظِلِيلٌ وَلَا يُغْنِي

جھٹلاتے تھے جاؤ ایسے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں ہیں کہ نہ تو وہ ڈھانپے گا اور نہ شعلوں کی

مِنَ اللَّهَبِ ۝۴۲ اِنَّهَا تَرْمِي بِشَرِّ رِيشٍ كَالْقَصْرِ ۝۴۳ كَاَنَّهُ جِمْلَتٌ صُفْرٌ ۝۴۴ وَيْلٌ

گرمی سے پہلے گا اور وہ چنگاریاں پھینکے گا جو محلات کی طرح بڑی ہوں گی کہ وہ سیاہ اونٹیاں معلوم ہوں گی ویل ہے

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۴۵ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ۝۴۶ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۝۴۷

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے یہ وہ دن ہوگا کہ وہ نہ بول سکیں گے اور نہ ان کو عذر خواہی کی اجازت ملے گی

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۴۸ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمْعُكُمْ وَالْاَوَّلِينَ ۝۴۹

ویل ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے (کہا جائے گا) یہ فیصلہ کا دن ہے ہم نے تم کو جمع کیا ہے اور پہلے لوگوں کو بھی

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُوْنَ ۝۵۰ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۵۱

پس اگر تمہارے پاس کوئی نیچنے کی تجویز ہے تو وہ تجویز کرو ویل ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

ہیں اور دوسرا معنی دہی ہے جو تحت اللفظ موجود ہے۔
كَفَاتًا - كَفَاتَا یعنی ختم ختم اس جگہ کفات سے مراد قراگاہ اور مسکن ہے اور زمین زندہ انسانوں کا مسکن ہے اور مردہ انسانوں کے لئے قبرستان ہے پس دونوں حالتوں میں قراگاہ ہے۔

اِنطَلِقُوا - یعنی کافروں کو کہا جائے گا کہ تم جس آگ کی تکذیب کرتے تھے اب اسی میں جلو۔ اور ایسے سایہ کی طرف چلو جس کے تین شعبے ہیں یعنی اوپر دائیں اور بائیں ہر طرف سے وہ گہرے گی یا یہ کہ اس کا دھواں گہرے گا جس کا نہ سایہ ہوگا اور نہ گرمی سے بچت ہوگی۔
جِمْلَتٌ - جمال جمع ہے جل کی اور تانائیت اس لئے لگائی گئی ہے کہ جمع تانائیت کے سکھ میں ہوتی ہے اور صفر جمع ہے صفری کی اور اس جگہ سیاہ اونٹیاں مراد ہیں کیونکہ سیاہ اونٹ جو مائل بزدلی ہوں ان کو عرب صفر سے تعبیر کرتے ہیں۔
لَا يَنْطِقُونَ - مردی ہے کہ جنت میں کئی موقف ہوں گے پس بعض موافق میں بوسنے کی اجازت نہ ہوگی اور بعض میں ہوگی۔

إِنَّ التَّقِيْنَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ ۖ وَفَوَاكِهِ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝ ۴۲ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا

تحقیق متقی لوگ پسندیدہ سالیوں اور چشموں اور میووں میں ہوں گے (ان کو کھا جائے گا) کہ کھاؤ اور پیو تمہیں

هِنِيْءًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ۴۳ ۖ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ۴۴ ۖ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

خوشگوار ہو جو اس کے جو تم عمل کرتے تھے (دنیا میں) ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں ویل ہے اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ۴۵ ۖ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيْلًا ۖ اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝ ۴۶ ۖ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

والوں کے لئے (ان کو کہیں) کہ کھاؤ اور فائدہ اٹھاؤ تمہارے دن کیونکہ تم لوگ مجرم ہو ویل ہے اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ۴۷ ۖ وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ اَرْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝ ۴۸ ۖ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

والوں کے لئے اور جب ان کو کہا جائے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے ویل ہے اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ۴۹ ۖ فَيَايُّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اٰيٰتِنَا ۝ ۵۰ ۖ

والوں کے لئے پس اس قرآن کے بعد کس بات پر وہ ایمان لائیں گے

رُكُوْعٍ ۚ ۲۲ | إِنَّ التَّقِيْنَ - ان آیات میں متقی لوگوں کی حسن بازگشت کا ذکر فرمایا کہ وہ من مانی چھاؤں میں بہتے چشموں کے درمیان اور قسم قسم کے میوہ جات کی فراوانی میں لطف اندوز ہوں گے اور جن قدر کھائیں گے ہضم کریں گے اور گندی و بدبو و بول و براز سے پاک و صاف ہوں گے ان کے فضیلت کی بجائے ان کو پسینہ آئے گا جو عنبر کی طرح خوشبودار ہوگا۔

كُلُوا یہ پھر کذب میں کے متعلق ہے کہ ان سے کہہ دیجئے بیشک دنیا میں جی بھر کر کھا پی لو اور نفع اٹھا لو۔

وَإِذَا قِيلَ - مردی ہے ایک قوم (نبی تعریف) کو جب حضور نے نماز کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ٹھکنا ہماری توہین ہے اور حضور نے فرمایا وہ دین ہی کیا ہے جس میں رکوع و سجدہ نہ ہوں۔ پس یہ آیت اتری اور بعض کہتے ہیں کہ جب قیامت کے دن سجدہ کی دعوت دی جائے گی تو وہ اس وقت بھی اڑ جائیں گے اور ممکن ہے کہ پھر نماز اس سے مراد ہو کیونکہ آیت میں تخصیص نہیں ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ -



سُورَةُ عَمِّ

○ یہ سورہ مکّیہ ہے۔ اس کو سورہ بنار بھی کہا جاتا ہے۔

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم سمیت بیالیس ہے

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص روزمرہ بلا ناغہ یہ سورہ تلاوت کرتا رہے ایک سال کے اندر اس کو

زیارت بیت الحرام (خانہ کعبہ) نصیب ہوگی۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو یاد کرے اور اس کی تلاوت کرتا رہے تو اس کا ہر دس ہزار سال کا برزخ مشرب صلاۃ مکتوبہ کے وقفہ کے برابر ہوگا

میان تک کہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے جو دن سے محفوظ رہے گا اور عاقبت در ہوگا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اس کو بیداری کے لئے پڑھے گا تو وہ بیدار رہے گا اور جو شخص سفر میں اس کی تلاوت

کرے گا وہ رات کے سفر میں با امن ہوگا اور چوروں ڈاکوؤں سے محفوظ ہوگا۔

○ مصباح کفعمی سے منقول ہے جو شخص اس کو دھو کر پئے گا تو در دشمن سے نجات پائے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ② عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيمِ ③ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ④

کس چیز کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں؟ نبار عظیم کے متعلق؟ وہ کہ جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ② جب آنحضرتؐ مبعوث برسات ہوئے اور لوگوں کو توحید کا پیغام سنایا اور شر شر کے متعلق بیان فرمایا اور اس بارے میں قرآن مجید کی آیت کی تلاوت کی تو کافروں نے ایک دوسرے سے استفہام

رُكُوعُ نَمِرَا

انکاری کے طور پر پوچھنا شروع کر دیا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اور کیا لایا ہے؟ پس اللہ نے یہ سورہ نازل فرمایا کہ یہ لوگ ایک دوسرے سے کس چیز کے متعلق پوچھ چکے رہے ہیں؟ ہاں ہاں، وہ نبار عظیم یعنی قرآن مجید یا توہید و رسالت و خلقت و مشر و نشر وغیرہ کے متعلق ایک دوسرے سے سوال کرتے پھرتے ہیں اور منہ منہ کی باتیں کرتے ہیں کوئی کہتا ہے وہ ٹھیک کہتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ غلط کہتا ہے (معاذ اللہ) یعنی کفار قریش حضورؐ کی ابتدائی تبلیغی تقاریر کو سن کر نظریاتی کش مکش میں مبتلا ہو گئے تھے۔

چونکہ قرآن کے ظاہر اور باطن پر ایمان رکھنا ضروری ہے پس نبار عظیم کا ظاہری اور تنزیلی مصداق وہی ہے جو عام مفسرین نے ذکر کیا ہے لیکن اس کا باطنی و تاویلی مصداق حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ذاتِ گری ہے

نَبَاِ عَظِيمِ كَاِبَاطِنِ

چنانچہ ابو حمزہ ثمالی کے سوال کے جواب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام خود فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے اور اللہ کی کوئی نباد مجھ سے اعظم نہیں ہے اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے بھی اسی مضمون کی ایک روایت وارد ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے اور انہیں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میری ولایت گزشتہ امتوں پر بھی پیش کی گئی تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! تو حجتہ اللہ ہے تو باب اللہ ہے تو اللہ کا راستہ ہے تو نبا عظیم ہے تو صراط مستقیم ہے تو مثل اعلیٰ ہے تو امام المسلمین امیر المؤمنین خیر الوصیین اور سید الصدیقین ہے تو فاروق اعظم تو صدیق اکبر تو میرا خلیفہ تو میرے دین کا قاضی اور تو میرے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے یا علی! تو میرے بعد مظلوم تو متروک اور تو مجبور ہوگا میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ تیرا گروہ میرا گروہ اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہوگا۔ اور تیرے دشمنوں کا گروہ شیطانی گروہ ہوگا۔ (برہان)

ایک روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیت مجیدہ میں نبا عظیم سے مراد حضرت رسالت اس لئے نہیں ہیں کہ ان میں اختلاف نہیں ہے اور جس میں اختلاف ہے وہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں لہذا اس جگہ نبا عظیم کا مصداق بھی وہی ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نبا عظیم سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

تفسیر برہان میں طریقی مخالفین سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مغربِ عرب نے پوچھا اے محمد! تیرے بعد یہ معاملہ کس کے سپرد ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا میرے بعد اس کا وارث ہوگا وہ جس کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی پس یہ آیت مجیدہ نازل ہوئی کہ کس چیز کے متعلق یہ لوگ سوال کرتے ہیں؟ ہاں بے شک نبا عظیم کے متعلق پوچھتے ہیں پس بعض لوگ اس کی ولایت و خلافت کی تصدیق کریں گے اور بعض انکار کریں گے اس کے بعد لفظ **کَلَّا** ان کے نظریے کی رد کے لئے ہے یعنی ان لوگوں نے غلط سوچا ہے بے شک عنقریب ان لوگوں کو اس کی خلافت و امامت کا علم ہو جائے گا جب قبر میں ان سے اس کا سوال ہوگا اور یہاں بھی کوئی مرے زمین کے مشرق میں یا مغرب میں خشکی میں یا تری میں قبر میں منکر و نکیر اس سے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اور ان کی خلافت کا سوال کریں گے وہ پوچھیں گے تیرا رب کون ہے؟

تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اور تیرا امام کون ہے؟

منقول ہے کہ جنگ صفین کے دوران ایک دن ایک شخص شکر شام سے نکلا جو سلاح پوش تھا اور اس نے سر پر قرآن بھی اٹھا رکھا تھا اور یہی آیت پڑھ رہا تھا **عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ** اللہ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا تو حضرت علی نے مجھے روک دیا۔ اور خود بنفس نفیس آگے بڑھے پس آپ نے فرمایا اے نبی خدا، تو اس نبا عظیم کو جانتا ہے جس میں تم لوگوں کو اختلاف ہے تو اس نے جواب نفی میں دیا، پس آپ نے قسم کھا کر فرمایا خدا کی قسم وہ نبا عظیم میں ہوں جس میں تم لوگوں نے اختلاف کیا ہے اور جس کی ولایت میں تم نے جھگڑا کیا ہے پس اقرار کرنے کے بعد تم لوگ میری ولایت سے مغرب ہو گئے ہو اور اپنی بغاوت کی وجہ سے تم ہلاک ہوئے ہو حالانکہ میری ہی تلوار کی بدولت تم کو نجات ملی تھی اور غدیر کے روز تم نے مجھے پہچان لیا تھا اور پھر قیامت کے دن بھی جان لو گے اس کے بعد آپ نے تلوار کو حرکت دی اور اس کے سر کو قلم کر دیا۔ اصیغ بن نباتہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا وہ نبا عظیم میں ہوں جس میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اس

كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهْدًا ۝ ۴

خبردار! عنقریب جان لیں گے پھر خبردار! عنقریب وہ جان لیں گے کہا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟ اور

الْجِبَالِ اَوْ تَادَا ۝ وَخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَجَعَلْنَا

پہاڑوں کو میخیں (زمین کی) اور ہم نے تم کو جوڑا جوڑا بنایا اور ہم نے بنایا تمہاری نیند کو آرام اور بنایا

النَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ ۱۳

رات کو لباس اور بنایا دن کو معاش اور بنائے تمہارے اوپر ساتہ آسمان

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ۝ ۱۴ وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرِ مَاءً ثَجَّاجًا ۝ ۱۵

اور بنایا سورج کو چمکنے والا اور نازل کیا ہم نے بادلوں سے پے در پے ٹپکنے والا پانی

وقت ان کو پتہ چلے گا جب میں جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا ہو کر دوزخ سے کہوں گا یہ میرا ہے اس کو چھوڑ دے اور وہ تیرا ہے اس کو لے لے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ - خداوند کریم نے ان آیات میں اپنی توحید کو سمجھانے کے لئے قرین عقل مفصل بیان جاری فرمایا کہ جو لوگ حضرت رسالتؐ کی تبلیغات کا انکار کرتے ہیں یا بغیر استعجاب ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں وہ ان چیزوں میں ذرا فکر کریں تو انہیں معلوم ہو گا کہ میرا رسول سچ کہتا ہے۔ ہم نے زمین کو بچھایا اور اس کو چلنے سے محفوظ رکھنے کے لئے اوپر پہاڑوں کو مینوں کی حیثیت سے گاڑ دیا اور تہیں جوڑا جوڑا یعنی مذکر و مؤنث پیدا کیا تاکہ نسل کا سلسلہ برقرار رہے۔ یا یہ کہ سیاہ و سفید کوتاہ و طویل وغیرہ اقسام میں منقسم کر دیا تاکہ باہمی امتیاز کے علاوہ اللہ کی حسین صفت کا اقرار کرتے رہو اور رات کو تمہارا لباس مقرر کیا کیونکہ وہ تمہیں ڈھانپ لیتی ہے اور دن کے کاروبار کی تھکاوٹ کے بعد نیند کو سکون و آرام بنا دیا تاکہ اس کے بعد پھر تازہ دم ہو کر اپنی معیشت کے لئے دن بھر کام کاج میں مصروف رہ سکو۔ یہ تمام چیزیں غور و فکر کرنے والے انسان کو توحید پروردگار اور اس کے حسن تدبیر کے اعتراف کی دعوت دینے کے لئے کافی ہیں۔ وَبَنَيْنَا - اس کے بعد عالم علوی کی مصنوعات پروردگار کی طرف نگاہ دوڑائی جائے تو مزید یقین و معرفت پیدا ہوتی ہے مثلاً فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارے لئے سات آسمان بنائے اور ایک جگمگاتا چمکتا ہوا چراغ یعنی سورج پیدا کیا جو ایک طرف تمہیں روشنی پہنچائے اور دوسری طرف اپنی گرمی سے تمہارے فصلات کو پکائے اور آسمان سے بارش کو برسایا تاکہ زمین کی آبادی قائم رہے۔ معصرات کا معنی ہوائیں بھی کہیں گے ہیں جو بادلوں کو جمع کرتی ہیں اور شجاج کا معنی زور سے گرنے والا موسلا دھار بارش کا پانی بھی مراد دیا گیا ہے۔

سازگار ہو کر جو یہ سے نکالیں داسنے اور انگری اور باغات گھنے تحقیق فیصد کا دن وعدے کا

جس دن صور پھونکا جائے گا پس تم ٹوٹے ٹوٹے ہو کر اڑ گے اور آسمان کے دروازے کھول دیے

اور میاڑوں کو مٹا دیا جائے گا پس وہ سہرا اب معلوم ہوں گے تحقیق چشم ہی (ان کی)

یوم یفخ۔ اس کے مفصل بیان تفسیر کی جلد ۲ ص ۳۴ پر گزر چکا ہے۔

کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا اسے معاذ! تو نے بڑا سوال کیا ہے؟ اس کے بعد آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور

جانبیہ کے (۴) بعض اندھے ہوں گے (۵) بعض بہرے ہوں گے (۶) بعض گونگے ہوں گے (۷) بعض اینی زبانوں کو جیتاتے ہوں گے

آگ کے درختوں پر سولی پر لٹکایا جائے گا (۹) بعض کی بدبو مردار جانور سے بھی زیادہ ہوگی (۱۰) بعض کے اجسام پر قطر ان کے

جیسے ہوں گے جو ان کے چڑوں سے چھٹے ہوئے ہوں گے۔

لکھے ہوئے سود خور ہوں گے (۴) غلط فیصلہ کرنے والے قاضی و میسٹر ٹی اندھے محسوس ہوں گے (۵) بہرے دکنگے وہ لوگ

اعمال ان کے اقوال کے موافق نہ تھے (۸) ہاتھ پیر کٹے ہوئے وہ لوگ ہوں گے جو ہمایوں کو تکلیف دیتے تھے اور جہنم میں سولی لٹکتے

لہو سے وہ مہوں گے جو بادشاہوں کے درباروں میں لوگوں کی شکایت لے جاتے تھے (۹) بدکردار وہ ہوں گے جو دنیا میں شہوت پرستی میں

مِرْصَادًا ۲۷ لِّلطَّغَيْنِ مَا بَا ۲۸ لِّبِثْنِ فِيهَا أَحْقَابًا ۲۹ لَا يَذُوقُونَ

انتظار گاہ ہے جو سرکشوں کی بازگشت ہے جس میں ٹھہریں گے صدیوں تک نہ وہاں نہیں

فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۱۵ إِلَّا حِيمًا وَغَسَاقًا ۱۶ حَزَاءً ۱۷ وَفَاقًا ۱۸ إِنَّهُمْ

کا ذائقہ چکھیں گے اور نہ پانی کا مگر کھوتا ہوا پانی اور پیپ یہ ان کی پوری جزا ہے تحقیق وہ

كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ۲۸ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ۲۹ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصِيئُهُ

حساب کی امید بھی نہ رکھتے تھے اور سختی سے ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے اور ہم نے ہر ان کے عمل کو کتاب میں

كِتَابًا ۳۰ فَذُوقُوا فَلَنْ نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ۳۱ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۳۲

احصا کیلئے پس دیکھا جائیگا پھر پس ہم تمہیں زیادہ کریں گے مگر عذاب میں بے شک متقی لوگوں کے لئے کامیابی ہے (ان کیلئے)

حَدَاقٍ وَأَعْنَابًا ۳۳ وَكَوَاعِبَ أَشْرَابًا ۳۴ وَكَأْسًا دِهَاقًا ۳۵ لَا يَسْمَعُونَ

→ بانج ہی اور انگور ہی اٹھرے ہوئے پستانوں والی نوجوان ہمیں خوری ہوگی اور چھلکتے ہوئے پیالے ہوں گے نہ سنیں گے وہاں

موتے اور اپنے اموال سے حقوق واجبہ نہ ادا کرتے تھے وہاں قطران کے جتے وہ پینیں گے جو دنیا میں تکبر و غرور کرتے تھے۔

سُيِّرَتِ الْجِبَالُ - یعنی پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے اڑا دیا جائے گا پس شراب کی طرح معلوم ہوں گے یعنی دکھائی دیں گے لیکن درحقیقت وہ ہوں گے نہیں۔

أَحْقَابًا - یہ حقب کی جمع ہے ایک حقب ستر خریف کا اور ایک خریف سات سو برس کا اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور ایک دن دنیا کے ایک ہزار سالوں کے برابر ہوگا اور بعضوں نے ایک حقب کی مقدار ستر ہزار سال بیان کی ہے جبکہ ان سالوں کا ایک دن ہزار سالوں کے برابر ہوگا۔ بہر کیف جہنم میں رہنے کی مدت مقرر نہیں پس وہ حقب درحقب جہنم میں رہیں گے۔

بَرْدًا وَلَا شَرَابًا - یہاں برد سے مراد نیند ہے اور شراب سے مراد پانی ہے۔
حَزَاءً وَفَاقًا - یعنی یہ کہ ان کے اعمال کے برابر پوری جزا ہوگی نظم نہ ہوگا۔

فِيهَا لَعْوًا وَلَا كِذَّابًا ۚ جَزَاءُ مَن رَّبَّكَ عَطَاءٌ حِسَابًا ۚ رَبِّ السَّمَوَاتِ

کوئی لغو بات اور نہ جھوٹ بدلہ تیرے رب کی طرف سے عطائے کثیر وہ جو رب ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۚ يَوْمَ يَقُومُ

و زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے رحمن ہے ان کو طاقت نہیں ہوگی اس سے خطاب کرنے کی جس دن

الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۚ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَن أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ

کھڑے ہوں گے رُوح اور فرشتے صف بہ صف نہ بولیں گے مگر وہ جس کو رحمن اجازت دے گا اور وہ بات

رکوع نمبر ۲ کِذَّابًا۔ یعنی ایک دوسرے کی تکذیب کرنا وہاں نہ ہوگا مقصد یہ ہے کہ پرسکون ماحول ہوگا اور جھگڑا فساد نہ ہوگا جَزَاءُ۔ مفعول مطلق ہے یعنی جازا اھم جَزَاءُ ۚ وَأَعْطَاهُمْ عَطَاءً۔

لَا يَمْلِكُونَ۔ یعنی اس دن کسی کو بات کرنے کی اجازت نہ ہوگی مگر وہ جن کو اللہ کی جانب سے اذن حاصل ہو۔

يَقُومُ الرُّوحُ۔ تفسیر مجمع البیان میں رُوح کے متعلق متعدد اقوال ہیں (۱) بنی آدم کی شکل میں ملائکہ کے علاوہ ایک مخلوق ہے کہ بروزِ محشر وہ ایک صف میں ہوں گے اور فرشتے دوسری صف ہوں گے (۲) رُوح ایک بہت بڑا فرشتہ ہے پس قیامت کے روز وہ اکیلا ایک صف ہوگا۔ اور تمام فرشتے دوسری صف ہوں گے اور جہات میں تمام فرشتوں کے برابر ہوگا۔ (۳) لوگوں کے ارواح مراد ہیں کہ ایک صف میں یہ ہوں گے اور دوسری صف میں فرشتے ہوں گے (۴) رُوح سے مراد جبرئیل ہے اور مروی ہے کہ جبرئیل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے ہر رزہ سے ایک لاکھ فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور تمام فرشتے صف بہ صف اللہ کے سامنے سرنگون ہیں (۵) امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رُوح ایک فرشتہ ہے جو جبرئیل و میکائیل سے جہات میں بڑا ہے۔

مَن أَذِنَ۔ تفسیر مجمع البیان میں بروایت معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم قیامت کے روز ماذون ہم ہوں گے اور صواب و صحیح کہنے والے ہم ہی ہوں گے۔ راوی نے دریافت کیا کہ حضور! آپ اس دن کیا کہیں گے تو آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے اللہ کی تجید و تحمید کریں گے (نحمدہ و نصلی علیہ و سلم) اور حضرت رسول اللہ پر صلوات بھیجیں گے اور اپنے شیعوں کے حق میں شفاعت کریں گے پس ہمارا پروردگار ہماری سفارش کو رد نہ فرمائے گا اس روایت کو تفسیر برہان میں متعدد طرق سے نقل کیا گیا ہے۔

ص ۱۶ پر۔ ذَالِکَ۔ قیامت کی آمد کا اعلان کرنے کے بعد کفار کو دعوت دی کہ میں نے مجبور نہیں کیا بلکہ تمہیں بااختیار بنا دیا۔ اب سمجھ لینے کے بعد جو بھی اپنے پروردگار کی طرف بازگشت چاہتا ہے تو نیک اعمال بجالائے۔ صفحہ نمبر ۱۶ پر۔ عَذَابًا قَرِيبًا۔ اس سے مراد عذابِ آخرت ہے اور ہر یقینی واقع ہونے والی چیز کو قریب کہا جاسکتا ہے۔

۷۰
۹۴

صَوَابًا ۱۹ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰى رَبِّهِ مَآبًا ۝ اِنَّا اَنْذَرْنٰكُمْ

میں صبح کہے گا یہ دن حق ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف اپنی بازگشت بنائے ہم نے تمہیں ڈرایا عذاب

عَذَابًا قَرِيبًا ۙ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ

قریب سے جس دن دیکھے گا ان ان اعمال کی طرف جنہیں اپنے آگے بھی چکا تھا اور کافر

يَلْتَنِي ۖ كُنْتُ شَرًّا ۙ ۲۱ ۝

کہے گا ہائے افسوس میں مٹی ہوتا

يَوْمَ يَنْظُرُ۔ یعنی تمام لوگ اپنے اعمال کی جزایا سزا کا انتظار کر رہے ہوں گے پس کئی ثواب کی اُمید میں ہونگے اور کئی گرفتار عذاب ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے اور ایسے لوگ موت کی متا کریں گے اور کہیں گے کہ کاش کہ ہم مٹی اور خاک ہوتے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قیامت کے روز زمین کو کھینچ کر لمبا بنا دیا جائے گا اور تمام ذی روح مخلوق درند چرند پرند حیوانوں اور انسانوں کو زندہ کیا جائے گا پس حیوانات میں قصاص کا حکم ہو گا حتیٰ کہ بے سینگ بکری کو اگر سینگ والی نے مارا ہو گا تو اس کا بھی قصاص لیا جائے گا اور مردی ہے کہ اس قصاص کے بعد اُن سے کہا جائے گا کہ تم کو انسان کا خادم بنا کر پیدا کیا گیا ہے اور تم زندگی بھر اُن کے تابع رہے ہو لہذا اب اپنی سابق حالت کی طرف پلٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ سب موت کی نیند سوئیں گے اور حسب سابق مٹی ہو جائیں گے۔

جب کافر لوگ دیکھیں گے تو کہیں گے کہ کاش ہم دنیا میں خنزیر ہوتے پس اس جیسا کھاتے پیتے اور مر جاتے اور اب قیامت کے روز دوسرے حیوانات کی طرح مٹی ہو جاتے۔ تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بروز قیامت کافر کہے گا کاش میں ترابی یعنی حیدری ہوتا ایک روایت میں عبد اللہ بن عباس سے سوال سے کیا گیا کہ رسول اللہ نے حضرت علی کو ابو تراب کیوں کہا؟ تو انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ حضرت علی صاحب العصر ہیں اور حجتہ اللہ ہیں انہی کی بدولت زمین کی بقا و سکون ہے آپ نے فرمایا قیامت کے روز کافر۔ کہے گا کہ کاش میں تراب ہوتا یعنی شعیب علی ہوتا۔

سُورَةُ النَّازِعَاتِ

○ یہ سورہ مکہ ہے سورہ بنائے بعد نازل ہوا۔

○ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر اسی کی آیات کی کل تعداد سینتالیس ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالْزُّعْتَ غَرْقًا ۝ وَالنَّشِطِ نَشْطًا ۝ وَالسَّبْحِ سُبْحًا ۝ وَالسَّبَقِ

قسم ہے سختی سے کھینچنے والوں کی اور خوش ہو کر جانے والوں کی اور تیزی سے جانے والوں کی پس سبقت کرنے

- تفسیر مجمع البیان میں ہے حضورؐ نے فرمایا جو شخص سورہ النازعات کی تلاوت کرے گا قیامت کے روز نہ اس کو روکا جائے گا اور نہ اس سے حساب لیا جائے گا مگر فرضیہ نماز کی مقدار کے برابر مہلت تک کہ جنت میں داخل ہوگا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اس کو پڑھے گا وہ سیراب مرے گا سیراب اٹھے گا اور سیراب جنت میں جائے گا۔
- خواص القرآن سے منقول ہے نبی کریمؐ نے فرمایا جو اس سورہ کو پڑھے گا وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ اور اللہ قیامت کے روز اس کو ٹھنڈا جام عطا فرمائے گا اور دشمنوں کا سامنا کرتے وقت جو شخص اس سورہ کو پڑھ لے گا۔ تو وہ دشمن اس سے ٹل جائیں گے اور اس کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے پس یہ شخص ان سے بچ جائے گا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص دشمنوں کو سامنے دیکھ کر یہ سورہ پڑھ لے گا تو اس کو وہ دیکھ نہ سکیں گے اور اس سے اعراض کر لیں گے اور جب انسان ایسے دشمن کے پاس جا رہا ہو جس سے اس کو خطرہ لاحق ہو پس اس سورہ مجیدہ کو پڑھ لے بوقت دخول تو اس سے نجات پائے گا۔ اور اللہ کے اذن سے محفوظ رہے گا۔
- مصباح کفعمی سے فوائد القرآن میں منقول ہے کہ اگر چشمہ سے پانی نہ نکلے تو تین دن اس چشمہ پر یہ سورہ سات بار روزانہ پڑھی جائے پس پانی جاری ہو جائے گا اور گندہ و فہینہ پر یہ سورہ پڑھا جائے تو وہ باذن خدا معلوم ہو جائیگا۔

رُكُوعُ نَمْبَر ۳

وَالْزُّعْتَ - نزع کا معنی ہے کمان کے ترکہ کھینچنا اور غرق اسم مصدر ہے اور اس کو اغراق کی جگہ استعمال کیا گیا ہے جس طرح کہا جاتا ہے أَخْرَقَ فِي النَّزْعِ یعنی اس نے پورے زور سے کھینچا اور اس جگہ اس کے معنی میں چند اقوال ہیں ① اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کفار کے ارواح کو سختی سے کھینچتے ہیں یا مطلق روح قبض کرنے والے ملائکہ مراد ہیں۔ ② ستارے مراد ہیں جو طلوع و غروب کرتے ہیں گویا کہ ان کو کھینچ کر لایا جاتا ہے۔ ③ کمانیں مراد ہیں جن کو میدان جنگ میں کھینچا جاتا ہے اور ناشطات سے مراد پیرہ تیر ہونگے جن کو رہا کیا جاتا ہے اور اس صورت میں ان مجاہدین کی قسم کھائی گئی ہے جو تیر و کمان سے جنگ کرتے ہیں۔

وَالنَّشِطِ - نشط کا معنی آزاد ہونا یا خوش ہونا اور کھینچ لینا بھی ہوتا ہے اور اس کے معنی میں چند اقوال ہیں ① کمانوں سے رہا ہونے والے تیر جس طرح گذر چکا ہے ② فرشتے جو ارواح کو کھینچتے ہیں ③ مومنین کے نفوس جو موت کے وقت آزادی کے لئے تڑپتی

سَبَقًا ۝ فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝

دالوں کی پس امر کی تدبیر کرنیوالوں کی دم ضرور اٹھائے جاؤ گے جس دن زلزلہ ہوگا سمیت اس کے پیچھے دوسرا ہوگا

ہوتے ہیں کیونکہ مودی ہے کہ ہر مومن کو موت کے وقت جنت کا مکان دکھایا جاتا ہے اور حوران جنت بھی اس کے سامنے لائی جاتی ہیں۔ پس وہ رُوح کے بدن سے نکلنے میں خوشی محسوس کرتا ہے ۱۷ آنے جانے والے ستارے مراد ہیں ۱۸ تفسیر برہان میں ہے حضرت رسالتؐ نے معاذ سے فرمایا کہ لوگوں کو نہ پھاڑا کرو ورنہ تمہیں جہنم کے کتے پھاڑیں گے چنانچہ آپ نے وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا پڑھا اور فرمایا کہ ناشطات جہنم کے کتے ہیں جو چمٹیوں کا گوشت پھاڑیں گے اور نشط کا معنی پھاڑنا ہے

وَالشَّيْخَةِ - اس کے معنی میں اقوال ہیں - ۱۹ وہ فرشتے جو مومنوں کے ارواح قبض کر کے آزاد کر دیتے ہیں پس وہ اس تیزی سے چلتے ہیں جس طرح تیرنے والا تیرتا ہے ۲۰ اس سے مراد تیزی سے اترنے والے فرشتے ہیں ۲۱ تیزی سے جانے والے ستارے مراد ہیں ۲۲ غازیوں کے گھوڑے مراد ہیں جو تیز دوڑتے ہیں

فَالسَّيِّئَاتِ - اس میں بھی اقوال ہیں - ملائکہ یا ستارے یا غازیوں کے گھوڑے مراد ہیں۔

فَالْمُدَبِّرَاتِ - اس کے معنی میں بھی اقوال ہیں ۲۳ وہ ملائکہ جو سال سے سال تک تدبیر امور کرتے ہیں ۲۴ چار فرشتے مراد ہیں جو تمام نظام عالم میں محکم ڈیوٹیوں پر کام کرنے والے فرشتوں کے سربراہ ہیں مثلاً جبرائیل ہواؤں پر موکل ہے اور اس کے ماتحت کافی ملائکہ ہیں۔ میکائیل سبزیوں اور بارشوں پر موکل ہے اور اس کے ماتحت بہت فرشتے ہیں۔ عزرائیل (ملک الموت) قبض ارواح پر موکل ہے اور اس کے ماتحت کافی ملائکہ ہیں اسرافیل صاحب صور ایک سال سے دوسرے سال تک کے امور لاتا ہے اور اوراق خلایق پر اس کی ڈیوٹی ہے اور اس کے ماتحت بہت سے فرشتے کام کرتے ہیں - ۲۵ اس سے افلاک مراد ہیں بہر کیف ان تمام کی اللہ نے قسم کھائی ہے اور جو اب قسم مخدوف ہے کہ مجھے قسم ہے ان چیزوں کی کہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کو حق پہنچتا ہے کہ اپنی مصنوعات میں سے اپنی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے جس چیز کی چاہے قسم کھا سکتا ہے لیکن انسانوں کے لئے سوائے اس کی ذات کے کسی کی قسم نہیں کھانی چاہیے پس شرعی قسم وہی ہوا کرتی ہے جو اللہ کے نام سے کھائی جائے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ - رجف کا معنی ہے کانپنا اور یہاں زلزلہ مراد ہے اور معنی یہ ہے کہ اے منکرین حجت تم ضرور مشور کئے جاؤ گے۔ جس دن زلزلہ ہوگا اور اس دن سے مراد صور اُولی کا نفع ہے جس کی تفصیل جلد ۱۲ ص ۱۲۴ پر گذر چکی ہے اور رادفہ سے مراد نفع ثانی ہے جو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے ہوگی اور اس پر موکل اسرافیل ہے پس لوگ زندہ ہوں گے اور خوف خدا سے جسموں پر کچی طاری ہوگی اور آنکھیں کھلی ہوں گی

صفر نمبر ۱۰ پر - يَوْمَ تَرْجُفُ - حافہ بعضوں نے اس کا معنی کیا ہے پہلی حالت کیونکہ عرب ابتداء امر کو حافہ سے تعبیر کرتے ہیں اور معنی یہ ہے کہ کفار ازراہ تعجب و انکار کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم پہلی حالت پر پٹائے جائیں گے جبکہ ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو

قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۙ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۚ يَقُولُونَ ۖ إِنَّا لَنَرُدُّوهُ

دل اس دن دھڑکنے والے ہوں گے آنکھیں جھکنے والی ہوں گی کہتے ہیں کیا ہم پٹائے جائیں گے یہی

فِي الْحَافِرَةِ ۚ إِذَا كُنَّا عِظَامًا تَخِرَّةً ۚ قَالُوا اتِّلْكَ إِذَا كُنْتَ خَاسِرَةً ۚ

حالت کی طرف کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے کہتے ہیں پھر تو وہ نقصان دہ پٹائا ہوگا

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۚ فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ ۚ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى ۖ

سوائے اس کے نہیں وہ ایک ہی دھماکہ ہوگا پس وہ کھلی زمین پر ہوں گے کیا تمہارے پاس پہنچی موسیٰ کی بات؟

جائیں گی اور بعضوں نے حافرہ سے مراد حیات ثانیہ لی ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم - مرنے کے بعد حیات ثانیہ کی طرف پٹائے جائیں گے؟ اور بعضوں نے کہا ہے کہ حافرہ کا معنی ہے مغفرہ جس طرح ماء دافق سے مراد مدفون ہوتا ہے تو گویا کافروں نے کہا کہ کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جانے کے بعد پھر قبروں میں پٹائے جائیں گے؟

قَالُوا - پھر کہتے ہیں اگر یہ بات درست ہے تو یقیناً دوبارہ مشور ہونا موجب خسارہ ہوگا کیونکہ دنیاوی تقسیم کے بعد عذاب کی طرف منتقل ہونا یقیناً خسارہ ہے اور خسارہ کی کرہ کی طرف نسبت مجاز مرسل ہے جس طرح دوسرے مقام پر راضیہ کی نفس کی طرف نسبت موجود ہے۔

فَإِنَّمَا هِيَ - ان کے قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ دوبارہ زندہ کرنا میرے لئے کوئی مشکل نہیں ہے میں صرف ایک ہی دفعہ اسرائیل صور پھونکنے کا اور قبروں میں سونے والے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہونگے اور نفع صور کی کیفیت ہم نے کتاب لعل الانوار میں درج کی ہے نیز تفسیر کی جلد ۱۲ ص ۱۳ پر بھی مفصل گزر چکی ہے۔

فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ - اور تمام روئے زمین کو ساحرہ کہا جاتا ہے کیونکہ جنگلی کو ساحرہ اس لئے کہتے تھے کہ مسافر لوگ ڈر کے مارے نیند نہیں کرتے تھے بلکہ بیدار رہتے تھے اس کے بعد تعیم کر کے ساری زمین کو ساحرہ کہا گیا اور اس جگہ مراد عرصہ قیامت ہے یعنی جب حضرت اسرائیل دوبارہ صور پھونکنے کا تمام مردے زمین سے نکل کھڑے ہوں گے اور اس طرح دوبارہ خداوندی میں پیش ہونگے کہ وہاں ہیبت و وحشت اور انجام کی فکر کی وجہ سے کسی کو نیند نہ آئے گی بلکہ انتظار اور خوف میں بیدار ہوں گے اور اسی مناسبت سے عرصہ مشور کو ساحرہ کہا گیا ہے؟

هَلْ أَتَاكَ - کفار کو اولہ و براہین سے توحید کا درس دینے کے بعد خداوند کریم نے ایک سابق سرکش کا ذکر فرمایا اور اس کی ضد و بہت دہلی کے بعد اس کی گرفت کا ذکر کیا تاکہ کفار و قریش کے لئے باعث نصیحت ہو جائے طریقہ تبلیغ میں یہ رویہ اس قدر پیارا ہے کہ منصف طبائع اس کی جاذبیت پر عیش و عشق کر اٹھتی ہیں اور اس کو ٹھکانا نامکن ہو جاتا ہے اللہ نے موسیٰ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیکر طریقہ تبلیغ بھی

اِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْ هَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰ ۝

جب اس کو اپنے رب نے وادی مقدّس طوی میں بلا کر فرمایا فرعون کی طرف جائیے کہ وہ سرکش ہے

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزْكٰى ۝ وَاَهْدِيْكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَاَرْسَلْهُ

تو اس کو کہو کہ کیا تم کو پاک ہونے کی خواہش ہے اور میں تجھے اپنے رب کی طرف راستہ دکھاؤں تاکہ تو غلطیوں سے ڈر جائے

الْاَيَةُ الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝

پس اس کو بڑا معجزہ دکھایا تو اس نے جھٹلایا اور نافرمان رہا پھر پیچھے ہٹا تاکہ جواب کی کوشش کرے پس قوم کو جمع کیا

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمْ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاٰوَلٰى ۝

اور آواز دی پس کہا میں خود تمہارا بلند خدا ہوں تو اس کو اللہ نے پکڑ لیا پہلی اور پچھلی سزا کے لئے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اِمِ السَّمٰوٰتِ بَنِيهَا ۝

تحقیق اس میں عبرت ہے اس کے لئے جو ڈرے کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمانوں کا جن کو اس نے بنایا ہے

سمجھا دیا کہ اس کو پیارے اور قابل قبول انداز سے کہو کہ کیا تجھے پاک ہونے کی خواہش ہے؟ پھر اس کو معجزہ دکھایا تاکہ اس کو یقین ہو جائے کہ یہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے حکم سنا رہا ہے لیکن اس بد بخت نے انکار کیا اور اپنی ربوبیت کا اعلان کر دیا ایک دفعہ اس نے اعلان کیا تھا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِیْ۔ کہ میں اپنے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں سمجھتا اور اب اعلیٰ پروردگار ہونے کا اعلان کر دیا اور ان دونوں اعلانوں میں چالیس برس کا فاصلہ تھا پس دریائے نیل میں غرقابی دونوں اعلانوں کی اکٹھی سزا ہو گئی اور یہ کفار مکہ کے لئے باعث عبرت ہے۔

اَنْتُمْ اَشَدُّ۔ فرعون کی ضد اور ہٹ دھرمی کی بدولت اس کے گرفتار ہونے کا باعث عبرت و نصیحت تقہ ذکر کرنے کے بعد کفار مکہ کو اذتہ و براہین سے سمجھانے کی طرف عود فرمایا کہ دیکھو تم اپنی دوبارہ موت کے بعد زندگی پر تعجب کرتے ہو حالانکہ تمہارا پیدا کرنا آسمانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ

رُكُوع نمبر ۴

نصیحت تقہ ذکر کرنے کے بعد کفار مکہ کو اذتہ و براہین سے سمجھانے کی طرف عود فرمایا کہ دیکھو تم اپنی دوبارہ موت کے بعد زندگی پر تعجب کرتے ہو حالانکہ تمہارا پیدا کرنا آسمانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ

مشکل نہیں دیکھو اس نے آسمانوں کو کیسے بنایا اس کی چھت کی بلندی اور برابری کو اندر پھر شب و روز کے متبادل انتظام کو دیکھو لیل اور نخی کی اضافت ضمیر غائب کی طرف ہے جو آسمان کی طرف رجوع کرتی ہے گویا شب و روز کی آمد کو آسمانوں سے منسوب کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج کا طلوع و غروب ہی دن و رات کو جنم دیتا ہے اور سورج کا تعلق آسمانوں سے ہے۔

رَفَعَ سَمَكَهَا فَسَوَّيْنَهَا ۝١٩ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝٢٠ وَالْأَرْضَ بَعْدَ

اُن کی چھتوں کی بند کیا اور درست کیا اُن کی رات کو تاریک کیا اور صبح کو نکالا اور اس کے علاوہ زمین

ذَلِكَ دَخِهَا ۖ ۝۳۱ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ۖ ۝۳۲ وَالْجِبَالِ أَرْسَاهَا ۖ ۝۳۳

کو بچھپایا اس سے اس کا پانی اور چراگاہیں نکالیں اور میاڑوں کو نصب کیا

مَسَاءَ لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۖ فَلَمَّا أَجَاءَتِ الطَّامَةُ الْكُبْرَى ۖ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ

تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے نفع کے لئے پس جب آئے گی قیامت کبریٰ جس دن یاد کرے گا

الْإِنْسَانُ مَا سَعَى^{٣٦} وَبُرِّزَتْ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَى^{٣٧} فَأَمَّا مَنْ طَغَى^{٣٨}

انسان اس کو جو اُس نے محل کیا ہوگا اور ظاہر کی جائے گی بحیم دیکھنے والوں کے لئے پس جو بھی سرکش ہوگا جس نے

وَأَثَرُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى ۖ وَأَمَّا مَنْ خَافَ

زندگی دنیا کے مقام کو ترجیح دی ہوگی تو جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا اور لیکن جو اپنے رب کے

وَالْأَرْضِ - آسمانوں کی تخلیق کے بعد زمین کی خلقت کا ذکر فرمایا اور آیت میں بعد کا لفظ ترتیب خلقت کے لئے نہیں بلکہ ترتیب بیان کے لئے ہے کہ پہلے آسمانوں کی تخلیق میں غور کرو اور اس کے بعد زمین کی پیدائش میں غور کرو کہ اس کو بچھایا اور اس سے پانی اور انگوریاں ظاہر کیں اور اس پر پہاڑ نصب کر کئے یہ سب تمہارے اور تمہارے حیوانوں کی منفعت کے لئے اس نے کیا ہے اور ترتیب تخلیق اس لئے نہیں کہ دوسری جگہ صاف طور پر ارشاد فرمایا کہ زمین کی خلقت کے بعد آسمان کو پیدا کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا:-
ثُمَّ اسْتَوٰی اِلٰی السَّمَاءِ الخ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زمین کی تخلیق آسمان کی تخلیق سے پہلے ہو لیکن دحو الارض بعد میں ہو اور اس آیت میں دحو الارض کو آسمان کی تخلیق کے بعد کہا گیا ہے لہذا کوئی منافات نہیں ہے۔

الطَّامَةُ - طَمَّ يَطْمُومُ کا معنی بلند ہونا ہے اور اسی مناسبت سے مصیبت کو بھی طامۃ کہتے ہیں کہ انسان کے حواس و حرکات پر بھج جاتی ہے اور قیامت کو بھی اسی مناسبت سے طامہ کہا گیا ہے کیونکہ ہر طامہ کے اُد پر طامہ ہوتی ہے لیکن قیامت ہر طامہ پر بلند ہے لہذا اس کو الطامۃ الکبریٰ کہا گیا ہے۔

معرفتِ توحید قرآن کا اسلوب بیان اس قدر پیارا اور دلکش ہے کہ اس کو دیکھ کر انسان کو قلبی سکون محسوس ہوتا ہے اور اس میں غور کرنے والے انسان کے لئے معرفت کی نئی نئی راہیں کھلتی جاتی ہیں اس سورہ مجیدہ کا

مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ ﴿٢١﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۖ ﴿٢٢﴾

سامنے پیشی سے ڈرا ہوگا اور نفس کو خواہشات سے روکا ہوگا تو تحقیق جنت اس کا ٹھکانا ہوگی

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسُهَا ۖ ﴿٢٣﴾ فِيمَا أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا ۖ ﴿٢٤﴾

تجھ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے متعلق کہ کب اس کا وقوع ہوگا ؟ تمہارا اس کے علم سے کیا واسطہ ؟

إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَا ۖ ﴿٢٥﴾ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنِ يَخْشَىٰ ۖ ﴿٢٦﴾ كَانَتْهُمْ يَوْمَ

اس کے علم کا منتہی اللہ تک ہے تو تو صرف ڈرانے والا ہے جو ڈرے جس دن دیکھیں گے

يَوْمَئِذٍ لَّا يَلْبَسُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَو ضُحًى ۖ ﴿٢٧﴾

تو ان کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک رات یا دن

موضوع بیان اثبات قیامت ہے شروع میں قسمیہ بیان کے ذریعے وقوع قیامت کا اعلان فرمایا اور قسمیں اس لئے کھائیں کہ منکرین بعثت کا انکار شدید تھا اور سخت انکار کا جواب زور دار بیان سے ہی ہوا کرتا ہے اور قسم کا لہجہ بیان کو نہایت زوردار بناتا ہے اثبات قیامت کے زور دار بیان کے بعد کفار کا اعتراض ذکر کیا کہ بوسیدہ ہو جانے کے بعد کیسے ہم زندہ ہونگے ؟ تو اللہ نے اس سوال کا جواب دیا کہ یہ کوئی مشکل بات نہیں صرف نفع و ضرر ہوگی دھماکہ ہوگا اور تم قبروں سے زندہ نکل کر محشر ہو جاؤ گے اس کے بعد بیان کو مزید پختہ کرنے اور کفار مکہ کے ضد و بہت دھرمی کو توڑنے کے لئے فرعون کے انکار اور اس کی بہت دھرمی کا ذکر کیا۔ تاکہ ان لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور آخر میں مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہونے کے استقامت کو عقلی دلیل سے رد فرمایا کہ تمہارا پہلی دفعہ یا دوسری دفعہ پیدا کرنا آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے یقیناً مشکل نہیں پس جو خدا اتنی بڑی پُر از حکمت و مصلحت حکم اور منظم تخلیق پر قادر ہے وہ یقیناً تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور سب سے آخر میں جہنم اور سزا کا ذکر فرمایا کیونکہ دلیل اور تذکرہ احسان کے بعد بہشت کا طمع یا گرفت کا ڈر نصیحت کے قبول کرنے کا آخری طریقہ ہے اور اس قسم کا جامع اور مختصر بیان صرف قرآن کریم کا حصہ ہے۔

أَمَّا مَنْ خَافَ ۖ تَفْسِيرُ بَرِّانٍ فِي حَضْرَتِ إِمَامِ عَلِيِّ بْنِ الْعَاصِدِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَ مَرَدِي هَيْءَ كَ اِيك دَفْعَ اِيك شَخْصِ

خوف خدا

اپنی بیوی کے ہمراہ کہیں سفر کر رہا تھا کہ سمندر کے سفر میں ان کی کشتی ڈوب گئی اور وہ مرد مر گیا لیکن اس کی عورت ایک تختے پر سوار ہو کر زندگی بچانے میں کامیاب ہو گئی پس ایک جزیرہ میں پہنچی کہ وہاں ایک مرد کو دیکھا جو سخت ڈاکو اور ناخدا ترس انسان تھا جب اس کو تنہا عورت کا علم ہوا تو بدکاری کی ٹھان لی عورت نے ہر چند دفاع کیا لیکن آخر کار وہ غالب آگیا تو عورت نے ایک مرد کو

کبھی اس کا جسم کانپ گیا اس مرد کے سوال کرنے پر اس نے جواب دیا کہ آسمان کے پروردگار سے ڈرتی ہوئی تو اس مرد نے پوچھا کہ تو نے ایسی کوئی غلطی کی ہے جس کی بدولت اس قدر خوف کر رہی ہے تو وہ کہنے لگی کہ اس کی عزت کی قسم میں نے اس سے پہلے اس قسم کی غلطی کبھی نہیں کی پس اس مرد کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا اور اپنے ارادہ فاسدہ سے تائب ہو گیا پس گھر کی طرف روانہ ہوا کہ ایک راہب سے ملاقات ہو گئی جو اپنے زمانہ کا بہت بڑا عابد و زاہد تھا پس اس راہب نے کہا کہ ہم دونوں شریک سفر ہیں اور سوچ سحت گرم ہے خدا سے دعا کریں کہ ہمارے سروں پر سایہ کے لئے بادل کو بھیج دے اس مرد جو ان کے کہنے میں تو بڑا گنہگار انسان ہوا لہذا اللہ سے کچھ مانگنے کی جرات نہیں کر سکتا تو راہب نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو چنانچہ عابد نے دعا کی اور اس نے جو ان کے آمین کہی پس خداوند کریم نے ان کے سروں پر ایک بادل کا سایہ بھیج دیا اور وہ کافی دور تک سفر میں شریک رہے جب دورا ہے پر پہنچے اور ہر ایک نے الگ الگ راستہ لیا تو بادل نے راہب کو چھوڑ کر اس نے جو ان کے سر پر سایہ ڈالا اور اسی طرف روانہ ہوا جس طرف وہ جو ان جابر ہا تھا پس راہب کہنے لگا کہ اے جو ان تو بہت نیک ہے کیونکہ ہماری دعا بھی تیری وجہ سے مستجاب ہوئی اور بادل بھی تیری خاطر آیا ہے تاؤ تم نے کوئی نیکی کی ہے تو اس نے اپنی توبہ کی سرگزشت سنائی پس راہب نے کہا کہ تیری سابق غلطی معاف ہو چکی ہے لہذا آئندہ سنبھل کر رہنا۔

سُورَةُ عَبَسَ

- یہ سورہ مکہ ہے۔
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر (۴۲) ہے
- حضرت رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو تلاوت کرے گا تو قبر سے ہنستا ہوا نکلے گا۔ اور جو شخص اس کو بہرین کی جہتی پہ لکھ کر لٹکائے تو جس طرف کا رخ کرے گا بغیر دغوی پائے گا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر مسافر اس کو دوران سفر میں پڑھے تو اس سفر میں کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص سورہ عبس اور سورہ تکویر کی تلاوت کرے گا وہ جنت میں اس کے سایہ میں ہوگا۔ اور اس کی کرامت کے مقام پر ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (مشرع کرتا ہوں)

عَبَسَ وَتَوَلَّى ۝ اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰی ۝ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهٗ يَذْكُرُ ۝

اُس نے ترش روئی کی اور منہ پھیرا کیونکہ اس کے پاس نابینا آیا اور تمہیں کیا معلوم شاید یہ نابینا پاکیزگی چاہتا ہو

رُكُوع نمبر ۱

عَبَسَ وَتَوَلَّى - عام مفسرین نے عَبَسَ اور تَوَلَّى کا ناعل حضرت رسالت کو قرار دیا ہے اور اس کا شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم قریشی سرداروں کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور وہ پانچ آدمی تھے۔ عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل، عباس بن عبد المطلب، ابی اور امیہ بن خلف ان لوگوں کے ساتھ آپ کو گفتگو تھے کہ آپ کا نابینا صحابی عبد اللہ بن ام مکتوم آن پہنچا اور اُس نے آواز دی اور اجازت چاہی کہ کچھ مسائل دریافت کرے تو چونکہ آپ کو قریشی سرداروں کی دلجوئی مطلوب تھی کہ شاید ان میں سے کوئی اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائے پس آپ نے نابینا صحابی کی درخواست کو نظر انداز کر کے قریشیوں سے گفتگو کو جاری رکھا اور دل میں خیال فرمایا کہ قریشی یہ نہ کہیں کہ غلام طبقہ اور اندھے لوگ ہی حضور کے کلمہ گو ہیں پس یہ آیتیں نازل ہوئیں جس میں آپ کو سرزنش کی گئی۔

علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ فرماتے ہیں اس روایت میں حضور رسالت کی تنقیص شان ہے اور قرآن کے صریح فرمان کی خلاف ورزی بھی ہے کیونکہ اس میں ترش روئی کا ذکر ہے حالانکہ حضور تو کفار سے بھی ترش روئی سے پیش نہ آتے تھے چہ جائیکہ صحابہ سے ترش روئی کریں اس روایت میں حضور کی ہمدردی لوگوں کی طرف رغبت کا ذکر ہے حالانکہ آپ اخلاق کریمانہ کے مالک تھے اور غریب طبقہ سے بے توجہی آپ کا شیوہ نہ تھا اور اِنَّكَ لَعَلَّ خُلُقٍ عَظِيْمٍ کی آیت اس مضمون کی نفی کرنے کے لئے کافی ہے نیز ضمیر غائب کا مرجع حضور کو قرار دینے پر کوئی خاص قرینہ بھی نہیں ہے۔ لہذا روایت مذکورہ قابل قبول نہیں ہے پس صحیح روایت وہ ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص جس کا تعلق بنی امیہ سے تھا خدمت نبوی میں موجود تھا کہ عبد اللہ بن ام مکتوم آن پہنچا تو وہ اموی شخص اس نابینا صحابی کو دیکھ کر کڑھنے لگا اور اس نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے تاکہ اس نابینا سے مس نہ ہوں پس خداوند کریم نے اس اموی کا ذکر کیا اور نابینا صحابی کی مدح سرائی کی اور تفسیر برہان میں ہے اموی سے مراد عثمان بن عفان اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عبد اللہ بن ام مکتوم جب بھی خدمت نبوی میں آتا تھا آپ اس کی کافی دلجوئی و ہمدردی کرتے تھے وَمَا يُدْرِيكَ - یہ خطاب حضور کی طرف متوجہ ہے اگر دنیا دار طبقہ غریب سے نفرت کریں اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں تو آپ اس کی پرواہ نہ کریں ظاہر کسی کو کیا معلوم کہ وہی نابینا پاک باطن ہو یا نصیحت کو سن کر قبول کرے اور فائدہ اٹھائے۔ يَذْكُرُ میں خطاب اگرچہ آپ کو ہے لیکن مراد امت کا ہر فرد ہو سکتا ہے۔

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ۚ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ۖ فَإِنَّكَ لَهُ تَصَدَّىٰ ۝

یہ نصیحت حاصل کرے پس اس کو نصیحت فائدہ دے مہر حال جو دولت مند ہو تو آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں

وَمَا عَلَيْكَ الْأَيزَكِيُّ ۚ وَآمَّا مَنِ جَاءَكَ يُسْعَىٰ ۖ وَهُوَ يُخْشَىٰ ۚ فَإِنَّكَ

حالانکہ تجھ پر کوئی حرج نہیں اگر وہ پاکیزگی کو قبول نہ کرے لیکن جو تیرے پاس کوشش کر کے آئے اور اس کے دل میں ڈر بھی ہو پس آپ اس سے

عَنْهُ تُلَهِىٰ ۚ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۖ فَمِنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ۚ ۝

لا پرواہی برتی (یہ مناسب نہیں) آگاہ ہو یہ نصیحت ہے پس جو چاہے اس کو یاد کرے (قرآن) مکرم صمیموں میں

مُكْرَمَةٍ ۖ مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۚ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۖ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۚ ۝

ہے جو بلند مرتبہ اور پاک ہیں ایسے سفیروں کے ہاتھوں میں ہے جو باعزت و نیک ہیں

قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ۚ ۝

لعلت ہر انسان پر (جو کافر ہے) کس چیز نے اس کو کافر بنایا؟ اللہ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا؟ نطفہ سے اس کو پیدا کیا پس اس کی

أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ - یعنی ایسا نہ ہونا چاہیے کہ اگر کوئی دولت مند آپ کی بارگاہ میں آجائے تو آپ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اسی اثنا میں اگر کوئی غریب آجائے تو اس کو نظر انداز کر دیں کیونکہ کسی کافر کا دین کو قبول نہ کرنا تیرے لئے نقصان دہ نہیں لیکن مومن کا ناراض ہونا اور اس کا استفادہ سے محروم ہونا نقصان دہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی مشرک و کافر کو ایمان کی طرف دعوت دینے سے مومن کو ایمان پر ثابت قدم رکھنے کی تلقین کرنا بہتر ہے۔

كَلَّا إِنَّهَا - قرآن مجید کی تعریف ہے اور ضمیر غائب کا مرجع آیات الہیہ ہیں۔

صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ - یعنی قرآن مجید اللہ کی متبرک و معظم کتابوں میں محفوظ ہے اور اس سے مراد لوح محفوظ ہے یا سابقہ کتب ہیں۔

مَرْفُوعَةٍ - یا تو اس سے مراد شان کی بلندی ہے یا مکانی بلندی مراد ہے کہ آسمان ہفتم پر ہیں۔

مُطَهَّرَةٍ - یعنی نجاست سے پاک ہیں یا تنک و شبہ سے بلند و بالا ہیں۔

سَفَرَةٍ - سفیر کی جمع ہے اور اس سے مراد ملائکہ ہیں یا مطلق حاملین قرآن ہیں جو قرآن پر عمل بھی کرتے ہیں۔

قُتِلَ الْإِنْسَانُ - یہ تنبیہ اور ہرز نش ہے اور مَا أَكْفَرَهُ فعل تعجب کا صیغہ ہے مقصد یہ ہے کہ انسان صاحب عقل و دانش ہونے کے بعد کیوں فکر نہیں کرتا اور اس پر حیف اور تفت ہے کہ اپنے خالق کو بھی نہیں سمجھ سکتا اور اگر جی میں غور و فکر کرتا تو کوئی چیز

فَقَدَرَهُ ۝۲۰ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسْرَهُ ۝۲۱ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۝۲۲ ثُمَّ إِذَا شَاءَ

مقدار معین کی پھر اس کے لئے راستہ آسان کیا پھر اس کو موت دی پس قبر دی پھر جب چاہے گا تو اس کو

أَنْشُرَهُ ۝۲۳ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ۝۲۴ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ ۝۲۵

مخشور کرے گا اگاہ ہو جو کچھ اس کو اللہ نے حکم دیا وہ پورا نہ کر سکا پس انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کی طرف غور کرے

أَنَا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝۲۶ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۝۲۷ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۝۲۸

کہ ہم نے (اوپر سے) پانی موٹا دھار برسایا پھر زمین کا پیٹ چیرا اور اس سے غلہ کو اگایا

اسکو معرفت توحید سے نہ روک سکتی کیونکہ ایسی کوئی بات ہی نہیں جو اس کو کفر کی دعوت دے رب سے پہلے تو اس کو سوچنا چاہیے کہ مجھے کس چیز سے بنایا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو لطف سے پیدا کیا گیا ہے ایسا لطف جس میں زندگی نہ تھی نہ جس و حرکت نہ شعور و احساس پس ایک مدت مقررہ کے اندر اندر اس کے اعضاء کا بن جانا گوشت پوست کا پیدا ہو جانا ہڈیوں اور پسلیوں کا جگہ بہ جگہ موجود ہو جانا اور پھر سارے جسم میں خون کی نالیوں کا جال بچھ جانا اور اندرونی بیرونی تمام اعضاء کی مقررہ ساخت اور پُر از حکمت اُن کا اپنی اپنی جگہ پر مصروف کار ہونا یہ سب چیزیں وجود خالق اور اس کی یکتائی کی ناقابل تردید دلیلیں ہیں اگر کوئی رگ مقررہ موجودہ مقدار سے بڑھ جائے تو بیماری اور اگر گھٹ جائے تو بیماری اور مصیبت اور ظاہر ہے کہ پانی کے لطف میں کوئی روح اور جس نہ تھی لیکن شکم مادر میں ایک مقررہ عیاد کے بعد وہ کہاں سے آئی اور کیونکر آئی؟ تو ماننا پڑتا ہے کہ اس کارخانہ کا نظام چلانے والا وہ اللہ ہی ہے۔ جو ان تمام اسباب و سببات کے حقائق کو جانتا ہے اور حسب مصلحت تخلیق کا فریضہ انجام دیتا ہے پس شکم مادر میں اس نے اس کی مقدار مقرر کر دی کہ کیسا ہو گا کتنا ہو گا؟ زندگی کتنی پائے گا وغیرہ اور وہ عمن حقیقی اس لائق ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے پس ایک وقت تک شکم مادر میں رہنے کے بعد اس کی پیدائش کا راستہ آسان کرنے والا بھی وہی خدا ہے پھر زندگی کے بعد موت اور اس کے بعد قبر میں رکھنے والا پھر بروقیات دوبارہ اس کو زندہ کر کے عثور کرنے والا خدا ہی ہے پس اللہ نے انسان کو جو شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے اگر بندہ شکر کرے تو ہزار کوشش کے باوجود بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ - اپنی تخلیق میں غور کرنے کے بعد انسان کو اپنے خورد و نوش کی طرف متوجہ فرمایا کہ جن چیزوں سے تم اپنا پیٹ بھرتے ہو ذرا سوچو تو سہی کہ ایک طرف تو ہم نے زمین کو اس قابل بنایا کہ وہ نباتات کی خدمت کر سکے اور دوسری طرف آسازں سے پانی برسایا تاکہ نباتات کی نشوونما میں زمین کی طاقتوں کو اجاگر کرے پس کائنات کی تمام طاقتیں انسان کے خورد و نوش کے انتظام میں مصروف ہیں سورج کی تمازت چاند کی چاندنی ستاروں کی چمک ہوا کی تیزی و سستی یا سردی و گرمی پھر موسموں کی تبدیلی وغیرہ ان تمام چیزوں کو غلہ جات میوہ جات اور سبز یوں ترکاریوں اور باغات وغیرہ کی تربیت و حفاظت میں ایک عظیم دخل ہے بلکہ کائنات کی مشینری

وَعِنَبًا وَقَضْبًا ۚ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۚ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ۚ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۚ

اور انگورو گھاس (اگائے) اور زیتون دکھجور (کو پیدا کیا) اور گھنے بانغات (پیدا کئے) اور میوہ بات و چراگاہیں (پیدا کیں)

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۚ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاحَّةُ ۚ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

تمہارے اور تمہارے حیوانوں کے فائدہ کے لئے جس جب آئے گی قیامت جس دن بھاگے گا ہر انسان اپنے

أَخِيهِ ۚ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۚ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

بھائی سے اور ماں سے اور باپ سے اور بیوی اور بچوں سے ہر شخص کے لئے اس دن ایسی حالت

يَوْمَ يَدُّ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۚ وَجُودٌ يَوْمَ مِّنْ مَّسْفِرَةٍ ۚ ضَاكِكَةٌ مُّسْتَبْرَةٍ ۚ

ہوگی کہ وہ اس میں مشغول ہوگا بعض چہرے اس دن روشن ہوتے ہوئے اور خوش ہوں گے

کا ہر پرزہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور انسان اس خاموش کارخانہ قدرت سے حسبِ منشاء اپنی خوراک مہیا کرتا ہے پس غور کیا جائے تو انسان کو ایک روٹی کا لقمہ تب ہی مہیا ہوتا ہے جب زمین و آسمان کی قدرتی طاقتیں اپنے فرائض کو پوری طرح ادا کریں۔ ان آیات میں اللہ نے اپنے کارخانہ قدرت کی سیر کی دعوت دی ہے اور اس کے باوجود بھی تم اس کی نعمات کا شکر ادا نہ کرو تو تم پر تفت ہے وَفَاكِهَةً وَأَبًّا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر سے اس آیت مجیدہ کی تفسیر کا سوال کر دیا تو آپ فرمانے لگے مجھے کونسا آسمان سایہ دے گا اور کونسی زمین اپنی پشت پر اٹھائے گی اگر اللہ کے کلام میں اپنی جانب سے کوئی بات کہہ دوں جس کو میں نہ جانتا ہوں فَاكِهَةً کا معنی تو معلوم تھا سا کی صرف آیت کا معنی پوچھنا چاہتا تھا شیخ مفید سے ارشاد میں منقول ہے کہ یہ بات حضرت امیر المومنین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ! اسے یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ کہ اَبٌّ کا معنی گھاس ہوتا ہے جبکہ قرآن میں فَاكِهَةً وَاَبٌّ کے بعد مذکور ہے کہ تمہارے اور تمہارے حیوانوں کے لئے ہے اور ظاہر ہے کہ میوہ انسان کے لئے ہے تو جو چیز حیوانوں کے لئے اللہ نے پیدا کی وہ گھاس ہی ہے اور ہم نے مقدمہ تفسیر میں اس پر مزید بحث کی ہے۔

الصَّاحَّةُ: صَخْرٌ يَصْخُ صَخً يَصْحُكُ کے معنی میں ہے یعنی سخت آواز پیدا کرنے والی اور اس سے مراد قیامت ہے۔ يَوْمَ يَفِرُّ: قیامت کی سختی اور ہیبت کا بیان ہے کہ ہر انسان استدر حیران و پریشان ہوگا اور ہولِ محشر سے استدر خوفزدہ ہوگا کہ کسی قریبی کو قریبی کا خیال تک نہ رہے گا اور نفسی نفسی کا عالم ہوگا ایک دفعہ حضرت پیغمبر نے ہولِ محشر کا تذکرہ فرمایا اور ذکر کیا کہ بروزِ محشر لوگ پرہنے محشر ہوں گے اور پسینہ ان کے منہ تک پہنچا ہوا ہوگا آپ کے ایک حرم محترم نے عرض کی کہ حضور! پھر لوگ

وَجُودٌ يُؤْمِدُ عَلَيْهَا غَبْرَةٌ ۖ تَرَهَقَهَا قَتْرَةٌ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ

اور بعض چہرے اس دن نگلیں ہونگے کہ ان پر مایوسی کی سیاہی چھائی ہوگی وہ کافر بدکار

الفَحْبَرَةُ ۖ ۴۵

ہوں گے

ایک دوسرے کو تنگ دیکھیں گے تو آپ نے فرمایا کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی فرصت کہاں ہوگی ہر آدمی اپنے عرق میں غرق ہوگا۔ اور ہر شخص کو اپنی فکر لگی ہوگی چنانچہ آپ نے یہی آیات پڑھیں۔
وَجُودٌ - پس مومنوں کے چہرے ہشاش بشاش ہونگے اور وہ خوش خوش جنت کی طرف جائیں گے اور کافروں مشرکوں اور منافقوں کے چہروں پر مایوسی چھائی ہوئی ہوگی۔ غبرہ کا معنی بھی تاریکی اور سیاہی ہے اور قترہ دھوئیں کی سیاہی کو کہا جاتا ہے یعنی ان کے چہرے کا لے ہوں گے۔

سُورَةُ تَكْوِيْرِ

○ یہ سورہ مکیہ ہے۔

○ اور اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر تین ۳ بنتی ہے۔

○ حضرت رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو سورہ تکویر کو پڑھے گا اللہ اس کو اس دن رسوا نہ کرے گا جس دن صحیفے کھلیں گے۔

○ آپ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ خدا اس پر ہر روز عشرِ نذر رحمت کرے تو اس کو سورہ تکویر کی تلاوت کرنی چاہیے۔

○ حضورؐ سے سوال کیا گیا کہ آپ کے بال بہت جلد سفید ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ

مرسلات، سورہ عاتیا، لون، سورہ تکویر نے بوڑھا کر دیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ حضورؐ رسالت مآب کے بالوں میں تاخیر

سفیدی نہیں آئی تھی چنانچہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جب آپ کو غسل دیا تو آپ کی ریش اقدس

کے چند بال سفید تھے پس اس صورت میں سابقہ روایت کا معنی یہ ہوگا کہ اگر کسی آدمی کے خوفِ خدا سے بال سفید ہو جاتے

تو مذکورہ سورتوں کے پڑھنے سے بالوں کو سفید ہو جانا چاہیے۔

○ خواص القرآن سے منقول ہے اگر کسی کی آنکھ میں درد ہو تو یہ سورہ اس پر پڑھ کر دم کیا جائے باذن اللہ تندرست ہوگا۔

○ دوسری روایت میں ہے آنکھ کے درد والا اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو درد ختم ہو جائے گا۔ باذن اللہ

○ فوائد القرآن میں مصباح کفعمی سے منقول ہے کہ اس سورہ کی تلاوت کرنے سے آنکھوں کی بینائی کو طاقت پہنچتی ہے اور اس کی تلاوت آشوب چشم اور جالے کو دور کرتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان درحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ② وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ③ وَإِذَا الْجِبَالُ

جب سورج کی روشنی کو لپیٹ لیا جائے گا اور جب ستارے اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور جب پہاڑ ہٹائے

سُيِّرَتْ ④ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ⑤ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ⑥ وَإِذَا

جاہلیں گے اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں معطل کر دی جائیں گی اور جب جانوروں کو جمع کیا جائے گا اور جب

الْبَحَارُ سُجِّرَتْ ⑦ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ⑧ وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سُيِّلَتْ ⑨

سمندروں کو آگ سے بھر دیا جائے گا اور جب نفوس کو جوڑا جوڑا کر دیا جائے گا اور جب زندہ درگور کے متعلق پوچھا جائے گا

رُكُوع نمبر ۱ | کُوِّرَتْ - بخور کا معنی گول کر کے لپیٹنا اور اسی بناء پر عامہ کے پیچ کو کر کہا جاتا ہے مقصد یہ ہے سورج کی پھیلی ہوئی روشنی کو لپیٹ لیا جائے گا یعنی اس کی اطراف و کثافات میں پھیلی ہوئی روشنی ختم ہو جائے گی اور وہ تاریک ہو جائے گا۔

انْكَدَرَتْ - انکدار کا معنی انقلاب ہوتا ہے اور مقصد یہ ہے کہ ستارے ٹوٹ پڑیں گے۔

الْعِشَارُ - جمع ہے عشاء کی اور دس ماہ کی حاملہ ناقہ کو وضع حمل کے بعد عشاء کہتے ہیں اور عرب لوگوں کا مال دار طبقہ ایسی اونٹنیوں کو قیمتی مال تصور کرتا تھا اور ان سے ان کو بڑی محبت تھی اور یہاں مقصد یہ ہے کہ اس دن پیاری سے پیاری چیزوں کا خیال دل سے نکل جائے گا اور ایسی ناقوں کو پوچھنے والا کوئی بھی نہ ہوگا۔

الْوُحُوشُ - یعنی ایک دوسرے سے بدلہ لینے کے لئے ان کو جمع کیا جائے گا اور بدلہ کے بعد ان کو ختم کر دیا جائے گا۔

سُجِّرَتْ - تسخیر کا معنی پڑ کرنا ہوتا ہے اور اس کے معنی میں کئی اقوال ہیں ① میٹھا اور کڑوا ملا کر ایک کر دیا جائے گا ② پیپ سے بھر دیا جائے گا ③ اس کو آگ لگا دی جائے گی پس آگ سے پڑ کر دیا جائے گا ④ خشک کر دیا جائے گا۔

زُوِّجَتْ - اس کے معنی میں بھی اقوال ہیں - ① نیک لوگ جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا جوڑا ہوں گے اور جہنمی دوزخ میں ایک دوسرے کے ہمراہ ہوں گے ② نیکوں کو حوروں کے ساتھ جوڑا جوڑا کر دیا جائے گا - ③ ہر انسان کو اپنے منشا کے ساتھ جوڑا کر دیا جائے گا۔

الْمَوْءِدَةُ - ذَاؤِیْدُ سے ہے جس کا معنی ہے زندہ درگور کرنا اور عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے

تھے تاکہ ان کے اخراجات کا بوجھ نہ پڑے اور جوان ہونے کے بعد کسی کو داماد نہ بنانا پڑے اور یہ رسم پورے عرب قبائل میں ردی کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس کا تذکرہ موجود ہے کہ جب عربوں کو لڑکے کی پیدائش کی اطلاع ملتی تو خوش ہو جاتے تھے اور جب لڑکی کی ولادت سننے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے تھے ایک دفعہ ایک عرب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ زمانِ جاہلیت میں میں نے اپنی آٹھ لڑکیاں زندہ درگور کی تھیں اس کا کیا کفارہ ہے تو آپؐ نے فرمایا ہر لڑکی کی طرف سے ایک ایک غلام راہِ خدا میں آزاد کر دے تو اس نے عرض کی میرے پاس اونٹ کافی ہیں تو آپؐ نے فرمایا ہر لڑکی کے بدلہ میں ایک اونٹ راہِ خدا میں دے دے اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب عورت کو دروزہ لاحق ہوتا تھا تو وہ گڑھا کھود کر اوپر بیٹھ جاتی تھیں پس جب بچی پیدا ہوتی تھی تو اس گڑھے میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال دیا کرتی تھیں اور اگر بچہ پیدا ہوتا تو اس کو محفوظ کر لیتی تھی اسلام کا صنف نازک پر احسان عظیم ہے کہ اس کی تعلیمات کی بدولت ان کا یہ عذاب ختم ہوا ہندو قوم میں رسم سستی کا رواج تھا کہ شوہر کے مرنے کے بعد عورت کو بھی مرد کی میت کے ساتھ آگ میں بھونک دیا جاتا تھا اسلام نے عورت کو مرد کے برابر جینے کا حق دیا ہے البتہ اس کی وضع و ساخت کے موافق اس کے نمایان شان اس کے فرائض و حقوق الگ مقرر فرمائے ہیں۔ حضرت نبی کریمؐ سے عزل متعلق دریافت کیا گیا یعنی مجامعت کے بعد اگر مرد اپنی منی کو عورت کے رحم سے باہر ضائع کرنا چاہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ وادِ خفی ہے یعنی لڑکی کے پیدا ہونے کے بعد اس کو دفن کرنا۔ وادِ جلی تھا اور یہ وادِ خفی ہے گویا یہ بھی زندہ درگور کرنے کا ادنیٰ فرد ہے اور اسی بناء پر بعض علماء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے اور دوسرے علماء اس منہی کو کراہت پر محمول کرتے ہیں اور دونوں کی رضامندی سے عزل کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن بچے کو پیٹ میں ضائع کرنا تمام علماء اسلام کے نزدیک منفقہ طور پر حرام ہے۔

قیامت کے دن زندہ درگور ہونے والی لڑکیوں کو طاقت گویائی دی جائے گی پس وہ میدانِ محشر میں اپنی مظلومیت کو پیش کریں گی اور طالبِ انصاف ہونگی کہ جس کس جرم میں قتل کیا گیا تھا اور حدیث نبویؐ میں ہے کہ دنیا میں جو بھی ظلم و جور سے بے گناہ قتل کئے گئے وہ بروزِ محشر اٹھیں گے تو ان کی رگوں سے خون جاری ہوگا اور اگرچہ رنگِ خون کا ہوگا لیکن اس سے کستوری کی خوشبو برآمد ہوگی اور ہر مقتول اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے محسوس ہوگا اور فریاد کرے گا اے پروردگار اس سے دریافت کیا جائے کہ کس جرم میں اس نے مجھے زندگی سے محروم کیا تھا اور اسی بناء پر یہ روایت ذاکرین میں عام ہے کہ حضرت سید الشہداءؑ اپنے بہتر ساتھیوں کے ہمراہ میدانِ محشر میں وارد ہوں گے تو ان کی رگھائے گردن سے خون جاری ہوگا اور ہر مقتول نے اپنے قاتل کا ہاتھ پکڑا ہوگا اور مقدمہ عدالتِ عالیہ پر درگاہ میں پیش ہوگا۔

ہمارے ہاں جو مذموم رسم موجود ہے کہ لڑکی کو جوان ہونے کے بعد شادی سے محروم رکھا جاتا ہے بعض خاندانوں میں تو اس لئے کہ ہمیں مقابل کا بوڑھا نہیں ملتا اور بعض اس لئے کہ لڑکی صاحبِ جائیداد ہوتی ہے اور جائیداد کا جانا گوارا نہیں ہوتا اور بعض لڑکیوں کی ہائی تعلیم شادی سے روکاوٹ کا باعث بن جاتی ہے اور بعض ایسے گھرانے بھی ہیں کہ شوہر کے مرجانے کے بعد نو عمر عورتوں کو دوسری شادی

بِقِتْلَتُكَ ۝ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝

کہ وہ مس سارے یا قتل کی گئی اور صحیفہ ہائے اعمال کھولے جائیں گے اور جب آسمان دکھانیکون چڑھا آٹا لیا جائے گا

وَإِذَا الْجُحِيمُ سُعِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝ عَلِمْتُ نَفْسٌ مَّا

اور جب دوزخ کو بھڑکایا جائے گا اور جب جنت کو سنوارا جائے گا تو جان لے گا ہر انسان جو حاضر عمل اس

أَحْضَرْتُ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُشْيِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنْزِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝

کے پاس ہوگا پس قسم ہے (دن بھر) پوشیدہ رہنے والے چلنے والے غروب کرنے والے ستاروں کی اور رات کی

سے محروم کر دیتے ہیں کیونکہ دوسری شادی اپنے لئے باعث تو ہیں سمجھتے ہیں بہر کیف اگر شرعی خاص عذر کوئی نہ ہو تو یہ صورتیں زندہ درگور کرنے کی مثل ہیں اور میدان محشر میں ایسی مظلوم لڑکیاں بھی دربار خداوندی میں اپنا مقدم ضرور پیش کریں گی پس ان کے والدین یا اولاد کو جو ابھی کے لئے تیار ہونا چاہیے

بعض روایات میں مؤؤؤؤہ کی بجائے مؤؤؤہ پڑھا گیا ہے یعنی بروز محشر آل محمد کی محبت و مودت کا سوال ہوگا اور جو لوگ آل محمد کی مودت کے سلسلہ میں قتل کئے گئے ان کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ کیوں قتل ہوئے؟

تفسیر برہان میں جابر جعفی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جو شخص ہماری مودت میں قتل کیا گیا وہ بروز محشر اپنے قاتل کو پکڑ کر پوچھے گا کہ مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت مجیدہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں ہے۔

بہر کیف چونکہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور دونوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے لہذا ہر مقتول جو بے گناہ قتل کیا گیا ہو اس کا مصداق باطنی و تاویل بن سکتا ہے اور تا قیامت قرآن کی تاویل جاری ہے۔

عَلِمْتُ - یہ جواب شرط ہے اس سے پہلے قیامت کے علائم کو بیان کیا گیا ہے جب یہ تمام علامتیں ظاہر ہوں گی اور قیامت قائم ہوگی تو ہر انسان کو پتہ چلے گا کہ میں اپنے ہوا کیا کچھ لایا ہوں پس نیک لوگوں کو بھی افسوس ہوگا کہ کاش نیک زیادہ کی ہوتی اور بدوں کو افسوس ہوگا کہ کاش برائی نہ کی ہوتی۔

فَلَا أُقْسِمُ - یہ قسم ہے اور لازم ہے اور عُنُس جمع ہے غانس کی یعنی دن کو پوشیدہ رہنے والے ستارے اور شیطان کو تناس اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے پوشیدہ رہتا ہے یا یہ کہ اللہ کے ذکر کے وقت بھاگ جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے۔

الْجَوَارِ - یہ جار تہ کی جمع ہے یعنی چلنے والیاں اور کنش جمع ہے کانس کی اور کنش کا معنی بھی چھپ جانا ہوتا ہے اور اس سے مراد ستاروں کا اپنے برجوں میں غروب کرنا ہے اور اس سے مراد زحل مشتری مریخ زہرہ و عطارد میں جن کو سیارے کہا جاتا ہے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۚ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي

جب صبحا جائے اور صبح کی جب روشن ہو جائے تحقیق یہ (قرآن) بھیجے ہوئے مکرم (فرشتے یعنی جبریل) کا قول ہے جو صاحب قوت ہے صاحب عرش

الْعَرْشِ مَكِينٌ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٌ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِبَجُنُونٍ ۝

کے پاس مکین ہے (اور وہ اللہ کی طرف لایا ہے) اور تمہارا ساتھی (نبی کریم) پاگل نہیں

وَلَقَدْ رَاكَ بِالْأُنْفِ الْمُبِينِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ ۝

اور تحقیق حضورؐ نے جبریلؑ کو انفی میں پر دیکھا تھا اور وہ غیب کی خبریں دینے میں بخیل نہیں ہے

عَسْعَسَ - یہ لغات اضداد میں سے ہے۔ رات آئی تو کہتے ہیں عَسْعَسَ اللَّيْلُ۔ اور رات گئی تب بھی کہا جاتا ہے عَسْعَسَ اللَّيْلُ۔ اور اس کو اٹ پڑھا جائے تب بھی معنی وہی ہے گویا عَسْعَسَ کی بجائے سَعَسَعَ بھی درست ہے جس طرح صَفَعٌ اور صَفَعٌ

رَسُولٍ كَرِيمٍ - یعنی یہ قرآن مجید حضرت محمد مصطفیٰؐ کا ذاتی کلام نہیں بلکہ جبریلؑ کا آوردہ ہے جو اسے اللہ کی جانب سے لایا ہے اور جبریلؑ کی صفات میں ہیں رسول کریمؐ یعنی اللہ کا فرستادہ اور مکرم اور ذی قوہ ہے چنانچہ ایک پر سے اُس نے پوری قوم کو زمین سمیت اکھاڑ کر اُٹا کر دیا تھا اور عرش کے مالک کے قرب میں مکین ہے یعنی مقرب بارگاہ خداوندی ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ اللہ کے مکان کے پاس اس کا مکان ہے کیونکہ اللہ کا مکان و زمان کی قید سے بلند و بالا ہے۔

مُطَاعٍ - یعنی تمام ملائکہ خواہ در بانان جنت ہوں یا خاندان جہنم یا دوسرے فرشتے سب کے سب جبریلؑ کے اطاعت گزار ہیں۔ اور جبریلؑ ان سب کا فرمان روا ہے اور وحی خداوندی پر امین بھی ہے ایک دفعہ حضرت نبی کریمؐ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ خدا نے ان آیات میں تیری بڑی تعریف کی ہے رسول کریمؐ ذی قوت مطاع اور امین یہ سب تیرے صفات اللہ نے بیان کئے ہیں مبعلا بتاؤ کہ تیری قوت کس قدر ہے تو اس نے عرض کی حضورؐ! میں نے قوم لوط کی بستیوں کو اکھیڑا تھا کہ ہر بستی میں چار چار ہزار جنگی جوان موجود تھے بچوں اور عورتوں اور بوڑھوں کی تعداد ان کے علاوہ تھی اور تحت الشری سے میں نے ان کے خطے کو اکھیڑا تھا اور اس قدر بلندی پر لے گیا کہ اہل زمین کے مرغوں اور کٹوں کی آوازیں اہل آسمان سُن سکتے تھے اور وہاں سے میں نے ان کو اُٹا کر کے گرا دیا تھا۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ - یہ بھی جواب قسم ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ مجھے قسم ہے اشیاء مذکورہ کی کہ نہ تو قرآن حضورؐ کا اپنا کلام ہے بلکہ اس کو جبریلؑ امین نے خدا سے حاصل کر کے ان تک پہنچایا ہے اور نہ آپ کو دیوانگی لاحق ہے اور انہوں نے جبریلؑ کو ایک مرتبہ اپنی اصلی حالت میں بھی دیکھا تھا۔ یعنی شب معراج انفی المبین پر اس کو دیکھا تھا اور میرا رسول غیب کی خبریں بتانے میں بخیل نہیں کرتا بلکہ جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے وہ تم تک پہنچاتا ہے پس نہ اس میں خیانت ہے نہ بخل۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۝ فَاَيْنَ تَذْهَبُونَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

اور نہ یہ قرآن شیطانِ رجیم کا قول ہے تو تم کہاں جاتے ہو؟ (یعنی کیسی باتیں کرتے ہو) یہ نہیں مگر عالمین کے لئے نصیحت

لَنْ يَنْشَاءَ مِنْكُمْ اَنْ يَسْتَقِيمَ ۝ وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

جو بھی تم میں سے سیدھے راستے پر چلنا چاہے اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو عالمین کا پروردگار ہے

وَمَا هُوَ يَقُولُ - مشرکین نے کہا تھا کہ معاذ اللہ اُن پر شیطان القاد کرتا ہے تو خدا نے اس کی نفی فرمائی کہ یہ کلام شیطانِ رجیم کا قول نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور عالمین کے لئے نصیحت ہے۔ اور لَنْ يَنْشَاءَ بدل ہے لِلْعَالَمِينَ سے۔
وَمَا تَشَاءُونَ - یعنی کفار مکہ تم نہیں چاہو گے جب تک کہ اللہ نہ چاہے یعنی اللہ تم کو مجبور کرے تب تم مسلمان ہو گے۔ حالانکہ وہ کسی کو بھی مجبور نہیں کرتا۔ یا یہ کہ اس آخری جملہ کے مصداق محمد و آل محمد ہیں کہ وہ اللہ کی مشیت کا محل میں کہ وہ اپنی مشیت کو اللہ کی مشیت کے تابع رکھتے ہیں اور جو کچھ اللہ چاہتا ہے وہ بھی اسے چاہتے ہیں اور یہ عصمت کا دوسرا منہموم ہے۔

سُورَةُ الْاِنْفِطَارِ

- یہ سورہ مکیہ ہے اور سورہ النازعات کے بعد نازل ہوا ہے۔
- بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ساتھ ملا کر اس کی کل آیات کی تعداد بیس ہے
- حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص سورہ انفطار اور سورہ الشقاق کو نماز فریضہ و نافلہ میں باقاعدہ پڑھتا رہے تو بروز قیامت اللہ اور اس بندے کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا اور بلا واسطہ اس پر اللہ کی نظر رحمت رہے گی۔
- دوسری روایت میں ہے کہ جو اس سورہ مجیدہ کو پڑھتا رہے تو بروز محشر جب صحیفہ اعمال کھلے گا تو اللہ اس کو رسوائی سے محفوظ رکھے گا اور اس کی شرمگاہ مستور ہوگی اور اس کی حالت اچھی ہوگی اور اگر کوئی قیدی اس کو باقاعدہ پڑھے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اس کو قید سے نجات ملے گی اور آنے والے خطرات سے محفوظ رہے گا اور بہت جلد حالات اس کے سازگار ہو جائیں گے
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اگر بارش برس رہی ہو اور کوئی شخص اس سورہ کی تلاوت کرے تو بارش کے قطرے کے برابر اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے اور اس کو پھر کہ آنکھوں پر دم کیا جائے تو آنکھوں کی نظر قوی ہوگی اور آنکھوں کا درد یا آنکھوں کا چندھیا جانا ختم ہو جائے گا باذن اللہ۔ (برہان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۝۶ وَاِذَا الْكُوْكَبُ اُنْتَثَرَتْ ۝۷ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے ٹوٹ کر گرے گے اور جب سمندروں کو جاری کر کے

فُجِّرَتْ ۝۸ وَاِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝۹ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاٰخَرَتْ ۝۱۰

ملا دیا جائے گا اور جب قبروں سے مردوں کو اٹھایا جائے گا جان سے گا انسان جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑ آیا

رُكُوع نمبر ۱ اِنْفَطَرَتْ - انفطار انشقاق اور انفطار تینوں الفاظ مترادف ہیں اور ان کا معنی ہے پھٹ جانا یعنی ان کا اتصال نہ رہے گا اور ختم ہو جائیں گے۔

اُنْتَثَرَتْ - یہ نثر سے ہے جس کے مقابلہ میں نظم ہے مقصد یہ ہے کہ ان کی روشنی ختم ہو جائے گی اور آسمان پر ان کی بہار کا سماں نہ رہے گا یعنی جب آسمان کا شامیانہ نہ رہے گا تو یہ تہمتے کس طرح باقی رہیں گے؟

فُجِّرَتْ - تغیر کا معنی ہے جاری ہونا یعنی ان کی حدود اور بند ٹوٹ جائیں گے اور سب پانی شیریں و نیکیں آپس میں مل جائیں گے پس سارا سمندر ایک ہو جائے گا اور بعضوں نے اس کا معنی خشک ہونا بھی کیا ہے۔

بُعْثِرَتْ - یعنی ان کی مٹی کو ہٹایا جائے گا تاکہ مردے ان سے نکل کھڑے ہوں۔

صدقہ جاریہ عَلِمَتْ نَفْسٌ - انسان کو اپنے گزشتہ و لاحقہ اعمال کا علم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو تمام سابقہ و لاحقہ اعمال کی ہڑاسے کی سابقہ اعمال سے وہ اعمال مراد ہیں جو اس نے خود کئے اور لاحقہ یعنی بعد والے

اعمال سے وہ مراد ہیں جو سنت جاریہ یا صدقہ جاریہ چھوڑ کر مرا ہو گا مثلاً اگر کوئی انسان مسجد یا مدرسہ دینیہ یا اسی قسم کا کوئی کام چھوڑ کر مرے تو جب تک مسجد رہے گی اور نمازی اس میں نماز پڑھتے رہیں گے اور جب تک وہ مدرسہ رہے گا اور لوگ اس سے دینی

علوم حاصل کرتے رہیں گے تو بانی مسجد و مدرسہ کے نامہ اعمال میں ثواب کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی انسان اپنی نیک اولاد چھوڑ کر مرے یا نیک شاگرد چھوڑ کر جائے تو یہ بھی اس کا صدقہ جاریہ رہے گا و علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی دینی کتاب لکھ کر جائے تو جب تک

اس کتاب سے استفادہ ہوتا رہے گا۔ اس کے نامہ اعمال میں ثواب درج ہوتا رہے گا اور اس کے مقابلہ میں اگر کوئی شخص کوئی بُری بنیاد رکھ جائے تو اس کو اپنی برائی کا بدلہ بھی ملے گا اور تاقیامت جس قدر لوگ اس کی برائی کے نتیجے میں برائی کریں گے ان کا

دِبال بھی اس کے سر پر ہو گا۔ اس طرح بُری کتاب لکھنے والے کو اپنی غلطی کا بدلہ بھی ملے گا اور تاقیامت جس قدر لوگ اس کی کتاب سے گمراہ ہونگے ان کی گمراہی کا دِبال بھی اس کو مہکتا پڑے گا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نیک

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ

اے انسان تجھے کس چیز نے مغرور کر دیا ہے اپنے رب کریم کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا درست کیا پس

فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝ ۹ ۝ كَلَّا بَلْ سَكَدَ بُونَ

معتدل جسم عطا کیا جس صورت میں چاہا تجھے مرکب کیا آگاہ ہو بلکہ تم قیامت کو

کی سنت کو جاری کرے تو اس کو اپنے عمل کے علاوہ ان تمام لوگوں کے اعمال کے برابر بھی جزا دی جائے گی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کی جزا بھی کم نہ ہوگی اسی طرح اگر کوئی شخص بری عادت کو جاری کرے تو اس کو اپنی برائی کے علاوہ تمام ان لوگوں کی برائیوں کی سزا بھی جگتنی پڑے گی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کی اپنی سزا بھی کم نہ ہوگی پس نیک بخت ہیں وہ لوگ جو خود بھی اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور بعد والوں کے لئے نیکی کرنے کی سنت قائم کر جاتے ہیں اور اپنے پیچھے صدقہ جاریہ چھوڑ کر مرتے ہیں اور بقیہ ہیں وہ بندے تو خود بھی برائی کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی برائی کا راستہ مہوار کر کے ان کے لئے بدعات کا طریقہ چھوڑ دیتے ہیں

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ - قیامت کا منظر پیش کرنے کے بعد انسان کو اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی دعوت دی تاکہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں اور انجام خیر یا انجام بد کو ملحوظ خاطر رکھ کر عملی دنیا میں قدم رکھیں اور اعمال کی نوعیت کا بھی جائزہ لے لیں کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن کی اچھائی یا برائی مرنے کے بعد بھی قائم رہتی ہے

بعد ہونے والی نیکیوں کی بھی جزا دے سکتا ہے اور اس طرح مرنے کے بعد ہونے والی برائیوں کی بھی گرفت کر سکتا ہے تو یہ انسان کس قدر مغرور ہے کہ اس دانائینا خالق کی قدرتوں، حکمتوں، اور مہربانیوں کو نظر انداز کر کے بے سوچے سمجھے زندگی کے لمحات کو ضائع کر بیٹھتا ہے پس ایسی نیکیوں میں کوتاہی کرتا ہے جو مرنے کے بعد بھی اس کے کام آسکیں اور ایسی برائیوں کی طرف ہاتھ بٹھاتا ہے جو مرنے کے بعد بھی اس کو نقصان پہنچائیں اس کے بعد پھر اپنے احسانات کا تذکرہ فرمایا اور انسان کو اپنی تخلیق کے حسن کے مطالعہ کی دی کہ وہ خدا جس نے تمہیں لطف سے پیدا کیا حالانکہ تم کچھ نہ تھے پس درست کیا کہ دیکھنے سننے بولنے والا انسان بنایا اور آنکھیں کان ناک، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ دیکر تمہیں معتدل قد و قامت دیکر پیدا کیا اور اس کے بعد عورت یا مرد بلند یا کوتاہ سیاہ یا سفید وغیرہ کیفیات میں سے اس نے اپنی مرضی سے جس طرح چاہا بنا دیا پس ان تمام امور میں غور کرنے کے بعد تمہیں مان لینا چاہیے کہ ہمارا خالق مدبر و حکیم ہے اور علیٰ کفی شے قدر بھی ہے اور وہ ہمارا معن بھی ہے کہ اگر چاہتا تو کسی اور ذلیل صورت میں پیدا کر دیتا یا کسی حیوان کے لباس میں ظاہر کر دیتا یہ اس معن حقیقی کا احسان ہے کہ اس نے انسان بنایا لہذا اے انسان تجھے اس کے احسان فراموش نہیں کرنے چاہئیں اور اس کے درگزر سے تجھے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔

کَلَّا بَلْ - اس کے بعد فرماتا ہے کہ ہاں ہاں! تجھے ایک چیز دھوکے میں ڈال رہی ہے اور وہ یہ کہ تیرا قیامت پر ایمان نہیں

بِالدِّينِ ۱۰ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۱۱ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۱۲ يَعْلَمُونَ ۱۳ مَا تَفْعَلُونَ ۱۴ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۱۵ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۱۶

جھٹلاتے ہو اور تحقیق تمہارے اُوپر (اعمال کی) حفاظت کرنے والے کرم لکھنے والے (موجود ہیں) وہ جانتے ہیں جو

تَمَّ كَرْتُمْ ہر تحقیق نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور تحقیق فاجر لوگ دوزخ میں ہونگے

يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۱۷ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۱۸ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۱۹ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۲۰ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ ۲۱

تاہیں گے اس کو قیامت کے دن کہ وہ اس سے غائب نہ ہوں گے اور تجھے کیا معلوم کہ قیامت کا

دِنَ كَيَاہُ؟ پھر تجھے کیا خبر کہ قیامت کا دن کیا ہے؟ وہ دن ہے جس دن کوئی کسی کے لئے

لِنَفْسٍ شَيْءًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۲۲

کسی چیز کا مالک نہ ہوگا اور معاملہ مکمل طور پر اللہ کے سپرد ہوگا

اور تجھے اپنی باز پرس کا یقین نہیں بلکہ تو قیامت اور بدلہ کے دن کو جھٹلاتا ہے لیکن یاد رکھ قیامت ضرور آئے گی اور تجھے نیکی کی جزا اور برائی کی سزا ضرور ملے گی اور ہماری طرف سے تمہارے اُوپر فرشتے مقرر ہیں جو تمہاری ہر نیکی یا بدی کو یاد رکھتے ہیں۔ وہ کرام ہیں یعنی اللہ کے نزدیک باعزت و کرامت ہیں اور وہ تمہارے اعمال کو لکھنے والے ہیں اور پھر نوٹ کر لو کہ اس دن نیک لوگ جنت میں اور بد لوگ جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ رہیں گے کہ اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی غائب نہ ہوں گے اور یہ بھی یقین رکھو کہ اس دن کسی کو کوئی اختیار نہ ہوگا اور نہ کسی کی حکومت چلے گی بلکہ اس دن کے مکمل اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہونگے اور اسی ایک اللہ کی حکومت ہوگی۔

سورہ البطریقین

○ یہ سورہ مکیہ ہے جو عسکرت کے بعد نازل ہوا اور مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں میں سب سے آخر میں سورہ نازل ہوا، اور اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر سینتیس ہے۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو اس سورہ مجیدہ کی تلاوت کرے گا وہ ہر روز عشرتِ حقِ مختوم سے سیراب ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان درحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ② الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ③

ویل ہے متھوڑا تھوڑا چرانے والوں کے لئے جو لوگوں سے تول یا ناپ کر چیز لیں تو پوری لیں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ④ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ⑤

اور جب ان کو ناپ یا تول کر دیں تو کم دیں کیا ان کو یہ یقین نہیں کہ ان کو اٹھایا جائے گا

- اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص اس سورہ کو نماز فریضہ میں پڑھے گا اس کو خدا جہنم سے امان دیگا۔
- پس نہ وہ جہنم کو دیکھے گا اور نہ جہنم اس کو دیکھے گی اور نہ وہ دوزخ کی پٹی کو عبور کرے گا اور نہ اس کا حساب ہوگا۔
- خواص القرآن سے منقول ہے حضور نے فرمایا اگر اس سورہ کو کسی خزانہ پر پڑھا جائے تو وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس چیز پر اس سورہ کو پڑھا جائے وہ چیز محفوظ رہے گی اور حشرات الارض اُس کے نزدیک نہ آئیں گے۔ انشاء اللہ

رُكُوع نمبر ۸

وَيْلٌ ⑥ - تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب حضور مکہ سے ہجرت کر کے وارد مدینہ ہوئے تو مدینہ کے دکان دار اس مرض میں مبتلا تھے کہ لینے کے وقت پُر لیتے اور دیتے وقت کم دیتے تھے اور اس کا نام ہے تطفیف۔ چنانچہ ابوجہینہ نامی ایک شخص تھا اس نے لین اور دین کے لئے دو پیمانے رکھے ہوئے تھے بڑے پیمانے سے چیز لیتا تھا اور چھوٹے پیمانے سے دیتا تھا پس یہ آیتیں اُتریں اور حضور نے ان کو پڑھ کر سنائیں تو لوگ اس بدعات سے رگ گئے۔

تطفیف طفت سے ہے اور تھوڑی چیز پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور مطلق چونکہ تھوڑی چیز کی ہی چوری کرتا ہے اس لئے اس پر اس نام کا اطلاق کیا گیا ہے اور علامہ سید محمد کاظم طباطبائی علیہ السلام مقامہ سے منقول ہے کہ ان کے نزدیک تطفیف مطلق کی کرنا ہے خواہ کیل و وزن میں ہو یا عدد و ذرع ہو۔

إِذَا اكْتَالُوا ⑦ - یہاں صرف کیل کا نام لیا گیا ہے حالانکہ کیل اور وزن دونوں میں وہ ایسا کرتے تھے اس لئے کہ چونکہ لین دین کیل و وزن دونوں سے ہوتا تھا پس کیل کے ذکر میں وزن بھی سمجھا جاتا ہے چنانچہ اگلا فقرہ اس پر دلالت کرتا ہے۔

أَلَا يَظُنُّ ⑧ - ہر بڑی عادت کو تب ہی چھوڑا جاسکتا ہے جب باز پرس کا ڈر ہو اس لئے اسلام نے عقیدہ قیامت پر زور دیا ہے اور جگہ ب جگہ اس پر دلائل قائم کئے ہیں اس جگہ فرماتا ہے کیا ان لوگوں کو اپنے مبعوث ہونے کا یقین نہیں ہے اور حضرت مقداد بن اسود سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن سورج قریب آجائے گا یہاں تک کہ ایک یا

لِیَوْمٍ عَظِیمٍ ۝ یَوْمَ یَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِینَ ۝ کَلَّا اِنْ کِتَابَ

ایک بڑے دن کے لئے جس دن لوگ عالمین کے پروردگار کے سامنے حاضر ہوں گے آگاہ ہو تحقیق فاجر لوگوں کی کتاب

الْفُجَّارِ لَفِی سِجِّینٍ ۝ وَمَا اَدْرَاکَ مَا سِجِّینٌ ۝ کِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝

سجین میں ہوگی اور تمہیں کیا معلوم سجین کیا ہے ؟ کتاب مرقوم ہے

دو میل کا فاصلہ رہ جائے گا راوی حدیث کہتا ہے میں نہیں سمجھ سکا اس میل سے مراد فاصلہ ناپنے والا میل ہے یا آنکھوں میں سرمہ لگانے والا سرمہ ہے جس کو عربی زبان میں میل کہا جاتا ہے اور مقصد یہ ہے کہ سورج بہت نزدیک ہوگا جیسے عام اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ نیزے برابر ہوگا پس لوگ اپنے عرق میں غرق ہوں گے اور اپنے اعمال کی مناسبت سے وہ عرق میں ڈوبے ہوئے ہوں گے کسی کی اڑی تک ہوگا تو کسی کے منہ تک پہنچے گا اور راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ نے یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ دہان اقدس پر رکھا اور فرمایا بعض لوگوں کو اپنے عرق کی اس طرح لگام چڑھی ہوگی۔

کَلَّا اس کو حرف روع کہا جاتا ہے جو کسی کو کسی بات پر بھڑکنے کے لئے اور سختی سے منع کرنے کے لئے لایا جاتا ہے۔

کِتَابُ الْفُجَّارِ اس کے معنی میں کئی اقوال ہیں ① یعنی فاجر لوگوں کی کتاب میں درج ہوگا کہ ایسے لوگ سجین میں جائیں گے اور حضرت رسالتؐ سے مروی ہے کہ سجین ساتویں زمین کے بھی نیچے ہے ② مروی ہے کہ ابن عباس نے کعب الاحبار سے دریافت کیا کہ اس آیت کا معنی کیا ہے ؟ تو اس نے جواب دیا کہ روح فاجر کو آسمان کی طرف سے جایا جائے گا تو آسمان اس سے انکار کرے گا پس اس کو زمین پر لایا جائے تو زمین بھی اس کے قبول کرنے سے انکار کرے گی پس ساتویں زمین کے نیچے اس کو پہنچایا جائے گا اور وہاں سجین ہے جہاں ابلیس کا شکر رہتا ہے ③ ایک قول ہے کہ سجین جہنم میں ایک کنواں ہے جس کا منہ کھلا ہے اور اس کے مقابلہ میں فلق بھی جہنم میں ایک کنواں ہے جس کا منہ بند ہے ④ بعض نے کہا ہے کہ سجین جہنم کی کتاب کا نام ہے جس طرح آیت مجیدہ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی جس کتاب میں کفار پر عذاب جہنم فرض کیا گیا ہے اس کتاب کا نام سجین ہے۔ ⑤ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ساتویں زمین کا نام ہے۔

سِجِّین - یہ سجن سے ہے اور فِعْل کے وزن پر ہے اور سجین مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی وہ قید خانہ جس میں قیدی کو ہمیشہ رہنا ہو اور سخت دشوار ہو چنانچہ شریب شارب سے بکیر مسکر سے اور شریر شر سے مبالغہ کے اوزان ہیں۔

وَمَا اَدْرَاکَ - یعنی تمہیں کیا پتہ کہ سجین کیا ہے اور یہ استقام سجین کی ہیبت کو بڑھانے کے لئے لایا گیا ہے تاکہ مجرم لوگ اپنے جرم سے باز رہنے کی سعادت حاصل کر سکیں اور اس کے بعد کتاب مرقوم کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ یہ سجین کی تفسیر ہے لیکن علامہ طبرسیؒ نے یہی کہ سجین کی تفسیر نہیں بلکہ کتاب الفجار کی تفسیر ہے یعنی فجار کی کتاب جو سجین میں ہوگی وہ کتاب مرقوم ہے یعنی تحریر شدہ ہے اور تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کِتَابُ الْفُجَّارِ لَفِی سِجِّین کے مصداق سجین ہیں۔

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بَيُّوتَ الدِّينِ ۝ وَمَا

ویل ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے جو یوم قیامت کی تکذیب کرتے ہیں اور اس

يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ سَاهُيٌ

کی تکذیب نہیں کرتے مگر سب سرکش گنہگار جب ایسے شخص پر ہماری آیات کی تلاوت کی جائے تو کہتا ہے

الْأَوَّلِينَ ۝ كَلَّا بَلْ سَوَّيْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّهُمْ

یہ تو گزشتہ لوگوں کی کہانیاں ہیں خبردار! بلکہ ان کے دلوں پر سیسا ہی چھائی ہے اس کی جو کسب کرتے ہیں خبردار! تحقیق

عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّحُجُوبُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ۝

وہ اپنے رب سے اس دن (اس کی رحمت سے) پوشیدہ ہونگے پھر تحقیق وہ جلیں گے دوزخ میں

ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْإِبْرَارِ

پھر کہا جائے گا یہ وہ ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے خبردار! نیک لوگوں کی کتاب

مُعْتَدٍ أَثِيمٍ۔ یعنی سرکش اور گنہگار لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں کیونکہ قیامت کی باز پرس کا خطرہ ان کی عیاشیوں میں خلی انداز ہوتا ہے پس سرے سے قیامت کو مانتے ہی نہیں۔

أَسَاطِيرُ۔ جمع ہے اسطوره کی یعنی گزشتہ لوگوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں جن کو حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

رَانَ۔ یہ زمین سے ہے اور اس کا معنی ہے غلبہ یعنی ان لوگوں کے دلوں پر غلبہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے ہیں اور مروی ہے

کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نکتہ سیاہ پیدا ہو جاتا ہے جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نکتہ پیدا ہوتا ہے۔

جوں جوں گناہ بڑھتے جاتے ہیں سیاہی بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ سیاہی غالب آجاتی ہے پس ایسا شخص توبہ کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا۔

اور روایت میں ہے کہ ہر انسان کے دل میں سفید نکتہ ہے جب گناہ کرتا ہے تو اس میں سیاہ داغ پیدا ہو جاتا ہے پس اگر توبہ کرے تو

وہ سیاہی دھل جاتی ہے لیکن اگر بجائے توبہ کے دوسرا گناہ کرے تو وہ سیاہی بڑھ جاتی ہے اور گناہ بڑھتے بڑھتے ان کی سیاہی

دل کی سفیدی پر چھا جاتی ہے تو وہ پھر توبہ نہیں کر پاتا اور نہ نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور آیت میں رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ کا یہ معنی ہے

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کا دل زنگ آلود ہوتا ہے پس جب اللہ کی نعمت کا ذکر کیا جائے تو اس سے دل کا

زنگ دور ہو جاتا ہے اور کفر کی عادت گناہوں کی کثرت اور فسق و فجور میں انہماک توبہ کے خیال سے غافل کرنے والے اسباب ہیں پس ایسے

لَفِي عَلَيِّينَ ﴿١٤﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عَلَيُّونَ ﴿١٥﴾ كِتَابٌ مَرْقُومٌ ﴿١٦﴾ يَشْهَدُهُ

علیٰ میں ہوگی تمہیں کیا پتہ علیٰ کی ہے؟ کتاب مرقوم ہے جس کو مقرب

الْبُقَرَّبُونَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٣﴾ عَلَى الْأَرَآئِكِ يُنْظَرُونَ ﴿٢٤﴾

دیکھتے ہیں تحقیق نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اپنے تختوں پر دیکھ رہے ہوں گے

تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٥﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ﴿٢٦﴾

ان کے چہروں سے نعمتِ خداوندی کی تازگی تم معلوم کرو گے ان کو سیراب کیا جائے گا رقیقِ مختم سے

خِتْمُهُ مِسْكٌ ﴿٢٧﴾ فِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٨﴾ وَمِمَّا جَاءَهُ مِنْ

جس پر مہر کستوری کی ہوگی اور اس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے اور اس میں تسنیم کی

لوگ بروز عشر اللہ کی رحمت سے عجب ہوں گے۔

کِتَابُ الْأَبْرَارِ۔ غبار کے مقابلہ میں ابرار کا ذکر ہے کہ ان کی کتاب علیٰ میں ہوگی۔ یعنی مراتبِ عالیہ میں ہوگی جہاں مومنین کے ادرار کی قیام گاہ ہے اور علیوں کے معنی میں بھی اقوال ہیں ۱ علیوں کا معنی جنت ۲ بلندی کے مراتب ۳ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ زبرِ جد سبز کی تختی ہے جو عرش کے نیچے ہے اور اس میں مومنوں کے اعمال درج کئے جاتے ہیں ۴ ایک روایت میں ہے کہ علیٰ ساتویں آسمان پر زیرِ عرش ہے۔

کِتَابٌ مَرْقُومٌ۔ یہ کتاب کی صفت ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے اور مروی ہے کہ جب علیٰ والے جنت کی طرف دیکھیں گے تو جنت چمک اٹھے گی اور جنتی کہیں گے کہ آج علیٰ کے بسنے والے ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

مَخْتُومٌ۔ یعنی مہر شدہ شراب اور ایسی مہر جو مسک یعنی کستوری کی ہوگی معنی یہ ہے کہ جنت کی شراب بدل و دار نہ ہوگی بلکہ خوشبودار ہوگی اور مروی ہے اگر دنیا کا آدمی اس میں اپنی انگلی ڈال کر باہر نکالے تو تمام اہل زمین خواہ انسان ہوں یا حیوان تمام کے تمام اس کی خوشبو کو محسوس کریں گے حدیث میں ہے کہ اگر میوں کے روزہ رکھنے والوں کو رقیقِ مختم سے سیراب کیا جائے گا اور حضرت پیغمبر نے فرمایا یا علی جو شخص دنیا میں شراب کو ترک کرے گا خدا اس کو بروز عشرِ رقیقِ مختم سے سیراب کرے گا۔

مِمَّا جَاءَهُ۔ یعنی جنتیوں کیلئے رقیقِ مختم شراب میں تسنیم کی شراب کی آمیزش بھی کی جائے گی جس سے اس کے لطف میں مزید اضافہ ہوگا صفحہ نمبر ۱۹۲ پر غینا۔ یعنی تسنیم ایک جنتی شراب کا ایسا چشمہ ہے جس سے خاص خاص جنتی جو نہایت مقرب ہوں گے پئیں گے اور عام جنتیوں کو جو شراب دی جائیگی اس میں اس تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ خالص تسنیم نہ ہوگی اور جنت کی اعلیٰ ترین شراب کا نام تسنیم ہے۔

تَسْنِمٍ ۲۸ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ۲۹ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرُمُوا كَانُوا

ملاوٹ ہوگی وہ جس سے مقرب لوگ پئیں گے تحقیق وہ لوگ جو مجرم تھے

مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَصْحَكُونَ ۳۰ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ۳۱

ایمان لانے والوں پر ہنستے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو ایک دوسرے کو اشارے کرتے تھے

وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ۳۲ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا

اور جب گھروں کو پلٹتے تھے تو مزاح کرتے ہوئے پلٹتے تھے اور جب ان کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ۳۳ وَمَا أَرْسَلُوا عَلَيْهِمْ حَفِظِينَ ۳۴ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ

کہ تحقیق یہ لوگ گمراہ ہیں حالانکہ ان کو ان مومنوں کا نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا پس آج مومن لوگ

آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَصْحَكُونَ ۳۵ عَلَىٰ الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ۳۶

ان کفار سے ہنسی کریں گے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے

هَلْ ثَوَابَ الْكُفَّارِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۳۷

(اور کہیں گے) کیا بدلہ دیا گیا ہے کفار کو اس کا جو کرتے تھے

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا مَرْدِي ہے کہ مجرموں سے مراد منافق ہیں اور آمَنُوا کا مصداق علی بن ابی طالب ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل جب اصحاب نبی کے پاس سے گزرتے تھے مثلاً عمار بن جباب اور بلال وغیرہ تو وہ ان سے مزاح کرتے تھے اور ایک دوسرے کو اشارے کرتے تھے یعنی مومنوں کی توہین کا ہر ممکن طریقہ اختیار کرتے تھے اور مومنوں کو گمراہ کہتے تھے ان کے جواب میں اللہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ کوئی مومنوں پر چوکیدار تو مقرر نہیں ہیں کہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔

فَالْيَوْمَ پس قیامت کے دن جب مومن جنت میں جائیں گے اور کفار دوزخ میں جلیں گے تو مومن بھی کافروں سے مسخری کریں گے اور ہنسی اڑائیں گے اور اپنے اپنے تختوں پر بیٹھ کر ان کو جہنم میں جلتا دیکھیں گے اور ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کفار کو اپنے کر تو توں کا بدلہ مل گیا ہے اور ممکن ہے کہ ہَلْ ثَوَابَ فرشتوں کا قول ہو یا اللہ کا قول ہو کہ مومنوں سے خطاب کر کے استعمال کیا جائے گا تاکہ مومنوں کی دلجوئی ہو جائے۔

سُورَةُ الْاِنْشِقَاقِ

○ یہ سورہ مکیہ ہے سورہ الانفطار کے بعد نازل ہوا ہے۔

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر چھبیس ہے۔

● جو شخص اس سورہ مجیدہ کی تلاوت کرے گا حدیث نبوی میں ہے کہ اس کو اعمال نامہ بروز عشرِ پس پشت سے نہیں دیا جائے گا اور اگر اس کو نکھ کر اس عورت پر باندھ دیا جائے جس کا بچہ جننا شکل ہو گیا ہو تو فوراً بچہ پیدا ہو جائے گا اور تکلیف نہ ہوگی اور دوسری روایت میں ہے اگر یہ سورہ اس عورت پر پڑھا جائے تب بھی بچہ فوراً پیدا ہو جائے گا۔

● حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے عہدِ ولادت کو دہر کرنے کے لئے درِ درزہ والی عورت پر باندھی جائے اور وضعِ حمل کے بعد فوراً اس کو کھول لینا چاہیے اور اگر اس کو کسی حیوان پر لٹکایا جائے تو وہ بھی ہر قسم کی مصیبت سے محفوظ رہے گا اور اگر گھر کی چار دیواری پر لٹکھا جائے تو حشرات الارض سے حفاظت ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا السَّمَاءُ اَنْشَقَّتْ ۲ وَ اِذْ اَنْتَ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۳ وَ اِذَا الْاَرْضُ

جب آسمان پھٹے گا اور اپنے رب کے (حکم کے) سامنے کان دھرے گا اور اس کے لئے سزاوار بھی یہی ہے اور جب زمین پھیلانی

مُدَّتْ ۴ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۵ وَ اِذْ اَنْتَ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۶

جائے گا - اور جو کچھ اس میں ہے اس کو پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کے (حکم کے) سامنے کان دھرے گی اور اس کیلئے سزاوار بھی یہی ہے

اِذَا السَّمَاءُ - علامتِ قیامت کا ذکر ہے اور انشقاق کا معنی ہے پھیل کر پھٹ جانا۔

رُكُوعُ نَمْبَرُ ۹

وَ اِذْ اَنْتَ - اس کا معنی ہے کان دھرنا یعنی اطاعت کرنا یعنی حکم پر درِ دگار کی اطاعت کرتے ہوئے پھٹ جائیگا۔

وَ حُقَّتْ - یعنی آسمان کے لئے حق اور سزاوار ہے کہ امر پر درِ دگار کی اطاعت بے چوں و چرا کرے۔

مُدَّتْ - زمین کو پھیلایا جائے گا یعنی اُس میں کوئی نشیب و فراز باقی نہ رہے گا حتیٰ کہ پہاڑ و ٹیلے وغیرہ سب اڑا دیئے جائیں گے

اور زمین کا میدان بالکل ہموار ہو جائے گا اور اس کے لئے امر پر درِ دگار کی اطاعت کرنا حق ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدًا فَمُلْقِيهِ ۖ فَمَا مَنَ أُوْتِيَ

اے انسان! تو کوئی مشقت کر کے اپنے رب کی طرف جانے والا ہے پس اس کی جزا کی ملاقات کرے گا پس لیکن جس کو اعمال نامہ دائیں

كِتَابِهِ يَمِينِهِ ۚ فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَّسِيرًا ۚ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ

ہاتھ میں دیا گیا تو اس کا حساب آسان ہوگا اور اپنے اہل کی طرف خوش خوش

مَسْرُورًا ۚ وَأَمَّا مَنَ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۚ فَسَوْفَ يَدْعُوا

پٹے گا اور لیکن جس کو اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے ملے گا تو عنقریب اپنی ہلاکت و تباہی پر شور

ثُبُورًا ۚ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۚ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۚ إِنَّهُ

مچائے گا اور جہنم میں جلے گا بے شک وہ دنیا میں اپنے اہل میں خوشحال تھا اسے خیال

ظَنَّ أَن لَّنْ يُجُورَ ۚ بَلَىٰ ۚ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۚ فَلَا أُقْسِمُ

تھا کہ ہرگز نہ پٹایا جائے گا ہاں ہاں تحقیق اس کا رب اس کو خوب جانتا ہے پس مغربی سرخی کی قسم

بِالشَّفَقِ ۚ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۚ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۚ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن

اور رات کی اور رات میں پناہ لینے والی چیزوں کی قسم اور چاند کی قسم جب پورا ہو تم درجہ بدرجہ سوار ہو گے

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ۔ تمام انسانوں کو خطاب ہے کہ تم اپنے اعمال و کردار کے ساتھ اپنے رب کے سامنے پیش ہو گے اور جن اعمال کی

بجائے اور میں تم کو تکلیف محسوس ہوتی ہے ان کی جزا تم کو ضرور ملے گی اور اللہ کی ملاقات سے مراد اس کی جزا کی ملاقات ہے۔

حِسَابًا يَّسِيرًا۔ یعنی جن لوگوں کی نیکیوں کا پڑا بھاری ہوگا یا جو لوگ توبہ کر چکے ہوں گے اور اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں ہوگا تو ان کو

حساب کی سختی سے بچایا جائے گا اور بہشتی مکانات میں اپنی خورون کی طرف جو اس وقت اس کی اہل ہوگی خوش و غرم واپس پٹے گا۔

وَرَاءَ ظَهْرِهِ۔ منقول ہے کہ جہنمیوں کے دائیں ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے اور ان کا بائیں ہاتھ پس پشت ہوگا لہذا اس کو اعمال نامہ

بائیں ہاتھ میں ملے گا۔

ثُبُورًا۔ ثبور کا معنی ہلاکت و مصیبت ہے یعنی وہ واثو براہ ہائے ہلاکت کی آواز بلند کرے گا۔

مَسْرُورًا۔ یعنی کافر لوگ دنیا میں خوش ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ دنیا کو ہی اپنا مقام سمجھتے ہیں اور آخرت کی فکر سے بے نیاز ہوتے ہیں

(اُسکے بھوکے) ان کو کیا ہے کہ نہیں ایمان لاتے اور جب ان پر پڑھا جائے قرآن تو

سجدہ نہیں کرتے بن جو لوگ کافر ہیں جھٹلاتے ہیں اور اللہ جانتا ہے جو دل

میں رکھتے ہیں پس ان کو خوشخبری دو دردناک عذاب کی سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل

وَمَا دَمَقَ - دَمَقَ کا معنی ہے جمع کرنا اور رات کی آمد ہر شب کو اپنی جگہ پر واپس لاتی ہے اس لئے ہر ذی رُوح کی قسم مراد ہے یا یہ کہ رات کو ستارے آجاتے ہیں جو دن کو غائب رہتے ہیں۔ لہذا ممکن ہے ستارگان کی قسم مراد ہو۔

کَلْبَقًا عَنِ طَبَقٍ - طبق کا معنی حال ہے یعنی ایک حالت کے بعد دوسری حالت تک منتقل ہوگا یا درجہ بدرجہ تہا رہی ترقی ہے بعضوں نے کہا ہے کہ شب معراج پیغمبر کو یہ خطاب ہوا تھا کہ درجہ بدرجہ آگے بڑھتے جاؤ گے یا مومنوں کو عام خطاب ہے کہ درجہ بدرجہ منازلِ آخرت کو طے کرو گے اور ممکن ہے ہر انسان کو خطاب ہو کہ تم نے دنیا میں درجہ بدرجہ بڑھنا ہے موت کے بعد حیاتِ پھر موت پھر برزخ پھر حشر پھر حساب وغیرہ یا نرمی سختی دکھ مسکھ اور صحت و بیماری کے درجات مراد ہیں اور ممکن ہے ترتیبِ پیدائش مراد ہو کہ نطفہ علقہ مُصَنَّفہ ہڈیاں گوشت جنین و لیدر ضعیفِ فطیم یا فاع ناشی مترعرع مراہق مُتَمِّم بالغ امر و ملحق مستوی شاب کھل شیخ اور طہر کے درجات طے کر کے موت سے ہم آغوش ہو جاؤ گے یعنی پیدا ہونے سے مرنے تک طبق در طبق اور درجہ بدرجہ حالات تبدیل کر دے اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم لوگ بھی گذشتہ امتوں کی طرح سابق کردار کو دھراؤ گے جو حرکات ان

سے سرزد ہوئیں وہی تم سے بھی ہوں گی اور ممکن ہے تمام معانی مراد ہوں اور تفسیر برہان میں ہے کہ شب معراج حضور کو خطاب ہوا تھا اور آپ فرماتے ہیں کہ جب منزل قاب قوسین پر پہنچا تو مجھے ارشاد پروردگار ہوا یا مُحَمَّدٌ اِشْرَءُ مَعْنٰی عَلٰی بْنِ اَبِی طَالِبٍ السَّلَام

یعنی اے محمد واپس زمین پر پہنچ کر علی کو میرے سلام کہنا اور اسے یہ بھی بتانا اِنِّیْ اُحِبُّہٗ وَ اُحِبُّ مَنْ یُّحِبُّہٗ کہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں اور جو بھی اس سے محبت رکھے میں اس کو بھی دوست رکھتا ہوں اور چونکہ علی سے مجھے محبت ہے اس لئے میں نے اس کا نام بھی

اپنے نام سے تجویز کیا ہے کہ می علی عظیم ہوں اور وہ علی ہے اور میں محمود ہوں اور تو محمد ہے اور اگر کوئی شخص میری بجائے کہ ایک ہزار سال

الصَّلَاحِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝۲۶

بجالاتے تو ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہوگا

عبادت کرے یعنی حضرت نوحؑ کے برابر تبلیغ و عبادت کرے اور بروزِ محشر میرے پیش ہو تو اس کی تمام عبادت میرے نزدیک علی کی ایک نیکی کے برابر ہوگی۔

لَا يَسْجُدُونَ۔ کفار کو تنبیہ ہے کہ اس قدر واضح بیان کے بعد وہ ایمان کی دولت سے بہرہ اندوز کیوں نہیں ہوتے اور جب قرآن پڑھا جائے تو اللہ کے سامنے کیوں نہیں جھکتے اور منقول ہے کہ سورہ الشقاق پڑھ کر حضورؐ سجدہ میں گر جایا کرتے تھے۔
يُؤْمِنُونَ یہ دعا سے ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جو کچھ دلوں میں رکھتے ہیں خدا ان کے تمام رازوں کو جانتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے دل دعا ہیں لہذا ان میں اچھی باتیں رکھا کرو۔

سُورَةُ الْبُرُوجِ

○ یہ سورہ مکہ کی ہے۔

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر تیس (۳۳) بنتی ہے۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ البروج کی نماز فریضہ میں بروزِ محشر انبیاء و مرسلین کے ساتھ مشور ہوگا (برہان)

○ حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص سورہ بُرُوج کی تلاوت کرے گا تو ہر جمعہ و عرفہ میں جمع ہو نیوالے لوگوں کی تعداد سے دس گنا نیکیاں اس کی لکھی جائیں گی اور اس سورہ کی تلاوت خطرناک اور سخت مقامات سے بچاتی ہے۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس بچے کا دودھ پھرانا ہو یہ سورہ لکھ کر اس کو باندھ دی جائے۔ تو آسانی سے دودھ چھوڑ دے گا۔ اور اگر سوتے وقت یہ سورہ پڑھ لیا جائے تو صبح تک امان خداوندی میں رات بسر ہوگی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ② وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ③ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ④

برجوں والے آسمان کی قسم وعدہ شدہ دن (روز قیامت) کی قسم شاہد و مشہود کی قسم

مکوع نمبر ۱

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ۔ آسمان میں بارہ بُرج ہیں اور علمائے ہیئت و نجوم کے نزدیک ان کے نام یہ ہیں حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔ ہر ماہ سورج ایک بُرج میں رہتا ہے ان برجوں میں سے پہلے چھ بُرج دائرۃ الاستواء سے جنوب کی طرف ہیں اور آخری چھ دائرہ مذکورہ سے شمال کی طرف ہیں عموماً اکیس مارچ کو سورج برج حمل میں داخل ہوتا ہے اور اس وقت دن اور رات تقریباً برابر ہوتے ہیں اور اس کے بعد دن بڑھنا شروع ہوتے ہیں اور تدریجاً رات کم ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ اکیس جون کو جبکہ سورج بُرج سرطان میں داخل ہوتا ہے تو بڑے سے بڑا دن اور چھوٹی سے چھوٹی رات ہوتی ہے اس کے بعد دن میں گھٹنا شروع ہو جاتا ہے اور جب اکیس ستمبر سورج نقطۂ اعتدال خریفی پر پہنچ کر برج میزان میں داخل ہوتا ہے تو دوبارہ دن و رات برابر ہو جاتے ہیں اور سورج دائرۃ الاستواء سے جنوب کی طرف مائل ہوتا جاتا ہے پس دن تدریجاً گھٹتے جاتے ہیں اور راتیں تدریجاً بڑھتی جاتی ہیں حتاکہ ۲۱ دسمبر کو سورج جب بُرج جدی میں داخل دیتا ہے تو چھوٹے سے چھوٹا دن اور بڑی سے بڑی رات ہوتی ہے اس کے بعد رات تدریجاً کم ہوتی جاتی ہیں اور دن بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ حسب سابق ۲۱ مارچ کو سورج نقطۂ اعتدال دہلی پر پہنچتا ہے تو دن رات برابر ہو جاتے ہیں یعنی بُرج حمل کے بعد سورج دائرۃ الاستواء سے شمال کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کے میل شمالی کی آخری حد ۲۱ جون کو تقریباً ۲۴ درجے ہوتی ہے اور برج میزان کے بعد میل جنوبی شروع ہوتی ہے جس کی آخری حد ۲۱ دسمبر کو ہوتی ہے علم ہیئت کے جاننے والوں کے لئے ان برج کی سیر بڑے دقائق و حقائق کے سمجھنے کا پیش خیمہ ہے

تفسیر برہان میں ابن حباس سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر عبادت ہے میرا ذکر عبادت ہے علی کا ذکر عبادت ہے اور اس کے بعد اس کی اولاد میں سے آئمہ کا ذکر عبادت ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی مبعوث فرمایا اور مجھے تمام مخلوق سے افضل قرار دیا میرا وہی تمام اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تمام بندوں پر اللہ کی حجت ہے اور اس کی مخلوق پر اس کا خلیفہ ہے اور میرے بعد آئمہ اسی کی اولاد سے ہونگے ان کی بدولت خدا زمین والوں سے عذاب کو مائل دیتا ہے ان ہی کی بدولت آسمان زمین پر نہیں ٹوٹ پڑتا انہی کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہوں پر قائم ہیں انہی کی بدولت لوگوں پر بارانِ رحمت برستی ہے اور انہی کے مدد میں زمین انگوڑیوں کو جنم دیتی ہے وہ واقعی اللہ کے اولیاء اور اس کے خلفاء ہیں ان کی تعداد مہینوں کی تعداد کے برابر ہے اور وہ بارہ ہیں جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقباء کی تعداد تھی اس کے بعد حضور نے یہی آیت تلاوت فرمائی وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ②

قُلْ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوُقُودِ ۝ اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُودٌ ۝

لغت ہے اصحاب اخدود پر جنہوں نے بھڑکتی ہوئی آگ روشن کی جبکہ وہ (مومنوں کو جلانے کیلئے) اس کے ارد گرد بیٹھے رہے

اور فرمایا اے ابن عباس! کیا تو سمجھتا ہے کہ اللہ نے اس آسمان اور اس کے برجوں کی قسم کھائی ہے؟ ابن عباس کہتا ہے میں نے عرض کی حضور تو پھر اللہ نے کس چیز کی قسم کھائی ہے تو آپ نے فرمایا وہ آسمان میں ہوں اور بارہ بُرج میرے بعد میں ہونے والے بارہ امام ہیں جن کا پہلا علیؑ اور آخری مہدیؑ ہوگا۔

وَشَاهِدٌ وَمُشْهُودٌ۔ اس میں متعدد اقوال ہیں ○ شاید یوم جمعہ اور مشہود یوم عرفہ ○ شاید حضرت رسالتؐ اور مشہود یوم قیامت تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک شخص ایک دفعہ مسجد نبویؐ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص احادیث نبویہ بیان کر رہا ہے تو اس نے اس سے شاید مشہود کا معنی پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ شاید یوم جمعہ ہے اور مشہود یوم عرفہ ہے۔ پس وہ شخص آگے بڑھا اور ایک دوسرے کو احادیث بیان کرتے دیکھا تو اس سے شاید مشہود کا معنی پوچھا اس نے جواب دیا کہ شاید کا معنی ہے یوم جمعہ اور مشہود سے مراد یوم نحر ہے پس اسی سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت نورانی چہرے والا نوجوان شہزادہ احادیث نبویہ بیان کر رہا ہے تو اس شخص نے ان سے بھی شاید مشہود کا معنی دریافت کیا پس انہوں نے جواب دیا کہ شاید سے مراد حضرت رسالتؐ ہیں اور مشہود سے مراد یوم قیامت ہے اور ساتھ انہوں نے یہ آیت بھی پڑھی۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا ۝ الا یہ وہ شخص کہتا ہے جب میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ پہلا شخص حدیثیں بیان کرنے والا ابن عباس تھا اور دوسرا ابن عمر تھا اور تیسرا حضرت امام حسن علیہ السلام تھا ○ شاید یوم نحر اور مشہود یوم عرفہ ○ شاید یوم عرفہ اور مشہود یوم جمعہ اور ابوالدرداء سے مروی ہے حضورؐ نے فرمایا میرے اوپر جمعہ کے روز درود زیادہ بھیجا کرو کیونکہ یہ ملائکہ کی حاضری کا دن ہے اور جو شخص بھی اس دن میرے اوپر درود بھیجتا ہے مجھے اس کی اطلاع دی جاتی ہے تو راوی کہتا ہے میں نے سوال کیا کہ آیا موت کے بعد بھی آپ پر درود بھیجا جائے تو آپ کو معلوم ہو جاتا ہے پس آپ نے فرمایا کہ زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام ہے اور جو نبی ہوتا ہے وہ ظاہری موت کے بعد بھی زندہ ہوتا ہے اور اللہ کا رزق کھاتا ہے ○ شاید فرشتے اور مشہود یوم قیامت ○ شاید سے مراد وہ جو بد و زحمت لوگوں پر گواہی دیں گے اور مشہود جن پر گواہی دی جائے گی ○ شاید یہ امت اور مشہود گذشتہ امتیں ○ شاید اعضاء بنی آدم اور مشہود خود بنی آدم ○ شاید حجر اسود اور مشہود حاجی ○ شاید شب و روز اور مشہود ابن آدم ○ شاید انبیاء مشہود خاتم الانبیاء ○ شاید اللہ مشہود کلمہ توحید ○ شاید خلق اور مشہود حق۔ پس یہ ۱۳ اقوال ہیں جو مجمع البیان میں بیان کئے گئے ہیں اور تفسیر ربان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شاید حضرت رسالتؐ و حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

اَصْحَابُ الْأُخْدُودِ۔ زمین میں کھودے ہوئے تنگات جس طرح آجکل فوجی لوگ زمین میں مورچے بنالیا کرتے ہیں اور اصحاب الاخدود سے مراد زمانہ سابق کے وہ ظالم حکمران ہیں جنہوں نے تبلیغ اسلام کرنے والوں اور ایمان لانے والوں کو نشانہ عذاب بنایا اور زمین میں نالیاں دھریں کھود کر ان کو آگ سے بھر دیا اور ایمان لانے والوں کو اس آگ میں زندہ جھونک دیا۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان و دیگر تفاسیر میں متعدد واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے ہم عبرت و نصیحت کی خاطر ان میں سے بعض کا تذکرہ کرتے ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں صحیح مسلم سے منقول ہے کہ حضرت رسالتؐ نے فرمایا سابق زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جس نے رعایا پر تسلط قائم رکھنے کے لئے ایک جادوگر کی خدمات حاصل کی ہوئی تھیں جب جادوگر کا بڑھاپہ کا زمانہ آیا تو اس نے بادشاہ سے خواہش کی کہ مجھے ایک لڑکا دیا جائے جس کو میں اپنا من جادو سکھا دوں تاکہ میری موت کے بعد وہ شاہی خدمات انجام دیتا رہے چنانچہ جادو کی تربیت حاصل کرنے کے لئے بادشاہ نے ایک لڑکا نامزد کر دیا اتفاق سے بادشاہ اور جادوگر کی منزلوں کے درمیان ایک عبادت گاہ راہب کا مکان تھا وہ بچہ اُتے جاتے ہوئے جب اس راہب کے پاس سے گذرتا تو اس کی نصیحتوں کو سننے کے لئے کچھ دیر ٹھہر جاتا تھا جس کے نتیجے میں جادوگر کے پاس دیر سے جاتا تو جادوگر سزا دیتا تھا اور گھر دیر سے جاتا تھا تو گھر والوں سے سہر زنش کا مستحق گردانا جاتا تھا پس اس لڑکے نے اپنی اس مشکل کا ذکر راہب سے کر دیا تو راہب نے کہا کہ میرا نام نہ لیا کرو ورنہ اگر گھر دیر کی وجہ پوچھیں تو جادوگر کے پاس ٹھہر جانے کا بہانہ کر لیا کرو اور اگر جادوگر دیر سے پہنچنے کی وجہ پوچھے تو گھر والوں کی روکاؤٹ کا عذر پیش کر لیا کرو پس اس طریقہ سے اس لڑکے نے راہب سے دین سیکھ لیا ایک دفعہ لوگوں پر ایک خونخوار جانور نے حملہ کر دیا اور اسی لڑکے کا ادھر سے گزر ہوا پس اس نے ایک پتھر اٹھایا اور دُعا کی کہ اے اللہ اگر راہب کا دین برحق ہے تو اس جانور کو موت دیدے پس اس زور سے پتھر مارا کہ وہ جانور کے لئے پیغام موت ثابت ہوا اور لوگ اس سے نجات پا کر گھروں کو چلے گئے لڑکے نے اس واقعہ کا تذکرہ راہب سے کیا تو اس نے کہا بیٹے! تم پر امتحان آئے گا لیکن یاد رکھنا کہ ہمارے متعلق کسی کو کچھ نہ بتانا۔ چنانچہ وہ لڑکا نہایت دیندار اور مستجاب الدعوات ہو گیا حتیٰ کہ کوڑھ اور برص کی بیماریوں والے اس کی دعا کی برکت سے شفا یاب ہوئے گئے۔ ایک دفعہ بادشاہ کے مصاحبین میں سے ایک شخص نابینا ہو گیا تو اس نے لڑکے کو کافی دولت کی پیش کش کی کہ تو مجھے شفا یاب کر دے تو لڑکے نے جواب دیا میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا کیونکہ یہ اللہ کا کام ہے پس اگر تو ایمان کو قبول کرے تو میں تیرے لئے اللہ سے دعا کروں گا اور خدا تجھے آنکھوں کی بینائی عطا فرمائے گا چنانچہ وہ لڑکے کی نصیحت کو مان کر مومن ہو گیا اور لڑکے نے اس کے حق میں دعا کی پس اللہ نے اس کو قوت بینائی دیدی جب وہ مصاحب دربار شاہی میں شفا یابی کے بعد حاضر ہوا تو بادشاہ نے دریافت کیا تجھے کس نے شفا بخشی ہے؟ تو اس نے صاف کہہ دیا کہ مجھے اللہ نے شفا بخشی ہے بادشاہ کہنے لگا میرے علاوہ کوئی اور اللہ بھی ہے؟ تو اُس نے کہا اللہ وہ ہے جو تیرا بھی خدا ہے اور میرا بھی خدا ہے بادشاہ نے پوچھا تجھے یہ سبق کس نے پڑھایا ہے؟ تو اُس نے لڑکے کا نام لیا پس بادشاہ نے اس لڑکے کو بھرے دربار میں منگوا دیا اور پوچھا کہ کیا تو لوگوں کو شفا یاب کرتا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ میں نہیں بلکہ اللہ کرتا ہے تو بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ کوئی اور خدا بھی ہے تو لڑکے نے جواب دیا ہاں وہ خدا ہے جو تیرا بھی خدا ہے اور میرا بھی خدا ہے پس لڑکے پر استقدر تشدد کیا گیا کہ اس نے راہب کی نشاندہی کر دی چنانچہ سب سے پہلے اس راہب کو آڑے سے پھیر دیا گیا اور لڑکے کے لئے حکم جاری کر دیا گیا کہ اگر یہ اپنے دین سے باز نہ آئے تو اس کو پہاڑ کی چوٹی سے زمین پر گرا دیا جائے تاکہ اس کی ہڈیاں پسلیاں چور چور ہو جائیں چنانچہ جب جلا دلوگ اس کو لے چلے تو اُس نے اللہ سے دُعا کی اے پروردگار! تو مجھے ان لوگوں کے شر سے نجات عطا فرما پس پہاڑ کو زلزلہ آیا اور وہ سب کے سب دھب کر مر گئے اور لڑکا صحیح و سالم دربار شاہی میں زندہ واپس پہنچا اور بادشاہ کے سوال کے جواب میں کہہ دیا کہ مجھے اللہ نے ان کی گنت سے بچا لیا ہے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو سمندر میں بے جا کر غرق کر دیا جائے چنانچہ جب لوگ اس کو کشتی میں سوار کر کے

گہرے سمندر کے پانی میں لے گئے تو لڑکے کی دعا سے کشتی اٹھ گئی اور وہ سارے ڈوب کر مر گئے اور لڑکا زندہ بچ کر واپس آگیا جب بادشاہ نے وجہ پوچھی تو لڑکے نے صاف کہہ دیا کہ مجھے اللہ نے محفوظ رکھ لیا ہے۔ اس کے بعد لڑکے نے کہا۔ اے بادشاہ اگر تو مجھے مرانا چاہتا ہے تو جس طرح میں تباؤں اس طریقہ سے مجھے قتل کر دو تب کامیاب ہو گے اور وہ یہ کہ تمام رعایا کو جمع کر لو اور مجھے کھجور کے تنے پر لٹکا کر میرے ترکش سے تیر نکالو اور تیر کو کمان پر رکھ کر یہ کلمہ کہو۔ اس لڑکے کے پروردگار کے نام سے تیر مار رہا ہوں۔ چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں مارا جس سے وہ لڑکا درجہ شہادت پر فائز ہو گیا اور تمام حاضرین نے اُسی وقت کلمہ توحید زبان پر جاری کر لیا اور کہا کہ ہم اس لڑکے کے خدا پر ایمان لائے ہیں۔ بعض مصاحبین نے بادشاہ سے کہا کہ لڑکا اپنی قربانی دیکر لوگوں کو توحید کا درس دینے میں کامیاب ہو گیا ہے کہ وہ خود تو مر گیا لیکن ہزاروں کو مسلمان کر گیا پس بادشاہ کو طیش آیا اور اُس نے اخذ و کعودنے کا حکم دیا چنانچہ شہر کی ہر گلی کے سرے پر ایک ایک اخذ و کعودی گئی اور لکڑیاں ڈال کر ان میں آگ روشن کرائی گئی اور مومنوں کو اس آگ میں جلانے کا حکم دیا گیا لیکن مومن لوگ خود بخود اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر اس میں چھلانگیں لگانے لگ گئے سب سے آخر میں ایک عورت آئی جس کی گود میں ایک بچہ تھا تو اُس بچہ نے ماں سے کہا اماں جان صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ کیونکہ تو حق کے راستہ پر گامزن ہے۔

اور ابن مسیب سے منقول ہے کہ عمر بن خطاب کے زمانہ خلافت میں یہ رپورٹ پہنچی کہ لوگوں نے ایک جگہ کھودی ہے اور وہاں سے اس نوجوان کی میت نکلی ہے جس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا ہوا ہے تو عمر نے اُن کو تحریر حکم دیا کہ اس جگہ کو بند کر دو اور اسے وہیں دفن کر دو۔

دوسری روایت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے حالت نشہ میں اپنی لڑکی یا بہن سے زنا کر لیا جب نشہ ٹوٹا تو اپنی غلطی پر پردہ ڈانے کے لئے اس نے علاج سوچا تو کسی شیر نے اسے مشورہ دیا کہ غدر بہانہ سوچنے کے بجائے تم حکم دید کہ بہن بیٹی وغیرہ سے نکاح جائز ہے اور اسی کو ائین مملکت قرار دیدو اور حکم عدولی کرنے والے افراد کو سنگین سزائیں دو چنانچہ اس نے حکم نافذ کر دیا اور خلاف ورزی کرنے والے خلاف زبان کھونے والے افراد کے لئے زمین میں نہریں کھدوا دیں اور ان میں آگ روشن کرادی پس جو بادشاہ کے دین کو قبول کرتا تھا اس کو انعامات سے نوازا جاتا تھا اور حکم عدولی کرنے والوں کو آگ میں بھونک دیا جاتا تھا۔

تیسری روایت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند کریم نے حبشیوں کی طرف ایک حبشی کو نبی بنا کر بھیجا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور ان کے بادشاہ نے اس نبی اور اس پر ایمان لانے والوں کو گرفتار کر لیا اور اخذ و کعودا کر آگ روشن کرائی اور لوگوں کو جمع کر کے حکم دیا کہ جو ہمارے دین پر ہے وہ آگ میں کود جائے چنانچہ مومنوں نے آگ میں چھلانگ لگا دی آخر میں ایک عورت آئی جس کے پاس ایک ماہ کا بچہ تھا پس آگ میں جاتے ہوئے اُس عورت کو بچے پر رحم آیا تو بچہ نے زبان کھولی اور کہا اماں جان گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے آگ میں پھینک دے اور خود بھی آگ میں کود جا کیونکہ خدا کی قسم اللہ کی راہ میں یہ قربانی ایک معمولی بات ہے چنانچہ اس عورت نے بھی آگ میں چھلانگ لگا دی اور جہنم میں بولنے والے بچوں میں ایک بچہ یہ بھی ہے۔

وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۖ وَمَا نَقَبُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ

اور وہ جو کچھ مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے اس پر خود گواہ تھے اور انہوں نے اُن سے انتقام نہیں لیا مگر اس

ایک روایت میں ہے کہ جن لوگوں نے اخذ و کھدوا کر مومنین کو آگ میں جلایا ان کی تعداد دس ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ تین ہیں ایک شام میں تھا جس کا نام الظلیا تھوڑا سا جو رومی باشندہ تھا دوسرا فارس میں تھا اور وہ بخت نصر ہے اور تیسرا عرب کی سرزمین میں بخران کے رہنے والا تھا جس کا نام یوسف بن ذوالنواس تھا اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد عرب میں دو آدمی انجیل کے قاری تھے ایک زمین تہامہ میں اور دوسرا بخران میں جو علاقہ یمن میں تھا پس یہ بخران والا قاری کسی بڑے آدمی کے ہاں ملازم تھا اور انجیل کو پڑھا کرتا تھا اُس امیر کی لڑکی نے ایک دفعہ دیکھا کہ انجیل پڑھتے ہوئے اس کے چہرہ سے نور ساطع ہے تو اُس لڑکی نے اپنے باپ کو بتایا کہ ہمارا ملازم کوئی ایسی کلام پڑھتا ہے جس کی بدولت اس کے مُنہ سے نور ساطع ہوتا ہے چنانچہ اس امیر نے اس نور کا مشاہدہ کیا تو اپنے ملازم کو بلا کر حقیقت دریافت کی کافی اصرار کے بعد اس نے بتایا کہ میں دین عیسیٰ پر ہوں اور اللہ کی کتاب انجیل کی تلاوت کرتا ہوں پس وہ امیر اپنے پورے خاندان سمیت مسلمان ہو گیا اور تقریباً زن و مرد ۷۰ کی تعداد میں مسلمان ہو گئے جب یوسف بن ذوالنواس بن شراحیل بن تبع حمیری کو اس معاملہ کی رپورٹ پہنچی تو اُس نے زمین میں خندقیں کھدوا کر اُن میں آگ روشن کرائی پس جو شخص دین عیسیٰ سے مرتد ہو جاتا تھا اس کو معافی دی جاتی تھی اور جو ثابت قدم رہتا تھا اس کو آگ میں جھونک دیا جاتا تھا چنانچہ مومن آگ میں ڈال دیے گئے اور سب سے آخر ایک عورت کو لایا گیا جس کی گود میں چھوٹا سا بچہ تھا جو بول نہ سکتا تھا جب ماں نے بچے کو دیکھا تو ترس کھانے لگی لیکن بچہ فوراً گویا بڑا بے اماں جان! جو آگ اس کے بعد ہوگی وہ کبھی خاموش نہ ہوگی۔ لہذا اس آگ سے ہرگز نہ گھبراؤ۔ چنانچہ بچے کی بات کو سن کر اُس نے بھی آگ میں چھلانگ لگا دی اور اللہ نے ماں بیٹے دونوں کو جنت میں داخل کر دیا اور کل ۷۰ آدمی تھے جنہوں نے آگ میں چھلانگ لگائی تھی اور ابن عباس سے منقول ہے جو آگ میں جلنے سے انکار کرتے تھے ان کو تازیانوں سے پٹایا جاتا تھا حتاکہ آگ میں جانے سے پہلے ان کے رُوح جنت میں پہنچ جاتے تھے اور تفسیر برہان میں قمری سے منقول ہے کہ یہ شخص قوم حمیر کا آخری بادشاہ تھا اور مذہب یہود اس نے اختیار کیا تھا اور نصرانیوں کو یہودیت کی طرف مہمرا لاتا تھا اور جن لوگوں کو اس نے مُرتد کرنے کیلئے قتل کیا ان کی تعداد بیس ہزار تھی۔

ایک روایت میں ہے بخت نصر کے بیٹے بہرقیہ نے حضرت دانیال اور اُس کے ماننے والوں کو ایک کنوئیں میں ڈال کر اُوپر آگ روشن کر دی تھی جو ان کے لئے گلزار بن گئی تھی پھر نو خوار درندوں کے حوالے ان کو کیا تھا لیکن خدا نے ان کو محفوظ رکھا (برہان)

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ - یعنی وہ لوگ کناروں پر بیٹھ کر مومنوں کے جلنے کا تماشا دیکھتے تھے اور منقول ہے کہ ان کے دگر وہ تھے ایک تو وہ تھا جو مومنوں کو جلاتا تھا اور دوسرا گروہ جلاتے میں شریک نہ تھا لیکن تماشا ہی تھا اور جلاتے والوں کے فعل پر راضی تھا پس خدا نے ان دونوں پر لعنت بھیجی ہے منقول ہے کہ خداوند کریم نے مومنوں کے ارد گرد آگ میں جانے سے پہلے جنت میں پہنچا دیا اور خدا کی کرنی یہ ہوئی کہ وہی آگ خندقوں سے نکل کر کافروں کے کپڑوں میں لگ گئی اور وہ خود اپنی جلائی ہوئی آگ کی لپیٹ میں اگر لقمہ اجل ہو گئے (مجمع البیان)

شُهُودٌ - قود جمع ہے قاعد کی اور شہود جمع ہے شاہد کی اس جگہ مراد وہ لوگ ہیں جو واقعہ میں حاضر تھے۔

يَوْمُنَا يَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَمِيدُ ⑩ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ⑪

لاکھ وہ لائق حمد اللہ غالب پر ایمان لائے جس کے پاس آسمانوں اور زمین کا ملک ہے

وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ⑫ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اور اللہ ہر شئی پر گواہ ہے تحقیق جن لوگوں نے مردوں اور عورتوں کو آزمائش میں ڈالا

ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ⑬ إِنَّ

پھر توبہ نہ کی (اور مر گئے) تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہوگا اور ان کے لئے جلنے کا عذاب ہوگا تحقیق

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ⑭ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ⑮ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِي

یہ بڑی کامیابی ہے تحقیق تیرے رب کی گرفت سخت ہے تحقیق وہ پیدا کرتا ہے اور مرنے

وَيُعِيدُ ⑯ وَهُوَ الْغَفُورُ الْودُودُ ⑰ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ⑱ فَعَالٌ

کے بعد لواتا ہے اور وہ غالب لائق محبت ہے عرش کا مالک ہے بزرگ ہے جو چاہتا ہے

کَمُتُوبُوا یعنی مومنوں کو ستانے کے بعد اپنے کفر و شرک پر برقرار رہے اور توبہ کئے بغیر مر گئے ایسے لوگوں کے لئے جہنم میں قسم قسم کا عذاب ہوگا اور دیگر عذابوں کے علاوہ آگ میں جلنے کا عذاب بھی ہوگا۔ اسی بنا پر عذاب جہنم اور عذاب حرقی کو الگ الگ ذکر کیا گیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عذاب جہنم سے اخروی عذاب مراد ہو اور عذاب الحرقی سے مراد دنیاوی عذاب ہو جس طرح کہ منقول ہے کہ وہ جب مومنوں کو آگ میں جھونکتے تھے تو آگ کے شعلے ان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے تھے اور وہ خود بھی جل کر خاکستر ہو جاتے تھے اور مومنوں کے ارواح کو خدا آگ سے پہلے جنت میں پہنچا دیتا تھا۔

الْوَدُودُ ممکن ہے فاعل بمعنی فاعل ہو یعنی مومنوں سے محبت کرنے والا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فاعل بمعنی مفعول ہو یعنی وہ ذات جس سے مومنوں کو محبت کرنی چاہیے یعنی لائق محبت اور اللہ دونوں اعتبار سے وود ہے۔

المجید۔ جن لوگوں نے مجید کو رفق کے ساتھ پڑھا ہے تو انہوں نے اس کو اللہ کی صفت قرار دیا کہ وہ اللہ صاحب مجد و بزرگی ہے

لَمَّا يُرِيدُ ١٤ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ١٥ فِرْعَوْنُ وَثمود ١٦ بَلِ

اسے کرنے والا ہے کیا تیرے پاس شکوں کا قصہ پنہیا فرعون و تمود کا (جس میں عداوت ہوئے) بلکہ جو

الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿٢٠﴾ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ﴿٢١﴾

لوگ کافر ہیں مجھلائے میں ہیں اور اللہ ان پر احاطہ کرنے والا ہے

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢٢﴾ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢٣﴾ ٥

بلکہ یہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں ہے

اور عرش کا مالک ہے اور جن لوگوں نے مجید کو جبر کے ساتھ پڑھا ہے انہوں نے اس کو عرش کی صفت قرار دیا ہے اور معنی یہ ہوگا اللہ عرش مجید کا مالک ہے اور اکثر تارویں نے اس کو رفع کے ساتھ پڑھ کر اللہ کی صفت بنایا ہے ۔

الْجُنُود - یعنی وہ کفار جنہوں نے اپنے لشکروں اور فوجوں کے ساتھ انبیاء اللہ کو غورزدہ کیا جس طرح فرعون و ثمود وغیرہ تو خداوند کیم نے انبیاء کو صبر کی توفیق دی اور اپنے دشمنوں کو عبرتناک سزائیں دیں جن کو رہتی دنیا تک یاد کیا جاتا رہے گا۔

فِي تَكْذِيبٍ لِّعَنَىٰ اِلٰهٍ اَكْبَرٍ اَبَیٰ اِذَا كُنَّا اِلٰهًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَذَرْهُمْ اِلٰهًا لِّمَنۡ شَاءَ ۚ اِنَّهُمْ لَمۡ يَکُونُوۡا اِلٰهًا لِّشَیْءٍ اَعۡلٰی عِنۡدَکَ ۚ اِنَّکَ لَکَرِیۡمٌ ۙ

قُرْآنٌ مُّجِيدٌ - یعنی کفار نے جادو یا شعبدہ کہانت کہہ کر لوگوں کے دلوں میں دوسوے ڈالنے کی ہر چند کوشش کی لیکن بالآخر ان کے غلط پروپیگنڈے باطل ہوئے اور ثابت ہو گیا کہ یہ قرآن مجید اللہ کا بھیجا ہوا کلام ہے جس میں اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ ہے اور اس کے عذاب کا ذکر بھی ہے اور اس کی گرفت کے حصے بھی ہیں تاکہ ہر ممکن طریق سے لوگوں کو راہ حق کے قریب کیا جائے۔

فِ لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محفوظ لوح کی صفت ہو یعنی لوح محفوظ میں ہے اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ وہ ایک سفید موتی کی طرح ہے جس کی لمبائی آسمان و زمین کے مابین فاصلہ کے برابر ہے اور چوڑائی مشرق و مغرب کے فاصلہ کے برابر ہے اور بعضوں نے اسرائیل کی پیشانی کو لوح محفوظ قرار دیا ہے اور بعضوں نے عرش کے دائیں طرف اس کا مقام بتایا ہے

اور اگر محفوظ کو قرآن کی صفت قرار دیا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ قرآن مجید تغیر و تبدل اور نقص و عیب سے محفوظ ہے اور لوح میں موجود ہے جس سے ہبراہیل حسب ضرورت بحکم پروردگار احکام انبیاء کی طرف لایا کرتا ہے۔

سُورَةُ الطَّارِقِ

○ یہ سورہ مکہ ہے

○ اس کی آیات بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر اٹھارہ ہیں

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص سورہ الطارق کی تلاوت کرے گا ستارگان سماسے دشمن لگائیں اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں گی

○ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص نماز فریضہ میں اس سورہ کو پڑھے بروز قیامت اللہ کے نزدیک اس کی منزلت بلند ہوگی اور انبیاء کا ساتھ اس کو نصیب ہوگا۔

○ خواص القرآن سے مروی ہے حضرت رسالتؐ نے فرمایا اگر اس سورہ کو کسی پاک برتن میں بکھتا جائے اور پانی سے دھو دیا جائے

تو اس پانی سے جس زخم کو دھو دیا جائے گا۔ وہ زخم خراب نہ ہوگا

تو وہ محفوظ ہوگی اور اس کا مالک اس سے مامون ہوگا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے پانی سے زخم دھویا جائے تو درست ہو جائے گا اور اس میں پیپ

پیدا نہ ہوگی اور اگر کسی دوائی پر اس کو پڑھ کر بیا جائے تو اس میں شفا ہوگی (برہان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ

اللہ کے نام سے جو رحمان درحیم ہے (شروع کرتا ہوں) آسمان اور طارق کی قسم تمہیں کیا خبر کہ طارق

مَا الطَّارِقُ ۳ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۴ إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۵

کی ہے؟ وہ بلند و روشن ستارہ ہے تحقیق ہر نفس کے اوپر نگہبان موجود ہے

رُكُوعِ نَمِر ۱۱ وَالطَّارِقِ - طرُق کا معنی ہے کھٹکھٹانا اور کھٹنا اس لئے کہ وہ ہے کہ ہتھوڑے کو مطر قہ کہا جاتا ہے اور دروازہ کھٹکھٹانے والے کو طارق کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے ہرات کے کئے دے مہان کو بھی طارق کہا جاتا ہے

کیونکہ وہ کندھی کھٹکھٹاتا ہے اور اسی مناسبت سے رات کے وقت طلوع کرنے والے ستارے کو بھی طارق کہا گیا ہے۔

الثَّاقِبُ - اس کا معنی روشن بھی ہے اور اس کا معنی نہایت بلند بھی کیا جاتا ہے اور اسی جگہ دونوں صحیح ہیں۔

إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ - اگر تاکو تشدید سے پڑھا جائے تو یہ اِلَّا کے معنی میں ہوگا اور اِنْج نافیہ ہوگا اور جملہ جواب قسم ہوگا اور اگر لکھا

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۖ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۖ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ

پس انسان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس سے پیدا ہوا؟ وہ ٹپکنے والے پانی سے پیدا ہوا ہے جو صلب اور

الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۖ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ۚ

پسلیوں سے نکلتا ہے؛ تحقیق وہ (اللہ) اس کو پٹانے پر بھی قادر ہے جس دن مخفی راز ظاہر کئے جائیں گے

فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ ۚ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۚ وَالْأَرْضِ ذَاتِ

پس نہ اس کے پاس کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا بارش برسانے والے آسمان کی قسم اور انگوریاں پیدا کرنے والی زمین کی

الصَّدْعِ ۚ إِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ ۚ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۚ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ

قسم تحقیق یہ (دور قیامت) فیصلہ شدہ کچی بات ہے اور وہ مسخری نہیں تحقیق یہ لوگ تجویزی

کو تشدید کے بغیر پڑھا جائے تو اِنْ اِنْ کا محقق ہوگا اور کما کلام اس بات کی نشانی ہے کہ اِنْ مخفف ہے نافیہ نہیں ہے اور لام کے بعد ماہی طرح ہے جس طرح فَبِمَا رَحْمَةٍ میں باوجود جوارہ کے بعد ما واقع ہے اور اس صورت میں معنی وہی ہے جو تحت اللفظ ذکر کیا گیا ہے اور لَمَّا کو تشدید کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ کوئی نفس نہیں مگر یہ کہ اس کے اوپر حافظ موجود ہے یعنی ایسا فرشتہ جو اس کے اعمال اور افعال کو زب کرتا ہے

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ - اس جگہ انسان سے مراد کافر ہے یعنی وہ انسان جو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنی پیدائش میں غور کرے کہ ٹپکنے والے پانی سے اس کو کس طرح پیدا کیا گیا ہے پس جو خدا شکم مادر میں اس کو تدریجی ارتقاء کی منازل سے گزار کر پانی سے انسان بنا سکتا ہے وہی خدا اس کو مرنے کے بعد دوبارہ پٹانے پر بھی قادر ہے۔

الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ - بعض کہتے ہیں کہ مرد کی منی صلب سے عورت کی منی ترائب سے نکلتی ہے اور ترائب تدریجہ کی جمع ہے۔ سینے سے اوپر ہنسی کی ہڈیوں کو ترائب کہا جاتا ہے۔

السَّرَائِرُ - اللہ اور بندے کے درمیان جو فرائض پوشیدہ ہیں اور راز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت پیغمبر سے منقول ہے وہ چار ہیں نماز روزہ، زکوٰۃ اور غسل جنابت کیونکہ دوسرے آدمیوں کو پتہ نہیں چل سکتا کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں اسی طرح روزہ رکھا ہے یا نہیں اور غسل کیا ہے یا نہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے فرائض ادا کئے ہیں یا نہ؟ پس قیامت وہ دن ہے جس دن انسان کے مخفی فرائض کا اعتبار کیا جائے گا اور منظر عام پر ان کو لایا جائے گا۔

فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ - یعنی اس دن بدکردار لوگوں کے پاس اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہ کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا

كَيْدًا ۚ وَاكْيَدًا كَيْدًا ۖ فَمَقِيلُ الْكَافِرِينَ اَمْهَلُهُمْ رُوَيْدًا ۝

کرتے ہیں اور میں بھی تجربہ ہوں پس کافروں کو (قیامت تک کیلئے) مقوڑی سی مہلت دیدیجئے

ذَاتِ الرَّجْعِ - الرَّجْع کا معنی رجوع سے ہے اور آب کثیر کو الرجع کہا جاتا ہے جس کو ہوا کے تھپڑے متحرک کریں۔
ذَاتِ الصَّدْعِ - صدع کا معنی شکاف ہے اور زمین کو پیدا ہونے والی انگوٹیاں شکاف کر کے باہر نکلتی ہیں۔
اِنَّهُ لَقَوْلٌ - یہ جواب قسم ہے کہ مجھے آسمان و زمین کی قسم قیامت کا وعدہ فیصلہ شدہ ہے اور پتی بات ہے کہ کفار کو اس دن کا عذاب بھگتنا پڑے گا اور یہ مسخری اور ہنسی کی بات نہیں ہے اس کے بعد حضور کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان کفار کو بے شک مہلت دیدیں میں قیامت کے روز ان کی سرکشوں کی ان کو سزا دے دوں گا۔ آپ کو مزید غمزہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اس خطاب میں تمام مبلغین امت اور مادیان دین کو تسلی دی گئی ہے کہ تبلیغ کے راستہ میں پیش آنے والے مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا جائے اور کفار و منکرین کی ایذا رسانیوں سے گھبراہٹ نہیں کرنی چاہیے قیامت کے دن جو نتیجہ نکلے گا وہ ان کے لئے رسوا کن ہوگا اور مومنوں کے لئے مزہ جانفزاہوگا

سُورَةُ الْاَعْلٰی

○ یہ سورہ مکئیہ ہے

○ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر اس کی آیات کی تعداد بیس ہے۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا حضرت محمد مصطفیٰ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ پر اترنے والی کتب کے تمام حروف سے دس گنا زیادہ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں گی۔

○ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسالتا اب اس سورہ کو بہت دوست رکھتے تھے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ جب بھی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پڑھتے تھے تو فوراً کہتے تھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اس سورہ کو فریضہ یا نافذ میں پڑھے گا قیامت کے دن اس کو حکم ہوگا کہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جاوے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام عموماً اس سورہ کو فریضہ نماز میں پڑھا کرتے تھے۔

○ اور مروی ہے کہ جب قَسَّبِ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ اتری تو رسالتا نے فرمایا یہ تسبیح ناز کے رکوع میں پڑھا کر دو اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اتری تو آپ نے اس کو سجدہ میں پڑھنے کا حکم دیدیا۔

○ خواص القرآن سے منقول ہے حضور نے فرمایا درد کرنے والے کان پر اس سورہ کا پڑھنا درد کو ختم کرتا ہے اور بواسیر پر اگر پڑھی جائے تو بواسیر سے آرام ہوگا اور بواسیر کے لئے اس کا تعویذ لکھ کر اپنے پاس رکھنا مفید ہے اسی طرح گردن کے درد کے لئے اس کو پڑھ کر دم کرنے سے درد کو آرام ہوگا نیز ہر متورم حصہ پر اس کو پڑھنا نادمہ مند ہے۔ (برہان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ الَّذِي خَلَقَ فَسْوَی ۝ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى ۝

اپنے بذر کے نام کی تسبیح کر جس نے پیدا کیا اور درست بنایا اور جس نے مقرر کیا پس ہدایت کی

وَالَّذِي أَخْرَجَ الْبَرْعَى ۝ فَجَعَلَهُ غُبَاءً ۝ أَحْوَى ۝ سَنُقْرِئُكَ

اور جس نے گھاس کو (زمین سے) نکالا پھر اس کو سیاہی مائل تشکوں میں بدل دیا ہم تجھے پڑھائیں گے کہ تمہیں

فَلَا تَنْسَى ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى ۝ وَنُيَسِّرُكَ

نسیان نہ ہوگا مگر وہ جو اللہ چاہے تحقیق وہ ظاہر و مخفی کو جانتا ہے اور ہم آسانی پیدا

رُكُوع نمبر ۱۲ | سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ - تسبیح کا معنی تنزیہ ہے یعنی اپنے پروردگار کی ان تمام چیزوں سے تنزیہ بیان کرو جو اس کی ذات کو زیا نہیں ہیں اور اہم کی تنزیہ سے مراد مسمیٰ کی تنزیہ ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔

آپ نے فرمایا جب یہ آیت پڑھو تو بعد میں کہا کرو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

فَسْوَی - یعنی پیدا کیا اور درست پیدا کیا یا یہ کہ سیدھی قامت والا پیدا کیا اور حیوانوں کی طرح نہیں بنایا۔

قَدَّرَ فَهَدَى - یعنی اس نے اپنی تقدیر و مشیت کے ماتحت پیدا کیا اور اس کے بعد ہر ذی حیات کے لئے انساب رزق مقرر کئے اور ہر ایک کو اس کی تلاش کی ہدایت بخشی۔ چنانچہ بچوں کو ماں کا پستان چوسنے کا غذا حاصل کرنا بتایا اور پرندوں کے بچوں کو اپنے ماں باپ کے منہ سے غذا حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی و علیٰ ہذا القیاس اسی طرح ہر جنس کے جوڑے کو تعلقات جنسیہ کے قائم کرنے کی ہدایت بخشی تاکہ نسلوں کی بقا سے زمین کی آبادی قائم رہے اور یہ سب اس کی حنن تدبیر کے نتائج ہیں۔

غُبَاءً أَحْوَى - یعنی حیوانوں کی خوراک کے لئے اُس نے گھاس اگایا جو خشک ہو کر تشکوں میں تبدیل ہو جایا کرتا ہے

فَلَا تَنْسَى - اللہ نے اس آیت میں حضرت پیغمبر سے وعدہ کیا ہے کہ آپ کو نسیان طاری نہ ہوگا اور ساتھ اپنی مشیت کا استشارہ کر دیا یعنی

آپ کو نسیان نہ ہوگا مگر اللہ کو انشاء پر قدرت ہے اگر چاہے تو انشاء کر سکتا ہے اور علمائے امامیہ کے نزدیک حضرت رسالت کا سبب و نسیان باطل ہے کیونکہ اگر آپ کو نسیان لاحق ہو تو مسائی شرعیہ اور تبلیغ احکام الہیہ میں بھی نسیان کا احتمال باقی ہوگا لہذا ان کی کسی بات پر اعتماد نہ ہو سکے گا بلکہ شک رہے گا کہ شاید آپ کو نسیان ہوا ہو اور عصمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ کو نسیان نہ ہو کیونکہ نسیان کی صورت میں خطا اور غلطی کا امکان پیدا ہو جاتا ہے اور وہ منافی عصمت ہے۔

لِّلْیَسْرِ ۝ فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی ۝ سَیِّدَکُمْ مِّنْ یَّحْشٰی ۝

کر دیں گے تیرے لئے جنت کیلئے پس نصیحت کر اگر نصیحت ناکام نہ ہو

غفریب وہ نصیحت ہے گا جس کو ڈر ہوگا

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقٰی ۝ الَّذِیْ یَصْلٰی النَّاسَ الْکُبْرٰی ۝ ثُمَّ لَا یُؤْتٰ

اور اس سے بد بخت آدمی گریز کرے گا جو بڑی آگ میں جے گا پھر وہاں نہ رہے گا

فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکٰی ۝ وَذَکَّرَ اَسْمَ رَبِّهِ فَصَلٰی ۝

اور نہ زندہ ہوگا تحقیق کامیاب ہوا وہ جس نے زکوٰۃ دی اور اپنے رب کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِی

بلکہ تم لوگ زندگی دنیا کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے تحقیق یہ پہلے

الصُّحُفِ الْاُولٰی ۝ صُحُفِ اِبْرٰهیمَ وَمُوسٰی ۝

صحیفوں میں بھی ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

مَنْ تَزَکٰی۔ اس جگہ زکوٰۃ سے مراد فطرہ ہے اور بعد میں صلوٰۃ سے مراد نماز عید ہے لیکن اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ سورہ کہتے ہیں اور نماز عید اور زکوٰۃ فطرہ کا وجوب دینہ میں نازل ہوا تو علامہ طبرسی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ہر سکتا ہے کہ ابتدائی آیات مکہ میں اتری ہوں۔ اور اس کی تکمیل مدینہ میں ہوئی ہو اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ تزکیہ سے مراد شرک و کفر سے پاک ہونا ہے۔

ذَکَّرَ اَسْمَ رَبِّهِ یعنی اللہ کا ذکر کر کے صلوٰۃ میں داخل ہو پس اس ذکر سے بعض مفسرین نے تکبیرۃ الاحرام مراد لی ہے اور ممکن ہے یہ مراد ہو کہ حالت نماز میں شروع و خضوع قائم رہنا چاہیے اور اللہ کی یاد دل میں ہونی چاہیے۔

فِی الصُّحُفِ الْاُولٰی یعنی نماز پڑھنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے کتب سابقہ میں مدوح ہیں۔

صُحُفِ اِبْرٰهیمَ۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ حضرت موسیٰ سے پہلے کوئی کتاب اللہ نے نہیں بھیجی لیکن اس آیت مجیدہ میں اس خیال کی تردید کی گئی ہے حضرت ابوذرؓ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت رسول اکرمؐ سے دریافت کیا کہ کل نبی کتنے مبعوث ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے پھر میں نے عرض کی کہ ان میں سے رسول کتنے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ تین سو تیرہ رسولؐ تھے اور باقی صرف انبیاء تھے میں نے عرض کی کہ کیا حضرت آدمؑ بھی نبی تھے تو آپؐ نے فرمایا ہاں اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے ابوذر! پھر نبی عرب تھے ہود۔ صالح۔ شعیب اور میں پھر ابوذرؓ کہتا ہے میں نے دریافت کیا اللہ نے کل کس قدر کتابیں نازل فرمائیں تو آپؐ نے جواب دیا کہ اللہ نے ایک سو چار

۲۰۸

کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے حضرت آدمؑ پر دس صحیفے حضرت شیثؑ پر پچاس صحیفے اور حضرت اخنوخؑ (اور یسٰی) پر تیس صحیفے اور یہ سب شخص ہے جس نے کھنا ایجاد کیا اور حضرت ابراہیمؑ پر دس صحیفے نازل ہوئے (یہ کل ایک سو صحیفہ ہے) اور چار کتابیں ہیں۔ تورات، انجیل، زبور اور قرآن اور مردی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے میں درج تھا عقلمند انسان کو چاہیے کہ اپنی زبان پر کنٹرول کرنے والا ہو۔ اپنے زمانے کا بغیر ہو اور اپنے فرائض کی بجا آوری میں لگن رہے اور مردی ہے کہ خدا کی جانب سے آنے والی کتابیں سب کی سب ماہ مبارک رمضان میں نازل ہوئیں (مجمع)

تفسیر برہان میں یہ روایت مفصل ہے کہ ابوذر نے حضورؐ سے متعدد سوال کئے اور آپؐ نے ان کے جوابات مرحمت فرمائے۔

ابوذر نے پوچھا تحمید مسجد کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا دو رکعت نماز

ابوذر نے دریافت کیا نماز کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اچھا موضوع ہے کوئی تھوڑی پڑھے یا بہت پڑھے۔

” کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ پر ایمان رکھنا اور جہاد کرنا

” رات کا کونسا حصہ افضل ہے؟ فرمایا پچھلی رات کا حصہ

” صدقہ کونسا افضل ہے؟ کم از کم جس قدر دے سکے مستحق کو پوشیدہ کر کے دیدے

” روزہ کیا ہے؟ ایسا فرض ہے جس کا اجر اللہ کے نزدیک بہت زیادہ ہے۔

” کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ جس کی قیمت زیادہ ہو اور اہل خانہ کو عزیز تر ہو۔

” کونسا جہاد افضل ہے؟ جس میں اس کی سواری بھی کام آجائے اور اس کا خون بھی گرایا جائے۔

” آپؐ پر سب سے عظیم تر آیت کونسی اتری ہے؟ فرمایا آیت الکرسی اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے ابوذر تمام آسمان کرسی کے

اندر اس طرح ہیں جس طرح ایک وسیع جنگل میں ہاتھ کا پھلکا پڑا ہو اور عرش کی کرسی سے وہی نسبت ہے؟ جو باقی آسمانوں کو کرسی سے ہے؟

اس روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ میں یہ بات بھی ہے کہ عقلمند انسان کو دقت تقسیم کرنا چاہیے ایک گھنٹہ اس کا اللہ کی عبادت کے

لئے مزدوری ہے ایک گھنٹہ اللہ کی نعمات و مصنوعات میں غور و فکر کرے اور ایک گھنٹہ وہ اللہ کی حلال کردہ نعمات سے لذت اندوز ہو اور اس

کا یہ گھنٹہ جو ہے وہ سابق پر و گرام کا بھی معاون ثابت ہو گا۔

عقلمند آدمی کو تین چیزوں کی طلب چاہیے۔ معاش کی اصلاح قیامت کے لئے زاد راہ اور حلال سے لذت اندوز ہونا اور مصطفیٰ

علیہ السلام میں عبرتیں موجود ہیں۔ تعجب ہے انسان کے لئے جس کو موت کا یقین بھی ہو اور پھر وہ خوش رہے۔ تعجب ہے انسان پر جس کو حساب

کا یقین ہو اور نہشے تعجب ہے اس انسان پر جو دنیا کی بے وفائی اور اس کے انقلابات دیکھتا ہو اور پھر بھی اسی پر مطمئن رہے آگے چل کر منتقل

ہے کہ ابوذرؓ نے عرض کی حضورؐ مجھے نصیحت فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو یہ سب سے بہتر ہے ابوذرؓ نے عرض کی کچھ اور تو فرمایا چپ کو لازم

پکڑو کہ خاموشی شیاطین کو بھگانے کے لئے کافی ہے اور دین کے معاملہ میں بہتر معاون ہے۔ ابوذرؓ نے عرض کی کچھ اور فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا بہت

ہنسنا چھوڑ دو کہونکہ اس سے دل مُردہ ہوتا ہے ابوذرؓ نے کہا کچھ اور تو آپؐ نے فرمایا مساکین سے محبت کیا کرو اور ان کی صحبت اختیار کرو ابوذرؓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ② وَجُوهٌ يُّومِذٍ خَاشِعَةٌ ③ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ④

کیا تیرے پاس قیامت کی خبر پہنچی ہے ؟ اسی دن چہرے ٹھکے ہوئے ہوں گے عمل کرنے والے اور مشقت اٹھانے والے ہر

کہا کچھ اور تو آپ نے فرمایا حق بات کہو اگرچہ تم پر ہو ابو ذر نے عرض کی کچھ اور تو آپ نے فرمایا حق بات کہو اور اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت سے خوف نہ کرو۔ الحدیث

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ

○ یہ سورہ مکیہ ہے جو سورہ الذاریات کے بعد نازل ہوا۔

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کو ملا کر ستائیس بنتی ہے۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو اس کی تلاوت کرے گا اس کا حساب آسان ہوگا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے فرائض و نوافل میں سورہ الغاشیہ کو ہمیشہ پڑھتا رہے۔ خداوند کریم دنیا و آخرت میں

اس کو اپنی رحمت سے ڈھانپے گا اور ہر روز عشر اس کو عذاب جہنم سے امان عطا فرمائے گا

○ حدیث نبوی میں ہے کہ اگر یہ سورہ کسی بچے پر پڑھی جائے خواہ انسان کا بچہ ہو یا حیوان کا بچہ ہو اور وہ روتا یا ڈرتا ہو تو اس سورہ

مجیدہ کی برکت سے اس میں سکون آجائے گا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ سورہ درد کرنے والی ڈاڑھ پر پڑھا جائے تو اس کا درد ساکن ہو جائے گا۔ باذن اللہ

اور اگر کھانے کی چیز پر اس کو پڑھا جائے تو اس کے بُرے اثرات سے محفوظ رہے گا اور سلامتی پائے گا۔

الْغَاشِيَةِ۔ چھابانے والی اور اس سے مراد قیامت کا دن ہے اس کے بعد قیامت کی سختی کا تذکرہ ہے کہ اس

دن کی سختی اور شدت کی وجہ سے لوگوں کے چہرے ٹھکے ہوئے ہوں گے۔

رکوع نمبر ۱۳

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ④۔ اس کا ایک معنی تو یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں بُرے اعمال کئے اور وہ آخرت میں جہنم کی

سختی جھیلیں گے پس وہ عامل تھے دنیا میں اور ناصب ہوں گے قیامت کے دن اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اس سے اہل بدعت اور باطل مذہب

والے لوگ مراد ہیں جنہوں نے دنیا میں اعمال کئے لیکن حق سے نفرت و عداوت رکھتے تھے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول

تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً ۝ تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اِنِّیَّةٍ ۝ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا

سخت آگ میں جلیں گے سخت گرم چشنے سے سیراب کئے جائیں گے ان کے لئے کھانا نہ ہوگا مگر

مِنْ ضَرِیْعٍ ۝ لَا یُسَبِّحُ وَلَا یَغْنٰی مِنْ جُوعٍ ۝ وَجُودٌ یُّؤْمِدُ نَاعَةً ۝

منہج سے جو نہ ٹوٹا کرے گی اور نہ جھوک کر ختم کرے گی کئی چہرے اس دن خوش حال ہوں گے

لَسَعِیْهَا رَاضِیَةٌ ۝ فِی جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ لَا تَسْعٰ فِیْهَا لَٰغِیَةٌ ۝ فِیْهَا

اپنے اعمال پر راضی ہوں گے بند جنت میں ہوں گے کہ وہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے اس میں چنہ

عَیْنٌ جَارِیَةٌ ۝ فِیْهَا سُرُورٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَآكَوَابٌ مُّوْضِعَةٌ ۝

جاری ہوگا اس میں تحت بند ہوں گے اور پیارے رکھے ہوئے ہوں گے

ہے کہ ہمارے ساتھ نصب و عبادت کرنے والا خواہ کس قدر عبادت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے پس آگ میں جلے گا۔

عَیْنٍ اِنِّیَّةٍ - آنیہ کا معنی سخت گرم ہے۔

ضَرِیْعٍ - یہ ایک ایسی گھاس ہے جس کو سوائے اونٹ کے کوئی جانور نہیں کھاتا اور اس میں کانٹے بھی ہوتے ہیں اور قیامت کے دن جہنمیوں کو جو ضریع کھلائی جائے گی وہ کانٹے دار، بدبودار اور سخت گرم ہوگی اور مروی ہے کہ خدا جہنمیوں پر بھوک بھیجے گا اور اس کے بعد ان کو ضریع کی غذا دی جائے گی اسی طرح ان پر پیاس کو غالب کرے گا اور ایک ہزار سال کی پیاس کے بعد ان کو آنیہ سے سیراب کرے گا کہ نہ بھوک ملے گی اور نہ پیاس بجھے گی اور عذاب سخت سے سخت تر ہوگا۔

وَجُودٌ یُّؤْمِدُ نَاعَةً - یعنی خوش خوش ہوں گے بعض چہرے کہ ان پر نعمت پروردگار کا اثر ظاہر ہوگا اور وہ دنیا میں کئے ہوئے اعمال اور صالحی جلیلہ پر راضی ہوں گے۔ تفسیر برہان میں ابن بابویہ کی بشارات الشیعہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام قبر رسول اور منبر کے درمیان اپنے صحابہ میں فرما رہے تھے کہ میں تمہارے ادراج اور تمہاری اچھی شہرت کو محبوب رکھتا ہوں پس اتنی اجتہاد سے ہماری مدد کرو اور یاد رکھو کہ ہماری ولایت تقویٰ و اجتہاد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور تم میں جو بھی کسی کو اپنا امام سمجھے

کہ اس کی پیروی کرے تم اللہ کا گروہ اور اللہ کے انصار ہو تم اسبقون الاولون ہو کہ دنیا میں ہماری ولایت کی طرف تم نے سبقت کی اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کر دے گی میں اللہ و رسول کی جانب سے تمہاری جنت کا ضامن ہوں تم پاکیزہ ہو اور تمہاری عورتیں بھی پاکیزہ ہیں ہر مومن عورت نور سے اور ہر مومن مرد صدیق ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تم کو خوشخبری ہو کہ رسول کریم تمام امت میں سے صرف شیعوں پر ہی راضی ہو گئے ہیں یاد رکھو ہر شی کے لئے عروہ ہوتا ہے اور دین کا عروہ شیعہ میں ہر شی کے لئے شرف ہوتا ہے

وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٍ ۝۱۶ وَزَكَايَا مَبْنُوثَةٍ ۝۱۷ أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ

اور صف بہ صف قالین بچے ہوں گے اور غالیچے پھیلے ہوئے ہوں گے کیا (دیکھ کر لوگ) اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح

كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۸ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۹ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ

پیدا کیا گیا اور آسمانوں کو کس طرح بلند کیا گیا اور پہاڑوں کو کس طرح نصب

نُصِبَتْ ۝۲۰ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۱ فَذَكِّرْ ۝ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۲

کیا گیا اور زمین کو کس طرح بچھایا گیا (اگر غور کرتے تو ایمان لاتے) پس تم نصیحت کرو تمہارا کام نصیحت کرنا ہی ہے

لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِصَیْطِرٍ ۝۲۳ إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ ۝۲۴ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ

تم ان پر چوکیدار نہیں ہو لیکن جو شخص پیچھے ہٹے گا اور کافر ہوگا تو اس کو عذاب دے گا

الْأَكْبَرَ ۝۲۵ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝۲۶ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۷

اللہ بڑا عذاب تحقیق ہماری طرف ان کی بازگشت ہے پھر ہم پر ان کا حساب ہے؟

اور دین کا شرف شیعہ ہیں ہر شے کے لئے مہوار ہوتے ہیں اور مجالس کی سردار شیعہ کی مجالس ہیں اسی طرح ہر شے کا امام ہوتا ہے اور زمینوں کی امام وہ زمین ہے جس میں شیعہ آباد ہوں اور ہر شے کی خواہش ہوتی ہے اور دنیا کی خواہش شیعوں کی آبادی ہے پوری ہوتی ہے آخر میں فرمایا کہ جنت میں تمہارے مخالفین کا کوئی حصہ نہیں ہے خواہ کس قدر ہی اعمال کیوں نہ بجالائیں وہ عامِلۃً نَاصِبۃً کے مصداق میں اور اہلبیت کی روایات میں ہے وَجُودًا یُؤْمِنُ نَاعِمۃً شیعانِ آلِ محمد کے حق میں ہے اور عامِلۃً نَاصِبۃً ناصبیوں کے حق میں ہے۔

سُورۃ۔ یہ سریر کی جمع ہے اور خوشی و سرور کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے اور مراد تخت ہیں اور بلند اس لئے ہونگے تاکہ تمام لوگ دیکھیں کہ ان لوگوں کی شان اللہ کے نزدیک کس قدر بلند ہے اور وہ تخت زبرجد یا قوت اور دیگر موتیوں سے جوڑے ہوئے ہوں گے۔ اَنْفُؤَاب۔ یہ کوب کی جمع ہے یعنی پیالہ اور مقصد یہ ہے کہ چشمہ ہائے جنت کے کناروں پر جنتی مشروب سے پُر پیالے موجود ہونگے أَفَلَا یَنْظُرُونَ۔ دوزخیوں کے عذاب اور جنتیوں کی نعمات بیان فرمانے کے بعد پھر ایک مرتبہ کفار کو دعوتِ فکر دی ہے کہ شہرِ نشتر کے انکار کرنے والو ذرا اونٹ کی تخلیق میں غور کرو اور یہ سوچو کہ اس قدر بڑی قدرِ قامت والے جانور کو کس ذات نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور اس کے منافع میں غور کرو اس کے علاوہ آسمان کی تخلیق اور اس کی بغیر ستروں کی بقا اور پھر پہاڑوں کا وجود اور اس کی سرشت کا چوٹیل اسی طرح زمین کا پھیلاؤ اور اس کی آبادیاں پس ان تمام چیزوں میں غور و فکر کرنے کے بعد تم خود آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہو

کہ وہ خدا جو ان تمام چیزوں کا خالق اور مدبر ہے وہی لائق عبادت ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ دوبارہ زندہ کر کے جزا و سزا دینے پر بھی قادر ہے

جنت و نار کا تقسیم علیؑ ہے

اِنَّ الْيَتٰى اٰیَا بَہْمُ۔ جابر سے منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب بروز قیامت خدا اولین و آخرین کو جمع کرے گا تو سب سے پہلے حضرت رسالتؐ کو عتہ بہشتی پہنایا جائیگا اور اس کے بعد حضرت علیؑ کو بھی پہنایا جائے گا۔ اس کے بعد ہم کو حاضر کیا جائے گا اور لوگوں کا حساب ہمارے حوالے کیا جائے گا پس خدا کی قسم ہم ہی جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کریں گے باقی تمام انبیاء کو دو صفوں میں عرش کے پاس ٹھہرایا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہوگا جب تمام لوگ اپنی منازل میں پہنچ جائیں گے تو بحکم خدا دیکھیں حضرت علیؑ جنتیوں کی جنت میں شادی کریں گے اور یہ اللہ کی طرف سے حضرت علیؑ کی فضیلت ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے پس علیؑ ہی دوزخیوں کو دوزخ میں بھیجے گا اور بہشتیوں کو بہشت کے دروازوں سے داخل کرے گا اور دوزخ اور بہشت کے دروازوں کی جابیاں حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس ہوں گی۔

تفسیر برہان میں اس معنی کی روایات بکثرت وارد ہیں کہ معصوم نے فرمایا بروز قیامت ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے ذمہ ہوگا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ کُلُّ اُمَّۃٍ یَّحْسِبُہَا اِمَامٌ ذَمًّا یُنْفِیْہَا یعنی قیامت کے روز ہر امت کا حساب اس کا امام زمانہ لے گا اور زیارت جامعہ میں صاف طور پر ہے فَاٰیَاۤیَ الْخَلْقِ اِلَیْکُمْ وَحَسَابُہُمْ عَلَیْکُمْ یعنی لوگوں کی بازگشت تمہاری طرف ہوگی اور ان کے حساب بھی تمہارے ذمہ ہوگا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جب بروز عشر حساب ہوگا اور اپنے شیعوں کا حساب ہمارے حوالے کیا جائے گا تو ان پر جو حقوق اللہ ہوں گے تو ان کے متعلق ہم حکم جاری کریں گے اور خدا منظور دے دیدیگا اور جو حقوق الناس ہوں گے وہ بھی ہم معاف کر دیں گے اور جو حقوق ہمارے متعلق ہوں گے وہ ہم خود معاف کر دیں گے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہوں گے ہم جہاں بھی ہوں گے۔

سُورَةُ الْفَجْرِ

یہ سورہ مکیہ ہے اور اس کی آیات بسم اللہ کو ملا کر اکتیس ہیں۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سورہ کو فرائض و نوافل میں پڑھا کر دیکھو کہ یہ امام حسین علیہ السلام کی سورت ہے اور جو شخص اس کو پڑھے گا وہ بروز عشر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ جنت میں ہوگا اور اللہ عز و جل حکیم ہے۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا اس کے پڑھنے والوں کی تعداد سے دس گنا اس کے گناہ معاف ہوں گے اور قیامت کے دن اس کو نور عطا ہوگا اور جو شخص اس سورہ کو لکھ کر اپنی کمر کے ساتھ باندھ کر اپنی حلال عورت سے ہمبستری کرے گا خدا اس کو فرزند عطا کرے گا جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک ثابت ہوگا دوسری روایت میں ہے باعث برکت ہوگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالْفَجْرِ ② وَلَيَالٍ عَشْرٍ ③ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ④ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسِرُ ⑤

فجر کی قسم دس راتوں کی قسم شفع اور وتر کی قسم رات کی قسم جب گذرتی ہے

هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ ⑥ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ⑦

کیا اس میں قسم ہے صاحب عقل کے لئے؟ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا؟

○ ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اس سورہ کو صبح کے وقت پڑھے تو دوسری صبح تک ہر شئی سے باطن رہے گا (برہان)

رکوع نمبر ۱۲ وَالْفَجْرِ - اس کی تفسیر میں چند اقوال ہیں ① فجر سے مراد محرم کی فجر ہے اور اس کے بعد کی دس راتیں ہیں ② فجر سے مراد قربانی کے دن کی صبح اور اس سے پہلے کی دس راتیں ③ فجر سے مراد مطلق صبح اور دس راتوں سے

مراد ماہ رمضان کی آخری دس راتیں ④ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دس راتیں جو کوہ طور پر تہمت کے طور پر اضافہ کی گئی تھیں وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ - اس میں بھی چند اقوال ہیں ① شفع سے مراد ہر جوڑا اور وتر سے مراد ہر فرد ہے ② شفع سے مراد تمام مخلوق اور وتر سے مراد خود ذات واجب الوجود ہے ③ اس سے مراد نماز شب کی شفع اور وتر کی رکعتیں ہیں ④ شفع سے مراد یوم نحر اور وتر سے مراد یوم عرفہ ہے ⑤ شفع سے مراد عام دن راتیں اور وتر سے مراد قیامت کا دن ہے ⑥ شفع سے مراد علی وفاطمہ اور وتر سے مراد نبی کریم ہے ⑦ شفع سے مراد صفا و مردہ ہے اور وتر سے مراد خانہ کعبہ ہے۔

تأویل آیات تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فجر سے مراد حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کی تشریف آوری ہے اور لیلای عشر سے مراد حضرت حسن علیہ السلام سے لے کر حضرت حسن

عسکری علیہ السلام تک دس امام ہیں جو ظلم و جور کی تاریکیوں میں وقت گزار گئے اور شفع سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں اور وتر سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ہیں الحدیث اور ایک روایت میں ہے کہ شفع سے مراد حضرت رسالت اور امیر المومنین ہیں اور وتر سے مراد ذات واجب الوجود ہے۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَسِرُ - بالعموم ہر رات - گذرنے کی قسم ہے کیونکہ اس میں حکمت و صنعت پر در و گار کی طرف توجہ کرنے اور فکر کرنے کا درس ملتا ہے اور اس کی تاویل ظالم حکومتوں کے ختم ہونے اور عدل کا دن طلوع ہونے سے کی جاسکتی ہے۔

هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ - یہ سوالیہ فقرہ کہ کیا ان امور مذکورہ کے ساتھ قسم کھانے سے صاحبان عقل کو اطمینان ہو سکتا ہے؟ یہ

إِرَمُ ذَاتِ الْعِمَادِ ۞ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۞ وَشُعُودٌ

اور شعود

جس کی طرح شہروں میں کوئی پیدا نہیں کیا گیا

ارم جو ذات العما د تھا

بیان مذکور کو مزید زور دار کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے اور مقصد یہ ہے کہ صاحبان عقل و دانش امور مبتینہ میں اگر غور کریں تو ان کو ضرور توحید پروردگار کی طرف صیح راستہ مل جائے گا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ - قسم اور جواب قسم کے درمیان پھر ایک جملہ مترنمہ کو استعمال کیا گیا تاکہ سامعین کی توجہ کو زیادہ سے زیادہ جذب کیا جاسکے۔ تاکہ وہ منکرین کی گرفتاری عذاب سے عبرت حاصل کر کے دامن حق کے ساتھ وابستہ ہونے کی جرات کر سکیں

بَعَادٍ - عاد کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ ان لوگوں کی عمریں لمبی تھیں اور اجسام بہت موٹے تازے اور طاقتور تھے اور حضرت ہود کی قوم تھی اور ارم کے متعلق بعضوں نے کہا ہے کہ ان کے قبیلہ کا نام ہے اور کہتے ہیں کہ عاد دو تھے ایک عاد ارم جس کے متعلق دوسری جگہ ارشاد فرمایا أَهْلَكَ عَادٌ الْأُولَى اس نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عاد کے دادا کا نام ارم تھا اور ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے ماد بن خوس بن ارم بن سام بن نوح اور بعض کا خیال ہے کہ ارم اس شہر کا نام ہے جس میں یہ قوم آباد تھی بعض نے دمشق کو ارم کہا ہے اور بعض نے اسکندریہ کا نام لیا ہے اور بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ارم اس شہر کا نام ہے جس کو شداد نے تعمیر کرایا تھا اور بعض کہتے ہیں عاد کا لقب ارم ہے اور لفظ ارم عاد کا بدل ہے یا عطف ہے اور ارم غیر منصرف ہے کیونکہ معرفہ اور مونث ہے

ذَاتِ الْعِمَادِ - چونکہ ان کی قد و قامت دراز تھی اس لئے ان کو ذات العما د کہا گیا ہے ان کی جسامت اور قوت کے متعلق مروی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی پتھر کی بہت بڑی چٹان کو اٹھالیا کرتا تھا اور ایک پورے قبیلہ پر گرا کر اس کو تباہ کر دیتا تھا اور بعضوں نے ذات العما د کا معنی یہ لیا ہے کہ ان کے حملات اور رہائش گاہیں بچتے اور مضبوط تھیں۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب الاحبار سے منقول ہے کہ وہ شہر جس کا نام ارم ذات العما د ہے اس کو شداد بن عاد نے تعمیر کرایا تھا اور یہ عاد اولیٰ کا واقعہ ہے اور حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد اس

عاد اولیٰ کی نسل سے تھی مہر کیف عاد اول کے دو بیٹے تھے شداد اور شدید باپ کے مرنے کے بعد یہ دونوں حکمران ہو گئے۔ اور شدید کے مرنے کے بعد شداد ملک بھر کا بلکہ دنیا بھر کا واحد فرماں روا ہو گیا کہ باقی تمام زمین کے حکمران اس کے زیر نگیں کام کرتے تھے چنانچہ اس نے انبیاء کی تبلیغ کو فیل کرنے کے بعد لوگوں سے اپنی خدائی منوانے کی خاطر بہشت کی تعمیر کا منصوبہ بنایا اور خدائے وحدہ کے مقابلہ میں اس سرکش دغا لہ باز نے لوگوں کی گمراہی کے لئے یہ نیا ہال تیار کرنے کا ڈھونگ رچایا چنانچہ شہر ارم ذات العما د کا نقشہ تیار کیا گیا اور اسی منظور شدہ نقشہ پر تعمیر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس نے ایک مواسی درجہ کے ماہرین فن معماروں کی خدمات حاصل کیں اور ہر معمار کے ماتحت ایک ایک ہزار کارندے معین کئے اور گرد و نواح کے تمام چھوٹے بڑے حکمرانوں کو سونا چاندی اور زرد

فرام کرنے کا آرڈر جاری کر دیا چنانچہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے منظور شدہ نقشہ کے مطابق کمرہ جات بننے شروع ہوئے اور مندرجہ
عمارتیں نہایت عمدہ ترتیب و وضع کے ساتھ بنی گئیں ہر ہر منزل کا دروازہ شہر کے بڑے دروازہ کی مثل تھا اور درمیان میں عالیشان
سرکیں تھیں جن پر تعمیر ہونے والے دو طرفہ مکانات کے دروازے بالکل ایک دوسرے کے بالمقابل تھے ان کے فرش زعفران و کستوری
سے مخلوط کئے گئے تھے اور ان میں موتیوں کی جڑوت نہایت اچھے طریقے سے ہوئی تھی اور یہ سرک کے کناروں پر دو طرفہ پھلدار درخت
کاشت کئے گئے اور پختہ منہریں اور پانی کی نالیاں جاری کر دی گئی اور جن نالیوں سے پانی گھروں تک پہنچا گیا وہ سب خالص چاندی کی تھیں
نیز زبرد اور یا قوت کی نہایت اچھی ترتیب و تنظیم سے چڑاؤں مکانوں اور گلی کوپوں کی خوبصورتی میں سونے پر سہاگہ کا کام دیتی تھی۔
پورے شہر کے ارد گرد ایک مضبوط فصیل تیار کی گئی جس کی گول سرک (سرکل روڈ) کے بیرونی کنارے سے متصل چوگرد ایک ہزار عمدہ عمارت
تعمیر کرائے گئے تاکہ شہر کی رونق و زینت دو بالا ہو جائے اور ساہا سال اس شہر کی تعمیر پر خرچ ہوئے اور بے انداز دولت صرف
ہوئی جب شداد کو شہر آدم کی تعمیر کی اطلاع پہنچی تو وہ اپنے پرے لشکر اور جاہ و جلال کے ساتھ شہر آدم کی سیر کو تیار ہوا۔ لیکن
آسمان سے بجلی گری اور اس شہر میں داخل ہونے سے پہلے وہ داصل جہنم ہو گیا اور ایک روایت میں میں نے دیکھا ہے کہ شہر
کے بڑے دروازہ کا ایک تختہ بو یا قوت امر کا مطلوب تھا اس کو پوری مملکت سے دستیاب نہ ہو سکا تو حضرت بہر علی حکم پروردگار
بشکل ابر یا قوت امر کا تختہ لایا اور وہ پورا بہشت اس کی قیمت میں مانگا بادشاہ نے چوتھائی تہائی نصف تک دینے کی رضامندی
ظاہر کی لیکن بہر علی نے نہ مانا کہ پورا بہشت دینے پر سودا ہو گیا۔ سب دروازہ نصب ہو گیا اور بادشاہ نے اندر جانے کا ارادہ
کیا تو جبریل نے حقوق مالکانہ کی بنا پر روک دیا کہ آپ میری اجازت کے بغیر اندر نہیں جا سکتے اس لئے کہ آپ اس کو میرے ہاتھوں
بیچ چکے ہیں بادشاہ نے زبردستی داخل ہونے کا ارادہ کیا تو قہر خدا کی بجلی نازل ہوئی اور وہ وہیں ٹھہر ہو گیا۔

تفسیر مجمع البیان میں مروی ہے کہ معاویہ کی حکومت کے زمانہ میں عبداللہ بن قلابہ نامی ایک شخص اپنے گمشدہ اونٹوں کی
تلاش میں نکلا اور عدن کے جنگلات میں پھرتے پھرتے وہ اس عجیب و غریب شہر میں آ پہنچا اور یا قوت سفید و سرخ سے مرصع دروازوں
کو دیکھ کر حیران رہ گیا جب اندر داخل ہوا تو اس کو شہر انسانی آبادی سے بالکل خالی نظر آیا پس اس نے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ دی
جنت ہے جس کا حضرت نبی کریم نے مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے ان مکانات میں زبرد اور یا قوت و زرد و جاہر اس مضبوطی سے
بڑے ہوئے تھے کہ یہ شخص کافی کوشش کے باوجود کسی چیز کو اکھاڑ نہ سکا البتہ زعفران و مسک میں سے کچھ نہ کچھ اپنے ہمراہ واپس لایا
اور لوگوں کو اس شہر کی عظمت و خوبصورتی کی اطلاع دی چنانچہ رفتہ رفتہ یہ خبر معاویہ تک پہنچی تو اُس نے اس کو حاضر دربار ہونے کا حکم
دیا پس وہ حاضر دربار ہوا اور معاویہ نے کعب الاحبار کو بلا کر اُس کے سامنے یہ تذکرہ کیا تو کعب الاحبار نے پورے واقعہ سے نقاب کشائی
کی اور کہا کہ تیرے زمانہ میں ایک شخص کو تاء قد جس کے ابد پر داغ ہوگا اور گردن پر بھی ایک نشان ہوگا اپنے گم شدہ اونٹوں کو تلاش
کرتے کرتے اس شہر میں داخل ہوگا چنانچہ جب کعب نے دیکھا تو معاویہ کے پہلو میں یہ شخص بیٹھا ہوا تھا کعب نے فوراً اس کو دیکھ کر
کہہ دیا کہ بخدا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق میں خبر دے رہا ہوں۔

219

219

الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۱۱ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝۱۲ الَّذِينَ

جنہوں نے وادی کے پتھروں کو چیرا اور فرعون جو ساسب اوتاد تھا جنہوں نے

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۳ فَكَثُرُوا فِيهَا الْفُسَادُ ۝۱۴ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

سرکشی کی مشہدوں میں پس شہدوں میں کافی فساد پھیلایا پس تیرے رب نے ان پر عذاب کے

سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۵ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۶ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا

تازیانے برسائے تحقیق تیرا رب گتات میں ہے میرا سبب انسان کو اپنا رب

مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَالْكَرَمَ ۝۱۷ وَنَعَّمَهُ ۝۱۸ فَيَقُولُ رَبِّيَ الْكَرَمِ ۝۱۹ وَأَمَّا إِذَا

کرامتوں میں ڈالے پس اس کو نعمت و کرامت بخشے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے کرامت بخشی اور لیکن جب اس کو

مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَّرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ ۝۲۰ فَيَقُولُ رَبِّيَ أَهَانٍ ۝۲۱ كَلَّا بَلْ

کرامتوں میں ڈالے اور اس کا رزق تنگ کر دے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہے یہ ہرگز نہیں

وَشَمُودَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۝۲۲ وَفِرْعَوْنَ ۝۲۳ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝۲۴ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ظالم اپنے مخالفین کو زمین پر لٹا کر اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے

کے کیل ٹھونک دیا کرتا تھا تاکہ وہ تڑپ تڑپ کر مر جائے پناہ جب جادو گروں کے ایمان لانے کے ساتھ ساتھ حضرت آسیہ نے بھی

اپنے ایمان کا اعلان کر دیا تو اس دشمن خدا نے اس پاکیزہ خاتون کو زمین پر سلا کر اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں بھی لوہے کے کیل

ٹھونک دیئے اور اس کی پشت پر ایک لوہے کی چکی ڈال دی پس اس کی روح پرواز گئی اور کہتے ہیں کہ اللہ نے اس کی روح کو

پہلے اٹھا لیا اور وہ لوگ مردہ جسم میں کیل ٹھونکتے رہے اس کا قصہ اسی جلد میں ص پر گزر چکا ہے۔

سَوْطَ عَذَابٍ - یعنی وہ تازیانہ جس کے ساتھ ان کو مرادی گئی وہ عذاب کا تازیانہ تھا اور قصہ سابق جلدوں میں گزر چکا ہے۔

لَبِالْمِرْصَادِ - گتات اور کین گاہ کو مرصاد کہا جاتا ہے مقصد یہ ہے اللہ ان کے گرفتار کرنے پر اس طرح قادر ہے جس طرح

کین گاہ میں چھپ کر بیٹھا ہوا انسان آنے والے غافل دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہوا کرتا ہے اور یہ مجملہ جواب قسم ہے۔

فَأَمَّا الْإِنْسَانُ - یعنی خداوند کریم اپنی مصلحت و حکمت کے ماتحت کسی کو رزق فراوانی سے دیتا ہے اور کسی کو غربت

و افلاس دیتا ہے تو اس لئے نہیں کہ جس کو اس نے دولت دی وہ اس کے اکرام و اعزاز کے لئے ہے اور جس کو غربت دی اسی

لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْيَسِيرِينَ ۝

بلکہ تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے ہو اور نہ یتیم کو کھانے پر ایک دوسرے کو انگساتے ہو

وَتَأْكُلُونَ التَّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۝ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

اور تم میراث کو کھاتے ہو بے تحاشا کھانا اور مال کو پیار کرتے ہو سخت محبت کے ساتھ ایسا ہرگز نہیں

دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝

ہونا چاہیے۔ جب کوٹ کر زمین کو ہموار کیا جائے گا پوری طرح اور (حکم پر درگزر آئے گا اور فرشتے صف بستہ آئیں گے

کو وہ ذلیل کرنا چاہتا ہے بلکہ یہ دونو حالتیں انسان کا امتحان ہے پس دولت مند کو مال دیکر اس کے شکر کا امتحان لیتا ہے اور فقیر کو تنگدستی میں مبتلا کر کے اس کے صبر کا امتحان لیتا ہے۔

کَلَّا۔ یعنی یہ بات ہرگز نہیں کہ میں کسی کو دولت اکرام کی خاطر دیتا ہوں اور تنگدستی ذلت کیلئے دیتا ہوں کیونکہ اکرام اور ذلت کا معیار میرے نزدیک اطاعت اور معصیت ہے پس جو شخص میرا اطاعت گزار ہے وہ میرے نزدیک عزت دار اور مکرّم ہے خواہ مفلس و نادار ہی کیوں نہ ہو اور جو شخص میرا نافرمان ہے وہ میرے نزدیک ذلیل اور بے عزت ہے خواہ دنیا دار و دولت مند ہی کیوں نہ ہو۔

بَلْ لَا تُكْرِمُونَ۔ یعنی میرے نزدیک کسی کی تذلیل و توہین کا معیار معصیت ہے نہ کہ غربت۔ اور تمہاری معصیت یہ ہے کہ تم یتیموں کا احترام و اکرام نہیں کرتے ہو اور یتیموں کا احترام و اکرام یہ ہے کہ ان کی سرپرستی کی جائے اور ان کے مال کی نگرانی کی جائے اور حضور نے فرمایا کہ یتیم کی تربیت کرنے والے اور جنت کے درمیان انگشت سببہ و وسطی کا فاصلہ ہے یعنی یتیم کا سرپرست بالکل جنت کے قریب ہے اور کفار میں دستور تھا کہ یتیموں کو وراثت سے محروم کر کے ان کا مال خود کھا جاتے تھے لہذا ان کو سرزنش کی گئی اور تلافی کا حق جتلیا گیا ہے تاکہ لوگ اس بارے میں احتیاط کریں۔

وَتَأْكُلُونَ التَّرَاثَ۔ اس جگہ بھی بالخصوص تلافی کی جائداد و وراثت پر غاصبانہ تسلط کی مذمت کی گئی ہے کہ تم لوگ یتیموں کی وراثت کو دبا جاتے ہو اور اس کو اس انداز سے کھاتے ہو کہ تمہیں حلال و حرام کے درمیان فرق کرنے کا ہوش بھی نہیں رہتا۔

کَلَّا۔ معصیت سے روکنے کے لئے تنبیہ فرماتا ہے کہ تم کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے اور اس وقت کو مد نظر رکھو جب زمین کو ہموار کر دیا جائے گا۔ یعنی زمین کو پھیلا دیا جائے گا اور دُکَّتِ کا معنی مدت کیا گیا ہے پس پہاڑوں اور میدانوں کو ایک جیسا بنایا جائے گا۔ یہ گھر محلات، مکانات ٹیپے درخت پہاڑ وغیرہ سب ختم ہونگے اور زمین پٹیل میدان کی طرح ہوگی۔

جَاءَ رَبُّكَ۔ چونکہ اللہ مکان نہیں رکھتا اور نہ وہ مکان کا محتاج ہے اور آنا جانا اس کو لازم ہے جو مکان کا پابند ہو۔ لہذا اس جگہ مقصد یہ ہے کہ جب پر درگزر کا امر آئے گا یعنی اس کی حکومت کا دن ہوگا اور فرشتے صف بہ صف پیش ہوں گے پس ہر آسمان کے

وَجَائِیُّ یَوْمَیْذٍ یَّجْهَنَّمُ ۚ یَوْمَیْذٍ تَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ ۚ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرُ ۚ

اور اس دن جہنم کو لایا جائے گا اُس دن نصیحت سے گا انسان اور اس کو نصیحت کا کیا نائد ؟

یَقُولُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ۚ فِیَوْمَیْذٍ لَا یُعَذِّبُ عَذَابُهُ أَحَدٌ ۚ

کہے گا ہٹے کاش ! اس زندگی کے لئے میں نے کچھ عمل بھیجا تھا پس اس دن (اس قدر دیکھا) کہ کوئی بھی اس کی سزا جیسی سزا نہیں دے سکتا

فرشتوں کی الگ الگ ایک صف ہوگی اور بعض نے کہا ہے کہ نماز جماعت کی صفوں کی طرح فرشتوں کی آگے اور پیچھے صفیں ہوگی۔
وَجَائِیُّ یَوْمَیْذٍ۔ اس دن جہنم کو لایا جائے گا کہ ہزار ہزار فرشتے اس کو لانے والے ہوں گے اس کے شعلے بلند ہوں گے اور بڑے بڑے انگارے اڑ اڑ کر ادھر ادھر پڑ رہے ہوں گے پس جہنم کی آواز بلند ہوگی اور غوثِ خدا سے اس کو بھی لرزہ طاری ہوگا تو ارشادِ خداوندی ہوگا کہ میں نے تجھے عذاب نہیں کرنا بلکہ تیرے ذریعے سے اپنے دشمنوں کو عذاب کروں گا پس جہنم سجدہ خدا بجالائے گا اور اس کے دھوئیں سے محشر میں تارکی پھیل جائے گی زبانہ فرشتے اس پر ٹوکی ہوں گے اور جہنم کے شعلوں اور اڑتے ہوئے چنگاروں کو دیکھ کر بنی مرسل ملک مقرب اور ولی منتخب بھی کانپ جائیں گے اور ہر ایک کی نفسی نفسی کی صدا بلند ہوگی اور حضورؐ کی زبان مبارک سے اُمّتِی اُمّتِی کا ورد جاری ہوگا اور تفسیرِ برہان کی ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جب تمام مخلوق کو محشر کیا جائے گا اس کی آواز کی گرج اور بھڑکتے شعلوں کو دیکھ کر تمام مخلوق دہل جائیگی اور اللہ کا فیصلہ نہ ہوتا تو ساری مخلوق اس کو دیکھتے ہی دہل کر مہربانی اور جب اس کے شعلے باہر نکلیں گے تو تمام فرشتے اور انبیاء بھی نفسی نفسی کی صدا بلند کریں گے اور حضرت سلطان الانبیاء اُمّتِی اُمّتِی کا نعرہ لگائیں گے۔

پس دوزخ پر ایک پل بچھایا جائے جو بال سے باریک تر اور تکرار سے تیز تر ہوگا اور اس پر تین منزلیں ہوں گی پہلی منزل پر صلہ رحمی اور امانت کا سوال ہوگا اور دوسری پر نماز کی باز پرس اور تیسری رحمت پر درگاہ کی منزل ہوگی پس اس وقت فرشتے بھی معافی معافی کی صدا بلند کریں گے اور انسان پر دوزخ کی طرح کٹ کٹ کر جہنم میں گر رہے ہوں گے اور مرصاد انہی منازل میں سے رحمت پر درگاہ والی منزل کا نام ہے اور تفسیرِ مجمع البیان میں ہے کہ جہنم کی پل پر سات موقف ہوں گے۔ پہلے موقف پر انسان کو روکا جائے گا اور اس سے توحید پر درگاہ کا سوال ہوگا اگر اس سے پاس ہو گیا تو دوسرے موقف پر نماز کا سوال ہوگا اگر اس سے گذر گیا تو تیسرے موقف پر زکوٰۃ کی باز پرس ہوگی اس کے بعد چوتھے موقف پر ماہ رمضان کے روزوں کا سوال ہوگا اور پانچویں موقف پر حج بیت اللہ کا سوال ہوگا اور چھٹے موقف پر عمرہ واجبہ کا سوال ہوگا اور آخری ساتویں موقف پر مظالم یعنی حقوقِ اناس کا سوال ہوگا اگر اس موقف سے صیغہ و سالم بچ نکلا اور پاس ہو گیا تو پار چلا جائے گا ورنہ حکم ہوگا کہ اس کے نیک اعمال کو بدلہ میں رکھتے جاؤ پس اگر بدلہ ہو گیا تو پھر بھی جنت میں بھیجا جائے گا ورنہ آتش جہنم میں گر دیا جائے گا۔ بہر کیف عقیدہ کی صحت کے بعد سب سے پہلے اعمال میں سے نماز کا سوال ہوگا پس اہل ایمان کو چاہیے کہ نماز میں غفلت نہ کریں۔ ہر روز محشر کے جاں گذار ہوؤ۔ اولین پرستش نماز ہو

یَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ۔ یعنی عذاب پر درگاہ کو دیکھ کر اُس دن کفار توبہ کریں گے لیکن اللہ فرماتا ہے اُس دن کی توبہ اُن کو کچھ

وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ۚ يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ اُرْجَعِي إِلَىٰ

اور نہ اس کی گرفت کی طرح کوئی گرفت کر سکتا ہے ۱۔ مطمئن نفس ! چلت با اپنے رب کی

رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۖ ۳۱ ۳۲

نعمات کی طرف راضی ہو کر اور رضا پا کر ۲۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا ۳۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا

فائدہ نزدیکی۔ اس نے انسان کو چاہیے کہ سابقہ کئے ہوئے اعمال کا جائزہ لے کر اپنی غلط کاریوں سے اپنی زندگی میں توبہ کر لے اور روایات میں ہے کہ جو شخص زندگی میں توبہ کرتا ہے اس کے ہم پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَا لَا ذَنْبَ لَهُ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا اس کی مثل ہو جاتا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔ یعنی موت کے وقت جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہو یا جن کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا ہو ان کو خطاب ہو گا۔ اے الطینان والا نفس تیرے اوپر خدا راضی ہے اور تو اس کے انعامات پر راضی ہو کر انعامات پروردگار کی طرف روانہ ہو اور نیک بندوں کے گردہ میں اور جنت پروردگار میں داخل ہو جا۔

تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے مومن کے پاس جب روح کو قبض کر نیرالا فرشتہ پہنچتا ہے تو مومن گھبراتا ہے پس ملک الموت کہتا ہے اے اللہ کے پیارے گھبرا نہیں مجھے اس اللہ کی قسم جس نے مجھ کو نبی برحق بنا کر بھیجا میں تیرے باپ سے بھی زیادہ تج پر مہربان ثابت ہوں گا۔ ذرا آنکھیں تو کھولو پس وہ اپنے سامنے پختن یک اور باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام کی مثالیں دیکھے گا اور اس کو بتایا جائے گا کہ یہ بزرگ رسول اللہ ہی اور وہ امیر المومنین ہی اور فاطمہ زہرا اور باقی ذوات طاہرہ ہیں پس مومن خوش ہو گا اور رب العزت کی جانب سے ایک مادی نذر کرے گا يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ یعنی اے الطینان والی نفس راضی و مرضی ہو کر اپنے پروردگار کی طرف روانہ ہو جا پس میرے بندوں یعنی محمد و آل محمد کے زمرے میں داخل ہو جا پس اس وقت مومن کو روح کے قبض ہونے کا جو سرور ہو گا وہ بہت زیادہ ہو گا ایک روایت میں ہے کہ آیت مجیدہ میں نفس۔ مطمئنہ کا مصداق حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ سورہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مختص ہے۔ اور نفس مطمئنہ سے مراد بھی حضرت حسین علیہ السلام ہیں اور مروی ہے کہ جو شخص اس سورہ کی ہمیشہ تلاوت کرتا رہے وہ امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ ہو گا۔ بہر کیف اس آیت کی تاویل حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے حق میں جاری ہے اور ان کے بعد ان کے نقشب قدم پر چلنے والے محمد و آل محمد کے حیدر اقامت اس آیت کی تاویل میں شامل ہوتے رہیں گے والحمد للہ۔

سُورَةُ الْبَلَدِ

- یہ سورہ مکیہ ہے۔
- اس کی آیات بسم اللہ کو ملا کر اکیس ہیں
- حدیث نبوی میں ہے جو اس کی تلاوت کرے گا قیامت کے روز اللہ کے غضب سے مامون ہوگا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص نماز فریضہ میں اسی سورہ کی تلاوت کرے گا تو دنیا میں بھی نیک لوگوں میں شمار ہوگا اور قیامت کے دن بھی اسی کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کی اللہ کے نزدیک بلند منزلت ہوگی اور انبیاء و شہداء و صالحین کا رفیق ہوگا۔
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص اسی سورہ کو لکھ کر کسی بچے کی گردن میں یا کسی دوسرے پیدا ہونے والے حیوان کے بچے کی گردن میں ڈال دے تو وہ بچہ بچوں کو عارضی ہو نیوالی بیماریوں سے محفوظ رہے گا اور مردی ہے کہ وہ بچہ ہر آنشت سے محفوظ رہے گا۔ اور رونے کی بیماری سے بھی بچ جائے گا اور اُسم البیان سے بھی محفوظ ہوگا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس بچہ کو یہ سورہ لکھ کر باندھا جائے وہ نقص سے محفوظ ہوگا اور اس کو دھوکہ اگر اس کا پانی بچے کے ناک میں کھینچا جائے تو ناک کی بیماریوں سے محفوظ رہے گا اور اس کی تربیت نہایت اچھی ہوگی۔ (برہان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۲ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۳ وَالِدٌ وَمَوْلَدٌ ۴

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی حالانکہ تو قیام پذیر ہے اس شہر میں اور والد کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم

لَا أُقْسِمُ ۲۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ قسم مکہ معظمہ کی ہے اور اس کی عظمت کی وجہ یہ بتائی کہ آپ کا مسکن ہے اور آپ اس میں قیام پذیر ہیں کیونکہ حِلُّ کا معنی ساکن ہے اور اس کے علاوہ

رُكُوعِ نَمْبَرِ ۱۵

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ۚ أَيْحَسِبُ أَنْ لَنْ يُقَدَّرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ۚ

تحقیق ہم نے انسان کو سختی میں پیدا کیا کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی بھی قادر نہ ہوگا؟

يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُبَدًا ۚ أَيْحَسِبُ أَنْ لَمْ يُدِرْهُ أَحَدٌ ۚ أَلَمْ

کہتا ہے کہ میں نے کافی مال خرچ کر دیا ہے کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا؟ کیا ہم نے

جلّ کے دو معنی اور بھی ہیں حلال اور مجلّ پس اسی اعتبار سے اس کی تفسیر میں بھی دو قول اور پائے جاتے ہیں ۱) آپ اس شہر میں حلال سمجھے گئے ہیں یعنی وہ عرب جو اس شہر میں کسی کو تکلیف دینا جائز نہیں سمجھتے تھے حتّا کہ اپنے باپ کے قاتل سے بھی مکہ کی حدود میں انتقام نہ لیتے تھے لیکن انہوں نے حضور کو اسی مکہ میں ستایا اور قسم و قسم کی اذیتیں دیں حتّا کہ حضور کو شہر بدر کر دیا یعنی کسی چیز کو اس شہر میں جلّ نہ سمجھا گیا لیکن حضور کو جلّ سمجھا گیا ۲) مکہ میں آپ کو فتح مکہ کے سال جلّ قرار دیا گیا کہ آپ پر کفار قریش کا قتل حلال قرار دیا گیا چنانچہ ابن ابی اسحاق کعبہ کو پکڑے ہونے کے باوجود قتل کر دیا گیا اور اسی طرح بعض دیگر افراد کو بھی قتل کیا گیا اور آپ نے فرمایا کہ یہ شہر نہ مجھ سے پہلے کبھی حلال ہوا اور نہ میرے بعد کبھی حلال ہوگا اور میرے لئے بھی آج دن کے کچھ حصّہ کے علاوہ کبھی حلال نہیں ہوگا وَاِلٰی ذٰلِكَ وَمَا وَاَلَدٌ - اللہ نے اس میں والد اور مولود کی قسم کھائی ہے اور اس کی تعیین میں اختلاف ہے ۱) آدم اور اس کی پوری فریت مراد ہے کیونکہ باقی تمام مخلوق سے یہ ایک نرالی مخلوق ہے جس نے پوری روئے زمین کو آباد کیا ۲) آدم اور اس کی وہ اولاد جو انبیاء و مرسلین تھے مراد لے گئے ہیں ۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اس کی اولاد مراد ہے کیونکہ انہوں نے ہی کعبہ کو تعمیر کیا تھا ۴) ہر باپ و بیٹے کی قسم کھائی گئی ہے ۵) تفسیر برہان میں روایات الہییت میں ہے کہ والد سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور اولاد سے مراد آئمہ طاہرین ہیں جو ان کی عزّت و طاہرہ ہیں اختصار مفید سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اور میری اولاد سے اوصیاء آئمہ ہیں اور محدث ہیں پھر آپ نے نام لیا حسن حسین اور علی بن الحسین (جو اس وقت شیر نوازی کے عالم میں تھے) پھر یکے بعد دیگرے سب کے نام لئے اور فرمایا خداوند کریم نے وَاِلٰی ذٰلِكَ میں نے انہی کی قسم کھائی ہے کہ والد سے مراد رسول اللہ ہے اور اولاد سے مراد اوصیاء طاہرین ہیں سائل نے پوچھا کیا وہ امام بیک وقت ہو سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں ایک ناطق ہوگا اور دوسرا صامت ہوگا اور ایک روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور آئمہ طاہرین اور جناب فاطمہ یہ سب کے سب محدث تھے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا - یہ جواب قسم ہے یعنی ہم نے انسان کو شکل اور سخت امور کی انجام دہی کے لئے پیدا کیا ہے مثلاً سردیوں میں غلّ جنات اور صبح سویرے بستروں کو چھڑ کر عبادت کے لئے حاضری وغیرہ سخت امور ہیں جن کو انسان نے انجام دینا ہے اور باقی مخلوقات اس قسم کے فرائض سے سبکدوش ہے اور بعضوں نے کبد کا معنی استقامت لیا ہے یعنی ہم نے انسان کو سیدھی قد و قامت میں پیدا کیا ہے۔

لَنْ يُقَدَّرَ - ابوالاثرین نامی ایک طاقتور عرب تھا جس نے حضور کی مساعی جلیلہ کو مٹانے کے لئے کافی دولت خرچ کی تھی اور طاقتور تھا حتّا کہ اگر وہ مخالفی چڑے پر بیٹھا جاتا اور دس آدمی چڑے کو کھینچتے تو چڑھ بیٹھ جاتا تھا لیکن وہ شخص اپنی جگہ سے نہ ہٹتا تھا پس اس کو تنبیہ کی گئی کہ اپنی طاقت و دولت مہر و سہ

نَجْعَلُ لَهُ عَيْنَيْنِ ۝۱۱ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝۱۲ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۳ فَلَا تُفْنِمَا

منہیں بنائیں اس کی دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ اور اس کو دو واضح راستوں کی ہدایت کی پس اس نے

الْعُقَبَةَ ۝۱۴ وَمَا أَذْرَكَ مَا الْعُقَبَةُ ۝۱۵ فَكُ رَقِيبَةً ۝۱۶ أَوْ اطْعَمَ فِي يَوْمٍ

منہیں عبور کیا شکل راستہ کو اور تجھے کیا خبر کہ شکل راستہ کیا ہے؟ گردن آزاد کرنا یا بھوک کے دن کھانا

ذِي مَسْغَبَةٍ ۝۱۷ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۸ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۹ ثُمَّ كَانَ مِنَ

کھانا قربت دار یتیم کو یا مفلس مسکین کو پھر (ان صفات کے علاوہ)

پر اسے یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ مجھے گرفتار عذاب کرنے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔

اَهْلَكْتُ مَا لَا كُنتَ تَعْلَمُ میں عمارت بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے کوئی گناہ کیا تھا اور حضورؐ نے اس کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس وہ کہتا پھر تا تھا کہ جب سے مسلمان ہوا ہوں میرا تو سارا مال کفارات و صدقات پر خرچ ہو گیا ہے اور تفسیر برہان میں ہے کہ ہر ذوق جب عمرو بن عبدود کو حضرت علی علیہ السلام نے اسلام کی دعوت دی تھی تو اُس نے جواب دیا تھا کہ آج تک اسلام کے ملنے کے لئے میں نے اپنا سارا مال خرچ کر دیا ہے۔ لہذا اب کس مُنہ سے اسلام کو قبول کر لوں اور حضرت پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین سے کسی آدمی کے قدم نہ ہل سکیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کا سوال کیا جائے گا۔ زندگی کو کہاں خرچ کیا۔ مال کو کہاں سے کھایا اور کہاں خرچ کیا۔ علم پر کیا عمل کیا اور جو تعامبت اَل محمدؐ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

أَيُّ حَسْبٍ - یعنی جو شخص خرچ نہ کرے اور خرچ کرنے کا دعویٰ کرے اس کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو دیکھا کسی نے نہیں ہے اَلَمْ نَجْعَلْ - خداوند کریم نے اپنی نعمات کا تذکرہ شروع کر دیا تاکہ ہدایت کے قبول کرنے میں آسانی ہو کہ ہم نے اس کو دیکھنے کے لئے دو آنکھیں دیں اور بولنے کے لئے زبان دی اور حضورؐ سے مروی ہے کہ حدیث قدسی میں اللہ فرماتا ہے اے اولادِ آدم اگر تم زبانِ نافرمانی کی طرف سے جانا چاہو یعنی بے ہودہ الفاظ بولنا چاہو تو دو ہونٹ میں سے اس کی قید بنائے ہیں لہذا اس کو بند کر دو اور اگر تمہاری آنکھیں آوارگی اختیار کرنے لگیں تو دو پلکیں اسکی قید ہیں ان کو بند کر دو اسی طرح اگر شرمگاہ میں آوارگی کی شوق پیدا ہو تو اس کو کمر بول میں رکھو۔

الذَّجْدَيْنِ - نجد بند جگہ کو کہا جاتا ہے اس جگہ نیکی و بدی کے دو راستے مراد ہیں اور چونکہ یہ دونوں راستے واضح اور ظاہر ہیں۔ اور بلندی بھی چیز کو ظاہر کرنے کے لئے ہوتی ہے اسی مناسبت سے اچھی اچھائی اور برائی کے دونوں راستوں کو نجدین سے تعبیر کیا گیا ہے فَلَا اقْتَحَمَ - اتقام کا معنی ہے نہایت دشوار گزار راستہ کو محنت و کاوش سے عبور کرنا اور عقبہ سخت مشکل اور بلند پہاڑی چوٹی کو کہا جاتا ہے اس جگہ جہاد نفس کو اتقام عقبہ سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی انسان اطاعتِ خداوندی میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیوں نہیں کرتا۔ اور لائے نفی کے متعلق بھی تین احوال ہیں ۱۔ نفی کے معنی یعنی انسان نے اطاعتِ خداوندی میں مشکل مراحل طے نہیں کئے ۲۔ دعائیہ

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ وَتَوَّصُوا بِالرَّحْمَةِ ۖ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

وہ جو ان لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر اور رحم کی وصیت کریں ایسے لوگ وہ ہوں گے جن کا اعمال

الْيَمِينَةِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَاهُمْ أَصْحَابُ الشُّمَّةِ ۖ عَلَيْهِمُ

دائیں ہاتھ میں ہوگا اور جو لوگ کافر ہیں ہماری آیات سے ان کا اعلان ہم بائیں ہاتھ میں ہوگا ان کے اوپر

نَارٌ مُّؤَصَّدَةٌ ۖ (۲۱) ع

بھڑکتی ہوئی آگ مستط ہوگی

فقرہ ہے کہ اس کو مشکل گھاٹیوں کا عبور کرنا نصیب نہ ہوگا (۲۱) تنبیہ کے لئے ہلا کے معنی میں ہے کہ انسان نے ان منازل کو طے کیوں نہیں کیا؟ اور مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تمہارے آگے جہنم میں ایک دشوار گزار عقبہ ہے کہ اس سے گنہگار نہ گذر سکیں گے گویا اٹھاتے خداوندی سے اس کو سر کرنے کی کوشش کر دو۔

مَا الْعَقَبَةُ - یہ سوال یہ ہے کہ وہ دشوار گزار چوٹی کونسی ہے جس کو عبور کرنے کی ہمت کرنی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ غلام آزاد کرو اور چونکہ غلام کا آزاد کرنا ہر شخص کے بس میں نہیں ہے۔ لہذا سہولت کے پیش نظر اختیار دیا گیا کہ اگر یہ نہیں تو پھر بھوکے لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ ایک دفعہ ایک اسرائیلی نے خدمت نبویؐ میں عرض کی کہ حضورؐ! مجھے کوئی ایسا عمل تعلیم فرمائیے جو جنت میں جانے کا موجب بن سکے تو آپؐ نے فرمایا تو نے بات تو تھوڑی کی ہے لیکن سوال بہت بڑا کیا ہے (لہذا جواب سنو کہ جنت میں جانے کے لئے) عقیقہ نسہہ کر دو اور نیک رقبہ کرو۔ سائل نے دریافت کیا کہ عقیقہ نسہہ اور نیک رقبہ میں کیا فرق ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ عقیقہ نسہہ ہے غلام کا آزاد کرنا اور نیک رقبہ کا معنی ہے غلام کی آزادی میں پیسہ کی مدد کرنا۔ اس کے علاوہ قرابت داروں کے ساتھ اُن کے ظلم کے باوجود صلہ رحمی کرو اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ پیاسوں کو پانی پلاؤ، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور یہ کام نہ کر سکو تو کم از کم زبان کو اپنے کنٹرول میں رکھو۔ کہ بات کر دو تو اچھی در نہ خاموش رہو اور ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا جو شخص کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے خداوند کریم اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جابر سے مروی ہے حضورؐ نے فرمایا بھوکے مسلمان کو کھانا اسباب مغفرت میں سے ہے ایک شخص نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اپنے بیٹے کی بیماری کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو کہو اپنے ہاتھ سے روٹی کا صدقہ کرے اور آیات مجیدہ میں قرابت دار یتیم کو فقیر و مسکین پر سبقت دی گئی ہے اور ان تمام نیکیوں کے بعد آخر میں ایمان کی شرط بھی لگائی گئی ہے تفسیر مجمع البیان ہے کہ جہنم پر ایک پٹی بچھائی جائے گی جو تلوار کی دھار کی طرح تیز ہوگی اس کی ایک ہزار سال کی چڑھائی ایک ہزار سال کی لمبائی اور ایک ہزار سال کی اتڑائی ہوگی اور اس کے ارد گرد کانٹے ہوں گے پس بعض لوگ بجلی کی طرح گذریں گے۔ بعض تیز ہوا کی طرح عبور کریں گے بعض تیز رو گھوڑے کی طرح دوڑ کر جائیں گے بعض انسانوں کی طرح دوڑیں گے اور بعض چل کر جائیں گے بعض گھٹنوں کے

بل اور بعض گرتے پڑتے مشکلی سے گذریں گے اور بعض اندھے منہ جہنم میں گریں گے۔

تفسیر اہلبیت میں ہے کہ عقبہ سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ تمام لوگ جہنم کی قید و غلامی میں ہیں پس جو ہماری طاعت و ولایت میں داخل ہو گا وہ آتش جہنم سے آزاد ہو گا اور عقبہ ہماری ولایت کا نام ہے اس میں شک نہیں کہ سب اعمال کی مقبولیت کا دار و مدار ایمان پر ہے اور ایمان صحیح نہیں ہو سکتا جب تک آل محمد کی ولایت حاصل نہ ہو لہذا تفسیر باطنی کے اعتبار سے عقبہ سے مراد ولاء آل محمد درست ہے خداوند کریم ہمیں محمد و آل محمد علیہم السلام کی ولایت و محبت پر ثابت قدم رکھے آمین اور روایات آل محمد میں ہے کہ اصحابِ مشئم سے مراد دشمنانِ آل محمد ہیں۔

سُورَةُ الشَّمْسِ

○ یہ سورہ مکہ ہے سورہ القدر کے بعد نازل ہوا ہے۔

○ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر اس کی آیات کی تعداد سولہ ہے۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس کو تمام ان چیزوں کے برابر ثواب ملے گا جن پر سورج اور چاند روشنی دیتے ہیں

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص سورہ الشمس، سورہ الليل، سورہ الضحیٰ اور سورہ الم نشرح کی دن یارات میں تلاوت کرے گا تو اس کے سامنے کی تمام چیزیں بروزِ شمس اس کے حق میں گواہی دیں گی بلکہ زمین کے بسنے والی ہر مخلوق اس کے حق میں گواہی دے گی اور اللہ فرمائے گا تمہاری گواہی مقبول ہے لہذا میرے بندے کو جنت میں لے جاؤ اور یہ میرا فضل و احسان ہے

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص توفیق سے محروم ہو وہ اس سورہ کو زیادہ پڑھے خداوند کریم اس کی توفیق میں اضافہ کرے گا۔ وہ جہاں بھی جائے گا نفع مند ہو گا اس کا حافظہ زیادہ ہو گا اور لوگوں میں اس کی مقبولیت بڑھے گی اور اس کا مرتبہ بلند ہو گا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کا رزق کم ہو اور توفیق میسر نہ ہو اور خسارہ زیادہ پڑتا ہو تو ایسا شخص اس سورہ کو ہمیشہ پڑھتا رہے خداوند کریم اس کی برکت سے اس کی توفیق میں زیادتی کرے گا اور جو شخص اس سورہ کو لکھ کر دھو لے اور اس کا پانی پیئے تو دھڑکن سے محفوظ رہے گا۔ (بریل)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا ۲ وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا ۳ وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّهَا ۴

سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی قسم جب اس کے پیچھے ہوتا ہے اور دن کی قسم جب تاریکی کو دور کرتا ہے

وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَاهَا ۵ وَالسَّمَاءُ وَمَا بَيْنَهَا ۶ وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَاهَا ۷

اور رات کی قسم جب اس پر چھا جاتی ہے آسمان اور اس کے بنائے والے کی قسم اور زمین اور اس کو بچھانے والے کی قسم

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۸ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۹ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ

اور نفس اور اس کو بنانے والے کی قسم کہ اسی کو برائی اور تقویٰ کا الہام کیا تحقیق وہ کامیاب ہوا جس نے

وَالشَّمْسُ - تفسیر باطنی کے اعتبار سے روایات اہل بیت سے منقول ہے کہ سورج سے مراد حضرت رسالتا ہے اور قمر سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں کہ جس طرح چاند سورج کے بعد طلوع کرتا ہے۔

اسی طرح دمی کا درجہ نبی کے بعد ہے اور لیل کی باطنی تفسیر کے لحاظ سے وہ حکام جو مراد ہیں جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو ختم کر کے رکھ دیا اور ناجائز طور پر منبر حکومت کے غاصب ہو گئے اور نہار سے مراد یکے بعد دیگرے آئمہ طاہرین ہیں۔ یہی اور اس کا جلی فر حضرت قائم آل محمد ہے جو ظلم و جور کی تاریکیوں کو دور کرے گا اور تفسیر ظاہر کے لحاظ سے ان تمام چیزوں کی قسم اس لئے کھائی گئی ہے کہ یہ چیزیں صنعت پروردگار کے عظیم شاہکار ہیں اور ان میں غور و فکر کرنے سے انسان دین اسلام کو سمجھنے پر موقف ہوتا ہے اور منجی صبح کے وقت کو کہتے ہیں جب سورج کی روشنی پوری طرح پھیل جائے

وَمَا بَنَاهَا - اس جگہ ما کو مصدر بھی کہا گیا ہے اور ما کو من کے معنی میں موصولہ بھی کہا گیا ہے اور دونوں احتمال جائز ہیں پس اگر مصدر یہ ہوگا تو آسمان اور اس کی بنا کی قسم اور اگر بمعنی من موصولہ ہو تو معنی ہوگا آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم یعنی خدا نے اپنی قسم کھائی ہے اور بعد والی آیتوں میں بھی ماکہی یہی تفسیر ہوگی۔

تفسیر برہان میں ابن عباس سے منقول ہے کہ شمس سے مراد حضرت نبی کریم اور قمر سے مراد حضرت علی ہیں اور نہار سے مراد حسن حسین علیہما السلام اور لیل سے مراد بنی اُمیہ ہیں اور ایک روایت میں وَالنَّهَارُ کی تاویل حضرت قائم آل محمد سے کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم نے فرمایا جب میں تبلیغ رسالت کے لئے مامور ہوا تو بنی اُمیہ کو میں نے اپنی رسالت کا پیغام دیا پس انہوں نے مجھے جھٹلایا اس کے بعد میں نے بنو ہاشم کو دعوت دی تو حضرت علی علیہ السلام نے میری ظاہر و خفیہ ہر دو طریق سے حمایت کی اور حضرت ابوطالب نے

رُكَّهًا ۱۰ وَقَدْ خَابَ مِنْ دَشَّهَا ۱۱ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ۱۲ إِذَا

اس کو پاک رکھا اور ناکام ہوا جس نے اس کو ناپاک رکھا جھٹلایا قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی بدولت جبکہ کھڑا ہوا

نُبِعَتْ أَشْقَاهَا ۱۳ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ۱۴ فَكَذَّبُوهُ

اسی کا بد بخت ترین پی ان کو رسول اللہ (صالح پیغمبر) نے کہا کہ اللہ کی ناقہ اور اس کے پینے کے بارے میں (اللہ سے ڈرو) تو انہوں

فَعَقَرُوهَا ۱۵ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فَحَسَوا ۱۶ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۱۷

نے اس کو جھٹلایا پس اس کے پیر کاٹ ڈالے پس ان پر ان کے رب نے ان کے گناہ کا عذاب نازل کیا اور ان کو ختم کر دیا اور وہ اس کے انجام سے نہیں ڈرتا

حایت ظاہر بظاہر کی لیکن ایمان کو دل میں مخفی رکھا پس ہیریل نے اللہ کے حکم سے اپنا جھنڈا بنی ہاشم میں گاڑ دیا اور ابلیس نے اپنا جھنڈا بنی اُمیہ میں نصب کر دیا تو پس وہ اور ان کی اولاد ہماری اور ہماری اولاد کی قیامت تک دشمن رہے گی۔

فَالْتَمَسَهَا - یعنی خداوند کریم نے انسان کو عقل کی دولت دیکھ نیکی اور برائی کے دونوں راستوں کے سمجھنے کی توفیق دیدی ہے۔
قَدْ أَفْلَحَ - یہ جواب قسم ہے کہ جو بھی نفس کو پاک رکھے وہ کامیاب ہوگا اور جو بھی بد اعمالیوں کے ذریعے سے اپنے نفس کو گنہگار بنائے گا۔ وہ ناکام ہوگا اور خداوند کریم مجبور نہیں کرتا بلکہ ہر انسان نے اپنے اختیاری اعمال کی بدولت نیک یا بد ہوتا ہے۔

أَشْقَاهَا - قوم ثمود کا بد بخت ترین انسان تدار بن سالف تھا جس نے صالح پیغمبر کی ناقہ کو قتل کیا تھا اور تفسیر برہان میں ابن عباس سے منقول ہے کہ عبدالرحمن بن ملجم اسی قدر کی نسل سے تھا اور دونو کا قتل بھی ایک جیسا ہے کہ قدار رباب نامی عورت کے عشق میں گرفتار ہو کر ناقہ صالح کا قاتل بنا اور عبدالرحمن بن ملجم طعام نامی عورت کے عشق میں حضرت علی کا قاتل ہوا اور مجمع البیان میں ہے حضرت عمار بن یاسر روایت کرتے ہیں کہ ایک غزوہ سے واپسی پر میں اور حضرت علیؑ ایک کھجوروں کے جھنڈ میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ حضرت رسالتؐ نے ہم دونو کو خواب سے بیدار کیا اس وقت ہمارے جسموں پر مٹی پڑی ہوئی تھی پس آپ نے فرمایا کیا میں تم کو زلزلے کے بد بخت ترین دو انسانوں کا پتہ دوں تو ہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا ایک قوم ثمود کا احرار ناقہ صالح کو قتل کرنے والا تھا اور دوسرا وہ ہے جو تیرے سر پر تلوار کا وارک بے گاپس آپ نے حضرت علیؑ کے سر پر ہاتھ رکھا اور ڈاڑھی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس کو یعنی ڈاڑھی کو اس کے خون سے یعنی سر کے خون سے رنگین کرے گا۔

فَدَمْدَمَ - دمدمہ کا معنی ہلاک کرنا ہوتا ہے اور خداوند کریم جس کو ہلاک کرے اسے یہ خطرہ نہیں ہے کہ وہ لوگ مجھ سے انتقام لیں گے کیونکہ کوئی طاقت اس پر غالب نہیں ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے یا اس سے انتقام لے سکے۔

سُورَةُ وَاللَّيْلِ

○ یہ سورہ مکّیہ ہے۔

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کو ملا کر بائیس بنتی ہے۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو اس سورہ کو پڑھے گا۔ خداوند کریم اس کو اس قدر عطا کرے گا کہ وہ راضی ہوگا اور خدا اس کو تنگدستی سے محفوظ رکھے گا اور اس کی توفیقات میں اضافہ فرمائے گا اور اس کو اپنے فضل و کرم سے غنی کر دے گا اور ہر شخص سونے سے پہلے اس سورہ کو پندرہ مرتبہ پڑھے تو اپنی نیند میں وہ اچھی باتیں دیکھے گا جن کو وہ پسند کرنا ہوگا اور برائی نہ دیکھے گا اور جو شخص نماز عشر میں اس کو پڑھے گا تو گویا اس نے ایک پورے قرآن کی تلاوت کی اور اس کی نماز مقبول ہوگی۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پندرہ مرتبہ پڑھے تو وہ ناپسندیدہ امر نہ دیکھے گا اور نیند میں خدا اس کو امن میں رکھے گا اور اگر بے ہوشی اور مرگی والے انسان پر اس سورہ کو پڑھا جائے تو وہ فوراً ہوش میں آجائے گا

بِإِذْنِ اللَّهِ (پُرہان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے رحمن و رحیم ہے (شرع کرتا ہوں)

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۖ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۚ إِنَّ سَعْيَكُمْ

رات کی قسم جب چھا جاتی ہے دن کی قسم جب تاریکی کو دور کرتا ہے اس کی قسم جس نے زود مادہ کو پیدا کیا تحقیق تمہاری کوششیں

وَاللَّيْلِ۔ رات اور دن کی قسم کو پھر دہرایا تاکہ صاحبان فکر ان کے متبادل انتظام میں غور کر کے توحید کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور خداوند کریم اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی قسم کھائے درست ہے البتہ مخلوق کے لئے زیبا نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کی قسم کھائیں اس لئے کہ وہ قسم قسم نہیں جو اللہ کے بغیر کسی بزرگ کی کھائی جائے اور اس کی باطنی تفسیر وہی ہے جو پہلی سورت میں گزر چکی ہے۔

وَمَا خَلَقَ یہ ماصحیٰ موصولہ کے معنی میں ہے اور خدا نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے

لَشَيْءٍ ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنِيْسِرُهُ لِيْسِرٰى ۝

مختلف ہیں بہر حال جو سخاوت کرے اور خوف خدا کرے اور نیکی کی تصدیق کرے تو ہم اس کو مزید نیکیوں کی توفیق دیں گے

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنِيْسِرُهُ لِّلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يَغْنٰى ۝

اور لیکن جو بخلی کرے اور لاپرواہی کرے اور نیکی کو جھٹلائے تو ہم اس کے لئے مشکلات کا راستہ آسان کر دیں گے اور اس کو

عَنْهُ مَالٌ ۝ اِذَا تَرَدٰى ۝ اِنِّىْ عَلِيْمًا لِّلْهُدٰى ۝ وَاِنِّ لَنَا لِّلْآخِرَةِ وَالْاٰوَلٰى ۝

مال فائدہ مند ہے گا جب وہ گر جائے (دوزخ میں) تحقیق ہمارے اوپر ہے ہدایت کرنا اور تحقیق ہمارے لئے ہے آخرت اور اولیٰ

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظٰى ۝ لَا يَصْلٰىهَا اِلَّا الْاَشْقٰى ۝ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلٰى ۝

پس میں نے تم کو مبرکتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے جس میں نہ جلے گا مگر بخت و وہ جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى ۝ الَّذِىْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ

اور اس سے بچے گا اندازے ڈرنے والا جس نے اپنا مال (راہ خدا میں) دیا تاکہ پاک و صاف ہو جائے اور کسی کا اس پر احسان نہ تھا جس کا

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتٰى ۝ یہ جواب قسم ہے اور معنی یہ ہے کہ اعمال بجالانے والوں کے عمل مختلف ہوا کرتے ہیں بعض لوگ جنت کے لئے عمل کرتے ہیں اور بعض لوگ آخرت کو نظر انداز کر کے دنیاوی فلاح و بہبود کو ہی ملوٹا رکھتے ہیں۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ انصار میں سے ایک شخص کی کھجور تھی جو ایک ہمسایہ میں رہنے والے غریب و نادار شخص کے گھر پر لٹکی ہوئی تھی پس یہ کھجور کا مالک جب پھل اُٹارنے کے لئے کھجور پر چڑھتا تھا تو بعض اوقات کھجور کے دانے گر کر اس غریب و نادار شخص کے صحن میں جا پڑتے تھے اور اُس کے غریب چھوٹے بچے اٹھا لیتے تھے تو یہ شخص کھجور سے اتر کر ان بچوں سے کھجور کے دانے چھین لیتا تھا اور بعض اوقات ان کے منہ میں انگلی ڈال کر ان کے منہ سے بھی کھجور کا دانا نکال لیا کرتا تھا اور ان بچوں کے رونے کی پرواہ نہ کرتا تھا پس غریب نے بارگاہ نبوی میں شکایت کی تو آپ نے کھجور کے مالک کو بلا کر فرمایا مجھے کھجور کا درخت فروخت کر دو کہ اس کے بدلہ میں تجھے جنت میں کھجور کا درخت دوں گا تو اُس نے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا جنت میں پورا باغ دوں گا تب بھی اس نے نہ مانا اور کہا کہ میرے پاس کھجوروں کا باغ ہے لیکن اس کا خرما تمام باغ کے خرما سے بہتر ہے پس آپ خاموش ہو گئے ابوالاحداح نامی ایک صحابی نے یہ بات سنی تو وہ اس کھجور کے مالک کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس کھجور کا سودا میرے ساتھ کرو چنانچہ وہ اس ایک کھجور کے بدلہ میں چالیس کھجوریں لینے پر رضامند ہوا اور ابوالاحداح نے گواہوں کے سامنے سودا پکا کر لیا اور اس کے بعد خدمت نبوی حاضر ہو کر عرض گزار

نَعْمَةٌ تُجْزَىٰ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿۲۲﴾

اس نے بدلہ دیا ہو مگر اس نے اپنے بزرگ و بزرگ خدا کی خوشنودی کے لئے دریافت کیا اور عنقریب وہ (اس کی جزا پر) راضی ہوگا

ہوا کہ حضور رحمت والی کھجور کا سودا آپ میرے ساتھ کریں کیونکہ وہ کھجور کا درخت اب میری ملکیت میں ہے اور میں وہ آپ کی ملکیت میں دیتا ہوں۔ پس آپ نے قبول فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جنت میں صرف ایک کھجور نہیں بلکہ کچے باغات جنت عطا ہوں گے پس آپ اس غریب آدمی کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا اے بندہ خدا یہ کھجور اب تیری ہے بے شک خود بھی اس کا پھل کھاؤ اور پیئے۔ بچوں کو بھی کھلاؤ۔ پس قرآن مجید کی یہ آیتیں نازل ہوئیں اور یہ ہے سخاوت اور ایثار شکاری جس کی بدولت اسلام تمام ادیان عالم سے سبقت لے گیا ہے اگر دنیا کے بھر کے مسلمان پیغمبر کی ان تعلیمات کو اپنائیں تو نہ دنیا میں کوئی انسان مہوکارہ سکتا ہے اور نہ کوئی گداگر ہو سکتا ہے بلکہ ساری دنیا میں کوئی دوسرا دین رہ ہی نہیں سکتا اگر مسلمان صحیح ہو جائیں۔

اَمَّا مَنْ اَعْطٰی ۔ اس کا مصداق تنزیلی کے طور پر ابوالدرداء ہے اور تاویل اس کی قیامت تک جاری ہے۔
اَمَّا مَنْ بَخِلَ ۔ اس کا ظاہری مصداق وہ ہے جس نے بخل کیا تھا اور تاویل اس کی بھی قیامت جاری ہے۔

سُورَةُ الضُّحٰی

○ یہ سورہ مکیہ ہے۔

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کو ملا کر بارہ بنتی ہے۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس کی تلاوت کرے گا اس کو خدا جنت میں راضی کرے گا اور حضرت محمد مصطفیٰ اس کی شفاعت کریں گے اور ہر یتیم و سائل کی تعداد سے دس گنا نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج کی جائیں گی۔

○ اگر اس سورہ مجیدہ کو کسی گندہ کے نام کے ساتھ لکھا جائے گا تو صحیح و سالم واپس آئے گا اور اگر کوئی انسان کوئی چیز بھولی جائے تو یاد آنے پر اس سورہ مجیدہ کی تلاوت کرے۔ پس وہ چیز خدا کی حفاظت میں ہوگی اور اس کو صحیح و سالم مل جائیگی اگر گندہ ساتھی کے نام پر اس سورہ کو روزانہ پڑھا جائے تو وہ ساتھی لازماً پٹ کر واپس آئے گا (نبوی)

تنبیہ: فقہی نقطہ نظر سے سورہ الضحٰی اور سورہ الم نشرح ایک شمار ہوتی ہیں لہذا اگر اس سورہ کو نماز فریضہ میں پڑھنا ہو تو اس کے بعد سورہ الم نشرح کو بھی ضرور پڑھے ورنہ نماز باطل ہوگی اور دونوں سورتوں کو پڑھنے کی صورت میں الم نشرح کی

ابتدائی بسم اللہ کو بھی پڑھنا پڑے گا۔

20/11

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالضُّحَىٰ ② وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ③ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ④ وَالْآخِرَةُ ⑤

ضحیٰ کی قسم رات کی قسم جب دُعاں پے نہیں چھوڑا تجھے تیرے رب نے اور نہ ناراض ہوا ہے اور البتہ آخرت

خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ⑥ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ⑦ أَلَمْ يَجِدْكَ ⑧

تیرے لئے اُولى سے بہتر ہے اور عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہوگا کیا تجھے اُس نے

يَتِيمًا فَآوَىٰ ⑨ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ⑩ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ⑪

یتیم نہیں پایا پس تجھے پناہ دی اور تجھے (لوگوں کی نفروں میں) ضال پایا پس ہدایت کی اور تجھے تنگدست پایا تو غنی کر دیا

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ⑫ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ⑬ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ ⑭

بہر حال یتیم پر قہر نہ کرنا اور سائل کو نہ جھڑکنا اور نعمت پر در دگار کو لوگوں

فَحَدِّثْ ⑮

میں بیان کرنا

رُكُوع نمبر ۱۸ اِذَا سَجَىٰ - یہ سَجُو سے ہے اور اس کا معنی ہے سکون یعنی رات جب جم جائے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مضاف محذوف ہے یعنی رب الضحیٰ اور رب اللیل یعنی خدا نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے اور بعد میں جواب قسم ہے۔

مَا وَدَّعَكَ - جمع البیان میں ہے کہ یہودیوں نے ذوالقرنین اصحاب کہف اور رُوح کے متعلق حضور سے سوالات کئے تھے۔ تو آپ نے انشاء اللہ کہے بغیر ان سے وعدہ کر لیا تھا پس چند دن تھا یا ۱۴ یا زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک وحی کی آمد بند ہو گئی پس کفار نے کہنا شروع کر دیا کہ اب محمدؐ کا خدا اُس سے ناراض ہو گیا ہے چنانچہ بعد میں بھر لی یہ سورہ لایا اس دوران میں ابولہب کی بیوی اُم جہیل بنت جھر جو ابوسفیان کی بہن تھی اس نے بھی نامنرا الفاظ کہے تھے۔

مَا وَدَّعَكَ - یہ جواب قسم ہے کہ نہ خدا نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ تجھ پر ناراض ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ - یعنی قیامت کے دن خدا تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو گا اور اس سے مراد شفاعت ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس کیت کو لوگ اپنی بخشش کا بہت بڑا سہارا سمجھتے ہیں وہ یہ ہے اَلَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَمْ يَأْمُرْ اَللّٰهُ اَنْ يَّعْطِيَهُمْ اَلْحِمًا مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ ۚ وَلَٰكِنْ اَسْرَفُوْا ۚ وَلَٰكِنْ اَسْرَفُوْا ۚ وَلَٰكِنْ اَسْرَفُوْا ۚ

یعنی اہلبیت کے نزدیک یہ آیت سب سے زیادہ بخشش کا سہارا ہے کہ خدا اپنے حبیب سے وعدہ فرما رہا ہے کہ تمہارا رب تمہیں اس قدر دے گا کہ تم راضی ہو گے اور اس سے مراد شفاعت ہے چنانچہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ، حضرت تہل مغلہ کے گھر میں داخل ہوئے جبکہ محضرہ طاہرہ کی اور مہتی اونٹ کے کھورے بالوں کی تھی بچہ گود میں تھا اور آپ ﷺ اس کی گودانی کے فرائض انجام دے رہے تھے پس دیکھتے ہی آپ ﷺ ابدیدہ ہو گئے اور فرمایا دنیا کی سخت زندگی آخرت کی شیریں زندگی کے بدلہ میں ہے پس یہ آیت اُتری وَلَسَوْفَ اُزِيْطُكَ اور رسول اللہ کی رضا یہ ہے کہ اپنے اہلبیت کو سب سے پہلے جنت میں داخل کرے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے جد کی رضا یہ ہے کہ کوئی مومن آتش دوزخ کا ایندھن نہ بنے پائے (بشرطیکہ نبوت و امامت کے متعلق بھی عقیدہ صحیح رکھتا ہو)

اَلَمْ يَجْعَلْ لَّكَ - خداوند کریم نے حضور پر اپنے احسانات کا تذکرہ فرمایا کہ آپ یتیم تھے اور بظاہر آپ کا کفیل کوئی نہ تھا کیونکہ دوسری کے سن میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور آٹھ برس کی عمر میں جد امجد حضرت عبدالطلب کا سایہ بھی اٹھ گیا تو خداوند کریم نے حضرت ابوطالب کے دل میں ان کی محبت ڈال دی اور وہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے اور حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب کی ماں ایک تھی جبکہ دوسرے بھائی دوسری ماؤں کی اولاد تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حضور کو اللہ نے یتیمی کیوں دی؟ تو اپنے فرمایا تاکہ کسی مخلوق کو اللہ کے حبیب سے برتری نہ رہے اور کسی کو آپ پر بناوستی کا حق حاصل نہ ہو، کیونکہ ایسی صورت میں تبلیغی سرگرمیوں میں رد کاوٹ کا امکان ہوتا ہے

وَوَجَدَكَ ضَالًّا - اس کے متعدد معانی کئے گئے ہیں لیکن سب سے مناسب معنی جو آپ کی عصمت و برتری کے شاہانِ شان ہے وہ یہ ہے کہ ضال کا معنی مضل ہے یعنی آپ کے بارے میں لوگ گمراہ تھے یا یہ کہ لوگ آپ کو گمراہ سمجھتے تھے پس خدا نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ لوگوں کے نظریے بدل گئے اور منظرِ باقی انقلاب نے لوگوں کو اپنی غلطیوں کا احساس دلایا پس لوگ حضور کی وجہ سے ہدایت کے قریب ہوتے چلے گئے۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا - یعنی روت کے اعتبار سے آپ نہی دست تھے پس خدیجہ کے مال سے اللہ نے ان کو لوگوں سے غنی کر دیا۔ اَمَّا الْيَتِيْمَ - حضرت نبی کریم نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر رحم کا ہاتھ رکھے تو جس قدر بال اس کے ہاتھ کے نیچے اٹھیں گے خداوند کریم ہر بال کے بدلہ میں اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی کا اضافہ اور ایک گناہ کی کمی کرے گا اور قیامت کے دن اس کو نور عطا کرے گا اور مروی ہے کہ یتیم کی فریاد عرش کو ہلادیتی ہے اور یہ کہ یتیم پر درجۂ جنت کے بالکل قریب ہوا کرتا ہے۔

اَمَّا السَّائِلَ - سائل کو جبر کنا منوع ہے البتہ جو کچھ دے سکے اس کو دیدے اور مروی ہے کہ اگرچہ سائل گھوڑے پر بھی سوار ہو تب بھی کچھ نہ کچھ اس کو دے دینا چاہیئے اور بعض نے سائل سے مراد طالب علم لیا ہے۔

بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَقِّقْ - حضور پر اللہ کی نعمت نبوت و رسالت تھی پس اس کا لوگوں میں اعلان کرنا آپ کے فرائض میں سے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

الْمُنْشَرِّحُ لَكَ صَدْرَكَ ۲ وَوَضَعْنَا عَنكَ وَدْرَكَ ۳ الَّذِي أَنْقَضَ

کیا ہم نے نہیں کھولا تیرے لئے تیرے سینے کو اور ہم نے اتار دیا تجھ سے تیرا بوجھ جس نے تیری پشت

مٹا اور یہ تحدیثِ نعمت پروردگار تھی اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی انسان پر اللہ نعمت نازل فرمائے تو اس کا بیان کرنا شکرِ نعمت میں داخل ہے۔

سُورَةُ الْمُنْشَرِّحِ

- یہ سورہ مکیہ ہے
- اور اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کو ملا کر نو ہے
- حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص اس کی تلاوت کرے اس کو اللہ یقین اور عافیت عطا فرمائے گا۔
- اور جو شخص اس سورہ کو سینے کے درد پر پڑھے یا لکھ کر پاس رکھے تو سینے کے درد سے شفا پائے گا
- حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا اگر کسی شخص کا پیشاب بند ہو تو کسی برتن پر اس سورہ کو لکھ کر اس کا پانی پیئے تو پیشاب کی بندش ختم ہو جائے گی اور اللہ اس کا اخراج آسان کر دے گا۔
- اگر دل اور سینے کی تکلیف پر اس کو پڑھا جائے تو شفا ہوگی اور جس کو سردی زیادہ لگی ہو اس سورہ کو دھو کر پلانے سے اس کی سردی دور ہوگی (بازن اللہ) (برہن)

الْمُنْشَرِّحُ : علمائے امامیہ کے نزدیک یہ سورہ اور اس سے پہلی سورہ ایک سورہ کے حکم میں ہیں وہاں خداوند کریم نے اپنے حبیب پر اپنے احسانات کا تذکرہ کیا تھا کہ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا اَلَمْ يَكْرِمْكَ اَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ

رُكُوعٌ ۱۹

سے اَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ رُكُوعًا ۱۹ کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کشادہ کیا کہ علوم نبوت اور علوم قرآنیہ کا اس کو خزن بنایا۔ جن لوگوں نے یہ روایت کی ہے کہ حسنہ کے پاس جبریل آیا اور ان کے سینے کا پریشن کر کے سیاہ نقلا نکالا اور اس کی جگہ نور نبوت بھر کر پھر زخم کو سجا دیا گیا یہ شیعہ عقیدہ کی رو سے بالکل باطل ہے کیونکہ پریشن کے ذریعے سے نہ جہالت کو نکالا جاسکتا ہے اور نہ نبوت کو مبرا جاسکتا ہے پس عقلاً یہ روایت مضحکہ خیز ہونے کے علاوہ اس میں نشانِ نبوت کی تقیص بھی ہے۔

ظَهَرَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ

بھاری کر دی تھی اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا پس تحقیق مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے بے شک مشکل کے ساتھ

يُسْرًا ۝ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

آسانی ہوتی ہے پس جب فارغ ہو تو مشقت اٹھا اور اپنے پروردگار کی طرف رغبت کر

روایات اہلبیت سے ثابت ہے کہ جس طرح یتیم ہونے کی کمی حضرت ابوطالب کی کفالت سے پوری ہوئی اور تنگدستی کی کمی حضرت خدیجہ کی دولت سے پوری ہوئی اسی طرح سینہ کی کشادگی حضرت علی کی ولایت و محبت سے ہوئی اور دشمنوں کی مخالفانہ سرگرمیوں کی وجہ سے پشت کے بوجھ کی تکلیف حضرت علی علیہ السلام کی تائید و نصرت سے دور ہوئی۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ۝ حضور کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جہاں جہاں توحید کا غرہ بلند ہوتا ہے وہاں حضور کا نام نامی بھی ساتھ ہوتا ہے چنانچہ مسلمانوں کے قرینہ قرینہ میں تاقیامت اذان میں اور شہد نماز میں شہادت توحید کے ساتھ ساتھ حضور کی نبوت کی شہادت بھی دی جاتی ہے۔
فَإِنْصَبْ ۝ یعنی نماز سے فارغ ہو کر دعا و دیگر تعقیبات کی مشقت اٹھایا کرو اور روایات اہلبیت میں تو اتر سے منقول ہے کہ یہ حکم حضور کو حجۃ الوداع کے موقع پر ملا کہ جب حج کے اعمال سے فراغت حاصل کرو تو اعلان یہ اپنے بھائی علی کو لوگوں کے لئے اپنا خلیفہ نامزد کر لو چنانچہ آپ نے خم غدیر کے جبرے جمع میں فرمایا۔ مَنِ كُنْتُ مُوَلًّا فَعَلِيَ مُوَلًّا ۝۔

سُورَةُ التَّيْنِ

بعد نازل ہوا

کو ملا کہ نو بنتی ہے۔

○ یہ سورہ تکیہ ہے جو سورہ بُرُوج کے

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ

○ حضور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص یہ سورہ فرائض یا نوافل میں پڑھتا رہے گا اس کو جنت میں اپنی مرضی کے مطابق مکان ملے گا۔

○ حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص اس کی عادت کرے گا اس کو اجر بے حساب دیا جائے گا گویا کہ اس نے حضور سرور کائنات کی غمرہ حالت میں زیارت کی اور خدا نے اس کی مشکل کو حل فرمادیا اور اگر اس سورہ کو حاضر کھانے پر پڑھ لیا جائے تو اس کے مضرات سے خدا اس کو محفوظ رکھے گا اگر اس میں زہر ہوگی تب بھی شفا سے بدل جائے گی۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر اس سورہ کو کھ لیا جائے روٹی کے کسی ٹکڑے پر اور اس کو پڑھ بھی لیا جائے تو اس کے مضر اثرات ختم ہو جائیں گے اور بقدرت خدا وہ باعث شفا ثابت ہوگی۔

(برہان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونَ ② وَطُورِ سَيْنِينَ ③ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ④

انجیر و زیتون کی قسم طور سینین کی قسم اور اس بلد امین (مکہ) کی قسم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ⑥

تحقیق ہم نے انسان کو بہترین قدر و قامت میں پیدا کیا پھر اس کو سافلین سے بھی اسفل حیات کی طرف پٹا دیا

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ⑦ فَمَا يُكَذِّبُكَ

مگر ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے تو ان کے لئے اجر غیر موقوف ہوگا پس تجھے (اے انسان)

بَعْدُ بِالْذِّنِّ ⑧ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ ⑨ ۴۰

کیا چیز پھرتی ہے دین سے کیا اللہ احکم الحاکمین نہیں ہے ؟

رکوع نمبر ۲۰ **وَالَّتَيْنِ** یعنی انجیر اور زیتون ایک مشہور پھل ہے شام و اردن میں ان کے درخت زیادہ ہوتے ہیں۔ تین کے متعلق حضرت پیغمبر سے منقول ہے اگر میں کہتا کہ جنت سے کوئی میوہ اُترے تو اس تین

یعنی انجیر کے متعلق کہتا یہ میوہ گھٹلی کے بغیر ہے اس کو زیادہ کھایا کرو کہ یہ بواسیر کا قاطع ہے اس کی تفسیر میں چند اقوال ہیں ۱۔ تین دمشق کا پہاڑ اور زیتون بیت المقدس کا پہاڑ ہے چونکہ ان پہاڑوں پر یہ درخت کثرت سے پیدا ہوتے ہیں لہذا ان کا نام بھی یہی رکھا گیا ۲۔ دمشق کی جامع مسجد کا نام بھی یہی رکھا گیا۔ ۳۔ دمشق کی جامع مسجد کا نام اور بیت المقدس کا نام زیتون ہے۔ ۴۔ تین مسجد اطرام اور زیتون مسجد اقصیٰ ہے ۵۔ تین کی تاویل حسن اور زیتون کی تاویل حسین ہے

طُورِ سَيْنِينَ اس کا معنی مبارک ہے اور سینین اور سیناء مترادف ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر وہ پہاڑ جو پھلدار درختوں سے لدا ہو اس کو سینین کہا جاتا ہے اور اس کی تاویل حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں اور البلد الامین کی تاویل سرور کائنات میں۔ **أَسْفَلَ سَافِلِينَ** پست حالتوں میں انسان سافل ہوا کرتا ہے مثلاً بڑھاپے، عجز، بیماری، کمزور زمین گیر، بچہ وغیرہ اور یہ سب سافلین شمار ہوتے ہیں اور اسکے بعد پست بڑھاپے کی حالت کو اسفل سافلین کہا گیا اور بعضوں نے اس سے کفار و ادھے میں جو جہنم میں ڈالے جائیں گے اور اسفل سافلین کی طرف پٹا یا جانا چاہیے اور اسکے تاویل مصادیق دشمن الکرہ ہیں **إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا** یعنی جو مومن ہوگا وہ انتہائی بڑھاپے کے بعد بھی اسفل سافلین کی طرف نہیں پٹا یا جائے گا چنانچہ حضرت

رسالتؐ نے فرمایا کہ بچہ جب تک جوانی کو نہیں پہنچتا اس وقت تک اس وقت اس کے نیک اعمال اس کے والدین کے نامہ اعمال میں درج کئے جاتے ہیں اور اس کی بد اعمالیوں کو نہیں لکھا جاتا پس جب وہ جوانی کی فضا میں قدم رکھتا ہے تو دو لکھنے والے فرشتے غلط کاریوں سے اس کی محافظت کرنے پر مامور ہوتے ہیں اور وہ اس کو سیدھے راستہ پر چلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب اسلامی زندگی میں اس کو چالیس برس گزرتے ہیں تو خداوند کریم اس کو جنون جذام اور برص کی تینوں موزمی مرضوں سے امان دیتا ہے پس جب پچاس برس کا ہوتا ہے تو خدا اس کا حساب خفیف کر دیتا ہے اور جب ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو خدا اس کو انابت کی توفیق مرحمت فرماتا ہے جب ستر برس کو پہنچتا ہے تو ملائکہ سما اس کی محبت پر مامور ہوتے ہیں پس جب اسی سال کو پہنچتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کے خاندان میں اس کی شفاعت مقبول ہوتی ہے اور آسمان میں اس کا نام اسیر اللہ (اللہ کا قیدی) ہوتا ہے اور جب اس عمر سے بھی تجاوز کر جائے تو جعفر اعمال اس کے نامہ اعمال میں جوانی کے دوران میں لکھے جاتے تھے اسی طرح اس کے اعمال درج ہوتے رہیں گے اور اس کے گناہ نہ لکھے جائیں گے۔

فَمَا يَكْذِبُكَ بِالْقَدِیْنِ۔ یعنی اے انسان ان چیزوں میں غور و فکر کرنے کے بعد تجھے کیا چیز دین حق سے روکتی ہے اور روایات اہلبیت میں بکثرت وارد ہے کہ اس جگہ دین کی تاویل ولایت امیر المؤمنین علیہ السلام ہے۔

سُورَةُ الْعَلَقِ

- یہ سورہ مکّیہ ہے جو سب سے پہلے نازل ہوا۔
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کو ملا کر بیسٹھ بنتی ہے۔
- حدیث نبوی میں ہے جس نے اس سورہ کی تلاوت کی گویا اس نے تمام سورہ مفصلات کی تلاوت کی۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اس کو دن یا رات میں پڑھے پھر اسی دن یا رات میں مر جائے تو وہ شہید مرتا ہے اور اس کا ثواب رسول اللہ کے ہمراہ جہاد کرنے والوں کے برابر ہوتا ہے (مجمع البیان)
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص بحری سفر میں اس کو پڑھے غرق سے محفوظ رہے گا اور اگر اس کو خزانہ کے دروازہ پر پڑھا جائے تو وہ خزانہ ہر اکت اور چوری سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ مالک اُس سے ہر چیز خود نکالے (مطلق سفر میں اس کا پڑھنا حرجان اور باعث امان ہے) (الصادق)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ② خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ③

پڑھ اپنے رب کا نام سے کر جس نے پیدا کیا اس نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ④ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ⑤ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ

پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھا سکھایا انسان کو وہ کچھ سکھایا کہ

مَا لَمْ يَعْلَمْ ⑥ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّا ⑦ أَنْ رَأَاهُ اسْتَغْنَى ⑧

وہ جانتا نہ تھا آگاہ ہو تحقیق انسان سرکش کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو مستغنی مانتا ہے

إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَى ⑨ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى ⑩ عَبْدًا إِذَا صَلَّى ⑪

حالانکہ تیرے رب کی طرف بازگشت ہے کیا دیکھتے ہو اُسے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے

رُكُوعِ نَمِر ۱۲ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ① رَمِيزَانِ مشہور قول یہ ہے کہ یہ سورہ مبارکہ سب سے پہلے نازل ہوئی

والاسورہ ہے البتہ بعض نے کہا ہے کہ سب سے پہلے سورہ مدثر نازل ہوا اور بعض سورہ فاتحہ کے قسطنی رائے رکھتے ہیں لیکن یہ روایت کہ جب پہلی دفعہ جبریل نازل ہوا تو حضور ﷺ ڈر گئے اور لحاف میں چھپ گئے یہ شان نبوت کے خلاف ہے اور عقیدہ شیعہ کی رو سے اس کا باطل ہونا ظاہر ہے بلکہ پہلی دفعہ غار حرا میں جبریل آپ پر نازل ہوا جبکہ وہ نظر نہیں کر رہا تھا تو آپ عبادت سے فارغ ہو کر جب گھر تشریف لائے تو خدیجہ طاہرہ سے ذکر فرمایا اور خدیجہ نے جواب دیا کہ آپ ادائے امانت صلہ رحمی اور صدق بیانی میں اپنی نظیر آپ میں لہذا یہ اللہ کے فضل و کرم کے آثار ہیں جن کا ظہور ہو رہا ہے چنانچہ خدیجہ کے چچا زاد ور قہ بن نوفل کے سامنے جب تذکرہ ہوا تو اُس نے بھی اپنی رائے میں ظاہر کی اس کے بعد جب دوسری دفعہ جبریل آیا تو اس نے بسم اللہ سے لے کر وَاَلَا الضَّالِّیْنَ تک پورا سورہ فاتحہ پڑھ ڈالا اور حضور ﷺ سے کہا اِقْرَأْ یعنی آپ پڑھیں جب آپ وحی لے کر پڑے اور ور قہ بن نوفل نے قرآن کی آیتیں سنیں تو فوراً ایمان لایا اور کہنے لگا کہ آپ یقیناً حضرت عیسیٰ بن مریم کی پیشین گوئی کا نتیجہ ہیں اور شریعت موسوی کی طرح مالک شریعت ہیں اگر میری زندگی باقی تو میں ہر طرح سے آپ کی شرکت کا فریضہ ادا کروں گا چنانچہ اس کی موت کے بعد آپ نے اس کو جنت کے باغات میں دیکھا۔

أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ ۖ أَوْ أَمَرَ بِالْتَّقْوَىٰ ۖ أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ

کیا دیکھتے ہو اگر وہ ہندہ صحیح راستہ پر ہو یا تقویٰ کا حکم دیتا ہو (تو پھر دکنے والے کا انجام کیا ہوگا) کیا دیکھتے ہو اگر یہ ردکنے والا

وَتَوَلَّى ۖ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ۖ كَلَّا لَإِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۖ لَنَسْفَعًا

جھوٹا اور راہ حق سے پھرا ہوا ہو کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھتا ہے آگاہ ہو اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پشانی سے پکڑ کر

بِالنَّاصِيَةِ ۖ النَّاصِيَةِ كَازِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۖ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۖ سَنَدْعُ

(جہنم کی طرف) کھینچیں گے جھوٹی خطا کا ریشانی سے پکڑ کر پھر پکارے اپنی مجلس کو عتقیریم ہم بلائیں گے

الزَّبَانِيَةِ ۖ كَلَّا لَا تَطِعُهُ ۖ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۖ ع

زبانہ جہنم کے خازن فرشتوں کو آگاہ ہو اس کی اطاعت نہ کرو اور سجدہ کرو اور اس کا قرب حاصل کرو

دوسری روایت میں ہے کہ خدیجہ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد جب آپ کی عمر شریف چالیس برس پوری ہوئی تو غار حرا میں عبادت کے دوران آپ نے غائبانہ آواز سنی اور خدیجہ سے اس کا تذکرہ کیا جب دوسرے دن گئے تو جبریل ایک حسین ترین شکل میں پیش ہوا اور اس نے سلام کا پیغام خداوندی سنایا کہ آپ جن دانش کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے لہذا ان کو دین حق کی تبلیغ فرمائیں اور عتیدہ توحید نبوت و ولایت کی ان کو دعوت دیں اس کے بعد جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا کہ پانی کا شیریں چشمہ نمودار ہوا آپ نے اس سے کچھ پیا اور وضو فرمایا اور جبریل نے سورہ علق کی آیات آپ پر پڑھیں اور واپس چلا گیا واپسی پر آپ جس درخت اہتر کنکس کے پاس سے گذرتے تھے سلام علیک یا رسول اللہ سے وہ آپ کا استقبال کرتے تھے پس خدیجہ سے آپ نے واقعہ بیان کیا تو وہ بھی خوش ہوئی

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ - خداوند کریم نے قلم سے کھینچنے کا علم دیکر انسان پر احسان عظیم فرمایا اور یہی قلم ہی وہ عطیہ پروردگار ہے جو علوم کی بقا کا ذریعہ ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے پاس علم کتابت تھا ورنہ حضور پر اس احسان جتنا نے کا معنی ہی اور کوئی نہیں ہے

إِنَّ الْإِنْسَانَ - یعنی کافر انسان نعمت پروردگار کو سمجھنے کے بعد بھی اور اپنی لطف سے پیدائش کو جان لینے کے بعد بھی اپنے آپ کو مستغنی جانتا ہے اور سرکشی کرتے ہوئے دین خداوندی سے باغی ہو جاتا ہے۔

عَرَأَيْتَ الْآذِمَى - کہتے ہیں کہ البوہل نے جب حضور کو نماز پڑھتے دیکھا تو اس نے ازراہ تکبر لوگوں سے کہا کہ جب یہ سجدہ میں جائے گا تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا۔ چنانچہ جب آپ نماز میں مشغول ہوئے اور سجدہ میں گئے تو اس نے آگے بڑھنے کی جرات کی لیکن کانپتا ہوا پتہ فوراً واپس آیا اور لوگوں کے سوال کے جواب میں کہنے لگا کہ میں نے دیکھا میرے اور محمد کے درمیان ایک آگ کی خندق موجود تھی اور پردوں کے بھر چڑھنے کی آواز تھی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا اگر وہ بد بخت آگے بڑھتا تو ملائکہ اس کے گوشت کا

ریزہ کر دیتے اور اس کے بعد عبارت میں اختصار ہے اور جواب اس کا محذوف ہے یعنی ایسے شخص کی سزا اللہ کے نزدیک سنگین ہوگی۔

بِالنَّاصِيَةِ - یعنی وہ نماز سے حضور کو روکنے والا اگر اپنے رویہ سے باز نہ آیا اور اسی حالت میں مر گیا تو ہم بدوزخ شمر اس کو پیشانی سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیں گے اور نَاصِيَةٍ کا ذبیحہ بدل ہے النَّاصِيَةِ سے اور ہر وہ شخص جو کسی کو نماز پر وردگار سے روکے وہ اس آیت کا تاویلی مصداق ہوگا اور خداوند کریم ہر متکبر کو سزا دیتا ہے۔

فَلْيَذُحْ نَادِيَهُ - جب ابوجہل نے سنا کہ میرے متعلق تہدید کی آیت اتری ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک مجلس اور انجمن کا سربراہ ہوں مجھے کون پکڑ سکتا ہے؟ تو یہ آیت اتری کہ جب گرفتار عذاب ہوگا تو بے شک وہ اپنی انجمن کو بلائے لیکن اس کی کوئی بھی مدد نہ کر سکے گا۔

تفسیر برہان میں ہے کہ خداوند کریم نے جس قدر مخلوق پیدا کی۔ ہر زبردست کے اوپر زبردست پیدا کئے تاکہ تکبر کا علاج ہوتا رہے۔ چنانچہ ہر ایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت بنی کریم نے فرمایا

کہ خداوند کریم نے پہلے سمندروں کو پیدا کیا تو اس نے اپنے تلامذ میں اگر فخر کیا کہ مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے پس اللہ نے اس کے اوپر زمین کا فرش بچھا دیا اور اس کا تلامذ دب کر رہ گیا۔ پھر زمین نے فخر کیا تو اس کے سہجان کو سر بفلک پہاڑوں کی میخوں سے ختم کر دیا گیا۔ پھر پہاڑوں نے فخر سے سر بلند کیا تو خدا نے اس کی سر کو پی کے لئے لے لیا کہ وہ کو پیدا فرمایا اور جب لوہے نے اپنی سختی اور مضبوطی پر فخر کیا تو اس کو توڑنے کے لئے اللہ نے آگ کو پیدا فرمایا اور جب آگ نے اپنی حرارت پر ناز کیا تو خدا نے پانی کو اس کی حرارت پر غالب آنے کے لئے پیدا کیا اور جب پانی نے فخر کیا تو خدا نے اس پر ہوا کی حکومت دیدی جو پانی کو اڑا کر لے جائے اور جب ہوا نے فخر کیا تو اس پر حکومت کرنے کے لئے خدا نے انسان کو پیدا کیا کہ انسان کی بنی ہوئی اشیاء کے سامنے ہوا بے بس ہوگی اور جب انسان نے فخر کیا تو اس کے تکبر کا سر نیچا کرنے کے لئے خدا نے موت کو پیدا کیا اور جب موت نے فخر کیا تو خداوند کریم نے اعلان فرمایا کہ بدوزخ شمر اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان تجھے ذبح کر دیا جائے گا جس کے بعد تجھے کبھی زندہ نہ کیا جائے گا۔ پس موت بھی خوفِ خدا سے ترساں دلرزماں رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ حلم غصے پر غالب ہے اور رحمت ناراضگی پر غالب ہے اور حد نہ گناہ پر غالب ہے۔

سُورَةُ الْقَدَرِ

○ یہ سورہ مکیہ ہے۔ سورہ عبس کے بعد نازل ہوا۔

○ اس کی آیات بسم اللہ کو ملا کر پڑھ کر بنتی ہیں

○ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جو سورہ قدر کو باواز بلند پڑھے گویا اُس نے تلوار برہنہ کر کے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اور جس نے دل میں اس سورہ کو پڑھا تو وہ اس طرح ہے جیسے اللہ کی راہ میں ذبح ہو کر اپنے خون میں تڑپ رہا ہو اور جو شخص

اس کو دس مرتبہ پڑھے اس کے ایک ہزار گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نئے گھرے میں پانی ڈال کر شب قدر میں اس پانی پر سورہ قدر تیس دفعہ پڑھی جائے اور اس گھرے کو لٹکا دیا جائے پس اس سے پانی پیا جائے اور وضو بھی کیا جائے اور کم شدہ پانی کا اس میں اضافہ کیا جائے۔ تو باعث برکت ہے۔

○ آپ نے فرمایا جو شخص اس سورہ کو نماز فریضہ میں پڑھے اسے آواز پہنچتی ہے کہ تیرے سابق گناہ معاف ہو گئے ہیں۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو پڑھے تو اس کو ایک دفعہ پڑھنے کا ثواب ماہ رمضان کے روزوں کے برابر ہے۔

○ اگر اس کو کسی خزانہ کے دروازہ پر پڑھا جائے تو وہ خزانہ ہر آنفت و برائی سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ مالک خود نکال دے۔

○ اس کی تلاوت کرنے والا خیر البریہ کا ساتھی ہو گا اور اگر اس سورہ کو نئے برتن پر لکھا جائے اور صاحب لقمہ اس میں نظر کرے

تو اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا فرمائے گا۔

○ امام محمد تقی علیہ السلام سے اس سورہ کا بکثرت تلاوت کرنا، ادائے قرض اور وسعت رزق کے لئے مؤثر ہونا منقول ہے۔ (فوائد القرآن)

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سوتے وقت سورۃ القدر کا گیارہ مرتبہ پڑھنا حفاظت کا موجب ہے۔

○ بادشاہ و حاکم وقت کے سامنے سورۃ القدر کو پڑھ کر جانا اس کی مغلوبیت کا باعث ہے۔

○ اگر دشمن کے سامنے جلتے ہوئے اس سورہ کو پڑھا جائے تو پڑھنے والا ظفر یاب ہو گا۔ اور منقول ہے کہ وسعت رزق کے لئے

اس کا زیادہ پڑھنا مجربات میں سے ہے۔

○ فقہ الرضا سے منقول ہے کہ ادائیگی قرض کے لئے استغفار کا زیادہ پڑھنا اور سورہ قدر کی تلاوت زیادہ کرنا بہت فائدہ مند ہے۔

○ فوائد القرآن میں منقول ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام شب و روز کی تمام نمازوں میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد

سورۃ القدر اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قُلْ هُوَ اَحَدٌ پڑھا کرتے تھے۔

○ ایک روایت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ کی تلاوت

کرے اور آپ نے فرمایا ہر چیز کے لئے ثمرہ ہوتا ہے اور قرآن کا ثمرہ سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے۔ ہر چیز کے لئے خزانہ ہوتا ہے اور فقرا

کا یا بروایت قرآن کا خزانہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے۔ ہر چیز کے لئے مدد ہوتی ہے اور کمزوروں کی مدد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے۔ ہر چیز کے لئے

کشادگی ہوتی ہے اور تنگدستوں کی کشادگی سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے۔ ہر چیز کے لئے عصمت ہوتی ہے اور مومنوں کی عصمت اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ

ہے۔ ہر چیز کے لئے ہدایت ہوتی ہے اور نماز گزاروں کی ہدایت اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے۔ ہر چیز کا سردار ہوتا ہے اور قرآن یا بروایت

علم کی سردار اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے۔ ہر چیز کا خیمہ ہوتا ہے اور عباد

گزاروں کا خیمہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے اور ہر چیز کے لئے حجت اور دلیل ہو کر آئی اور حضرت رسالت کے بعد حجت اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ہے الخ

○ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ سورہ اہل فقر و فاقہ کے لئے خزانہ ہے اور مروی ہے کہ جو شخص اس کو

کسی خزانہ پر پڑھے تو وہ محفوظ رہے گا جو شخص اس کو دھوکہ پی لے تو اس کی بصارت میں نور اور دل میں یقین پیدا ہوگا اور اللہ اس کو حکمت نصیب کرے گا اگر اس کو غمزدہ یا مسافر یا مریض یا قیدی پڑھے تو اس کی مشکل آسان ہوگی۔ اگر اس کو زراعت پر پڑھا جائے تو اس میں برکت ہوگی۔ اگر اس کو مٹی کے برتن پر لکھ کر بارش کے پانی سے دھو دیا جائے تو اس پانی میں شکر ملا کر پینا درد دل سے شفا پائی کا موجب ہے اگر زوالِ آفتاب کے وقت اس کو ایک سو مرتبہ پڑھا جائے تو جنابِ رسالت کی خواب میں زیارت نصیب ہوگی۔

○ **برایت مکارم الاخلاق** امام علی زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سواری پر سوار ہوتے وقت سورہ انازلنا کی تلاوت کر لیا کرے تو صحیح و سالم اس سے اترے گا اور اس کے گناہ بھی بخشے جائیں گے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو میں کہتا انازلنا کے پڑھنے والا تقدیر پر سبقت کر سکتا ہے پس جو شخص ارادہ سفر کرے اور گھر سے نکلے وقت سورہ انازلنا کی تلاوت کرے تو صحیح و سالم گھر واپس پلے گا۔

○ **امام جعفر صادق علیہ السلام** سے منقول ہے اگر کسی شخص کے ہاں اولادِ نرینہ نہ ہوتی ہو تو جب اپنی عورت سے ہمبستری کا ارادہ کرے اپنا دایاں ہاتھ عورت کی ناف کی دائیں طرف رکھے اور سات مرتبہ انازلنا پڑھ کر جماعت کرے تو اس کی مراد پوری ہوگی پس جب حمل ظاہر ہو تو پھر عورت کی ناف کے دائیں جانب ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ انازلنا پڑھے رومی کہتا ہے کہ میں نے یہی عمل کیا اور خداوند کریم نے مجھے سات فرزند عطا فرمائے اور دوسروں نے بھی یہی عمل کیا تو خدا نے ان کو بھی اولادِ نرینہ عطا فرمائی (مکارم الاخلاق)

○ اگر بچہ کی ولادت میں تکلیف پیدا ہو جائے تو پانی پر انازلنا پڑھ کر عورت کو پلایا جائے فوراً بچہ پیدا ہو جائے گا۔

○ **امام علی رضا علیہ السلام** سے مروی ہے کہ مومن کی قبر پر سات مرتبہ انازلنا پڑھا جائے اس سے صاحبِ قبر اور پڑھنے والے دونوں کے گناہ بخشے جائیں گے

○ **مصباح کفعمی** سے نمازِ وحشت کا طریقہ حضرت نبی کریم سے اس طرح منقول ہے کہ کسی مومن کے دفن کی پہلی رات اس کے لئے دو رکعت نماز پڑھی جائے کہ پہلی رکعت میں نمازِ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد

دس مرتبہ سورہ انازلنا اور سلام کے بعد ان رکعتوں کا ثواب میت کو بخش دے تو خداوند کریم اسی وقت ایک ہزار فرشتے بھیجے گا کہ ہر فرشتہ کے ہاتھ میں حلقہٴ ہمیشتی ہوگا اور اس کی قبر کو وسعت دی جائے گی اور اس کے پڑھنے والے کو بھی اجر عظیم عطا ہوگا اب نے فرمایا میت پر پہلی قبر کی رات نہایت اندوہناک ہوتی ہے لہذا اپنے مُردوں پر اس رات صدقہ دیکر رحم کرو اور اگر صدقہ نہ دے سکو تو مذکورہ طریقہ سے نمازِ ہدیہ پڑھا کر۔

○ اور منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر روز اپنے والدین کے لئے (نمازِ ہدیہ والدین) اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ انازلنا اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کوثر پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۳

ہم نے اُس کو آنا شب قدر میں اور تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۴ تَنْزِيلُ الْمَلِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا

شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور رُوح اترتے ہیں اپنے

بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مَنْ كُلِّ أَمْرٍ ۵ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۶

پروردگار کے اذن سے سلامتی ہے یہ طلوع فجر تک

○ منقول ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام جب نیا کپڑا پہنتے تھے تو پانی پر دس مرتبہ سورہ انا انزلنا دس مرتبہ قل ھو اللہ احد اور دس مرتبہ قل یا ایہا الکافر وون۔ کو پڑھ کر وہ پانی اس کپڑے پر پھڑک دیتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص یہ عمل کرے تو بے تک کپڑے کی ایک تار بھی اس کے بدن پر رہے گی وہ امان میں رہے گا۔

رُكُوع نمبر ۲۲

ہے تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس سے مروی ہے کہ قرآن مجید پورے کا پورا لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک شب قدر میں آنا

گیا اور اس کے بعد جبریل علیہ السلام ۲۳ برس کے عرصہ میں حسب مصلحت آیات قرآنیہ کو خدمت نبویہ میں پہنچا یا بار۔ اور اس میں دوسرا قول یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کے نزول کی ابتداء شب قدر میں ہوئی اور تیسرا قول یہ ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے موبلین تک شب قدر میں قرآن مجید کا وہ حصہ اترتا تھا جو اس شب قدر سے لے کر آئندہ سال کی شب قدر تک جبریل نے وقتاً فوقتاً حضرت نبی اکرم تک پہنچانا ہوتا تھا۔ بہر کیف قرآن مجید کا لوح محفوظ سے نزول شب قدر میں ہوا اور اس کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیت بھی کرتی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ یعنی ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا اور یوم مبعث کا رجب میں ہونا اس سے منافات نہیں رکھتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اظہار رسالت کا حکم ماہ رجب میں دیا گیا ہو اور قرآن کی ابتداء ماہ رمضان سے ہوئی ہو اور منقول ہے کہ ابتداء چھ ماہ تک آپ پر وحی رؤیائے صادقہ (خواب) کے ذریعہ سے ہوتی رہی جو پورے زمانہ رسالت ۲۳ سال کا اہم حصہ بنتا ہے اور تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تواریخ ۶ رمضان کو انجیل

۱۲ رمضان کی رات زبور ۱۸ رمضان کی رات کو اور قرآن شب قدر میں نازل ہوا۔

قدر کا معنی | قدر اور قدر دو لفظ ہیں جن کے معانی الگ الگ ہیں قدر کا معنی ہے اندازہ اور اسی سے تقدیر بنتی ہے اور قضا و قدر کا مفہوم اسی سے ہے اور قدر کا معنی عزت و منزلت بعض مفسرین نے اس جگہ قدر

کو قدر سے اخذ کیا ہے اور کہا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدَرِ کو اس لئے لَيْلَةُ الْقَدَرِ کہتے ہیں کہ یہ قضا و قدر کی رات ہے۔ اور اس رات میں سال بھر کے فیصلے کئے جاتے ہیں جو فرشتے خدا کے اذن سے زمین پر اتر کر نبی یا قائم نام نبی تک پہنچاتے ہیں اور بعض نے قدر کا معنی شرف و عزت کیا ہے اور لَيْلَةُ الْقَدَرِ کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ یہ رات شان و منزلت کے اعتبار

سے باقی تمام راتوں سے افضل ہے اور جو شخص پہلے صاحب عزت نہ ہو اس رات کی بیداری اور عبادت کے بعد وہ اللہ کے نزدیک صاحب عزت بن جاتا ہے اور بعض نے وجہ تسمیہ میں کہا ہے کہ کتاب ذی قدر، رسول ذی قدر کی طرف، امت ذی قدر کی خاطر ذی قدر فرشتے کی وساطت سے اسی رات میں اُتری لہذا یہ رات بھی لیلۃ القدر کہلانے کی مستحق ہو گئی۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سال بھر ایک غیر معین رات لیلۃ القدر ہے اور خداوند کریم نے اس کو معنی رکھا ہے تاکہ لوگ سال بھر عبادت خداوندی میں دلچسپی محسوس کریں جس طرح

نماز وسطیٰ کو نمازوں میں مخفی کر دیا تاکہ پوری پانچ نمازوں میں خشوع و خضوع بحال رہے اسی طرح خدا نے اپنے اسامہ مبارکہ میں اہم عظم کو مخفی رکھ دیا تاکہ اللہ کے تمام ناموں کو ورد زبان اور جزیر جان قرار دینے کی شوق قائم رہے اور ساعات جمعہ میں سے ایک ساعت کو وقت استجابت دعا قرار دیا اور اس کو باقی ساعات میں مخفی رکھا تاکہ جمعہ کی شب دروز میں کسی لمحہ بھی دعا و مناجات سے غفلت نہ برتی جائے اور عبادت و دعا سے تھکان محسوس نہ ہو۔

بعضوں نے اول رمضان کی رات کو اور بعض نے ۱۴ رمضان کی رات کو شب قدر کہا ہے اسی طرح ۲۱ رمضان اور ۲۳ رمضان

۱۴ رمضان ۱۹ رمضان کے اقوال بھی ہیں اور روایات اہلبیت میں ۲۱ اور ۲۳ رمضان کی راتوں کو شب قدر کہا گیا ہے اور ایک روایت میں ۱۷ رمضان ہے کہ ۱۹ رمضان کی رات کو حاجیوں کے وفد لکھے جاتے ہیں لہذا اس رات کو جاگ کر اللہ سے دعا کرنی چاہئے اور مروی ہے کہ شب قدر میں چونکہ سال بھر کے امور کا فیصلہ ہوتا ہے یعنی اموات ازناں اور بیمار لوگوں و تگدستیوں کا فیصلہ لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔ لہذا معصوم نے فرمایا کہ ان راتوں میں جاگ کر اللہ سے دعا مانگو ایک سو رکعت نماز پڑھو اور ان راتوں میں غسل کر کے عبادت میں مشغول ہونا چاہئے زوارہ کہتا ہے میں نے سوال کیا کہ کونسی راتوں میں غسل مستحب ہے تو معصوم نے ۱۹، ۲۱، ۲۳ رمضان کی راتوں کے متعلق فرمایا لَيْلَةُ الْقَدَرِ کے اعمال کتب اعمال میں مفصل درج ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدَرِ کی فضیلت | لَيْلَةُ الْقَدَرِ کے حق میں ارشاد قدرت ہے خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ کہ یہ ہزار مہینے سے بہتر ہے پس اس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے اس کا صدقہ

ہزار مہینے کے اس جیسے صدقات سے افضل ہے اور اس کا روزہ ہزار مہینوں کے روزوں سے افضل ہے ایک مرتبہ حضور کے

۱۲ رمضان کی رات زبور ۱۸ رمضان کی رات کو اور قرآن شب قدر میں نازل ہوا۔

قدر کا معنی قدر اور قدر دو لفظ ہیں جن کے معانی الگ الگ ہیں قدر کا معنی ہے اندازہ اور اسی سے تقدیریت ہے اور قضا و قدر کا مفہوم اسی سے ہے اور قدر کا معنی عزت و منزلت بعض مفسرین نے اس جگہ قدر کو قدر سے اخذ کیا ہے اور کہا ہے کہ لیلۃ القدر کو اس لئے لیلۃ القدر کہتے ہیں کہ یہ قضا و قدر کی رات ہے۔

اور اس ذات میں سال بھر کے فیصلے کئے جاتے ہیں جو فرشتے خدا کے اذن سے زمین پر اتر کر نبی یا قائم نام نبی تک پہنچاتے ہیں اور بعض نے قدر کا معنی شرف و عزت کیا ہے اور لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ یہ رات شان و منزلت کے اعتبار سے باقی تمام راتوں سے افضل ہے اور جو شخص پہلے صاحب عزت نہ ہو اس رات کی بیداری اور عبادت کے بعد وہ اللہ کے نزدیک صاحب عزت بن جاتا ہے اور بعض نے وجہ تسمیہ میں کہا ہے کہ کتاب ذی قدر، رسول ذی قدر کی طرف امت ذی قدر کی خاطر ذی قدر فرشتے کی وساطت سے اسی رات میں اُتری لہذا یہ رات بھی لیلۃ القدر کہلانے کی مستحق ہو گئی۔

لیلۃ القدر کی تعیین بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سال بھر ایک غیر معین رات لیلۃ القدر ہے اور خداوند کریم نے اس کو مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ سال بھر عبادت خداوندی میں دلچسپی محسوس کریں جس طرح

نماز وسطیٰ کو نمازوں میں مخفی کر دیا تاکہ پوری پانچ نمازوں میں خشوع و خضوع بحال رہے اسی طرح خدا نے اپنے اسماء مبارکہ میں اہم عظم کو مخفی رکھ دیا تاکہ اللہ کے تمام ناموں کو ورد زبان اور زبان قرار دینے کی شوق قائم رہے اور ساعات جمعہ میں سے ایک ساعت کو وقت استجاب دعا قرار دیا اور اس کو باقی ساعات میں مخفی رکھا تاکہ جمعہ کی شب و روز میں کسی لمحہ بھی دعا و مناجات سے غفلت نہ برتی جائے اور عبادت و دعا سے تھکان محسوس نہ ہو۔

بعضوں نے اول رمضان کی رات کو اور بعض نے ۱۴ رمضان کی رات کو شب قدر کہا ہے اسی طرح ۲۱ رمضان اور ۲۳ رمضان ۱۸ رمضان کے اقوال بھی ہیں اور روایات البیہت میں ۲۱ اور ۲۳ رمضان کی راتوں کو شب قدر کہا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ۱۹ رمضان کی رات کو صاحبوں کے وفد لکھے جاتے ہیں لہذا اس رات کو باگ کر اللہ سے دعا کرنی چاہئے اور مروی ہے کہ شب قدر میں چونکہ سال بھر کے امور کا فیصلہ ہوتا ہے یعنی اموات ارزاق اور بیماریوں و تگدستیوں کا فیصلہ لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔ لہذا معصوم نے فرمایا کہ ان راتوں میں جاگ کر اللہ سے دعا مانگو ایک سو رکعت نماز پڑھو اور ان راتوں میں غسل کر کے عبادت میں مشغول ہونا چاہئے زرارہ کہتا ہے میں نے سوال کیا کہ کونسی راتوں میں غسل مستحب ہے تو معصوم نے ۱۹، ۲۱، ۲۳ رمضان کی راتوں کے متعلق فرمایا لیلۃ القدر کے اعمال کتب اعمال میں مفصل درج ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت لیلۃ القدر کے حق میں ارشاد قدرت ہے خَیْرٌ مِّنْ اَلْبَتِّ شَهْرٍ کہ یہ ہزار مہینے سے بہتر ہے پس اس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے اس کا صدقہ ہزار مہینے کے اس جیسے صدقات سے افضل ہے اور اس کا روزہ ہزار مہینوں کے روزوں سے افضل ہے ایک مرتبہ حضور کے

اور شب قدر میں روح اور فرشتے نے علوم بھی لے کر آتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس حضرت رسالتؐ کا علم بھی تھا اور اس کے علاوہ وہ علم بھی تھا جو شب قدر فرشتے لاتے رہے پس ان کا علم تو ان کے علم سے زیادہ ہو گیا۔ لہذا اس سوال کا حل فرمائیے؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے سنتے ہی فرمایا تو کون انسان ہے؟ اور میرے پاس تجھے کون لایا ہے؟ اس نے عرض کی حضور! میں دین کا طالب ہوں اور اپنی خوش قسمتی مجھے طلب دین کے لئے آپ کے ہاں لائی ہے۔ آپ نے فرمایا میں جو کچھ کہوں اس کو سمجھنے کی کوشش کرنا حضرت نبی کریم جب معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ نے کان و مایکون کے علوم ان کو عطا فرمائے لیکن ان میں سے اکثر (قواعد و کلیہ کی حیثیت سے) فحائل و تفصیل طلب تھے جن کی تفصیل ملائکہ اور رُوح کے ذریعے سے شب قدر میں بھیجی جاتی ہیں پس تاحین حیات پیغمبر کے پاس ان کی تفصیل کا علم آتا رہا اور ان کے بعد اوصیاء کے ساتھ یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پس حضرت امیر المومنین علیہ السلام تمام علوم کو اجمالاً (قواعد کلیہ کی حیثیت سے) جاننے والے تھے لیکن ان کی تفصیل شب قدر میں اللہ کی جانب سے ملائکہ لاتے تھے اور یکے بعد دیگرے آئمہ کی بھی یہی حالت ہے کہ فرشتے اللہ کی طرف سے تفصیلی احکام لاتے تھے کہ مثلاً یہ کرنا یا نہ کرنا اور اس طرح کرنا ہے ایسے امور کے متعلق جن کے کلیات کا علم ان کو پہلے سے ہوا کرتا تھا۔ سائل نے عرض کی کہ جن علوم کے کلیات کو وہ پہلے سے جانتے تھے شب ہائے قدر میں ان کے علاوہ ان کے پاس کونسا علم آتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ وہ چیز ہے جس کو ظاہر کرنے کا آئمہ کو اذن نہیں دیا گیا اور اس کی تفسیر کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر سائل نے عرض کی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ امام کا علم نبی کے علم سے زیادہ ہو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وحی آنا ہی جانتا ہے جتنا کہ اس کے نبی نے اس کو بذریعہ وصیت پہنچایا ہے سائل نے پوچھا کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اوصیاء میں سے بعض کو وہ علم حاصل ہے جو دوسرے اوصیاء کو حاصل نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ نبی جب دنیا سے رحلت کرتا ہے تو اس کا تمام علم وحی کے پاس ہوتا ہے اور اس کے بعد شب قدر میں فرشتے بندوں کے درمیان نافذ کئے جانے والے احکام کی تفصیل لایا کرتے ہیں۔ سائل نے پوچھا کیا ان نافذ ہونے والے احکام کا علم آئمہ کو پہلے نہیں ہوا کرتا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کو علم تو ہوتا ہے لیکن اس کو نافذ نہیں کر سکتے جب تک شب قدر میں اس کا حکم نہ دیا جائے کہ اگلے سال تک کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ پس سائل نے عرض کی کہ میں اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا جو انکار کرے گا وہ ہمارا نہیں ہو گا۔ سائل نے عرض کی کیا نبی علیہ السلام کو شب ہائے قدر میں ایسے علوم بھی بتائے جاتے تھے جو پہلے ان کو معلوم نہ ہوں آپ نے فرمایا ایسا سوال کرنا تیرے لئے جائز نہیں ہے بس اتنا جان لو کہ نبی جب رحلت کرتا ہے تو اس کا تمام علم اس کے وحی کے پاس ہوتا ہے اور اسی طرح جب وحی رحلت کرتا ہے۔ تو اس کا علم اس کے بعد ولے وحی کے پاس ہوا کرتا ہے۔ سائل نے عرض کی کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ شب قدر ہر سال آتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا جب ماہ مبارک رمضان آئے پس ہر رات سورہ دخان کو ایک سو بار پڑھا کر جب ۱۴ رمضان کی رات آئے گی تو تم پر یہ راز منکشف ہو جائے گا سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہر شب دروز میں شیاطین آئمہ ضلالت کے پاس آتے ہیں۔ اور اتنی ہی مقدار میں فرشتے امام حق کے پاس آتے ہیں اور شب قدر میں بہت کافی تعداد ملائکہ کی آئمہ حق کے پاس اُترتی ہے اور ایسا

ہی شیاطین امام باطل کے پاس جلتے ہیں پس جب امام باطل لوگوں سے بیان کرے کہ میں نے یہ دیکھا وہ دیکھا تو امام حق ہی یا کائنات کر سکتا ہے کہ تو نے شیاطین کو دیکھا ہے اور جو کچھ خبریں تجھے معلوم ہیں وہ شیاطین کی بتلائی ہوئی ہیں پس حق کی خبری فرشتے صرف امام حق کے پاس لاتے ہیں پس شب قدر ہمارے لئے ہے اور حضورؐ نے حضرت علیؑ کے متعلق بوقت وفات فرمایا تھا کہ یہ میرے بعد تمہارا ولی و حاکم ہے اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پر رہو گے اور خداوند کریم کی شان سے بعید ہے کہ اپنا امر رُوح و ملائکہ کے ذریعے کسی کافر کو بھیجے اور اگر لوگ کہیں کہ کسی پر نہیں اترتا تو یہ جھوٹ اور گمراہی ہے کیونکہ جب رُوح اور فرشتے امر کو لاتے ہیں تو یقیناً ایسا فرد زمین پر ہونا چاہئے جس پر وہ امر کو لائیں (مخلصاً از برہان)

ایک روایت میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر لیلۃ القدر اُٹھ جائے تو قرآن بھی اُٹھ جائے گا۔ آپ نے فرمایا ۱۹ رمضان کو امر جمع کئے جائے ہوں۔ ۲۱ رمضان کو فیصلہ ہوتا ہے اور ۲۳ رمضان کو نافذ کئے جاتے ہیں۔

اقول: شب قدر میں ملائکہ اور رُوح کا نازل ہونا واضح ہے اور یہ کہ وہ امرے کر اترتے ہیں لہذا جس کے پاس اترتے ہیں وہ ناسخ و فاسخ تو ہو نہیں سکتا۔ لہذا ماننا پڑتا ہے کہ معصوم کے پاس اترتے ہیں اور وہ نبی یا نبی کا قائم مقام اس کا وحی ہی ہو سکتا ہے اور روایت سابقہ کی بناء پر تمام نافذ ہونے والے امور کی تفصیل کو لے کر ملائکہ اترتے ہیں جن کے کلیات کا علم معصوم کو پہلے سے ہوا کرتا ہے چنانچہ غالباً اسی علت حضرت امیر المومنین کے فرمان کا اشارہ ہے کہ عَلَمُنِي رَسُولُ اللَّهِ أَلْفَ بَابٍ مِنَ الْعِلْمِ يَفْتَحُ لِي مِنْ كُلِّ بَابٍ أَلْفَ بَابٍ یعنی مجھے حضورؐ پیغمبر نے علم کا ایک ہزار دروازہ تعلیم فرمایا اور میرے سامنے ہر دروازہ سے ہزار ہزار دروازے خود کھل گئے اور پیغمبر کو رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا کا ارشاد پروردگار بھی غالباً اسی نکتہ کی وضاحت کے لئے ہے بہر کیف بعض علوم وہ ہیں جن کی اطلاع ائمہ طہرین علیہم السلام لوگوں کو دے دیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ان کی ذات تک ہی محدود ہیں اور اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور شب قدر کے متعلق بعض ضروری بحثیں تفسیر کی جلد ۱۱ میں ص ۲۵۶ تا ص ۲۶۱ ملاحظہ ہوں اور شب ہائے قدر کے اعمال مناسبات الجنان یا دیگر کتب اعمال سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

كُلُّ امْرٍاسٍ بِلَیْسٍ جَرَامٍ کے معنی میں ہے یعنی خیر و برکت و موت و رزق وغیرہ مجملہ امور کا فیصلہ ساتھ لے کر ولی امر پر اترتے ہیں خواہ وہ نبی ہو یا وحی نبی ہو اور اس معنی کے لحاظ سے امر پر وقف تمام ہو گا اس کے بعد سلاخ خبر مستند اور صحیح کی تفسیر غائب جس کا مرجع لیلۃ القدر ہے یہ مبتداء مؤخر ہے یعنی یہ رات شرور و مصائب اور وساد و شیطانہ سے سلامتی کی باعث ہے چنانچہ سورہ دخان میں اسی رات کو لیلۃ مبارکہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعضوں نے معنی یہ کیا ہے کہ اولیاء اللہ پر ملائکہ اس رات سلام کرتے ہیں اور بعضوں نے بِأَذْنِ رَبِّهِمْ پر وقف کیا ہے اور معنی یہ کیا ہے کہ شب قدر میں فرشتے اور رُوح نازل ہوتے ہیں پروردگار کے اذن سے۔ ہر اس امر کو ساتھ لے کر جس میں سلامتی اور خیر و برکت ہو اور یہ سلامتی اور خیر و برکت طلوع فجر تک رہتی ہے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ امر پر وقف ہو اور معنی وہی ہو جو تحت اللفظ موجود ہے۔

محمد

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

- بعض نے اس سورہ کو مکّیہ کہا ہے۔ لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک مدینہ ہے اور سورہ طلاق کے بعد نازل ہوا ہے۔
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ سمیت نو ہے۔
- حضرت نبی اکرم نے فرمایا اگر لوگوں کو اس سورہ مجیدہ کے فوائد کا پتہ ہو تو اس کو سیکھنے کے لئے گھر بار کو چھوڑ دیں اور بنی قضاء کے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور فرمائیے اس کا کیا ثواب ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس سورہ کو منافق نہیں پڑھا کرتا اور نہ وہ شخص اس کو پڑھتا ہے جس کے دل میں اللہ کے متعلق شک ہو اور جب سے خداوند کریم نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا ہے اسی وقت اسے ملائکہ مقربین اسی سورہ کو درد سمجھ کر پڑھتے ہیں اور کبھی اس کی قرأت سے غفلت نہیں کرتے
- اگر کوئی شخص اس کو رات کے وقت پڑھے تو خدا ملائکہ کو بھیجتا ہے جو اس کی دین و دنیا کے امور میں حفاظت کرتے ہیں اور اس کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان کو پڑھے تو تمام ان چیزوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا جن پر سورج نے روشنی پھیلائی الخ
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر اس سورہ کو نئے برتن پر لکھا جائے اور صاحب لقوہ اس میں نظر کرے۔ تو وہ شفا یاب ہوگا۔
- اگر اس کو روٹی پر لکھا جائے اور چور کو کھلائی جائے تو لقمہ اس کے منہ میں پھنس جائے گا (فوائد القرآن)
- اگر پور کا نام لے کر کسی انگوٹھی پر اس سورہ کو پڑھا جائے تو انگوٹھی حرکت میں آجائے گی (فوائد)
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کو لکھ کر یہ قان کا مرین لٹکائے تو شفا یاب ہوگا۔ (فوائد)
- سفیدی چشم اور برص کے لئے اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھنا اور اس کا پانی پینا موجب شفا ہے (فوائد)
- اگر حاملہ عورت اس کا پانی پئے حمل محفوظ ہوگا اور وضع حمل آسان ہوگا (فوائد)
- اگر طعام پر لکھا جائے تو اس کے ضرر سے محفوظ ہوگا اور اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھنا تمام دردوں کے لئے مفید ہے (فوائد)
- اگر چوراہے کی مٹی لے کر اس پر یہ سورہ پڑھا جائے پس یہ مٹی ان لوگوں پر پھڑکی جائے جو ضلالت اور گمراہی کے لئے جمع ہوں تو ان میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ (فوائد القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

لَمْ یَكُنْ الَّذِیْنَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ

اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مشرک لوگ (اپنے کفر سے) الگ ہونے والے نہ تھے

حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۚ رَسُوْلٌ مِّنْ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۳

کہ کیا ان کے پاس بیّنہ اللہ کی جانب سے رسول جو ان پر پاکیزہ صحیفوں کی تلاوت کرتا ہے

فِیْهَا كُتِبَتْ قِیَمَةٌ ۝۴ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

جن میں مضبوط و پائیدار تحریریں ہیں اور نہ اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی مگر

مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۚ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِعِبَادَةِ اللّٰهِ مُخْلِصِیْنَ

کے آجائے کے بعد حالانکہ ان کو نہیں حکم دیا گیا مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں

لَهُ الدِّیْنُ ۚ خُفَّاءٌ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُوْتُوْا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ

اپنے دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے باطل سے روگردان ہو کر اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی مضبوط اور پائیدار

الْقِیَمَةُ ۝۵ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ

دین ہے تحقیق جنہوں نے کفر کیا یعنی اہل کتاب اور مشرکین تو وہ لوگ دوزخ میں جائیں گے

الْبَیِّنَةُ - اس جگہ بیّنہ سے مراد حضرت رسول اکرم کی ذات ہے

کُتِبَتْ قِیَمَةٌ - قرآن مجید کے ہر مضمون کو ایک الگ الگ کتاب قرار دیا گیا ہے جو اپنے ناقابل تردید بیانات

کی وجہ سے مضبوط اور پائیدار ہے اور صحف جمع صحیفہ ہے گویا قرآن کے ہر ہر سورہ یا آیہ کو الگ صحیفہ کہا گیا ہے۔

دِیْنُ الْقِیَمَةِ - یہاں مضامین محدود ہے یعنی دِیْنُ الْمِلَّةِ الْقِیَمَةِ -

خَيْرُ الْبَرِیَّةِ شِیعَہ ہیں | اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا - حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول کریم

رُكُوع نمبر ۲۳

جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۖ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۖ حِزَابُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ

اس میں ہمیشہ رہیں گے کہ وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۖ حِزَابُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ

عمل نیک بجالائے وہ لوگ بہترین مخلوق ہیں ان کی جزا ان کے رب کے نزدیک جنت

عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

عدن ہے جن کے نیچے نہری جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے خدا ان سے راضی ہوگا

وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝۲۳

اور وہ خدا کی نعمت پر راضی ہوں گے یہ انعام اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے

نے یہ آیت پڑھ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا یا علیؑ اس سے مراد تمہارے شیعہ ہیں۔

تفسیر برہان میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے مرض الموت میں اپنی شہزادی سے فرمایا کہ علیؑ کو بلاؤ پس خاتون جنت کے فرمان کے ماتحت حضرت امام حسن علیہ السلام بلانے کے لئے گئے جب حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے تو جناب بتول معظمہ غمزدہ تھیں۔ اور حضورؐ اپنی دختر نیک اختر کو تلقین صبر کر رہے تھے اور گریبان چاک اور داؤدیا کرنے سے باز رہنے کی وصیت فرما رہے تھے اس کے بعد حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اپنے کان میرے منہ کے قریب کر دینا پھر حضرت علیؑ نے اپنے کان وہاں رسالت کے قریب کئے تو حضورؐ نے یہی آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا یا علیؑ اس سے مراد تم اور تمہارے شیعہ ہیں جو دشمن چہروں کے ساتھ سیراب شدہ مشور ہوں گے اور فرمایا مَشَدُّ الْبَرِيَّةِ سے مراد تیرے دشمن اور تیرے دشمنوں کے دوست ہیں جن کے بروز مشرہ چہرے سیاہ ہوں گے۔ اور پیاسے مشور ہوں گے پس یہ آیت تمہارے لئے ہے اور اس سے پہلی آیت تیرے دشمنوں کے لئے ہے۔

البرافع سے منقول ہے کہ مجلس شوریٰ میں حضرت علی علیہ السلام نے اہل شوریٰ سے حلفیہ دریافت فرمایا کہ کیا تم اس دن موجود نہ تھے جب میں رسول اللہؐ کی خدمت میں پہنچا اور آپؐ نے کعبہ کی طرف نگاہ اٹھا کر فرمایا تھا کہ مجھے کعبہ کے پروردگار کی قسم یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب ہوں گے پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ علیؑ تم میں سے اول مومن ہے۔ اللہ کے احکام کو مضبوطی سے حاصل کرنے والا ہے۔ اللہ کے عہد کی وفا کرنے والا ہے احکام الہیہ میں صحیح فیصلے کرنے والا ہے رعیت میں عدل کرنے والا ہے تقسیم باربر کرنے والا ہے اور درجہ و منزلت کے لحاظ سے اللہ کے نزدیک عظیم تر ہے اور اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تو حضورؐ اور تم لوگوں نے بھی تکبیر کہی تھی اور تم سب نے مجھے مبارکباد بھی کہی تھی؟ تو اہل شوریٰ میں سے کسی نے اس روایت کی تکذیب کی جرأت نہ کی اور سب

نے کہا یا علی بے شک آپ نے سچ فرمایا ہے۔

روایات اہلبیت میں تو اترے منقول ہے کہ خیر البریہ سے مراد حضرت علیؑ اور آپ کے شیعہ ہی چنانچہ یہ برذر محشر تاج بہشتی مہنکار وارد محشر کئے جائیں گے ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور سب حوض کوثر پر اکٹھے ہوں گے۔
تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور اہلبیت کے حق میں ہے۔

سُورَةُ اِذَا زُلْزِلَتْ

○ یہ سورہ مدنیہ ہے سورہ نساء کے بعد نازل ہوا۔

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کو ملا کر نو بنتی ہے۔

○ حدیث نبوی میں ہے جس نے اس سورہ کو پڑھا گو یا اُس نے سورہ بقرہ کی تلاوت کی اور اس کو ایک چوتھائی قرآن کے ختم کا ثواب ملے گا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ کو نوافل میں پڑھے وہ کبھی زلزلے کی موت نہ مرے گا نہ اس پر بجلی گرے گی اور نہ آفات دنیاویہ میں سے کسی آفت میں مبتلا ہوگا اور جب مرے گا تو خدا کا حکم ہوگا کہ اے میرے بندے جنت تیرے لئے مباح ہے۔ جہاں چاہو رہو تجھے روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

○ تفسیر برہان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب اس سورہ کی تلاوت کرنے والا مرتا ہے تو ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ اللہ کے ولی کے ساتھ نرمی کرنا کیونکہ یہ مجھے بہت یاد کرتا تھا اور اس سورہ کی تلاوت کرتا تھا اور خود یہ سورہ بھی ملک الموت سے سفارش کرے گی تو ملک الموت جواب دے گا کہ مجھے خود خدا نے حکم دیا ہے کہ میں اس مرنے والے کا حکم مانوں اگر وہ اجازت دے گا تو اس کی رُوح کو قبض کر دوں گا چنانچہ جب مرنے والے کے سامنے جنت سے پردہ اٹھایا جاتا ہے تو وہ خود موت کی خواہش کرتا ہے اور نہایت آسانی سے اس کی رُوح کی پیروی جاتی ہے اور پھر ستر ہزار فرشتے اس کو جنت تک لے جاتے ہیں ایک دوسرے سے صیقلیت کرتے ہیں۔

○ خواص القرآن سے منقول ہے کہ باریک ردئی پر اس سورہ کو لکھ کر چور کر کھلایا جائے تو اس کے حلق میں لقمہ مچھنس جائے گا۔ اسی طرح اگر چور کا نام لے کر انگوٹھی پر اس کو پڑھا جائے تو انگوٹھی حرکت کرنے لگے گی اور اگر اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے اور داخلہ سلطان کے وقت اس کو پڑھ لے تو بادشاہ کی گرفت سے محفوظ ہوگا۔ اگر اس کو نئے برتن میں لکھا جائے اور صاحب لقوہ دیکھے تو وہ باذن اللہ شفا یاب ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۲ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۳

جب زلزلہ ہوگا زمین کو سخت زلزلہ اور زمین اپنے دھینے باہر نکالے گی

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۴ یَوْمَئِذٍ تُخَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۵ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی

اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے؟ اُس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی کہ تیرے رب نے مجھے وحی

قَالَ الْاِنْسَانُ یعنی جب قیامت غیر زلزلہ ہوگا اور زمین کے نشیب و فراز سب برابر ہو کر زمین کے خزانے و دھینے و مردے سب کچھ باہر آجائیں گے تو انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے۔ تفسیر برہان

رُکوع نمبر ۲۴

میں ہے ایک دفعہ ابوبکر کے زمانہ خلافت میں زمین مدینہ میں سخت زلزلہ آیا لوگ گھبرا کر ابوبکر و عمر کے پاس جمع ہوئے یہ دونوں تمام رعایا کو لے کر حضرت علی علیہ السلام کے در دولت پر حاضر ہوئے جبکہ آپ کی طبیعت پر کوئی اضطراب نہ تھا پس آپ ان کے ساتھ شہر سے نکل کر ایک ٹیلے پر آکر بیٹھے اور لوگ ان کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ اس وقت مدینے کے مکانات کی دیواریں سخت طور پر ہل رہی تھیں آپ نے لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے ہونٹوں کو حرکت دی کچھ پڑھا اور زمین پر ہاتھ مار کر فرمایا: ٹھہر جا۔ چنانچہ زلزلہ موقوف ہو گیا اور زمین میں سکون آگیا سب لوگ حیران ہوئے تو آپ نے فرمایا یہ گھبرانے کی بات نہیں ہے میں وہ انسان ہوں جس کے بارے میں خدا نے فرمایا قَالَ الْاِنْسَانُ اِلٰی یَسْ زِلْزَلَةُ قِیَامَتِ کے وقت میں زمین سے کہوں گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اور وہ مجھے ہی حالات بتائے گی۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ زلزلہ خلافت ثانیہ کے زمانہ میں آیا اور اس قدر سخت تھا کہ لوگ گھروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور مدینہ سے بھاگ جانے کی فکر میں تھے کہ خلیفہ کی درخواست پر آپ نے بدری صحابہ کی ایک جماعت کو اپنے پیچھے لے کر حکم دیا اور مقدار ابوزر سلمان و عمار کو لے کر بقیع میں آئے پس زمین پر پاؤں کی ٹھوک لگائی اور فرمایا مَالِکٌ؟ تین مرتبہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ پس زمین ساکن ہو گئی اور آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ نے اس دن کی اور اس ساعت کی اور اس واقعہ کی خبر دی تھی اور یقیناً آپ کا فرمان سچا تھا اس کے بعد آپ نے یہ سورہ مجیدہ پڑھی اور فرمایا جب وہ زلزلہ ہوگا اس وقت بھی میں اسی طرح کہوں گا۔ الخبر بہر کیف روایات اہل بیت میں بکثرت وارد ہے کہ زلزلہ قیامت کے وقت زمین سے کلام کرنے والے حضرت علی ہوں گے۔

تُخَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ زمین بروز عشر لوگوں کے اعمال کی گواہی دے گی اور انسانوں کی طرے فصیح زبان میں کلام کرے گی۔ حضرت رسالت مآب سے مروی ہے کہ وضو صحیح کیا کرو۔ کیونکہ نماز جو اعمال میں بہترین عمل ہے اس کا

لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۖ فَمَنْ يَعْمَلْ

کی ہے؟ اس دن نکلیں گے لوگ گروہ گروہ ہو کر تاکہ اپنے اعمال کو دیکھیں تو جس نے رائی برابر

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ ۝

نیکی کی ہوگی اس کو دیکھے گا اور جس نے رائی برابر برائی کی ہوگی اس کو دیکھے گا

دار و مدار وضو کی صحت پر ہے اور زمینی سے بچو اور ڈرو یہ تمہاری ماں ہے اور یہ ہر انسان کے نیک یا بد اعمال کی قیامت کے دن گواہی دے گی۔ ابوسعید خدری کہتا ہے کہ جب تم جنگل میں ہو تو باواز بلند اذان کہا کر دیکھو کہ میں نے پیغمبر سے سنا تھا کہ زمین کے ہر نشیب و فراز بروز عشر اس کی گواہی دیں گے۔

لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ۔ یعنی لوگوں کو اپنے اپنے اعمال کی جزا دکھائی جائے گی یا یہ کہ لوگوں کو مخالف اعمال دکھائے جائیں گے جن میں ان کی ہر نیکی یا برائی درج ہوگی۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ چونکہ ہر شخص کو نیکی یا بدی کا بدلہ ملے گا تو کافر کو اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں ہی ملے گا۔ پس جب دنیا سے رخصت ہوگا تو اس کی کوئی نیکی ایسی نہ ہوگی جس کی جزا نہ پاچکا ہو اور مومن کو ہر برائی کی سزا دنیا میں دی جائے گی پس اس کی جان و مال و اولاد و احباب کی تکالیف اس کے گناہوں کا بدلہ ہوں گی یہاں تک کہ جب دنیا سے رخصت ہوگا تو اس کا کوئی گناہ ایسا نہ ہوگا جس کی وہ سزا نہ پاچکا ہو پس کافر کے پاس قیامت کے دن نیکی کوئی نہ ہوگی جس پر وہ جنت کا مطالبہ کرے اور مومن کے پاس کوئی گناہ نہ ہوگا جس کے بدلہ میں اسے دوزخ میں جھونکا جائے۔ البتہ ایسے گناہ بن کا دنیا میں بدلہ نہیں ہو سکتا جس طرح قتل مومن اور زنائے محضہ وغیرہ تو ان سے اجتناب ضروری ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے۔ کہ بعض اوقات انسان بعض نیکیوں کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور گناہانِ صغیرہ کو معمولی سمجھ کر نہیں چھوڑتے۔ اس آیت مجیدہ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ کسی بھی نیکی کو معمولی سمجھ کر چھوڑ نہ دو اور کسی بھی گناہ کو صغیرہ سمجھ کر

ارتکاب نہ کر دیکھو کہ بروز قیامت رائی برابر نیکی کی جزا کو دیکھ کر بھی انسان کو مزید خوشی حاصل ہوگی اور رائی کے برابر برائی کی سزا بھی ناقابل برداشت ہوگی۔ مروی ہے کہ ایک دن فرزدق شاعر کے دادے نے حضور پاک سے درخواست کی تھی کہ آپ مجھے نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا تھا ماں باپ اور قریبیوں سے نیکی کیا کرو۔ اور زبان و شرمگاہ کو اپنے قابو میں رکھو الخبر

سُورَةُ الْعَادِيَاتِ

○ یہ سورہ مکیہ ہے اور بعضوں نے اس کو مدنیہ کہا ہے اور اس کے شان نزول کا واقعہ اس کا مدنی ہونا ظاہر کرتا ہے۔ واللہ اعلم
○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ سمیت ۱۲ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالْعَدِيَّتِ صَبَاً ۲ وَالْمُورِيَّتِ قَدْ حَالاً ۳ فَالْمُغِيرَتِ صَبَاً ۴

تیز سانس لے کر دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم پس رگڑ سے آگ پیدا کرنے والوں کی قسم پس بھگ کو دشمن پر لوٹ برپا کرنے والوں کی قسم

فَأَثَرُنَ بِهِ نَقْعَاهُ ۵ فَوْسَطُنَ بِهِ جَمْعًا ۶ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ

کہ انہوں نے اپنی تیز دوڑ سے غبار اڑایا پس دشمن کے جھوم میں گھس گئے بے شک تحقیق انسان اپنے رب کا

لَكَنُودٌ ۷ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَلِكَ لَشَهِيدٌ ۸ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۹

انکاری ہے اور تحقیق وہ اس چیز پر گواہ ہے اور تحقیق وہ مال کی محبت میں سخت ہے

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص سورہ العادیات کی تلاوت کرے عرفات و مزدلفہ میں رہنے والے حاجیوں کی تعداد سے دس گنا

ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج ہوگا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ العادیات کی روزمرہ باقاعدہ تلاوت کرتا رہے وہ حضرت امیر المومنین

علیہ السلام کے ساتھیوں میں مشہور ہوگا۔

○ حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص اس سورہ کی باقاعدہ روزمرہ تلاوت کرے اس کو پورے قرآن کے ختم کا ثواب ہوگا اور اگر اس کو

مقروض پڑھے گا تو اس کا قرضہ ادا ہو جائے گا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کو پڑھنے والا خائف ہو تو با امن ہوگا بھوکا ہو تو سیر ہوگا پیاسا ہو تو اس

کی پیاس ختم ہو جائے گی اور اگر اس کو مقروض پڑھے تو بہت جلد با قرض سے سبکدوش ہوگا۔

○ فوائد القرآن میں ہے اگر اس سورہ کو نئے برتن پر لکھا جائے اور آب باراں سے دھویا جائے اور درد والا آدمی اس پانی

کو معمولی شکر ملا کر پیتا رہے تو اس کا درد ختم ہو جائے گا۔

وَالْعَادِيَاتِ - اس کا موصوف فرسان مخدوف ہے اور اس آیت میں خداوند کریم میدان جنگ میں دوڑنے والے

گھوڑوں کی قسم کھا رہے ہیں جو کہ جب تیز دوڑتے ہیں تو ان کے سانس بھی تیز ہوتے ہیں اور ان کے سانس

رکوع نمبر ۲۵

سے آگ کی چنگاریاں اُٹھتی ہیں۔

غزوہ ذات السلاسل | تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب غزوہ ذات السلاسل میں حضور نے یکے بعد دیگرے صحابہ کی ناکامی

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعِثَ رَمَاهُ فِي الْقُبُورِ ۖ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۖ إِنَّ رَبَّهُمُ

کیا وہ نہیں جانتا کہ جب قبروں والوں کو اٹھایا جائے گا اور جو باتیں سینوں میں ہیں ان کو ظاہر کیا جائے گا تحقیق ان کا پروردگار

بِهِمْ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ ۚ

اس دن ان کے (اعمال کی ان کو جزا دے گا کیونکہ وہ ان کے) اعمال سے خبردار ہے

کے بعد حضرت علیؓ کو بھیجا اور وہ فاتح ہو کر پٹھے تو یہ سورہ نازل ہوا اس کی تفصیل تفسیر سورہ برہان میں اس طرح ہے کہ وادی یابس کے باشندوں نے اسلام کے خلاف آپس میں عہد کیا اور شیعہ اسلام کے گلی کرنے کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا اور جبریل نے خدمت نبویؐ میں پہنچ کر وادی یابس کے کافر باشندوں کے ارادہ فاسدہ کی اطلاع دے دی جن کے جنگی جوانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ آپ نے چار ہزار صحابہ کا لشکر جبار دیکر ابو بکرؓ کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا جب فوج اسلام وادی یابس کے قریب پہنچی تو وہاں کا سردار اپنے دوسو فوجی آفیسروں کے ہمراہ فوج اسلام کے سربراہ سے گفتگو کرنے کے لئے نکلا ابو بکرؓ نے اپنے بیان میں کہا کہ میں اللہ کے رسول کا فرستادہ ہوں اور دعوت اسلام لے کر آیا ہوں اگر آپ لوگ اسلام کی دعوت قبول کر لیں گے تو ہم آپس میں بھائی بھائی ہوں گے اور بصورت دیگر ہمارے اوپر واجب ہوگا کہ تم سے جنگ کریں انہوں نے ابو بکرؓ کی بات سنستے ہی نہایت تند و تلخ لہجہ سے دعوت اسلام کو ٹھکراتے ہوئے اپنی تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھا اور دھمکی دیکر کہا خبردار ہمارے بارہ ہزار جنگی جوان تمہاری بوٹی بوٹی کر دیں گے پس مناسب یہ ہے کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ تمہارا انجام بڑا ہوگا پس ان کی کثرت سے مرعوب ہو کر فوج اسلام نے باعزت پسپا ہونے میں بہتری سمجھی چنانچہ واپس باعافیت مدینہ میں پہنچے آپ نے دوبارہ حضرت عمرؓ کو اسی فوج کا سالار مقرر کر کے روانہ فرمایا تو نتیجہ پھر بھی وہی نکلا کہ کفار کی دھمکی کو نہ برداشت کرتے ہوئے جان بچا کر بخیریت واپس آنے میں بھلائی سمجھی اور فوج اسلام دوبارہ واپس آئی اب تیسری مرتبہ شیربیشہ شجاعت شہنشاہ ولایت حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو انہی مجاہدین کی فوجی کمان حوالے کر کے حضورؐ نے روانہ فرمایا جب وادی یابس کے قریب پہنچے تو دستور سابق کے ماتحت کفار کا سالار اپنے دوسو خصوصی ارکان دولت کے ہمراہ ابتدائی گفتگو کے لئے حاضر ہوا تو حضرت علیؓ نے دعوت اسلام کو پیش کیا اور بصورت دیگر جنگ کا اعلان فرمایا انہوں نے حسب سابق بڑبڑا کر فوج اسلام کو مرعوب کرنے کی کوشش کی لیکن اسدِ کردگار نے ان کی دھمکیوں کی پرواہ کئے بغیر اعلان جنگ کو دہرایا اور اپنے عزم صمیم کا دوبارہ برملا اظہار فرمایا آپ نے اس گفتگو کے بعد اپنی فوج کو جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا اور پوری مستعدی کے ساتھ دشمن کے سامنے ڈٹ جانے کا ہر مجاہد سے پیمانے لیا چنانچہ مجاہدین نے شوقِ جہاد میں گن گن کر رات کی گھڑیاں گزاریں اور صبح کی نماز اول وقت میں ادا کر کے جہاد کے لئے کمر بستہ ہو گئے اور علی الصبح کفار پر دھاوا بول دیا جس کے نتیجہ میں کفار کے جنگی جوان تاب مقابلہ نہ لاتے ہوئے لقمہ اجل ہوتے چلے گئے اور مجاہدین اسلام نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ کچھ دیر کے بعد وادی یابس میں اسلام کا جھنڈا اُٹا ہوا نظر آیا اس جنگ میں بہت کافی مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا پس کامیاب و کامران ہو کر ادھر فوج اسلام مراجعت

فرمائے مدینہ ہوئی تو جبریل نے پہنچ کر علی کی فتح کی خوشخبری سنا دی اور یہ سورہ نازل ہوا۔ پس حضرت پیغمبر اہل مدینہ کو ساتھ لے کر مدینہ سے تین میل باہر تک علیؑ کے استقبال کے لئے تشریف لائے۔ جب حضرت علیؑ قریب آئے تو احتراماً گھوڑے سے اترے اور پیغمبر نے علیؑ کو گلے لگا لیا اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضور نے صبح کی نماز میں بھی سورہ والاعادۃ پڑھی تھی اور چونکہ صحابہ نے اس سے پہلے یہ سورہ نہیں سنا تھا وہ حیران ہو کر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے تب آپؐ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے حضرت علیؑ کی فتح کی بشارت دی ہے اور یہ سورہ بھی ہمراہ لایا ہے۔

لَا تَكُونُوا - اس کا معنی ہے منکر اور حدیث نبوی میں ہے کہ اَلْكَوْنُ الَّذِي يَأْكُلُ وَحَدَّكَ وَيَمْنَعُ رِفْدَكَ وَيَضْرِبُ عَبْدَكَ یعنی کنودہ ہے جو تنہا کھائے اور مہمان کو کچھ نہ دے اور اپنے غلام پر ظلم کرے۔

سُورَةُ الْقَارِعَةِ

- یہ سورہ مکئیہ ہے
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کو ہلا کر بارہ بنتی ہے۔
- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص سورہ القارعہ کو ہر روز پڑھے اور زیادہ پڑھے تو خدا اس کو قسۃ دجال سے محفوظ رکھے گا اور روز قیامت جہنم کی گرمی سے بھی اس کو بچائے گا۔
- حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص سورہ القارعہ کو پڑھے گا ہر روز عشر اس کا میزان وزنی ہوگا۔
- اگر کاروباری تنگ دست آدمی اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو خداوند کریم اس پر رزق کے دروازے کھول دے گا۔
- اور وسعت رزق کے لئے اس کا زیادہ پڑھنا نہایت مفید ہے اور اگر اس سورہ کو نوافل یا فرائض میں پڑھا جائے تو خداوند کریم اس کے رزق میں زیادتی فرمائے گا اور اس کی بد حالی خوشحالی سے بدل جائے گی۔
- مصباح کفعمی سے منقول ہے کہ اس سورہ کو طشت پر لکھا جائے اور عرق گلاب سے دھو کر اس کے پانی کو اس کے مکان میں چھڑکا جائے جہاں حشرات الارض زیادہ ہوں تو باذن پروردگار حشرات الارض وہاں سے نکل جائیں۔ (فوائد)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان درحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

الْقَارِعَةُ ۲ مَا الْقَارِعَةُ ۳ وَمَا أَذْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ ۴ یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ

تارعہ (قیامت) تارعہ کیا ہے؟ تمہیں کیا معلوم تارعہ کیا ہے؟ جس دن لوگ پھیلے ہوئے

كَالْفَرَّاشِ الْمُبْتُوْثِ ۵ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْثِ ۶ فَاَمَّا مَنْ

پتنگوں کی طرح معلوم ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی کپاس کی طرح ریزہ ریزہ نظر آئیں گے پس جس کا

ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهُ ۷ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۸ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهُ ۹

میزان عمل بھاری ہوگا تو وہ خوش حال زندگی میں ہوگا اور مین جس کا میزان عمل ہلکا ہوگا

فَاَمَّهُ هَآوِیَةٌ ۱۰ وَمَا أَذْرٰكَ مَا هِیَ ۱۱ نَارُ حَامِیَةٍ ۱۲

تو اس کی ماں (دھمکانا) جہنم میں ہوگا تجھے کیا خبر کہ وہ کیا ہے؟ مہرکتی ہوئی آگ ہے

رکوع نمبر ۲۶ اَلْفَرَّاشِ الْمُبْتُوْثِ - دوسری جگہ الجراد المنتشر سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی اس دن کے ہول سے انسان پھیلی ہوئی ٹڈی یا مکڑی یا پتنگوں کی طرح نظر آئے گا کہ عالم مدہوشی و بدحواسی میں اسے یہ نہ معلوم ہو سکے گا کہ میری منزل کس طرف ہے۔

فَاَمَّهُ هَآوِیَةٌ - یعنی اس کا مسکن و ماویٰ جہنم ہوگا جس طرح بچے کیلئے ماں جائے سکون ہوا کرتی ہے تفسیر برہان میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عینی علیہ السلام دوران سفر میں ایک اجڑی ہوئی بستی سے گزرے اور ادھر ادھر پھیلے ہوئے مردوں کو دیکھ کر فرمایا یہ لوگ گرفتار عذاب ہو کر مرے ہیں ورنہ ایک دوسرے کو دفن کرتے چنانچہ حواریین کی درخواست پر آپ نے ان کو صدا دی تو ایک نے جواب دیا لبیک یا روح اللہ! آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا یہ انجام کس لئے ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم صبح کو تندرست تھے اور شام کو گرفتار عذاب ہو کر اُس جہنم میں ڈال دیئے گئے جس کا نام ہاویہ ہے جہاں آگ کے سمندر بھی ہیں اور آگ کے پہاڑ بھی ہیں آپ نے فرمایا اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا دنیا کی محبت اور طواغیت کی اطاعت نے ہمارا یہ انجام کر دیا ہم دنیا کے اس طرح سے محبت تھے جس طرح بچہ ماں سے محبت کرتا ہے کہ آجائے تو خوش ہوتا ہے اور چلی جائے تو روتا ہے اور خدا کے بجائے اپنے بڑے بڑوں (طواغیت) کی عبادت و اطاعت ہمارا دین تھا۔ میری باقی قوم کو جہنم کی لگامیں لگی ہیں کہ وہ بول نہیں سکتے اور میرا عذاب اُن سے

کم ہے کیونکہ میں اُن کے ساتھ شریک نہیں تھا لیکن اُن کو روکتا بھی نہیں تھا پس ایک بال سے جہنم میں لٹکا ہوا ہوں۔ اور اس ڈر میں ہوں کہ کب اس میں گرایا جاؤں گا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کی خشک روٹی کھا کر مزید پر سو جانا۔ جبکہ دین میں سلامتی ہو اس شکم پُری سے بہتر ہے جس میں دین نہ ہو۔

سُورَةُ التَّكْوِيْنِ

- یہ سورہ مکہ ہے سورہ الکواثر کے بعد نازل ہوا۔
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر نو بنتی ہے۔
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص سوتے وقت اس سورہ کو پڑھے عذاب قبر سے محفوظ ہوگا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اس سورہ کو نماز فریضہ میں پڑھے اس کو ایک سو شہید کا ثواب ملے گا اور اس کی اقتدار میں چالیس صفیں فرشتوں کی نماز پڑھیں گی۔ اور اگر نفلہ میں پڑھا جائے تو پچاس شہیدوں کا اس کو ثواب ملے گا۔
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے اس سے دنیاوی نعمات کا حساب نہ لیا جائے گا اور نماز عصر کے وقت پڑھے تو دوسرے دن کے غروب شمس تک وہ اللہ کی امان میں رہے گا نیز مروی ہے کہ اس کی تلاوت کرنے والے کو آسمانی مخلوق اللہ کا شکر ادا کرنے والا کہتی ہے۔
- مصباح کفعمی سے منقول ہے کہ در دس پر اس کا پڑھنا درود کو ختم کرتا ہے۔
- میت کے لئے دفن کی رات جو نماز ہدیہ میت پڑھی جاتی ہے اس کا ایک طریقہ تو وہ ہے جو سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَا کے بیان میں گزر چکا ہے۔
- اور دسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دو مرتبہ سورہ قل هو اللہ احد پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ التکاثر پڑھا جائے اور سلام کے بعد درود شریف پڑھے کہ یہ فقرہ پڑھا جائے اللہُمَّ اَبْعَثْ نَوَاصِيئَهُمَا اِلَى قَبْرِ فُلَانٍ اور فُلَانٍ کی جگہ میت کا نام لے اور السبلد الامین سے تیسرا طریقہ یہ بھی منقول ہے۔
- کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیتہ الکرسی اور توحید دو مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ التکاثر دس مرتبہ پڑھی جائے۔
- لوگوں کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہر روز اکیس مرتبہ اس سورہ کا پڑھنا مفید ہے۔ (اوراد)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شرع کرتا ہوں)

الْهَلِكُمْ التَّكَاثُرُ ۲ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۳ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۴

تمہیں کثرت پر فخر کرنے نے غافل کر دیا حتیٰ کہ تم قبرستان پہنچ گئے آگاہ ہو عنقریب جان لو گے

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۵ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۶ لَتَرَوُنَّ

پھر آگاہ ہو عنقریب جان لو گے آگاہ ہو کاش کہ تم حقیقت کو علم الیقین سے جانتے ہوتے (تو فخر نہ کرتے) ضرور

الْجَحِيمَ ۷ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۸ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۹

دیکھو گے جہنم کو پھر ضرور دیکھو گے اس کو عین الیقین سے پھر تم سے اس دن نعمتوں کا سوال کیا جائے گا

رُكُوع نمبر ۲۶

اوقات مر جانے والوں کی قبروں کو شمار کرنے لگ جاتے تھے تو خداوند کریم ان کی سرزنش میں فرماتا ہے کہ کثرت مال و افراد معیار برتری نہیں بلکہ نیک اعمال معیار فوقیت ہیں اور اگر تم حقیقت کو سمجھتے ہوتے تو یہ فخر نہ کرتے جب موت کے ساتھ ہم آغوش ہو کر قبر میں دفن ہو جاتا ہے تو اس تفاخر کا کیا فائدہ اور علم الیقین اس علم کو کہتے ہیں جو شک و شبہ کے بعد حاصل ہو۔ اس لئے اللہ کے علم کو یقین نہیں کہا جاتا اور عادت لوگوں کے نزدیک علم الیقین دلیل کے بعد پیدا ہونے والے یقین کا نام ہے اور عین الیقین کا درجہ بلند ہے کہ وہ دیکھ لینے کے بعد حاصل ہونے والے یقین کو کہا جاتا ہے اور حق الیقین آخری منزل ہے کہ حکم لینے کے بعد جو یقین حاصل ہو اس کو حق الیقین کہا جاتا ہے۔

لَتُسْأَلُنَّ یعنی قیامت کے روز ہر نعمت کا سوال ہوگا لیکن امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تین چیزوں کے متعلق سوال

نہ ہوگا (۱) جسم دھانپنے کا کپڑا (۲) پیٹ بھرنے کے لئے روٹی کا ٹکڑا (۳) اور سر چھپانے کے لئے حسب ضرورت مکان

روایات اہلبیت میں تو اتر سے منقول ہے کہ جس نعمت کا بروز عشر سوال ہوگا وہ ولایۃ علی بن ابیطالب ہے اور بعض روایات میں ہے کہ توحید و نبوت و امامت کا سوال ہوگا ایک روایت میں معصوم نے فرمایا کہ مہمان کو کھانا کھلانے کے بعد مہمان نواز کا مہمان سے نواہوں کا حساب لینا۔ اس کی شان سے بعید ہے تو خداوند کریم کس طرح روٹی کے نواہوں کا حساب لے گا؟ البتہ ولایۃ آل محمد کا ہی سوال ہوگا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے البرصیفہ سے نعیم کا معنی پوچھا تو اُس نے عام نعمتیں شمار کیں آپ نے فرمایا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَالْعَصْرِ ② إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ③ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

عصر کی قسم تحقیق انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح بجا لائے

وَتَوَصَّوْا بِالْحَقِّ ④ وَتَوَصَّوْا بِالصَّبْرِ ⑤

اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی

کہ اس طرح تو وقوف بہت لمبا ہو جائے گا بس وہاں تو صرف ہماری دلاء کا ہی سوال ہوگا۔

سورہ العصر

- یہ سورہ مکہ ہے اور بسم اللہ کے علاوہ اس کی آیات تین ہیں۔
- حدیث میں ہے جو شخص اس کو پڑھے گا اس کا خاتمہ صبر پر ہوگا اور ہر روز عشر اصحاب حق میں شملہ ہوگا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص نوافل میں سورہ العصر کو پڑھے قیامت کے روز اس کا چہرہ نورانی ہوگا اور وہ ہنستا ہوا خوشی چشم کے ساتھ داخل جنت ہوگا۔
- حدیث نبوی میں ہے جو اس کو پڑھے گا اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کا خاتمہ خیریت سے ہوگا۔
- اگر کسی زمین میں دفن ہو نیوالی چیز پر پڑھی جائے یا خزانہ پر پڑھی جائے تو وہ محفوظ ہوگا۔
- مصباح کفعمی سے منقول ہے کہ صاحب بخار پر پڑھی جائے تو اس کو آرام ہوگا۔
- اگر اس کو نماز عشر کے بعد لکھ کر اپنے پاس رکھے اور حاکم کے پاس جائے تو امان میں ہوگا۔

وَالْعَصْرِ - ان آیات مجیدہ میں پروردگار عالم نے اسلام کے منشور کو نہایت مختصر اور جامع انداز سے چار نکات میں بند کر کے رکھ دیا۔ جن کی تفصیل کے لئے ضخیم کتابیں درکار ہوتی ہیں۔ گویا خداوند تعالیٰ نے حلیہ بیان جاری کر کے فرمایا کہ ہر انسان اگر اپنے مذہبات کو اپنا پیشرو بنا کر زندگی کے کٹھن منازل کو عبور کرنا چاہے تو یقیناً وہ خسارے سے بچ نہیں سکتا سوائے ان لوگوں کے جو منشور اسلامی کے بیان کردہ چار نکات کو اپنی زندگی کا دستور العمل قرار دیں

① عقائد کے لحاظ سے مومن ہونا یعنی توحید و عدل و نبوت و امامت و قیامت پر عقیدہ کا مضبوط کر لینا جس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب اسلامی سیاست میں مہرین اور مدلل طریق سے بیان کی ہے ② اعمال صالحہ کا بجالانا اور ان کے تین شعبے ہیں وہ اعمال جو حق اللہ شمار ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ اعمال جن کا تعلق انسان کے اپنے نفس سے ہے اور تیسرے وہ اعمال جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حقوق العباد کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ حق والدین حق زوجہ حق اولاد حق ہمسایہ حق سلطان حق عیالہ حق غلام حق حیوانات وغیرہ پس ان تمام حقوق میں خدا کی جانب سے متعینہ حدود کی پاسداری کرنا انسانیت کا بہت بلند مقام ہے ③ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرنا اگرچہ اعمال صالحہ کے ضمن میں یہ آجاتا ہے لیکن تمام حقوق واجبہ میں اس کو اہمیت حاصل ہے اس لئے اس کو الگ ذکر کیا گیا ہے ④ ایک دوسرے کو مصائبِ الام کے مقامات پر تلقین صبر کرنا یہ بھی اعمال صالحہ کے ضمن میں آسکتا ہے لیکن اہمیت کے پیش نظر اس کو بھی الگ ذکر کیا گیا ہے اور چوتھے نکتے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ منشور اسلامی کے ان چار نکات پر جس طرح کربلا والوں نے عمل کیا وہ اپنی مثال آپ ہے اس لئے اگر کہا جائے کہ اس سورہ کے مضمون کے تاویلی مصداق مجاہدین کربلا ہیں تو بالکل بجائے قیامت تک کے انسانوں کیلئے ان کا اسوہ حسنہ اورچ انسانیت تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے اسی لئے ان کی یاد کو تازہ کرنا اور ان کی یاد منانا انسانیت کا اہم فریضہ ہے۔

سُورَةُ الْاٰمِرَةِ

- یہ سورہ مکہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ سمیت دس ہے
- حدیث میں ہے جو شخص سورہ ہمزہ کی تلاوت کرے گا کفار مکہ جو حضور سے مسخری کرتے تھے کی تعداد سے دس گنا نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں گی۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص اس سورہ کو فرائض میں پڑھے گا اس سے فقر دور ہوگا اور اس کا رزق کچھ کر اس کی طرف آئے گا اور بُری موت اس کو نہ آئے گی۔
- حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص اس کو پڑھے یا لکھے درود کرنے والی آنکھ کے لئے تو باذن اللہ اس کا درد ختم ہو جائیگا۔
- اور اگر کوئی نظر بد کا شکار ہو تو اس پر یہ سورہ پڑھنے سے نظر بد کا اثر دور ہو جائے گا (بقدرۃ اللہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ ۝

ویل ہے ہر غیبت کنندہ زبان دراز کے لئے جس نے مال کو جمع کیا اور گن

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَّةِ ۝ وَمَا

وہ سمجھتا ہے کہ تحقیق اس کا مال اس کو زندہ رکھے گا ہرگز نہیں وہ مزدور پھینکا جائے گا جہنم حطہ میں اور تجھے

أَذْرَكَ مَا الْحُطَّةُ ۝ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى

کیا پتہ کہ حطہ کیا ہے؟ وہ اللہ کی مہر کئے والی آگ ہے جو دلوں پر چھا جاتی

الْأَفْدَةِ ۝ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۝ ۝ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ ۝

ہے تحقیق وہ ان پر محیط کی جائے گی جسے ستون کے اندر

رُكُوع نمبر ۲۹ ہُمَزَةٌ - کا معنی غیبت کرنے والا اور لہزہ کا معنی آنکھ ہاتھ اور زبان سے طعنہ زنی کرنے والا اور کہتے ہیں۔ اس سے مراد مغیرہ ہے جو حضور کی غیبت بھی کرتا تھا اور سامنے آکر طعنہ زنی بھی کرتا تھا۔

عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ - اس سے مراد یا تو جہنم کے ستون ہیں یا وہ میخیں ہیں جو جہنم کے دروازوں کو بند کرنے کے لئے استعمال کی جائیں گی۔

سُورَةُ الْفِيلِ

○ یہ سورہ مکیہ ہے سورہ الکافرون کے بعد نازل ہوا۔

○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر چھ ہے۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص اس سورہ کو نماز فریضہ میں پڑھے تو بروز عشرہ مبشرہ و جہاں اس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان درحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۲ اَلَمْ یَجْعَلْ کِیْدَهُمْ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میرے رب نے اصحاب الفیل سے کیا کیا؟ کیا ان کی باطل تجویز کو اُس نے بے کار

فِیْ تَضْلِیْلِ ۳ وَاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۴ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ

نہیں کر دیا تھا؟ اور اس نے ابابیل بھی بھیج دیئے جو ان کو سخت سنگریزے

مِّنْ سِجِّیْلِ ۵ فَجَعَلَهُمْ کَعَصْفٍ مَّا کُوْلٍ ۶

مارتے تھے پس کر دیا ان کو بھوسے کی طرح جھوکھوٹا کھاتے ہیں

کی غماز کی گواہی دیں گے اور خداوند کریم کی طرف سے ندا آئے گی کہ تمہاری گواہی مقبول ہے۔ بے شک میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ کے دوست ہیں اور اللہ کو ان کا عمل محبوب ہے۔

○ مسئلہ ۱۔ فقہائے امامیہ کے نزدیک سورہ الفیل اور سورہ لایلات قریش ایک سورہ کے حکم میں ہیں لہذا اگر یہ سورہ نماز میں پڑھا جائے گا تو اس کے بعد سورہ لایلات کا بھی پڑھنا ضروری ہوگا۔

○ حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا خدا اس کو عذاب سے امان دے گا اور دنیا میں مسخ ہونے سے محفوظ رہے گا اگر حملہ آور کے نیزہ پر پڑھی جائے تو اس کے نیزے کا پھل ٹوٹ جائے گا۔

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی مصیبت زدہ پر یہ سورہ پڑھی جائے تو اس کا دشمن فوراً مہاگ جائے گا۔ اور اس کا پڑھنا قوت طلب کا باعث ہے۔

○ عمل برائے حفاظت: کتاب اور آدمی ہے کہ اگر ظالم حاکم کے پاس جانا ہو تو کھلی عصی کو پڑھے اور ہر حرف پر دائیں ہاتھ کی ایک انگلی اٹھوٹھے سے شروع کر کے بند کرتا جائے اور آخر میں مٹھی بند کرے پھر حشر عسقی کو پڑھے اور ہر حرف پر بائیں ہاتھ کی ایک

انگلی بند کرتا جائے کہ انگوٹھے پر ختم کرے اور مٹھی بند کرے پس کمرے میں داخل ہو اور حاکم کے رد و بد سورہ الفیل کو پڑھے اور لفظ تَرْمِیْهِمْ کو دس دفعہ پڑھے کہ ہر دفعہ ایک انگلی کو شروع سے کھولتا جائے جب سب انگلیاں کھل جائیں تو سورہ کو پورا کرے پس حاکم کے شر سے محفوظ رہے گا۔

○ رکوع نمبر ۳۰ | اَبَابِیْلَ۔ اس کی واحد اَبُول یا اَبَالہ ہے ایک پرندے کا نام ہے جو چڑیا سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔

سِجِّیل۔ ایک سخت قسم کے پتھر کو کہا جاتا ہے جو عام پتھروں کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے۔

کَعَصِفٌ رَّجْدٌ سے کو اور گھاس کے خشک تنکوں کو عصف کہا جاتا ہے یعنی جب طرح جھوسہ نیکار زمین پر پھیلا رہتا ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اسی طرح ان کی لاشیں بھی زمین پر بکھری پڑی تھیں کہ ان کا پُرساں حال کوئی نہ تھا۔

اصحاب الفیل کا واقعہ

تفسیر معنی البیان میں ہے کہ تبع کو جب یمنیوں نے قتل کر دیا تو اس کا بیٹا قیس روم کے پاس فریاد لے کے گیا۔ پس قیس روم نے سوڈان کے بادشاہ نجاشی کو اس کی سفارش مکھی یہ نجاشی پیغمبر کے زمانہ کے نجاشی کا دادا تھا پس نجاشی نے ساٹھ ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر جو اہل یمن کی سرکوبی کے لئے روز بہ نامی شخص کے زیرِ کمان روانہ کیا چنانچہ یمن فتح ہوا اور وہاں پر قابض قوم حمیر کا اقتدار ختم ہو گیا پس روز بہ وہاں کا حکمران ٹھہرا جو نجاشی کے زیرِ اثر تھا روز بہ کی فوج کا ایک افسر جس کا نام ابرہہ اور کنیت ابویسوم تھی نہایت چُست و چالاک تھا اس نے پوری فوج میں اپنا اثر و رسوخ بڑھا کر روز بہ کی مخالفت شروع کر دی اور آخر کار اس کی حکومت کا تختہ الٹ کر خود اس کی جگہ حکمران بن بیٹھا اور نجاشی کو اپنی اطاعت کا یقین دلا کر اس کو راضی کر لیا جب اس کا اقتدار مضبوط ہو گیا تو اس نے کعبہ کے مقابلہ میں یمن میں کعبہ تعمیر کرایا تاکہ لوگ بیت اللہ کو چھوڑ کر یمنی کعبہ کی حج کریں اور اس کو عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے دیدہ زیب اور جاذبِ نظر بناتے ہوئے اس کو سُنبھری محرابوں سے خوب سجایا چنانچہ یمنی لوگ اس کا طواف کرنے لگ گئے۔

ایک دفعہ عرب کا ایک بڑا قبیلہ بنی کنانہ وارد یمن ہوا تو بنی کنانہ کے آدمی نے یمنی کعبہ کو دیکھنے کے بہانہ سے اندر جا کر پاخانہ کر دیا جب ابرہہ خود اپنے کعبہ کی زیارت کے لئے آگے بڑھا تو اس نے کعبہ کے اندر غلاظت دیکھ کر اپنی نصرانیت کی قسم کھائی کہ میں عربوں کے کعبہ کو سہا کر کے رہوں گا چنانچہ اس نے اپنی فوج کو جسیں ہاتھی سواروں کا ایک دستہ بھی تھا حجاز کی طرف پیش قدمی کا ارڈر دے دیا اشعرون و خثعم کے قبائل نے اس کی دعوت کو قبول کر کے فوج میں شمولیت اختیار کر لی اور تاریخ مقرر پر ابرہہ کی فوج یمن سے روانہ ہوئی۔ راستہ میں بھی ابرہہ کے حکم سے اس کے ایک فوجی نے عرب قبائل کو یمنی کعبہ کے طواف کا مشورہ دیا لیکن پھر بنی کنانہ کے ایک شخص نے اس فوجی کا سرتن سے جدا کر دیا جس کی خبر سنستے ہی ابرہہ کو بہت غصہ آیا اور اس انتقام کا جذبہ اس کے دل میں زیادہ تیز ہو گیا جب یہ لشکر طائف کے پاس سے گذرا تو وہاں کے رہنے والے قبیلہ حمذیل کے ایک آدمی نفیل نائی کو راستہ معلوم کرنے کے لئے ساتھ لے لیا حتیٰ کہ مکہ سے چھ میل دور مقام مخمس پر انہوں نے فوجی مورچے بنا کر قیام کر لیا اور ایک دستہ مکہ کی داویوں میں گھونسنے اور حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ کر دیا مکہ میں بسنے والے عرب قبائل نے جو نہی ابرہہ کی فوج دیکھی وہ گھروں کو چھوڑ کر ادھر ادھر روپوش ہو گئے صرف حضرت عبد المطلب بچ گئے جن کے قبضہ میں چاہ زمزم کا چارچ تھا اور دوسرے شیبہ بن عثمان عبد ربیع جو بیت اللہ کا دربان تھا مکہ میں موجود تھا ابرہہ کے گشتی فوجی دستے نے قریشیوں کے اونٹ قبضہ میں کر لئے جنہیں دوسرا اونٹ صرف عبد المطلب کے تھے جب ان کو معلوم ہوا تو وہ اپنے اونٹوں کی واپسی کے لئے ابرہہ کی فوجی چھاؤنی میں داخل ہوئے اور ابرہہ کی قیامگاہ کے دروازہ پر پہنچے اس وقت دروازہ کا سنتری اشعرون قبیلہ کا ایک سپاہی تھا جو عبد المطلب کی شخصیت

سے خوب واقف تھا اس نے اندر جا کر اجازت لی اور اچھے انداز سے عبدالمطلب کا تعارف کرایا جب آپ اندر تشریف لے گئے تو ان کی ظاہری شکل و شباهت اور باوقار نورانی چہرہ کی عظمت سے متاثر ہو کر تخت سے نیچے اُترا اور آپ کے ہمراہ فرش پر بیٹھ کر احوال پرسی کے بعد آپ سے تشریف آوری کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا تمہاری گشتی فوج نے ہمارے اونٹ چرائے ہیں اور ان کی بازیابی کے لئے آیا ہوں ابراہیم ایک مرتبہ دریائے حیرت میں ڈوب گیا اور کچھ سنبھل کر کہنے لگائیں تو آپ کو بہت بڑا دانا سمجھتا تھا لیکن آپ کے اس سوال سے میں کچھ شش و پنج میں پڑ گیا ہوں آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ تو اُس نے جواب دیا کہ میں مین سے اس قدر شکر تجارے کرتا ہوں کہ مجھے کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں جس پر تمہارے وقار اور شرف کا دار و مدار ہے دانشمندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ اپنے دو سو اونٹ نظر انداز کر کے اپنے بیت الشرف کعبۃ اللہ کی سفارش فرماتے اور اس اہم حاجت کا ذکر کرتے اور میں یقیناً آپ کے احترام کی خاطر مان لیتا۔ آپ نے نہایت اطمینان و ممانعت سے ابراہیم کی بات سُن کر جواب دیا کہ میں تو اپنے مال کی داپسی کے لئے حاضر ہوا ہوں جس گھر کو گرانے کے لئے تم لوگ آئے ہو اس کا بھی ایک مالک ہے وہ اُس کی حفاظت کا خود ذمہ دار ہے اس بات کو سُن کر ابراہیم گھبرا گیا اور اونٹوں کی داپسی کا حکم دے دیا آپ اپنے اونٹ لے کر واپس پلٹ کر آگئے۔ اس رات ابراہیم اور اس کی فوج یوں محسوس کر رہی تھی کہ گویا عذابِ خداوندی ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے پس بے حس و حرکت موت کے سایہ میں انہوں نے رات گزاری۔ ان کے ہمراہ قبیلہ حذیل کا جو آدمی رہنمائی کے لئے آیا تھا وہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور شعرون و خثعم نے بھی بیت اللہ پر چڑھائی سے انکار کر دیا حضرت عبدالمطلب جب واپس آنے لگے تھے تو ابراہیم کی فوج کے بڑے ہاتھی محمود نامی کے پاس سے گذرے اور ہاتھی کے کان میں کہا کہ تمہیں پتہ ہے ابراہیم تم کو کیوں لایا ہے؟ اُس نے سر ہلا کر نفی میں جواب دیا پھر آپ نے فرمایا یہ تو بیت اللہ کو مسار کرنے کے لئے آئے ہیں کیا تم ان کا ساتھ دو گے تو پھر ہاتھی نے سر ہلا کر نفی میں جواب دیا پس آپ چلے گئے۔ جب صبح سویرے ابراہیم کی فوج نے ہاتھیوں کو مکہ کی طرف بڑھانا چاہا تو بڑے ہاتھی کے قدم رک گئے ہر چند اس پر تشدد کیا گیا لیکن وہ نہ ہلا جب اس کو پیچھے کی طرف چلاتے تھے تو چپتا تھا لیکن جب آگے بڑھنا چاہتے تھے تو وہ رک جاتا تھا اور دوسرے ہاتھی محمود نامی ہاتھی کی اقتدار میں رک جاتے تھے۔

ادھر حضرت عبدالمطلب نے اپنے کسی غلام کو حکم دیا کہ مہار پر چڑھ کر دیکھو کوئی چیز نظر آتی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ اپنے فرزند ارجند حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ کوہ البقیس پر چڑھ کر دیکھو اگر کوئی چیز ہو مجھے خبر دینا چنانچہ جناب عبداللہ کوہ البقیس پر چڑھے تو سمندر کی جانب سے ابابیل کے غولوں کو سیلاب کی طرح آتے دیکھا کہ ان کی سیاہی شب تاریک کی طرح تھی پس وہ پرندے کوہ البقیس پر اترے پھر کعبہ کے ساتھ چکر انہوں نے لگائے اور سات طواف صفا و مردہ کے کئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر حضرت عبداللہ نے اپنے والد ماجد کو اطلاع دی اور دوسری روایت کے ماتحت جب غلام نے خبر دی اور بتایا کہ ہر پرندے کی چونچ میں ایک گریزہ ہے اور دو پاؤں میں دو سگریزے ہیں تو عبدالمطلب نے فرمایا عبدالمطلب کے رب کی قسم یہ اس قوم کے لئے ہی آئے ہیں۔ مجمع البیان کی روایت کے مطابق طلوع شمس کے وقت پرندے پہنچ گئے ہر ایک پرندہ کے پاس تین سگریزے تھے اور وہ جہاں پڑتے تھے جسم سے

پارہ ہو جاتے تھے گویا غذائی فوج کا ہر سپاہی دشمن فوج کے تین تین سپاہیوں کے لئے کافی تھا۔ پس جب ایک پرندہ تین ناکر کھپتا اور تین دشمنوں کو داخل جہنم کر لیتا تو وہ غائب ہو جاتا تھا اور دوسرا نمودار ہو جاتا تھا یہاں تک کہ ابراہیم کا لشکر مارا گیا اور ابراہیم کو ایک سنگریزہ لگا جس سے وہ بھاگ کھڑا ہوا اور وہ زخم بڑھتا رہا حتیٰ کہ مین کی زمین میں پہنچ کر وہ فی النار ہو گیا اور قبیلۃ اشعرودن اور خثعم نے چونکہ کعبہ پر چڑھائی کا انکار کر دیا تھا۔ لہذا ان کا کوئی آدمی قتل نہ ہوا اور مردی ہے کہ وہ پرندے بادل کی طرح ابراہیم کی فوج کے سروں پر منڈلا رہے تھے اور ان میں سے ہر ہر پرندہ تین تین دشمنوں کے مارنے کے لئے قدرت کی جانب سے مامور تھا پس وہ کافر کے سر کے اوپر سنگریزے کو چھوڑتا تھا اور وہ سنگریزہ اس کی دبر سے پار ہو جاتا تھا اور منقول ہے کہ صرف ایک آدمی ان میں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے حصّہ کا ایک پرندہ بھی سنگریزہ چوچ میں پکڑ کر اس کے تعاقب میں رہا جب اس شخص نے فوج ابراہیم کی تباہی کا ذکر سنایا اور کہا کہ پرندوں نے فوج کو مارا ہے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ پرندہ کس قدر تھا پس اُس نے اوپر کو دیکھا تو وہی پرندہ اوپر پھیر رہا تھا اس نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ پرندے اسی قسم کے تھے چنانچہ اس کے یہ الفاظ ختم ہوئے تو اس پرندے نے سنگریزہ چھوڑ دیا اور وہ اس کے سر پر لگ کر دبر سے نیچے پار ہو گیا اور وہ وہی ڈھیر ہو گیا اور یہ پرندے نہ اس سے پہلے کسی نے دیکھے تھے اور نہ بعد میں دیکھے گئے۔

تنبیہ: جو لوگ معجزات کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے اصحاب الفیل کی تباہی کا قصہ مہینہ عبرت و نصیحت ہے کیونکہ ملحد و بے دین لوگ طوفان نوح یا فرعون کی غرقابی یا تیز آندھی وغیرہ کا عذاب کے عادی و طبعی اسباب کہہ کر معجزہ کا انکار کر دیتے ہیں لیکن اصحاب الفیل کی تباہی ایک غیر عادی طور پر ہونے کے باوجود ناقابل انکار حقیقت ہے اور جو لوگ حضرت یحییٰ کی تکذیب پر ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے اصحاب الفیل کا قصہ سن کر ان کو آپ کے جھٹلانے کی جرأت نہ ہو سکی کیونکہ اس وقت یہ قصہ پرانا نہ تھا اور عرب لوگ اخبار متواترہ سے اس کو جانتے تھے نیز بعض سن رسیدہ لوگوں کا تو چشم دید واقعہ تھا اور یہ قصہ رسول اللہ کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کا کھلا ہوا ثبوت ہے جس کا انکار صرف کور باطن ہی کر سکتا ہے

سُورۃ لایلات

- یہ سورہ مکہ ہے اور الدین کے بعد نازل ہوا ہے۔
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کے علاوہ چار ہے۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو سورہ لایلات کی زیادہ تلاوت کرے۔ خداوند کریم اس کو جنت کی سواری پر سوار کر کے مشور کرے گا اور نور کے دسترخوان پر اس کو جگہ ملے گا۔
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو پڑھے کعبہ کے طواف و اعتکاف کرنیوالوں کی تعداد سے دس گنا نیکیاں اس کے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

لَا یُلَیْفُ قُرَیْشٌ ۲ الْفِیْهِمْ رِحْلَةُ الشِّتَاءِ وَالصَّیْفِ ۳ فَلِیُعِیْدُوا

قریش کی محبت کے لئے کہ ان کی محبت سردیوں اور گرمیوں کے سفر پر موقوف ہے پس انہیں پالہیے

رَبَّ هَذَا الْبَیْتِ ۴ الَّذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَّ اَمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۵

کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے ان کو بھوک کے بعد کھانا دیا اور خوف سے امن میں رکھا

نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

- سورہ فیل اور سورہ قریش دونوں ایک سورہ ہیں اور نماز میں جہاں ایک پڑھی جائے وہاں دوسری کا پڑھنا بھی واجب ہے
- حدیث نبوی میں ہے کہ اگر اس سورہ کو کھانے پر پڑھا جائے تو اس کے ضرر و رساں اثرات ختم ہونگے اور وہ باعث شفا ہوگی
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر اس سورہ کو پانی پر پڑھ کر دل کے مریض پر وہ پانی چھڑکا جائے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔

- مصباح کفعمی سے منقول ہے کہ اگر بھوکا آدمی اس کو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھے تو خداوند کریم اس کے لئے روزی کا پہنچانا آسان کر دے گا۔

لَا یُلَیْفُ قُرَیْشٌ - ایلاف الفت سے ہے اور جار کا متعلق فعل محذوف ہے جس کا ربط پہلی سورت سے ہے یعنی ہم نے ابرہہ کی فوج کو تباہ کر ڈالا قریش کی محبت کے لئے اور ان کی بیت اللہ کے

رکوع نمبر ۳

ساتھ مانوسیت کو برقرار رکھنے کے لئے کیونکہ اگر ہم ان کی مدد نہ کرتے اور ابرہہ کی فوج بچا جاتی تو قریش کو مکہ چھوڑنا پڑتا پس ہم نے ان کے دشمن کو شکست دیدی تاکہ یہ لوگ با امن ہو کر کعبہ کی عبادت میں زندگی گزاریں اور اس لئے کہ یہ مقام خاتم الانبیاء کی ولادت کا مقام ہے پس قریش کے لئے مکہ کی رہائش کو دشمن کی پس پانی سے زیادہ قابل قبول بنا دیا۔

قریش کا معنی ہے کہ ناچونکہ یہ لوگ تجارت پیشہ تھے نہ ان کے پاس زراعت تھی اور نہ مالداری بلکہ غیر ملکی تجارت کر کے بسر اوقات کرتے تھے اور یہ نصر بن کنانہ کی اولاد تھے اور نصر کی اولاد کو ہی قریش کہا جاتا ہے اور حرم کعبہ کی زیارت اور حرم کعبہ کی عبادت کی وجہ سے پوری عرب آبادی ان کا احترام کرتی تھی تاکہ اگر کہیں قافلہ چوروں اور ڈاکوؤں کی زد میں آجاتا تھا اور کوئی شخص کہتا تھا کہ میں حرم کعبہ کا مجاور ہوں تو چور و ڈاکو اس کو چھوڑ دیا کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی ان پر چڑھائی نہ کر سکتا تھا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ابرہہ کی فوج کو پرندوں سے مروایا تاکہ ان کی عقیدت میں اضافہ ہو اور ان کی کعبہ سے محبت برقرار رہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

اَرَأَيْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالذِّیْنِ ۚ ۲ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدْعُ الْیَتِیْمَ ۙ ۳

کیا تو نے دیکھا وہ شخص جو دین کو جھٹلاتا ہے پس وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے

پس ان کو بھی چاہیے کہ اس گھر کے مالک کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

ایک دفعہ ہمارے یہ پہلے ایلاف سے بدلے سال بھر میں قریشی دو سفر کرتے تھے سردیوں میں یمن کی طرف جاتے تھے کیونکہ یہ علاقہ ساحل بحر پر ہونے کی وجہ سے گرم تھا اور گرمیوں میں شام جاتے تھے کیونکہ یہ علاقہ سرد تھا اور بعض نے کہا ہے کہ دونو سفر شام کی طرف تھے۔ البتہ سردیوں میں سمندر کے کنارے کنارے جاتے تھے اور گرمیوں میں بصری و اذرعات کے رستے سے جاتے تھے پس یہ اپنے ہاں سے چڑے کا سامان لے جاتے تھے اور وہاں سے کپڑا غلہ اور دیگر ضروریات زندگی خرید لاتے تھے۔

سُورَةُ الْبَاعُونَ

○ اس سورہ کے مکی و مدنی ہونے میں اختلاف ہے اور تفسیر برہان میں ہے کہ پہلی تین آیتیں مدنی ہیں اور بعد والی چار آیتیں مکی ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے علاوہ اس کی آیات کی کل تعداد سات ہے۔

○ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو فرائض و نوافل میں پڑھے اس کی نمازیں اور روزے مقبول ہوں گے اور قیامت کے دن اس کا حساب نہ ہوگا۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا اس کے گناہ بخشے جائیں گے بشرطیکہ زکوٰۃ ادا کر چکا ہو اور جو شخص نماز صبح کے بعد ایک سو مرتبہ اس کو پڑھے آئندہ صبح تک وہ خدا کی حفاظت میں ہوگا۔

○ فوائد القرآن میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص سورہ باعون کو آٹا لیس مرتبہ پڑھے وہ اور اس کی اولاد محتاج نہ ہوں گے اور سورہ کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے دس مرتبہ درود شریف پڑھ لینا چاہیے۔

(اقول) اس سے ظاہر ہے کہ یہ محل صرف ایک دن کا نہیں بلکہ وقت مقررہ پر ہر روز اس محل کو جاری رکھا جائے۔

عَدُّ اٰیٰتِ چونکہ پہلی تین آیتیں مکی ہیں لہذا ان کے شان نزول میں اختلاف ہے کہ اس سے مراد عاص بن وائل یا ولید بن مغیرہ یا ابوسفیان ہے کہتے ہیں کہ وہ ایک ہفتہ میں دو اونٹ نحر کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کے دسترخوان پر ایک یتیم آیا تو اس نے اس کو لالٹھی کی نوک سے دھکیل کر باہر کر دیا۔ بہر کیف جو بھی یہ صفات رکھتا ہو وہ

رُکوع نمبر ۳۲

وَلَا يَجِدُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۖ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ

اور مسکین کو کھلانے پر (نہ رغبت کرتا ہے اور) نہ رغبت دلاتا ہے پس ویل ہے ان نمازوں کے لئے جو اپنی نماز سے

عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ

غفلت کرتے ہیں ایسے لوگ جو ریا کرتے ہیں اور معمولی مزدور یا سہرا زندگیاں

الْمَاعُونَ ۝ ۸۰ ۝ ۸۱ ۝ ۸۲ ۝

لوگوں کو محروم رکھنے ہیں

ان آیات کا قیامت تک مصداق بن سکتا ہے اور تاویل باطنی کے اعتبار سے دین سے مراد ولایت علی ہے۔
وَيْلٌ۔ نماز سے سہو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو معمولی سمجھتے ہیں اور اس کے ترک ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتے اور اس سے ترک نماز مراد بھی اور وہ وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جب پڑھتے ہیں تو لوگوں کے دکھلاوے کے لئے پڑھتے ہیں۔
الْمَاعُونَ اس سے مراد وہ عام مزدور یا سہرا کی چیزیں ہیں۔ بھولنا، ایک، دوسرے کو عاریتہ دے دیا کرتے ہیں۔
ڈول، گلاس، بالٹی، پھوڑا، چاقو پھری وغیرہ یا وہ چیزیں جن سے رد کا منہی جاتا جس طرح پانی اور بعض روایات میں قرنہ اور زکوٰۃ بھی مراد لی گئی ہے اور بعضوں نے ہر معروف اس سے مراد لی ہے پس مزدور یا سہرا کی زندگی کی ان چیزوں کی لین دین سے دوسروں کو محروم کرنا جائز ہے البتہ اگر وہ شخص ضائع کرنے والا یا خیانت کرنے والا ہو تو ایسی صورت میں اس کو نہ دینا گناہ نہیں ہے چنانچہ تفسیر برہان میں ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص نے ماعون کی تفسیر پوچھی جب آپ نے وضاحت کی تو سائل نے عرض کی کہ حضور ہمارا ایک ہمسایہ ہے جو مانگنے پر چیز لے جاتا ہے لیکن اسے توڑ دیتا ہے یا ضائع کر دیتا ہے تو پھر ہم کیا کریں آپ نے فرمایا ایسے شخص کو نہ دینا گناہ نہیں ہے۔

سُورَةُ الْكَوثر

- یہ سورہ مکہ ہے اور بسم اللہ کے علاوہ اس کی آیات تین ہیں۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص فرائض اور نوافل میں یہ سورہ پڑھے اسے کوثر نصیب ہوگا۔
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص سورہ کوثر کی تلاوت کرے اس کو نہر جنت سے سیراب کیا جائے گا اور قیامت تک عید کے موقع پر قربان ہونے والے جانوروں کی تعداد سے دس گنا اس کو اجر نصیب ہوگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ② فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ③ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ④

ہم نے تجھے کثر عطا کیا پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر تحقیق تیرا دشمن دم بریدہ ہے

○ پوشخص شب جمعہ ہونے سے پہلے ایک سو مرتبہ سورہ کوثر کو پڑھے وہ خواب میں حضرت رسالتؐ کی زیارت کرے گا۔

○ مصباح کفعمی سے منقول ہے اگر جانور کے پیٹ میں درد ہو تو اس سورہ کو اس کے داہنے کان میں تین مرتبہ پڑھے اور بائیں کان

میں بھی تین مرتبہ پڑھے پس اس جانور کے پہلو پر لات مارے تو وہ اٹھ کھڑا ہوگا۔ (باذن اللہ)

رکوع نمبر ۳۳ | کوثر کا معنی

إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ②: کوثر کے معنی میں اس جگہ اختلاف ہے اس کا وزن ہے فاعل اور کثرت سے مشتق ہے اور اس کا معنی خیر کثیر ہے لیکن اس جگہ

وہ کوئی خیر کثیر ہے جو مراد لی گئی ہے۔ ① بعض نے کہا ہے کہ جنت کی نہر کا نام کوثر ہے چنانچہ اس سورہ کے نزول کے بعد لوگوں نے دریافت کیا اور حضورؐ نے بتایا کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کا پانی دودھ سے سفید تر ہے اور اس کے کناروں پر یاقوت اور موتیوں کے کمرے ہیں اور اس کے شان نزول میں مروی ہے کہ حضورؐ کا فرزند عبداللہ نامی جو جناب خدیجہ کے بطن اطہر سے متحافوت ہو گیا۔ تو لوگ آپ کو انہر کے نام سے پکارتے تھے کیونکہ بے اولاد کو وہ اہتر کہا کرتے تھے پس جب یہ سورہ نازل ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ خداوند نے مجھے بیٹے کے بدلے میں نہر جنت کوثر عطا فرمائی

انس سے مروی ہے کہ ایک دن حضورؐ تشریف فرما تھے اور صحابہ آپ کے ارد گرد جمع تھے کہ آپ کو اذگھ سی آئی جب آنکھ کھلی تو مسکرا دیئے اور فرمایا ابھی میرے اوپر ایک سورہ نازل ہوا ہے پس آپ نے سورہ کوثر کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کوثر کیلئے؟ تو سب نے عرض کی کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جس کے کنارے پر آسمانی ستاروں کی تعداد میں پیالے رکھے ہوئے ہیں اور میری امت کے لوگ وہاں میرے پاس وارد ہوں گے۔ جب ان لوگوں میں سے بعض لوگوں کو دھکیل کر دور کیا جائے گا تو میں کہوں گا اے پروردگار یہ لوگ میرے امتی ہیں۔ تو جواب ملے گا تجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں رواہ مسلم فی الصیح

تفسیر برہان میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حضورؐ سے کوثر کا مطلب دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کوثر ایک جنت کی نہر ہے جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے حضرت علیؑ نے اس کی مزید تشریح طلب کی تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ نہر زیر عرش جاری ہے اس کا پانی دودھ سے سفید تر شہد سے شیریں تر اور مکھن سے ملائم تر ہوگا۔ اس میں زبرد یاقوت اور مرجان کے سنگ بڑے ہوں گے اس کے کناروں کا گھاس زعفران ہوگا اور اس کی مٹی کستوری ہوگی اس کے بعد آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کے

شانوں پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ منہ میرے اور تیرے اور تیرے دوستوں کے لئے ہوگی ایک روایت میں ہے کہ اس کی گہرائی ستر ہزار فرسخ کے برابر ہوگی ایک روایت میں ہے حصوڑ نے فرمایا مہرے اور میرے اہلبیت کی منازل کوثر کے کنارے پر ہوں گی جو یاقوت و جواہر سے تعمیر شدہ ہوں گے۔

۷۰۹۶۲ عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے نبی کریمؐ نے فرمایا خداوند کریمؐ نے مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں اور علیؑ کو بھی پانچ چیزیں عطا کی ہیں انہی نے جو امع الکلم عطا فرمائے اور علیؑ کو جو امع العلم عطا کیا ② مجھے اللہ نے نبوت دی علیؑ کو دہی بنایا۔ ③ مجھے اللہ نے کوثر دیا علیؑ کو سلسیل عطا کیا ④ مجھے دہی عطا کی علیؑ کو الہام دیا ⑤ مجھے آسمانوں کی سیر کرائی اور علیؑ کے لئے آسمانوں اور حجابوں کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ وہ مجھے دیکھتے رہے اور میں اُسے دیکھتا رہا اس کے بعد حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو سہرائے میں نے دہر پوچھی تو فرماتے لگے اے ابن عباس سب سے پہلے جو اللہ نے مجھ سے کلام کیا تو فرمایا اے محمدؐ نیچے نگاہ کر و جب میں نے نیچے دیکھا تو حجاب پھٹ چکے تھے اور آسمانوں کے دروازے کھل چکے تھے اور علیؑ کو میں نے دیکھا تو وہ سر اٹھا کر میری طرف دیکھ رہے تھے میں نے علیؑ سے بھی باتیں کیں۔

ابن عباس نے دریافت کیا کہ اللہ نے کیا کلام فرمایا تو حضور نے جواب دیا اللہ نے فرمایا اے محمد میں نے علی کو تیرا وصی وزیر اور خلیفہ مقرر کیا ہے اس کو تیرا دنیا حالانکہ وہ اب بھی سن رہا ہے پس میں نے علی سے اسی وقت کہہ دیا جبکہ میں بارگاہ ربوبیت میں تھا اور علی نے اسی وقت جواب دیا کہ میں نے یہ عہدہ قبول کر لیا اور اطاعت کر لی ہے پس اسی وقت اللہ نے ملائکہ کو سکھ دیا کہ علی پر سلام کرو چنانچہ تمام ملائکہ نے علی کو سلام کیا اور علی نے سب کے سلام کا جواب دیا اور میں نے دیکھا کہ ملائکہ ایک دوسرے کو بھی یہ خوشخبری سنارہے تھے اس کے بعد جو میں ملائکہ کے پاس سے گذرا تو تمام نے مجھے علی کے دہلی عہد کی مبارک باد دی اور کہنے لگے کہ ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا تمام ملائکہ علی کی خلافت سے خوشنود ہوئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ حاملین عرش کی گردنیں زمین کی طرف جھک گئی تھیں تو ہبرئیل نے کہا اس سے پہلے باقی تمام ملائکہ نے نوشی نوشی علی کے چہرہ کی زیارت کر لی تھی۔ حاملین عرش کو اب اجازت ملی ہے پس وہ اب علی کے چہرہ کی زیارت کرنے کے لئے گردنیں جھکائے ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جب میں زمین پر آتا تو میں علی کو قعقہ سنارہا تھا اور وہ مجھے معراج کی ساری سرگزشت سنارہے تھے پس میں بان گیا کہ میں نے جہاں جہاں قدم رکھا ہے علی وہاں وہاں دیکھتے رہے کیونکہ ان کے لئے حجابات اٹھائے گئے تھے۔

ابن عباس نے عرض کی کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا میں تجھے علی کی محبت کی وصیت کرتا ہوں اور مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنایا ہے خدا کبھی عبد کی نیکی قبول نہیں کرے گا جب تک اس کے دامن میں علی کی دلائے ہوگی پس اگر کسی کے پاس علی کی دلائے ہوگی تو عمل قبول ہوگا ورنہ کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا اور داخل جہنم ہوگا اور مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا ہے جن لوگوں نے خدا کے لئے اولاد تجویز کی ہے دوزخ کی آگ ان سے بھی زیادہ علیؑ کے دشمنوں کو مقام غضب قرار دے گی۔ اے ابن عباس یہ ہونہیں سکتا لیکن اگر بغرض محال ملائکہ اور انبیاء کے دلوں میں بھی علیؑ کے حق میں بغض

پیدا ہو جائے تو وہ بھی دوزخ میں جائیں گے۔ ابن عباس کہتا ہے میں نے عرض کی کیا کوئی شخص علی سے بغض بھی رکھتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وہ میری امت کے بعض لوگ جن کا درحقیقت اسلام سے کوئی واسطہ بھی نہیں ہوگا۔ وہ علی سے بغض رکھیں گے اور ان کے بغض کی نشانی یہ ہے کہ گھٹیا قسم کے لوگوں کو علی پر فضیلت دیں گے اور مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنایا ہے کہ اللہ نے مجھ سے بہتر کوئی نبی نہیں پیدا کیا اور علی سے بہتر کوئی دھی نہیں بنایا پس ابن عباس کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ کے فرمان پر پورا عمل کیا۔

جب بوقت وفات میں حضور کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا اے ابن عباس علی کے مخالف کا مخالف بن کر رہنا اور اس کا مددگار نہ بننا میں نے عرض کی حضور! آپ لوگوں کو یہ حکم کیوں نہیں دیتے تو آپ رو دیئے اور بہت دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا اگر تو اللہ کی رضا چاہتا ہے تو علی کے طریقہ کو نہ چھوڑنا پس ادھر کا رخ کر دو جہدھر کا رخ علی کرے اور اسی کو اپنا امام مانو پس اس کے دشمن کو دشمن سمجھو اور اس کے دوست کو دوست سمجھو ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے جوامع الکلم کا معنی دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس سے قرآن مجید مراد ہے۔

تفسیر صافی میں خصال سے مروی ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نبی کریم کے ہمراہ اپنی عزت سمیت ہوض کوثر پر ہوں گا پس جس کو ہماری ضرورت ہو وہ ہماری ہدایت پر عمل کرے ہمیں شفاعت کا حق حاصل ہے پس تم لوگ ہوض کوثر پر ہماری ملاقات کی کوشش کر دو کیونکہ ہم اپنے دشمنوں کو دہلیزوں سے دور بھگا دیں گے اور اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے تو جس نے وہاں سے ایک گھونٹ پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا (النجیر)

منہر جنت کے علاوہ کوثر کے اور معانی بھی کئے گئے ہیں (۷) خیر کثیر شفاعت۔ علم۔ عمل۔ کتاب۔ شرف دارین۔ ذریت طیبہ کثرت اتباع۔ مہر کیف ہر معنی کے اعتبار سے آپ کوثر کے مالک ہیں۔ کثرت ذریت کا یہ عالم ہے کہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک جس قدر انسانی آبادی موجود ہے ذریت پیغمبر کم و بیش ہر جگہ آباد ہے۔

فصل لربك۔ اس نماز سے مراد نماز عید ہے جس کے بعد نحر کیا جاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس نماز سے مراد نماز صبح ہے جس کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے اور روایات الہییت میں ہے کہ نحر سے مراد نماز کے وقت تکبیر کے لئے سینہ تک ہاتھوں کا بلند کرنا ہے یعنی رفع یدین کا حکم دیا گیا ہے۔

هو الابن۔ یعنی تیرا دشمن خیر سے محروم ہے اور بعض نے کہا ہے اس سے مراد عاص بن وائل ہے جو رسول اللہ کو ابتر کہتا تھا وہ حضور کو اس لئے ابتر کہتا تھا کہ یہ اکیلا ہے جب یہ مر جائے گا تو بعد میں اس کے دین کو چلانے والا کوئی نہ ہوگا پس اس کا دین ختم ہو جائے گا خداوند کریم نے اس کے اس جلد کی تردید فرمائی ہے کہ اے رسول تجھے خدا نے اولاد کثیر امت کثیرہ عطا کی ہے پس تیرا دین اور تیری نسل قیامت تک باقی رہے گی اور تیرا دشمن ابتر رہے گا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ وہ اولاد سے محروم رہا اور جو اولاد اس کی طرف منسوب کی گئی۔ وہ درحقیقت کسی اور کا لطفہ تھی۔

قرآن مجید کا یہ چھوٹا سا سورہ تصدیق نبوت اور صداقت اسلام کا بہت بڑا شہکار ہے ① اس میں وہ خبر ہے جو دشمنوں کے دلوں میں پنہاں تھا پس ان کو سمجھنے کا موقع مل گیا کہ اگر اللہ کا کلام نہ ہوتا تو اس کو ہماری یہ مخفی باتیں کیسے معلوم ہوتیں ② اس میں پیشین گوئی ہے۔ کثرت اولاد اور کثرت اشیاء کی چنانچہ دین اسلام کا چارواک عالم بن پھیلاد حضرت کی تصدیق ہے اور قرآن کی صداقت کی اہل دلیل ہے۔ ③ تمام فصحاء عرب اور بلغار زمانہ پورے قرآن کا بجائے خود اسی ایک سورہ کا مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ عکاظ کے میسے کے موقع پر کسی مسلمان نے یہ سورہ ایک نمایاں مقام پر چپاں کر دیا تو فصیح ترین خطیب وقت کو اس کے نیچے لکھنا پڑا۔ مَا هَذَا كَلَامُ الْبَشَرِ یعنی یہ انسان کا کلام نہیں ہے اور یہ اسلام کی حقیقت کی ناقابل تردید برہان ہے ④ اس سورہ کی آخری آیت میں دشمنوں کے انقطاع کی پیشین گوئی ہے جو حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئی ⑤ اس سورہ مجیدہ کے حرف تھوڑے لفظ نیچے ملے اور مطالب وسیعہ کے ساتھ ساتھ فواصل کی رعایت حسن تالیف اور صنعت تقابل نے عربوں کو محمد مصطفیٰ کے قدموں میں ٹھکنے پر مجبور کر دیا اور ان کو یہ کہنا پڑا کہ قرآن کلام اللہ ہے اور محمد رسول اللہ ہے

سُورَةُ الْكَافِرُونَ

- یہ سورہ مکہ ہے سورہ الماعون کے بعد نازل ہوا اس کو سورہ حجر بھی کہتے ہیں۔
- اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے علاوہ چھ ہے۔
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا گویا اس نے ایک چوتھائی قرآن پڑھ لیا اس سے سرکش شیطان دور ہوں گے اور وہ شرک سے بری ہوگا اور بروز محشر بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔
- آپ نے فرمایا سفر میں کامیابی اور خیر و خوبی دیکھنے کے لئے بوقت روانگی پانچ سوروں کو پڑھ لینا چاہیے۔ سورہ کافرون، سورہ النصر، سورہ توحید، سورہ فلق اور سورہ ناس۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سورہ کو ختم کرنے کے بعد تین مرتبہ کہے دینی الاسلام
- ایک حدیث میں ہے جو شخص فریضہ نماز میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص کو پڑھے تو اس کے اور اس کے والدین کے اور اس کی اولاد کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر وہ شقی ہو تو اس کا نام دیا ان اشقیاء سے کاٹ کر دیوان سعد میں درج کیا جاتا ہے اس کے بعد اس کی زندگی سعید ہوگی اور مرے گا تو شہید مرے گا اور بروز محشر شہید اٹھے گا۔
- وسائل الشیعہ سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابن سنان سے فرمایا کہ صبح کی نماز میں جو سورہ چاہو پڑھو لیکن میں یہ پسند کرتا ہوں کہ سورہ حجر اور سورہ اخلاص کو پڑھوں اور اس مضمون کی روایات بکثرت وارد ہیں اور آپ سے منقول ہے سات نمازوں میں ان دو سورتوں کو ترک نہ کیا جائے ① دو رکعت قبل فجر ② دو رکعت زوال کے وقت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ② لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ③ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُوا

کہہ دیجئے اے کافرو! میں نہیں پوجتا اس کو جس کو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجنے والے ہو جس کو میں

مَا أَعْبُدُ ④ وَلَا أَنَا عَابِدُ مَا عِبَدْتُمْ ⑤ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُوا مَا

پوجتا ہوں اور نہ میں پوجنے والا ہوں اس کو جس کی تم پوجا کرتے ہو اور نہ تم پوجنے والے ہو جس کی میں پوجا

أَعْبُدُ ⑥ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ⑦

کرتا ہوں پس تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین

③ دو رکعت بعد مغرب ④ دو رکعت اول نماز شب ⑤ دو رکعت احرام ⑥ دو رکعت نماز فجر ⑦ اور دو رکعت

نماز طواف

خواص القرآن سے منقول ہے کہ سوئے سے پہلے اس سورہ کا پڑھنا حفاظت کا موجب ہے نیز وارد ہے کہ طلوع شمس کے وقت اس سورہ کو دس مرتبہ پڑھ کر جو دعا مانگی جائے مستجاب ہوگی۔

يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ - ایک دفعہ اکابر قریش عاص بن وائل و لید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف وغیرہ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ سے مصالحت کرنا چاہتے ہیں اور وہ اس طرح

کہ ایک سال آپ ہمارے خداؤں کی عبادت کریں اور ایک سال ہم تیرے خدا کی عبادت کریں پس اگر تیرا دین درست ہو تو ہم بھی اس میں شریک ہوں گے اور اگر ہمارا دین درست ہو تو آپ بھی ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہوں گے پس اس طریقہ سے ہماری باہمی دشمنی بھی ختم ہو جائے گی اور نت نئے فسادات سے بھی جان بچ جائے گی پس یہ آیات نازل ہوئیں تو آپ نے کفار کی بھری مجلس میں پہنچ کر ان کو سنا دیں جس کو سنتے ہی کفار غصہ سے تھلا اٹھے اور حضور و صحابہ کے لئے پہلے کی بہ نسبت زیادہ درپے ایذا ہو گئے۔

آیتوں کے تکرار کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ کافروں نے اپنا نظریہ تکرار سے پیش کیا تھا لہذا جواب میں بھی تکرار نازل ہوا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کفار کے انکار شدید کے جواب میں تاکید مضید کے لئے کیا گیا ہے تاکہ ان کو اپنی غلط فہمی کا پورا احساس ہو جائے اور

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلی آیتوں میں ماضی و حال کی نفی ہے یعنی نہ میں فی الحال تمہارے معبودوں کی عبادت کو قبول کرتا ہوں اور نہ تم فی الحال میرے معبود برحق کی عبادت کو قبول کرتے ہو اور آخری آیتوں میں مستقبل کی نفی ہے کہ نہ میں کبھی تمہارے معبودوں کے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۱

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۲ وَرَآیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ

جب آپکی اللہ کی مدد اور فتح اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین

سے منہ جھکوں گا اور نہ تم میرے خدائے واحد کی جانب جھکے گے گویا اس میں ایک طرح کی پیشین گوئی بھی ہے جو حوت بہ حوت صبح ثابت ہوئی۔

لَكُمْ دِیْنُكُمْ: یعنی تمہارے دین کی جزا تمہارے لئے اور میرے دین کی جزا میرے لئے ہے گویا مضاف محذوف ہے جَزَاءُ دِیْنُكُمْ اور جَزَاءُ دِیْنِیْ۔ اور ممکن ہے کہ دین کا معنی جزا ہو اور معنی یہ ہو کہ تمہارے لئے تمہارا بدلہ اور میرے لئے میرا بدلہ ہوگا۔

سُورَةُ النَّصْرِ

- یہ سورہ مدنیہ ہے اور اس کی آیات بسم اللہ کے علاوہ تین ہیں۔ تفسیر برہان میں ہے کہ یہ حجتہ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ آپ منیٰ میں تھے پس اس کا شمار مدنی سورتوں میں ہے اور یہ سب سے آخری سورہ ہے جو سورہ توبہ کے بعد نازل ہوا
- حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو پڑھے یوں سمجھے گویا فتح مکہ کے وقت وہ حضور کے ہمراہ تھا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص نماز فریضہ یا نافلہ میں اس سورہ کو پڑھے خداوند کریم اس کی تمام اعداء کے مقابلہ میں مدد فرمائے گا اور جب مشور ہوگا تو اس کے پاس کتاب ہوگی جو بوسے گی کہ اس شخص کے لئے عذاب جہنم سے امان ہے۔ اور یہ شخص خود اپنے کانوں سے سنے گا پس جس چیز کے پاس سے گزرے گا اس کو خوشخبری سنائے گی اور داخل جنت ہوگا اور دنیا میں اس کے لئے امور خیر کے دروازے اس قدر کھلیں گے کہ نہ اس نے کبھی ان کی تنہا کی ہوگی اور نہ اس کے دل پر ہوں گے
- حدیث نبوی میں ہے کہ جو شخص اس سورہ کو نماز میں پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ: جب کہ فتح ہو چکا تو عربوں نے فیصلہ کر لیا کہ محمد نے اہل حرم کو فتح کر لیا ہے۔ حالانکہ اس کو اصحاب الفیل فتح نہ کر سکے تھے پس جس اللہ نے محمد کو فتح مکہ عطا فرمائی ہے اس کا دین حتم ہے لہذا اس میں شامل ہونا چاہیے۔ فتح مکہ سے پہلے اکابر کا مسلمان ہوتے تھے لیکن اب فوج در فوج اور قبیلوں کے قبیلے اسلام

رُکوع نمبر ۲۵

اللہ افواجاً ۵ فسیح بحمد ربک واستغفرہ ۶ إِنَّہ کان تواباً ۷

میں شامل ہو رہے ہیں پس اپنے پروردگار کے حمد کی تسبیح کرو اور اس سے بخشش طلب کرو بے شک وہ رحیم رحمت کرنے والا ہے کے حلقہ بخش ہونے لگ گئے۔

فتح مکہ جب صلح حدیبیہ کی تحریر مکمل ہو چکی جس کا بیان تفسیر کی جلد ۱۳ ص ۶۱ پر گذر چکا ہے اور اس کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ عربوں کا جو قبیلہ جس فریق سے ملنا چاہے اس پر کوئی پابندی نہ ہوگی اور صلح نامہ کی رُو سے فریقین میں شامل شدہ قبائلی کو کسی فریق کی طرف سے چھیڑا نہ جائے گا چنانچہ قبیلہ خزاعہ نے حضرت رسالتاؐ کے ساتھ ملنے کا اعلان کر دیا اور بنو بکر نے قریش کے ساتھ تعاون کا اعلان کر دیا اور ان دونوں قبیلوں کی مدتوں سے دشمنی چلی آرہی تھی اس صلح کے بعد بھی اچانک بنو بکر اور بنو خزاعہ میں فساد اٹھ کھڑا ہوا اور قریشیوں نے کھل کر بنو بکر کی اسلحہ جنگ سے مدد کی اور غصہ طور پر فوجی امداد بھی دیتے رہے اور عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو بنو بکر کی امداد میں پیش پیش تھے اس صورت حال کے بعد بنی خزاعہ کا ایک شخص عمرو بن سالم خزاعی نے مدینہ کا رخ کیا تاکہ آنحضورؐ کو کفار مکہ کی عہد شکنی کی اطلاع دے اور یہی شخص درحقیقت فتح مکہ کا موجب بنا چنانچہ اس نے مسجد نبویؐ میں پہنچ کر اپنی درد بھری داستان سنائی اس کے بعد بدیل بن ورقاء خزاعی بھی آ پہنچا اور اس نے بھی قریش مکہ کی طرف سے ہونے والی عہد شکنی کا ماجرا دہرایا اور اپنے حالیہ نقصانات کی فہرست پیش کی پس یہ دونوں شخص حضورؐ کو اطلاع دیکر واپس مکہ کی طرف پلٹے اور حضورؐ نے مکہ پر فوج کشی کا عزم مصمم کر لیا اور آپؐ نے پیشین گوئی کے طور پر فرما دیا کہ عنقریب ابوسفیان تجدید عہد کے لئے ضرور آئے گا اور رستہ میں اس کی ملاقات بدیل بن ورقاء سے بھی ہوگی۔

قریش مکہ کو چونکہ اپنی عہد شکنی کا احساس تھا لہذا اپنی عہد شکنی پر پردہ ڈالنے اور انتقام سے بچنے کے لئے انہوں نے ابوسفیان کو مدینہ کی طرف روانہ کیا تاکہ صلح کے معاہدہ کی تجدید کرائی جاسکے اور اس نے اسے خطرات سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا جاتا چنانچہ بدیل بن ورقاء خزاعی جب مدینہ سے واپس ہو کر مقام عسفان پر پہنچا تو اُدھر سے آتے ہوئے ابوسفیان سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ ابوسفیان سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو تو بدیل نے جواب دیا ساحل بحر پر گھومنے کے لئے گیا تھا اور اب واپس جا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ حضرت محمدؐ کے پاس تو نہیں گئے تھے؟ بدیل نے جواب دیا کہ نہیں۔ جب بدیل چلا گیا تو ابوسفیان نے کہا اگر وہ مدینہ گیا ہوگا تو میں ابھی معلوم کر لوں گا کیونکہ اس نے اپنے اونٹ کو کھجور کی گٹھیاں کھلائی ہوں گی پس بدیل کی ناقہ کی اینٹلیوں کو مسلا تو کھجور کی گٹھلی نکلی۔ کہنے لگا یقیناً بدیل مدینہ گیا تھا۔

اس کے بعد ابوسفیان مدینہ میں پہنچا اور بارگاہ نبوت میں پہنچ کر عرض گزار ہوا کہ اپنی قوم پر رحم کیجئے اور عہد نامہ صلح کی تجدید فرمائیے آپؐ نے فرمایا کیا تم نے عہد شکنی کی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں آپؐ نے فرمایا ہم تو سابق کئے گئے عہد نامہ کے پابند ہیں اس کے بعد بعض صحابہ سے ملتا تاکہ عہد صلح کی تجدید ہو سکے تو انہوں نے معذرت ظاہر کی کہ ہم رسول اللہؐ کے تابع فرمان ہیں جو وہ حکم دیں گے ہم اطاعت کریں گے۔ یہ تجدید عہد ان کا کام ہے ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے پھر اپنی بیٹی حرم

پیغمبر اتم حبیبہ کے پاس گیا اور جاتے ہی حضرت پیغمبر کے بستر پر بیٹھنے کے ارادہ سے آگے بڑھا تو اتم حبیبہ نے فوراً بسترہ لپیٹ کر الگ کر لیا۔ وہ کہنے لگا۔ بیٹی کیا میں بستر پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہوں؟ تو وہ کہنے لگی۔ اباجان! یہ بستر حضرت پیغمبر کا ہے اور تم اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہو کیونکہ تم مشرک اور نجس ہو اس کے بعد جناب نبویؐ کے در دولت پر حاضر ہوا تاکہ تجدید عہد کی سفارش کرے لیکن بی بی پاک نے بھی انکار کر دیا کہنے لگا کہ حسنین شریفین کو سفارش کے لئے لے جاتا ہوں معذور طاہرہ نے فرمایا کہ میں ان کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجتی یہ کام میرے اباجان کا ہے وہ جو حکم دیں ہم اطاعت کریں گے۔

اس کے بعد وہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی درخواست کو دہرایا تو آپ نے فرمایا تم قوم قریش کے بزرگ ہو مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ اور خود کہو کہ میں نے قریش کو ایمان دیدی ہے اور اس کلمہ کے کہنے کے بعد واپس چلے جاؤ اس نے عرض کی اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا فائدہ ہو یا نہ ہو اس کے علاوہ کوئی طریقہ کار گر ہو نہیں سکتا کیونکہ کسی مسلمان میں یہ جرأت نہیں کہ رسول اللہ کے فرمان پر سبقت کر سکیں۔ چنانچہ ابوسفیان نے مسجد نبوی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا میں نے قریش کو ایمان دیدی ہے اور اس کے بعد وہ واپس مکہ چلا گیا جب مکہ والوں نے احوال پرسی کی اور اس نے اپنا ماجرا سنایا تو انہوں نے کہا تیرے کہنے سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا تو ابوسفیان نے جواب دیا اس کے علاوہ اور کوئی صورت ہو نہیں سکتی تھی۔ بہر کیف اس کے بعد حضرت نبی کریمؐ نے مکہ پر چڑھائی کا اعلان کر دیا اور خبر رساںوں اور جاسوسوں پر کڑی نگرانی کا حکم دیدیا چنانچہ حاطب بن ابی بلتعہ نے جو خط لکھ کر ایک عورت کے حوالہ کیا تھا اور بذریعہ دہی آپ کو اطلاع ہوئی تو حضرت علیؑ کو چند آدمیوں سمیت بھیج دیا گیا آخر کار تفتیش کے بعد عورت سے خط برآمد ہوا اور حاطب کو سرزنش ہوئی اور اس کا قصہ سورہ ممتحنہ کی تفسیر میں مرقوم ہو چکا ہے

جلد ۱۳ ص ۲۶۴

حضرت رسالتؐ نے یکم رمضان یا ۸ رمضان شہ کو دس ہزار مجاہدین کی فوج ظفر مروج کے ساتھ مکہ کی طرف پیش قدمی فرمائی جن میں چار سو گھوڑے سوار تھے جب آپ مکہ کے قریب پہنچے تو اُدھر سے آپ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور بھوپھی زاد عبداللہ بن امیہ بن منیرہ آپ سے راستہ میں ملے تو اپنے ہاں نزول اجلال فرمانے کی پیش کش کی آپ نے ان کی دعوت کو پائے استعفار سے ٹھکرا دیا کیونکہ یہ دونوں شخص مکہ میں کھل کر حضورؐ کے خلاف زبان درازی کرتے تھے جب آپ کے چچا زاد کو حضورؐ کی ناراضگی کی اطلاع پہنچی تو اس کے ہمراہ اس کا لڑکا بھی تھا کہنے لگا اگر حضورؐ مجھے بہر یا بی کا شرف نہ بخشیں گے تو میں اپنے بچے کو ساتھ لے کر جنگوں کی طرف رخ کروں گا اور مہو کا و پیسا سا رجاؤں گا جب حضورؐ کو اطلاع پہنچی تو رحم و کرم کا مظاہرہ فرماتے ہوئے آپ نے باپ بیٹے دونوں کو ابازت دیدی چنانچہ دونوں بارگاہ نبویؐ میں پہنچ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آپ مقام مرا النہر ان پر پہنچے تو اس وقت تک قریش مکہ کو صحیح حالات کا کوئی علم نہ تھا اور نہ یہ معلوم تھا کہ اسلامی فوج کہاں تک پہنچ چکی ہے چنانچہ اسی رات کو ابوسفیان بن حرب۔ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء حالات سامنہ کا جائزہ لینے کے لئے مکہ سے باہر نکلے اور عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ کے خیر پر سوار ہو کر اس طرف کا رخ کیا جہاں پہلو کے درختوں کا جھنڈ تھا۔ شاید کوئی دودھ

فروش یا ایندھن طلب کر نیوالا کوئی دوسرا شخص مکہ کی طرف آتا ہوا مل گیا تو پوچھ لیا جائے کہ اسلامی فوج کا کیمپ کہاں نصب ہے تاکہ وہاں پہنچ کر امان نامہ حاصل کر لیا جائے چنانچہ ان جہازوں میں سرگرداں پھر رہا تھا کہ اچانک ابوسفیان حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقارہ کی آوازیں کان میں پڑیں تاریکی شب میں اگرچہ نظر کچھ نہ آتا تھا تاہم ابوسفیان کی آواز کو پہچان کر عباس نے کہا ابوحنظلہ ہو تو اس نے کہا تم ابو الفضل ہو پس ایک دوسرے سے ملے تو ابوسفیان نے کہا کوئی نئی خبر ہو تو بتائیے عباس نے کہا دس ہزار کا اسلامی لشکر لیکر حضرت عمرؓ کے قریب پہنچ چکے ہیں اور تم میں عاقبت نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکو تو ابوسفیان نے کہا اب کیا کرنا چاہیے۔ عباس نے کہا میرے پیچھے سوار ہو جاؤ تاکہ وہاں جا کر حضورؐ سے امان نامہ حاصل کیا جائے ورنہ تجھے تو دیکھتے ہی موت کے گھاٹ اتار دیں گے پس ابوسفیان عباس کے پیچھے سوار ہو گیا اور نبوی خیام کا رخ کیا سب سے پہلے عمر بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گزرے تو اس نے دیکھ کر کہا۔ اے ابوسفیان! اللہ کا شکر ہے کہ امان دعوہ سے پہلے ہمیں تیری گردن زدنی کا موقعہ ملا ہے جب اس نے یہ آواز سنی تو خچر کو تیز دوڑایا تاکہ مبادا امان حاصل کرنے سے پہلے مارا جاؤں چنانچہ عمر کے پیچھے سے پہلے خیمہ نبوی میں داخل ہو گیا۔

پس عمر بن خطاب نے پہنچتے ہی عرض کی یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان دشمن خدا حاضر ہے اور عہد و عقد کے بغیر خدا نے ہمیں اس پر تسلط عطا کیا ہے لہذا اذن دیجئے تاکہ اس کا سر قلم کر لوں۔ عباس کہتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے اس کو امان دی ہے لہذا اس کے قتل کا حکم نہ دیجئے۔ جب عمر نے ابوسفیان کے قتل کا اصرار کیا تو میں نے کہا اے عمر! یہ ضد چھوڑ دو وہ بنی عبدمناف میں سے ہے اس لئے اس کے قتل کے درپے ہو ورنہ اگر وہ بنی عدی سے ہوتا تو تم ضرور معاف کر دیتے۔ عمر نے کہا اے عباس یہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں تم بخدا جس دن اسلام لائے تھے مجھے تیرا اسلام لانا اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے بھی محبوب تر تھا اس کے بعد حضرت رسالتؐ نے فرمایا۔ جاؤ ہم نے اس کو امان دے دی ہے لہذا اس کو میرے پاس دوبارہ لے آنا۔ عباس کہتا ہے کہ میں صبح سویرے ابوسفیان کو ساتھ لے کر خدمت نبوی میں پہنچا آپ نے فرمایا۔ اے ابوسفیان! ابھی تک تم کو خدا کے ایک ہونے کا یقین نہیں ہوا تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ تیرا حلم رحم کرم اور صلہ رحمی کا ملاحظہ کرتے ہوئے یوم بدر اور یوم احد میں سمجھ لیا تھا اگر خدا کے علاوہ کوئی دوسرا اللہ ہوتا تو ضرور ہماری امداد کرتا۔ آپ نے فرمایا پھر ابھی تک مجھے اللہ کا رسول ماننے میں تمہیں کیوں تاقل ہے کہنے لگا کہ میرے دل کو اب تک کوئی تسلی نہیں ہوئی۔ یہ سنتے ہی عباس نے جھڑک کر کہا تیرے اوپر دائے ہو کلمہ حق فوراً زبان پر جاری کرو ورنہ تمہاری گردن اڑادی جائے گی۔ پس اس نے فوراً کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

حضورؐ نے عباس سے فرمایا کہ دادی کے تنگ مقام پر جا کر اس کو کھڑا کر دو تاکہ خدائی مجاہد فوج کی تعداد اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ چنانچہ عباس نے اس کو ایک تنگ موڑ پر روک دیا اور فوجیں گزرنا شروع ہوئیں پس عباس بتاتا رہا کہ یہ فلاں قبیلہ ہے وہ فلاں قبیلہ تھا یہاں تک کہ حضرت رسالتؐ مہاجرین و انصار کے ایک عظیم دستے کے ہمراہ گذرے تو میں نے کہا کہ یہ رسول اللہ کا خصوصی پاسبان دستہ ہے جن میں کوئی بزدل نہیں ہے اور ان سب کا لباس (اور دی) سبز رنگ تھی۔ پس ابوسفیان کہنے لگا۔ اے عباس! تیرے پیچھے کی حکومت بہت مضبوط اور وسیع ہے تو عباس نے کہا یہ نبوت کا کرشمہ ہے ملک گیری کی ہوس نہیں ہے۔ اس کے بعد حکیم بن حزام

اور بدیل بن ورقانہ نے اسلام کا کلمہ پڑھا تو آپ نے ان دونوں کو آگے آگے چلنے کا حکم دیا اور فرمایا تم اہل مکہ کو اسلام کی دعوت دیتے چلو اور یہ بھی اعلان کر دو کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کو بھی امان ہے اور جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہوگا اور ابوسفیان کا گھر پہاڑی کے اوپر تھا اور حکیم کا گھر نیچے تھا اور اعلان کر دیا کہ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرے یا ہاتھ باندھ کر ان کو بند کرے اس کے لئے بھی امان ہوگی۔ ان کے عتب میں آپ نے زبیر کو بھیجا اور جہان بن کاس کا اس کو امیر قرار دے دیا تاکہ مکہ کے بالائی حصہ میں مقام حجوں پر علم اسلام کو نصب کرے اور فرمایا تم خود وہاں رہنا جب تک کہ میں پہنچ نہ جاؤں پس آپ مکہ میں داخل ہوئے اور ایک خیمہ نصب کیا گیا جس میں آپ نے آرام فرمایا پس سعد بن عبادہ کو انصار کا علم سپرد فرمایا اور خالد بن ولید کو بنی قضاہ و بنی سلیم کی سرکردگی عطا کی اور حکم دیا کہ مکہ کے زیریں حصہ سے داخل شہر ہوں اور گھروں سے دور علم اسلام کو نصب کر لیں اور سب مجاہدین کو حکم دیا کہ قتل و غارت و خونریزی سے گریز کریں صرف اس آدمی سے لڑیں جو ان سے لڑنے کا ارادہ کرے۔ البتہ چار مردوں اور دو عورتوں کے قتل کا حکم دیا جہاں بھی ہوں حتیٰ کہ استار کعبہ سے اگر چھپے ہوئے ہوں تب بھی ان کو قتل کر دیا جائے (۱) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (۲) حویرث بن نفیل (۳) ابن اخطل (۴) مقبس بن صبابہ اور دو گانے والی عورتیں وہ جو حضرت رسول کریم کی بھج کے شعر پڑھا کرتی تھیں حضرت علی نے حویرث اور ایک گانے والی کو قتل کیا جبکہ دوسری بھاگ گئی۔ مقبس بن صبابہ بازار میں مارا گیا اور ابن اخطل کو سعید بن حویرث نے قتل کیا جبکہ وہ استار کعبہ سے لپٹا ہوا تھا۔

ابوسفیان نے بھاگ کر حضرت رسول کریم کی رکاب کا بوسہ دیا اور عرض کی کہ سعد ایسے بہزیر اشتار پڑھ رہا ہے جن سے قتل و غارت کی بُرائی ہے آپ نے فوراً علی کو بھیجا تاکہ سعد سے علم لے لیا جائے اور حکم دیا کہ تم خود علم لے کر داخل مکہ ہو جاؤ اور نرمی و آشتی کے ساتھ داخل ہو پس حضرت علی نے نفیل حکم نبوی میں سر تسلیم خم کر لیا اور حکم پیغمبر کو بجالانے کی سعادت حاصل کی۔

جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو تمام صنایع یعنی اکابر قریش کعبہ کے اندر گھس گئے اور انہیں یقین تھا کہ آج ہم اسلام کی تلوار سے جانبر نہ ہو سکیں گے پس حضور مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ ایک مختصر سا خطبہ پڑھا۔

جسمیں اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ کعبہ کی درباری اور حاجیوں کو پانی پلانا۔ یہ دونو عہدے حسب سابق برقرار رہیں گے اور اسی خاندان میں رہیں گے جن میں پہلے سے چلے آ رہے ہیں اور یاد رکھو۔ مکہ اللہ کا حرم ہے نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال تھا اور نہ میرے لئے سوائے اس ایک گھنٹہ کے اور نہ میرے بعد تا قیامت کسی کے لئے حلال ہوگا نہ یہاں گھاس کاٹا جائے گا نہ درخت کٹے گا نہ کسی پرندہ کو تشکار کیا جائے گا نہ ڈرایا جائے گا اور نہ یہاں کا کم و بیش نقطہ کسی کے لئے حلال ہوگا البتہ مالک تک پہنچانے کے لئے اس کا اٹھانا جائز ہوگا اس کے بعد فرمایا۔ اے مکہ والو! تم بدترین ہمارے تھے تم نے ہمیں جھٹلایا۔ جلا وطن کیا اور اس قدر ستایا کہ مجھے یہاں سے نکل جانے کے بعد آرام سے نہ بیٹھنے دیا ان تمام باتوں کے باوجود میں نے تم کو معاف کیا ہے پس تم طلقاء ہو۔ پس یہ کہنا تھا کہ قریش مکہ کی جان میں جان آئی۔ یوں لگتا تھا کہ ابھی قبروں سے نکلے ہی ہیں سب کے سب داخل اسلام ہوئے اسی وجہ سے ان کو طلقاء کہا جاتا ہے ابن الزبیری بھی اسی دن مسلمان ہوا۔ اس وقت کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے پس آپ جاد الحق الایۃ بھی پڑھتے تھے اور لاٹھی سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ② مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ③ سَيَصْلَىٰ

ہلاک ہوں ہاتھ ابوالہب کے اور وہ بھی ہلاک ہو نہیں فائدہ دیا اس کو اس کے مال نے اور جو اس نے کمایا عنقریب جلے گا

نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ④ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ⑤ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ

جہنم میں جو بھڑکنے والی ہے اور اس کی عورت بھی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے اس کی گردن میں کھجور

مِّنْ مَّسَدٍ ⑥ ۴۵

کا رستہ ہوگا

سب کو گرنے جاتے تھے اور کعبہ کے اندر داخل نہ ہوئے جب تک تبوں سے اس کو پاک نہ کر لیا گیا اور حضرت ابراہیم واسماعیل کے مسموں کو بھی کعبہ سے باہر نکال دیا گیا۔ فتح مکہ کا مختصر سا ذکر تفسیر کی جلد ۱۳ ص ۸۴ پر بھی مذکور ہے۔

سُورَةُ تَبَّتْ

- یہ سورہ مکہ ہے اس کو سورہ لہب اور سورہ مسد بھی کہا جاتا ہے۔
- بسم اللہ الرحمن الرحیم کے علاوہ اس کی آیات پانچ ہیں۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب تم سورہ لہب کو پڑھو تو ابوالہب پر بددعا کیا کرو کہ رسول اللہ اور قرآن مجید کو جھٹلانے والا تھا۔
- خواص القرآن سے منقول ہے کہ پیٹ کی تکلیف پر پڑھنے سے پیٹ کو آرام ہوتا ہے اور اگر سوتے وقت اس سورہ کو پڑھا جائے تو امن کا باعث ہے۔

رکوع نمبر ۳۶

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ - تب اور تباہ کا معنی ہے خسران ہے جو ہلاکت تک پہنچا دے اور یہاں اس سے مراد ہلاکت لی گئی ہے یا تو یہ انشاء اور بددعا کے معنی میں ہے اور یا یہ خبر ہے یعنی اس کے ہاتھ بھی تباہ اور

خود بھی تباہ ہوا اور جہنم کا ایندھن بنا اور ہاتھوں کی تخصیص اس لئے ہے کہ عمل ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ ابوالہب کا نام عبد العزیٰ

تھا چونکہ گورا اور خوبصورت تھا اور اس کے رخسارے آگ کے شعلوں کی طرح سُرخ تھے اس لئے اس کی کنیت ابو لہب ہو گئی حضور کا چچا تھا۔ حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا لیکن پیغمبر کا سخت ترین دشمن تھا جب حضورؐ نے اس کو کفر پر دوزخ کی سزا سنائی۔ تو اس نے کہا کہ میں اپنا مال و اولاد فدیہ دے دوں گا۔ تو اس کی اللہ نے رد فرمائی کہ اس کو مال اور اولاد کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور مَا كَسَبَ سے مراد اولاد ہے۔

وَ امْرَاَتُهُ - ابو لہب کی عورت کا نام اُمّ جلیل تھا حرب کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن تھی اس کا دستور تھا کہ حضورؐ کے راستہ میں خاردار کھڑیاں ڈال دیتی تھی تاکہ آپؐ کو اذیت پہنچے اور ممکن ہے حمالۃ الحطب چنغیزی سے کنایہ کیا گیا ہو۔ چنانچہ عرب کنایہ میں کہتے تھے کہ فلاں شخص فلاں کے لئے آگ بھڑکانے کے لئے لکڑیاں اٹھائے پھرتا ہے یعنی چنغیزی کرتا ہے۔ سَيَصْلٰی کے فاعل پر اس کا عطف ہے یعنی ابو لہب اور اس کی بیوی دونو! دوزخ میں جلیں گے اور حَمَالَةَ الْحَطَبِ مخصوص بالذم ہے۔ اور اعْنٰی یا اَذْمُ اس کا فعل محذوف ہے اور اسی لئے حَمَالَةَ منصوب ہے کیونکہ اس کا یہ مفعول ہے۔

مَسَدٍ - لیف خرباکے رسے کو کہتے ہیں اور یہ لفظ صرف اس کی توہین و تذلیل کے لئے استعمال کیا گیا ہے یعنی قیامت کے دن سونے اور چاندی کے باروں کے بجائے اس کی گردن میں رسے ہوں گے اور مردی ہے کہ جہنم کے خاردار آتش زنجیر اس کی گردن میں ہوں گے اور مردی ہے کہ یہ اُمّ جلیل بد زبان عورت تھی جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو بڑبڑاتی ہوئی مسجد حرام میں آئی اس وقت حضرت ابوبکرؓ بھی آپؐ کے پاس بیٹھے تھے ابوبکرؓ نے عرض کی کہ حضور! وہ اُمّ جلیل ادھر آ رہی ہے ہو سکتا ہے کہ آپؐ کی شان میں گستاخانہ دہجہ استعمال کرے آپؐ نے فرمایا یہ مجھے نہ دیکھے گی چنانچہ آپؐ نے قرآن مجید کی کچھ آیات پڑھیں اور اس کی آنکھوں سے محفوظ ہو گئے جس طرح دوسرے مقام پر ارشاد قدرت ہے کہ جب آپؐ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپؐ کے اور کافروں کے درمیان حجاب پیدا کرتے ہیں پس وہ اگر ابوبکرؓ کو کہنے لگی کہ تمہارے رسولؐ نے میری ہجو کی ہے ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ایسا منہ نہیں ہے پس وہ چل گئی اور یہ لفظ کہہ گئی کہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں قریش کے ایک بڑے سردار کی بیٹی ہوں (میرا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے)

سُورۃ اخلاص

○ یہ سورہ مکہ ہے سورہ ناس کے بعد نازل ہوا اس کو سورہ توحید اور سورہ قل بھی کہا جاتا ہے۔

○ بسم اللہ کے علاوہ اس کی آیات چار ہیں۔

○ حدیث نبویؐ میں ہے جس نے اس سورہ کو پڑھا گو یا اس نے ایک تہائی قرآن کا ختم کیا اور ایمان لانے والوں کی تعداد سے دس گنا بڑھ جائے گی۔

○ آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگ سونے سے پہلے ایک تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتے تو لوگوں نے عرض کی یہ تو مشکل ہے آپؐ نے

فرمایا سورۃ قلی پڑھ لیا کر۔

○ ہدایت انس آپ نے فرمایا جو شخص ایک بار سورہ پڑھے اس پر برکت نازل ہوگی اور جو دو مرتبہ پڑھے اس پر اور اس کے اہل پر برکت نازل ہوگی اور تین دفعہ پڑھنے سے ان پر اور ان کے ہمسایوں پر برکت نازل ہوگی اگر بارہ دفعہ پڑھے تو جنت میں اس کے لئے بارہ محل تعمیر ہونگے اور کراماتیں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ چلو اپنے بھائی کے جنتی محلوں کو دیکھیں اگر ایک سو بار پڑھے تو ۲۵ برس کے گناہ معاف ہونگے بشرطیکہ حقوق مالیہ و قتل ان میں شامل نہ ہوں اور اگر چار سو دفعہ پڑھے تو چار سو برس کے گناہ معاف ہوں گے اور اگر ہزار مرتبہ پڑھے تو اس کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک جنت میں اپنا مکان دیکھ نہ لے۔

● ایک شخص نے فقر و تنگدستی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا جب گھر میں داخل ہو تو سلام دیا کر و خواہ کوئی آدمی موجود نہ ہو اور پھر سورۃ قلی ایک دفعہ پڑھا کر و چنانچہ ایسا کرنے سے خدا نے اس پر رزق کے دروازے کھول دیئے۔

● جب سعد بن معاذ کے جنازہ پر جبرئیل سمیت ستر ہزار فرشتے شامل نماز ہوئے تو حضور نے ان سے وجہ شمولیت دریافت کی تو جبرئیل نے کہا یہ شخص اٹھتے بیٹھتے کہتے جاتے چلتے پھرتے سورہ قلی کی تلاوت کیا کرتا تھا۔

○ ایک روایت میں ہے جس شخص نے نماز یومیہ میں سارے دن کسی بھی نماز میں سورہ قلی نہ پڑھی تو گویا اُس نے نماز نہیں پڑھی۔

○ ایک روایت میں ہے جس شخص نے سات دن متواتر کسی نماز میں بھی سورہ توحید نہیں پڑھی اگر مر گیا تو ابولہب کے دین پر مرے گا۔

● ایک روایت میں ہے اگر مرض یا سختی میں کسی نے سورہ قلی کو ترک کر دیا تو موت آنے کی صورت میں وہ جہنمی مرے گا۔

○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص نماز فریضہ کے بعد سورہ قلی کو پڑھے اس نے گویا دین و دنیا کی بھلائی کو جمع کر لیا پس اس کے والدین کے اور اس کی اولاد کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

● حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جس نے صبح کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ توحید کو پڑھا گویا اس نے شیطان کا ناک گر دیا۔

○ جو شخص کسی جبار کے پاس جاتے ہوئے سورہ قلی کو پڑھ لے تو خدا اس کو اس سے نجات دے گا پس سورہ توحید کو اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں پڑھ دے تو اس کی خیر سے بہرہ ور ہوگا اور اس کے شر سے محفوظ ہوگا۔

○ دوسری روایت میں ہے کہ سلطان جابر کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو دیکھتے ہوئے تین دفعہ سورہ توحید پڑھے اور اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کر لے پس صبح و سالم و بعافیت واپس آئے گا۔

● روایات میں ہے کہ نماز ہائے فریضہ میں پہلی رکعت میں سورہ انا انزلنا اور دوسری میں سورہ قلی کو پڑھنا بہتر ہے۔

○ روایات میں ہے کہ نماز میں ہر سورہ سے عدول جائز ہے لیکن سورہ مجد اور سورہ توحید سے عدول جائز نہیں ہے۔

● سفر کو جاتے ہوئے گھر سے نکلتے وقت دس مرتبہ سورہ توحید کا پڑھنا سلامتی کا موجب ہے (صادقؑ)

● ایک سانس سے سورہ توحید کو پڑھنا مکروہ ہے (صادقؑ)

○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سورہ توحید کا پڑھنا ہر چار آسمانی کتب کی ایک تہائی کی قرات کا ثواب کھاتا ہے
○ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص نماز تہجد کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں تیس تیس مرتبہ سورہ توحید کو پڑھے تو اس کے تمام گناہ بخشے جائیں گے۔

○ روایات البیہقہ میں ہے کہ سورہ توحید ختم کرنے کے بعد کہے کَذَٰلِكَ اللَّهُ رَبِّي دین مرتبہ
○ ایک روایت میں ہے جو شخص سورہ توحید کو ایک مرتبہ پڑھے تو ایک تہائی قرآن کا ثواب دو مرتبہ پڑھے تو دو تہائی قرآن کا ثواب اور اگر تین مرتبہ پڑھے تو پورے ختم قرآن کا ثواب اس کو ملے گا۔

○ ایک دن صحابہ کے بھرے مجمع میں حضور نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی آدمی ہے جو ہمیشہ کا روزہ دار ہو تو سلمان نے عرض کی۔ جی ہاں ! وہ میں ہوں پھر آپ نے پوچھا کوئی تم میں سے ہمیشہ کا شب بیدار بھی ہے تو سلمان نے عرض کی جی ہاں ! میں ہوں پھر آپ نے پوچھا تم میں سے کوئی ہر روز ختم قرآن کرنے والا بھی ہے تو سلمان نے عرض کی جی ہاں ! وہ بھی میں ہوں سلمان کے اس دعویٰ سے بعض صحابہ کو طیش آیا کہنے لگا۔ یا رسول اللہ ! یہ عجیب شخص خواہ مخواہ اپنی برتری قائم کرنا چاہتا ہے ورنہ ہم نے اس کو کئی دفعہ دن میں کھاتے دیکھا ہے رات کو سوتے دیکھا ہے اور قرآن بھی بہت کم پڑھتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے لقمان حکیم جیسا دانا کہاں ہے؟ خود اس سے دریافت کرو تو وہ جواب دے گا پس اس صحابی نے کہا اے سلمان میں نے کئی دفعہ تم کو دن میں کھانے دیکھا ہے پھر روز دار کیسے ہو تو سلمان نے جواب دیا میں ہر ماہ میں تین روزے رکھتا ہوں اور خدا کے نزدیک ایک نیکی دس کا ثواب رکھتی ہے نیز میں ماہ شعبان کے روزے رکھتا ہوں جو موسم الاصر کا ثواب رکھتے ہیں پھر اسی نے سوال کیا کہ تم رات بھر سوتے ہو پھر شب بیداری کا دعویٰ کیوں کیا؟ سلمان نے جواب دیا میں نے پیغمبر سے سنا ہے کہ جو شخص رات کو وضو کر کے سو جائے اس کو شب بیداری کا ثواب ملتا ہے پھر اس نے سوال کیا کہ ختم قرآن کیسے کرتے ہو تو سلمان نے جواب دیا کہ میں نے پیغمبر کی زبان سے سنا ہے جبکہ علی سے فرما رہے تھے یا علی تیری مثال میری امت سے اس طرح ہے جس طرح سورہ توحید کی مثال پورے قرآن سے ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ سورہ قل کو پڑھے تو ایک تہائی قرآن کا ثواب دو دفعہ پڑھے تو دو تہائی قرآن کا ثواب اور اگر تین دفعہ پڑھے تو پورے قرآن کے ختم کا ثواب اس کو ملے گا اسی طرح جو شخص صرف زبان سے تیرے ساتھ محبت کرے اس کا ایمان ایک تہائی کامل ہوگا اور دل اور زبان سے ایمان لائے تو اس کا دو تہائی ایمان کامل اور جو دل و زبان سے ایمان لائے اور ہاتھ سے تیری نصرت کرے تو اس کا ایمان بالکل کامل ہوگا اور فرمایا اے علی مجھے اللہ کی قسم جس نے مجھے برحق بنایا ہے اگر زمین والے تجھ سے اس طرح محبت کرتے جس طرح آسمان والے کرتے ہیں تو خدا کسی کو آتش جہنم میں نہ ڈالتا جب سلمان نے یہ جوابات دیئے تو تمام صحابہ خاموش ہو گئے۔

○ فوائد القرآن میں مروی ہے کہ یہودیوں نے سوال کیا تھا کہ تم اپنے رب کی نسبت بیان کرو۔ آپ تین دن خاموش رہے پھر یہ سورہ نازل ہوا اسی لئے تو اس سورہ کا نام نسبتہ الودب بھی ہے اور اس کا پڑھنا مومن مخلص ہونے کی نشانی ہے۔

● نماز فاطمہ کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورہ قلی پڑھے (افائد)
 ○ مکارم الاخلاق سے منقول ہے امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے سر میں درد ہو یا کوئی اور تکلیف ہو تو منہ کے سامنے ہاتھوں کو کھولی کر سورہ فاتحہ سورہ قلی، سورہ قلی و سورہ ناس کو پڑھ کر ہاتھوں کو منہ پر پھیرے تو انشاء اللہ شفا ہوگی
 حدیث نبوی میں ہے قبرستان سے گذرتے ہوئے اگر گیارہ مرتبہ قلی شریف کو پڑھے اور دفن ہوئیہ لوں کو بخش دے تو ان کی تعداد کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔

● بہر کیف سورہ اخلاص کے زیادہ پڑھنے کی احادیث میں محمد و آل محمد کی طرف سے فرمائشات بہت زیادہ ہیں اور کتب اعمال کے مطالعہ سے اس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے جب اس سورہ کا پڑھنا ثلث قرآن کا ثواب رکھتا ہے اور تین دفعہ پڑھنے سے ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے تو اس سے زیادہ اور کیا فضیلت باقی رہ جاتی ہے۔

○ عبداللہ بن سلام مکہ میں آیا اور خدمت پیغمبر میں وارد ہوا۔ جناب نبی کریم نے فرمایا تجھے اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ کیا تورات میں مجھے اللہ کا رسول کہا گیا ہے تو عبداللہ بن سلام نے عرض کی اپنے پروردگار کی صفت بیان فرمائیے۔ پس آنحضرت نے سورہ توبہ کی تلاوت کی اور وہ مسلمان ہو گیا لیکن پہلے تقیہ میں رہا اور جب ہجرت کے لیے آپ وارد مدینہ ہوئے تو وہ اعلاناً مسلمان ہو گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ② اللّٰهُ الصَّمَدُ ③ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ④

کہہ دو اللہ ایک ہے اللہ صمد ہے نہ اُس نے جنا اور نہ جنا گیا

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ⑤

اور نہ اس کا کوئی کفو ہے

رُكُوع نمبر ۳ | هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ - ہو ضمیر فصل ہے اور یہ کناہ ہے ذات واجب الوجود سے یعنی وہ جس کی تم نسبت دریافت کرتے ہو اللہ ہے اور وہ ایک اکیلا ہے جس کا کوئی شریک و نظیر نہیں ہے اور اپنے تمام صفات و افعال میں تنہا ہے اس کا کوئی مثیل و شبیہ نہیں ہے ہم نے توحید پروردگار کی ہر چہ اقسام یعنی توحید ذات توحید در صفات توحید در عبادت اور توحید در افعال اپنی کتاب لمعة الانوار میں مفصل و مدلل بیان کی ہیں۔ نیز کتاب اسلامیات میں بھی توحید پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت خضر نے عالم خواب میں حضرت علی علیہ السلام سے کہا تھا

کہ دشمن پر فتحیابی کے لئے **يَا هُوَ يَا بَنُ الْاُحُوْرَا الْاُحُوْرَا** کا ورد کرنا چاہیے جب حضرت علیؑ نے حضرت پیغمبرؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا یہ اسم اعظم ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ اس لفظ یعنی صمد کے کئی معانی منقول ہیں۔ (۱) جس کی حکومت کے اوپر کسی کی حکومت نہ ہو (۲) وہ دائم جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا (۳) صمد وہ ہے جو کھوکھلا نہ ہو بلکہ ٹھوس ہو (۴) صمد وہ ہے جو کھانے پینے اور سونے کا حاجت مند نہ ہو (۵) صمد وہ سردار جس کے اوپر کوئی سردار نہ ہو (۶) صمد وہ ہے جو خود قائم ہو اور اپنے وجود و قیام میں کسی کا محتاج نہ ہو (۷) صمد وہ ہے جو کون و فساد سے بالاتر ہو (۸) صمد وہ ہے جو نظائر سے نہ پہچانا جائے (۹) صمد وہ ہے جس کا شریک کوئی نہ ہو اس کو کسی شے کی حفاظت سے تمکান نہ ہو اور نہ کوئی شے اس سے اوجھل ہو (۱۰) صمد وہ ہے جب کسی شے کا ارادہ کرے تو وہ ہو جائے (۱۱) صمد وہ ہے جو تمام اشیاء کو بغیر مادہ کے ایجاد کرے (۱۲) حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا آیات خود صمد کی تفسیر یہی کہ صمد وہ ہے جو نہ جنم نہ جنا جائے اور جس کی کوئی کفو نہ ہو (۱۳) وہ جو قلیل و کثیر میں مقصود حاجات ہو (۱۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ الصمد کے پانچ حروف ہیں۔ الف اس کی انعتیت کی دلیل ہے کہ وہ ازلی و ابدی موجود ہے اور لام اس کی الوہیت کی دلیل ہے اور الف لام کا نہ پڑھا جانا اس کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہونے کے باوجود اس قدر لطیف ہے کہ نہ اس کو اس ظاہر پہ پا سکتے ہیں اور نہ حواس باطنہ کے ادراک میں آ سکتا ہے پس جس طرح الف لام کتابت میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح اللہ بھی اپنے افعال سے پہچانا جاتا ہے اور صمد اس کے صادق ہونے کی دلیل ہے۔ اور وال اس کے دائم ہونے کی دلیل ہے۔

لَمْ يَلِدْ۔ یہ یہود و نصاریٰ کے نظریوں کی تردید ہے کہ نہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور نہ عزیز اللہ کا فرزند ہے کیونکہ خدا کسی کا باپ نہیں ہے پس بشر کہیں کہہ کی بھی تردید ہو گئی جو یہ کہتے تھے کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔

وَلَمْ يُولَدْ۔ یعنی خدا سردی ہے ایسا نہیں کہ اس سے پہلے کوئی اور ہو جس نے اس خدا کو جنم دیا ہو پس یہی ایک خدا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ۔ یعنی اللہ کا کوئی کفو ہمسر نہیں ہے اور قاریوں کے نزدیک کفو کو چار طرح پڑھا جا سکتا ہے۔
كُفُوًا - كُفُوًا - كُفُوًا - كُفُوًا

سورہ الفلق

- یہ سورہ مکہ ہے جو سورہ نیل کے بعد نازل ہوا ○ بسم اللہ کے علاوہ اس کی آیات پانچ ہیں ○ تہذیب شیخ سے منقول ہے کہ در کی پہلی دو رکعت میں جن کو شفع سے تعبیر کیا جاتا ہے معوذتین کو پڑھا جائے اور تیسری رکعت جو در کہلاتی ہے اس میں سورہ توحید کو پڑھا جائے ○ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جس نے نماز در میں معوذتین اور قل کو پڑھا اس کو کہا جاتا ہے اے عبد خدا تجھے خوشخبری ہو کہ تیری نماز مقبول ہے ○ حدیث نبوی میں ہے آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ ان جیسی اور کوئی نہیں اور وہ معوذتان ہیں ○ ایک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳

کہہ دو میں پناہ لیتا ہوں رب فلق کی اس کی ہر پیدا کردہ چیز کے شر سے اور رات کے شر سے جب وہ داخل ہو

وَمِنْ شَرِّ النَّفَّٰثِۃِ فِي الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے

روایت میں آپ نے فرمایا قرآن کی باقی سورتوں سے یہ دونوں افضل ہیں۔ عامہ کی روایات میں ہے کہ کسی یہودی نے آپ پر جادو کیا تھا اور دونوں سورتوں کی تلاوت سے جادو کا اثر زائل کیا گیا۔ علامہ طبرسی فرماتے ہیں یہ چیز ہمارے عقیدہ کی رُو سے باطل ہے کیونکہ اللہ نے قرآن میں متعدد مقامات پر آپ کے مسح ہونے کی نفی فرمائی ہے یعنی یہ وہ رسول ہے جس پر جادو نہیں کیا گیا کیونکہ اگر رسول پر جادو کا اثر ہو سکتا ہوتا تو وہ لوگ آپ کو قتل کرنے پر بھی قادر ہو جاتے حالانکہ ایسا نہیں ہو سکا۔ نظر بد سے حفاظت کے لئے ان دونوں سورتوں کا تعویذ باندھنا خوب ہے اور حضور سے مروی ہے کہ اگر کسی کو کوئی شیئی پسند ہو تو فوراً یہ کلمات کہے اللہ اللہ مَا شَاءَ اللہ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ پس اس کی نظر سے کوئی شے متاثر نہ ہوگی حضور نے فرمایا جو شخص سوتے وقت اس سورہ کو پڑھے اس کو حج عمرہ اور روزے کا ثواب ملے گا اور یہ ہر نظر بد کا تعویذ ہے اور ویسے بھی اس کا تعویذ نفع مند ہے اور جو شخص ماہ رمضان کی راتوں میں اس سورہ کو پڑھے نافلہ یا فریضہ نماز میں تو اس کو مکہ میں روزے رکھنے اور حج و عمرہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

رُكُوعِ نَمْبَر ۳۸ بِرَبِّ الْفَلَقِ - فلق کا معنی تگات واضح یا جدا ہونا اور صبح کو اسی مناسبت سے فلق کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی سفیدی رات کی سیاہی سے بالکل علیحدہ اور جدا ہوا کرتی ہے عامہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ پر ایک یہودی عورت نے جادو کیا تو آپ پر یہ سورتیں آئیں پس آپ پڑھتے گئے اور جادو کا اثر زائل ہوتا گیا اور ساتھ ساتھ جبریل یہ کلمات پڑھتا تھا۔ بِاسْمِ اللہ اَرْقِیْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْءٍ یُّوْخِیْ بِكَ مِنْ حَاسِدٍ وَعَیْنٍ وَاللہُ یَشْفِیْكَ اور شیخ امامیہ کی رُو سے یہ روایت موعودہ ہے کیونکہ اس کو ماننے سے تو حضور کی ساری نبوت مشکوک ہو جاتی ہے حالانکہ خدا نے قرآن مجید میں متعدد مرتبہ آپ کے مسح ہونے کی نفی فرمائی ہے۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ - یعنی اللہ کی پیدا کردہ تمام مخلوق کے شر سے خواہ وہ ذی رُوح ہو یا غیر ذی رُوح اور انسان ہو یا جن ہو۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ - یہ تخصیص بعد تقسیم ہے اس لئے کہ ان چیزوں کا شر باقی ہر صاحب شر کے شر سے زیادہ اہم ہے رعب و امارات کے وقت چوڑا کو درندے حشرات الارض میں سے موزی جانور زیادہ اذیت دیتے ہیں اس لئے رات کے شر سے پناہ مانگنے کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور ضررے کر آنے والی ہر شے کو غاسق کہا جاتا ہے لیکن یہاں رات مراد ہے کیونکہ اسمیں بھی مضر رساں طبقہ کو ضرر کا کھل کر موقع مل جاتا ہے اور وقب کا معنی دخول ہوتا ہے۔

التَّقَاتِ - اس سے مراد وہ جادوگر عورتیں ہیں جو کپڑے یا تاگے کی گرہوں یا پھونک مار کر جادو کر کے نقصان دیتی ہیں۔

حَاسِدٌ إِذَا حَسَدَ - یعنی حاسد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جب وہ حسد کرے ویسے دل میں حسد کا پیدا ہونا غیر اختیاری امر ہے البتہ اس کا استعمال کرنا فاعل کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے اسی لئے حاسد کے شر سے پناہ طلب کی گئی جبکہ وہ حسد کو استعمال کرے۔

حسد کی مذمت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا حسد ایمان کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح لکڑی کو آگ کھاتی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں جا رہے تھے ان کا ایک کوتاہ قد حواری ان کے ہمراہ تھا جب ایک ندی سے گزرنے لگے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا نام لیا اور پانی کی سطح سے پار ہو گئے جب اس حواری نے دیکھا تو اس نے بھی اللہ کا نام لیا اور پانی کی سطح پر چلنے لگا پس فوراً اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرے اور عیسیٰ کے درمیان تو کوئی فرق ہی نہیں جس طرح وہ اللہ کا نام لیکر پانی پر چل سکتے ہیں میں بھی پانی میں چل رہا ہوں پس یہ خیال دل میں آیا تو فوراً پانی میں ڈوب گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو نکال کر باہر کیا اور فرمایا تباؤ تیرے دل میں کیا خیال گذرنا تھا تو اس نے اپنا جرم بیان کیا پس آپ نے اس کو توبہ کی تلقین فرمائی پناہ اس نے توبہ کی اور دوبارہ اس کو اپنا کھویا ہوا مرتبہ مل گیا۔ بلند مرتبہ والوں کے مرتبہ کی خواہش کرنا یا ان پر حسد کرنا نہایت بُرا ہے آپ نے فرمایا خبردار ایک دوسرے پر حسد نہ کیا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ خلق جہنم کی ایک غار کا نام ہے جس میں ستر ہزار گھراور ہر گھر میں ستر ہزار مکان اور ہر مکان میں ستر ہزار آگ اور ہر آگ کے ستر ہزار زہریلے دانت ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب سات آدمیوں کا ہوگا ایک قابل دوسرا فرد تیسرا فرعون اور دوا دی بنی اسرائیل کے جنہوں نے یہود و نصاریٰ کو گمراہ کیا اور دوا دی اس امت کے ہوں گے اور ان سات آدمیوں کو جہنم کے عذاب کے نیچے خلق کے اندر داخل کیا جائے گا۔

ایک روایت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جہنم کے نیچے دسے تابوت میں اولین میں سے چھ آدمی ہونگے قابل فرد فرعون، سامری، قارون اور ہامان اور انہوں میں سے بھی چھ ہوں گے نعل، معادیر، عمرو عاص، ابو موسیٰ اشعری اور دوا دیوں کے نام محدث کو موصول گئے (برہان) ایک روایت میں عمرو عاص اور ابو موسیٰ کی جگہ ابن طلحہ و رئیس نہر دان کا نام ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حسد دین کے لئے آفت ہے اسی طرح خود پسندی اور عجب بھی آپ نے فرمایا مومن رشک کرتا ہے حسد نہیں کرتا اور منافق حسد کرتا ہے رشک نہیں کرتا۔

سورہ الناس

○ یہ سورہ مکہ ہے جو فلق کے بعد نازل ہوا ○ اس کی آیات کی تعداد بسم اللہ کے علاوہ چھ ہے۔ ○ سورہ فلق اور سورہ ناس کو معوذتین بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان دونوں کو نظر بد کے توہید کے طور پر لکھا اور باندھا جاتا ہے ○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا معوذتین قرآن میں داخل ہیں اور جنہوں نے ان کو قرآن میں شامل نہیں کیا انہوں نے غلطی کی ہے اور ان کو نماز فیض میں پڑھا جاسکتا ہے (الجزیر) ○ حدیث نبوی میں ہے جو شخص اس سورہ کو کسی درد پر پڑھے تو اس کو آرام ہوگا۔ باذن اللہ ○ آپ نے فرمایا جو شخص سوتے وقت اس سورہ کو پڑھے تو یہ سوتے وقت اس کا توہید ہوگا اور ہر درد و تکلیف و آفت کیلئے یہ سورہ توہید ہے اور باعث شفا ہے ○ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں ہر رات اس سورہ کی تلاوت کرے وہ قوم جن اور دوساں سے نجات پائے گا اور جو شخص اس سورہ کو کچھ کر چھوٹے بچے کے گلے میں لٹکائے تو وہ بچہ جنات کی اذیت سے محفوظ ہوگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ② مَلِكِ النَّاسِ ③ إِلَهِ النَّاسِ ④ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ⑤

کہہ دو میں لوگوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں جو لوگوں کا مالک ہے لوگوں کا معبود ہے دوسواں الناس کے شر

الْخَنَّاسِ ⑤ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ⑥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑦

جو لوگوں کے دلوں میں دوسوے ڈالتا ہے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے

رُکوع نمبر ۳۹

مَلِكِ النَّاسِ - مالک مطلق ہے ملک سے - سورہ فاتحہ میں مالک اور ملک دونوں کا پڑھنا جائز ہوتا ہے لیکن میاں

صرف ملک ہی پڑھا جائے گا کیونکہ ملک کے معنی میں تبریر ملک کا مفہوم ہے جو مالک میں نہیں پایا جاتا اور خداوند کریم

اگرچہ تمام کائنات کا رب ہے لیکن صرف رب انا ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ لوگوں میں سے بعض عظیم و متکبر مزاج بھی ہوتے ہیں جن کے شر سے ڈرا

جاتا ہے پس ربوبیت کو الناس کی طرف مضاف کیا گیا تاکہ یہ ظاہر ہو سکے کہ اللہ ہر متکبر و عظیم کا بھی پروردگار ہے اور وہ ہی کمزوروں کے لئے

جائے پناہ ہے اسی طرح لوگوں میں بادشاہ بھی ہوتے ہیں جن کے شر سے رعایا کو خطرہ رہتا ہے پس ملک الناس کہا گیا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو سکے

کہ وہ بادشاہوں کا بھی بادشاہ ہے جو کمزور رعایا کیلئے جائے پناہ ہے اور چونکہ لوگ بعض اوقات غیر اللہ کے بجاری بھی ہوتے ہیں تو اہل الناس کہا گیا ہے

کہ درحقیقت لوگوں کیلئے عبادت اسی ایک اللہ کی کرنی چاہیے جو تمام کا معبود حقیقی ہے اور بعض مفسرین نے الناس کے لفظ میں تکرار کا یہ جواب دیا ہے

کہ پہلی جگہ الناس سے مراد جنہیں ہی جو محتاج تربیت ہوتے ہیں اس لئے رب الناس کہا اور دوسری جگہ الناس سے مراد اطفال ہیں جو اپنی تدبیر کے آپ

مالک نہیں ہوتے اس لئے ملک الناس کہا اور تیسری جگہ الناس سے مراد بالغ لوگ ہیں جن پر عبادت فرض ہے پس اہل الناس کہا کہ لوگوں کا معبود

حقیقی اللہ ہے اور چوتھی جگہ الناس سے مراد علماء ہیں کیونکہ شیطان انہی کو دوسوے ڈال کر اپنا ایجنٹ بنانے کی کوشش کرتا ہے اور باہلی کے دوسوے

سے شیطان کو اتنا فائدہ نہیں کیونکہ وہ اگر گمراہ ہو گا تو تنہا ہو گا لیکن اگر گمراہ ہو جائے تو ہزاروں کو وہ گمراہ کر سکتا ہے اور آخر میں الناس سے مراد خود شیطان

ہی جو دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ - اس کی تقدیر اس طرح ہے مَنْ شَرِّ ذِي الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ یعنی ایسے شیطان کے شر سے جو وساوس

ہے یا اس طرح ہو گا مَنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْوَاقِعِ مِنَ الْخَنَّاسِ یعنی ایسے دوسواں کے شر سے جو خناس کی طرف سے ڈالا جاتا ہے اور خناس جنوسی سے

مشتق ہے جس کا معنی ہے ظاہر ہونے کے بعد چھپ جانا جس طرح ستاروں کو غُش کہا گیا ہے کیونکہ ظاہر ہونے کے بعد چھپ جایا کرتے ہیں اور اسی طرح

شیطان کو خناس کہا جاتا ہے کہ وہ نظروں سے چھپا رہتا ہے۔

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ - یہاں من بیان یہ ہے یعنی وہ خناس شیطان جو دوسوے ڈالتا ہے جنوں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں سے بھی ہوتا ہے

اور حضرت رسالت مآب نے فرمایا کہ مومن کے دل میں دو کان ہوتے ہیں ایک کان میں فرشتہ خدا کی جانب سے نماندگی کے طور پر نیکی کا اثناء کرتا ہے اور دوسرے

کان میں خناس شیطانی دوسوے ڈالتا ہے پس مومن شیطانی وساوس سے بچ کر فرشتے کی رہنمائی میں نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور اسی کے متعلق ارشاد ہے

وَاَيُّهُمْ يَدْعُ بِدِينِهِ الْمَعْرُوفِ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کا پُرستار قرآن سے پہلے مستحب قرار دیا گیا ہے تاکہ شیطانی وساوس سے دل پاک و صاف رہے مآلِ حمد لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاَبْلَغًا وَاَظَاهِرًا۔

اس اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے نامساعد حالات کے باوجود مجھے اپنے کلام کی حسب استطاعت تفسیر و ترویج کے لئے موفّق بنایا اگر اس کی توفیق شامل حال نہ ہوتی تو اس ذرّے بے مقدار کی کیا مجال کہ اس قدر اہم و مشکل کام کو سرانجام دے سکنا اور محمد آل محمد علیہم السلام کی تائید غیبی نے ہی مکرہمت بذات جس کی بدولت میں اپنے پردہ کار کی بارگاہِ عزت و جلال میں اس کے کلام مقدس کی تفسیر میں توفیق پا کر سرخروئی کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

اے اللہ اس ذرّے بے مقدار سے تیری حمد و ثنا کا حق ادا نہیں ہو سکتی نہ اس زبان میں اس قدر وسعت ہے اور نہ قلم میں اتنی بہت ہے اور نہ وہم و گمان و عقل و ادراک میں اس قدر حوصلہ ہے کہ تیرا کما حقہ حمد و شکر ادا کر سکوں پس میری اس کوشش کو بارگاہِ قبولیت میں جگہ دے اور روز قیامت کے لئے اس کو میرے لئے میرے والدین و اولاد و اقرباء و اساتذہ و تلامذہ و جملہ احباب و اکابر کے لئے ذخیرہ قرار دے اور ہماری لغزشوں سے درگزر فرما اور مومنین کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرما۔

آج بروز جمعرات ۲۲ اپریل ۱۹۵۶ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۷۶ء یعنی ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء بکرمی بوقت منجانبہ نماز ظہر تفسیر قرآن مجید انوار النجف فی اسرار المصنّف سے محمد نذیر عہدہ برائے سکاتوں پس اس کو ذخیرہ یوم معاد قرار دیتے ہوئے حضرت قائم آل محمد عج کی بارگاہِ عصمت میں بطور مدبر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا اپنے لئے باعثِ صداقت قرار سمجھتا ہوں۔

اس تفسیر کی ابتداء نجف اشرف میں رہائش کے دوران ۱۹۵۴ء میں ہو گئی تھی اور اسی مناسبت سے اس کا نام بھی انوار النجف تجویز ہوا تھا لیکن وطنِ مارت جاڑا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں پہنچنے کے بعد اس کی باقاعدہ تحقیق و تدقیق کے ساتھ تصنیف و تالیف کا کام شب سوموار ۲۲ دسمبر ۱۹۵۸ء مطابق ۱۰ جمادی الثانیہ ۱۳۷۸ء ۸ ربیع الثانیہ بکرمی سے ہوا۔

گویا تسمی لحاظ سے کل عرصہ ۱۴ سال اور ۴ ماہ صرف ہوا۔ اور قری اعتبار سے ۱۴ سال ۱۰ ماہ اور گیارہ دن میں یہ اہم کام پایہ تکمیل کو پہنچا لیکن اس عرصہ میں تفسیر کے علاوہ دوسری کتابیں بھی زیور طباعت سے آراستہ ہوئیں چنانچہ الجاس الفافرة، الجاس الرضیة، لمعة الانوار فی عقائد الابرار، اصحاب الیمین، امامت و ملکیت و جواب خلافت و ملکیت، اسلامی سیاست، نماز امامیہ اور ترجمہ الدین والاسلام بندہ حقیر کی مسلسل محنت و کاوش سے بفضلِ خداوندی و تائید معصومین علیہ السلام منصفہ شہود پر اچکی ہیں اور پورے پاکستان کے مومنین ان سے استفادہ کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لّٰهُ اَوَّلًا وَاٰخِرًا كَمَا هُوَ اَهْلُهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَيْرِ بَرِيَّتِهِ وَالْعِتْرَةِ الطَّاهِرَةِ عَلَيْهِمُ افْضَلُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ وَاللَّعْنَةُ الدَّائِمَةُ عَلَى اَعْدَائِهِمْ اِلَى يَوْمِ الدِّينِ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَذْكُرُوْكَ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرُ اَنَا الْعَبْدُ الْحَقِيْرُ الرَّاجِي رَحْمَةً رَبِّهِ الْقَدِيْرُ حَسْبُنِيْ جَنَّتُ وَلَهُ اللّٰهُ بِجَنَّتُ حَاجَا عَنِّي اللّٰهُ عَنْهَا وَشَكَرُ مَعَهَا بِجَاهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ